قال النبی الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة

الحمد لله والمنة که درین حسن ترین ازمنه از تازه افاضات مجمع الفیض و البرکات
جامع الفضائل والکمالات یکه تاز میدان تاریخ دانی علم افراز معرکه تحقیق معانی گرم رفتار
منازل شریعت قافله سالار مراحل طریقت مطلع انوار العرفان نور طلعت نوع الانسان
اعرف مجامع البشر اشرف جوامع اهل النظر حضرت مولانا شاه حافظ علی انور
لازالت انوار افاضاته لامعة لمع الشمس و القمر نسخه کرامه و صحیفه شهامه

یعنی

شهادت نامه

سنه ۱۳۱۰ھ

حسب فرمایش صاحب عقل و دانش سخندان نکته پرور قدردان اهل جوهر
مستجمع سعادات دارین آزدل و جان فدای حسنین جناب منشی
فدا حسین و بصرف زر کثیر عمده رؤسای مشاهیر عین الانسان و انسان
العین جناب منشی مظفر حسین ڈپٹی کلکٹر اعظم گڑه برادر خورد صاحب فرمایش موصوف
باهتمام و تصحیح تام بنده آسی محمد عبد العلی مدراسی عفی عنه بحفاظت جمله حقوق تصنیف

در [illegible] واقع لکهنؤ [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

بجز تو نیست کسی مستحق مدح و ثنا
بباید آنکه بعشق تو تن دهد بفنا
طلسم لا شکند هر که نفی خویش کند
حسن ببهر خدا شد شهید زهر جفا
کشید جام شهادت بمطلب توحید
که جان خویش و احبای خویش کرد فدا
فتاد چون تن پاکش بروی فرش زمین
شده بذکر شهادت زبان من گویا

ستایمت که ستایش همین سزاست ترا
چرا که فانی عشق تو باقی ابدست
تواند او که رسد بر حریم الّا
حسین مظهر لطف خدای بود بدهر
چنانکه گشت مخاطب بسید الشهدا
گذشت از زن و فرزند و جان و مال و منال
زمین کرب و بلا شد فضای عرش علا

هر آن کسیکه بود طالب لقای ابد
خوش آنکه او بفنا خویش را نمود رضا
دو گوشوارهٔ عرش خدای لم یزلی
فنا ز بهر بقا شد بدشت کرب و بلا
چنانکه مصطبهٔ عشق ذات شد سرمست
نهی تشکیک و خفی صبر و جود و استغنا
ز فیض خدمت پیران کاشف اسرار

حمد و سپاس بیقیاس اور شکر و ثنای قدسی اساس اُس معبود احد محمود ہر نیک و بد خالق منان مالک جان و جہان کو کہ گرمی ہنگامہ ماسوا اُسکی آفتاب ذات کا پرتوہ ہی اور رونق بازار شیونات متعددہ مختلفہ و تعینات متنوعہ متکثرہ اُسکی تجلی صفات کا جلوہ حسب ایت فیض اشارت کُنتُ کنزاً مخفیاً کی منشای اصلی و باعث حقیقی اس بوقلمونی اور جلوہ گری کا اُسی حسن ازل کے ظہور نور کا تقاضا ہی ہر چند سرّ حب ازلی کُل اشیا مین ساری ہی اور ذوق و شوق لم یزلی ہر ماسوا پر طاری جو ذرہ ہی وہ تابش سے اِس مہر منور کے ماہ درخشان ہی جو قطرہ ہی وہ ریزش سے اس سحاب مرحمت کے بحر عمان ہی اُسی سے کہا ہی کہ رند ہو یا پارسا دونون اُسی میکدے مین ہم پیمانہ ہین شیخ ہو کہ ترسا دونون اُسی نغمے کے ہم ترانہ ہین بلکہ جسنے پردۂ غیب سے سر نکالا ہی وہ اُسی رحیق مختوم کے ایک جرعے سے متوالا ہی

ابیات

سدره نشینان سوی او پر زنند
رفرفیان نیز همین در زنند

گر سر چرخ ست پُر از ذوق وست | در دل خاک ست پر از شوق وست | رشتۂ خاک از کرمش وا نہ ایست
از گل با غش ارم افسانہ ایست

مگر پھر بھی یہ کرمت خاص اسی خاک بی بضاعت کے شامل ہوئی کہ قابلیت تحمل بار امانت گوہر نورانی انسان ہی کو حاصل ہوئی آئینہ شہود حسن ازلی یہی ٹھیرا اور گنجینہ اسرار وجود لم یزلی یہی بنا

ابیات

عکس آئینہ عالم او شخص ست | ہر کسی مست از شراب الست | گشت آدم جلا ہی این مرآت
شد عیان ذات او بجملہ صفات | در ہمہ افراد کُلّی جامع | سر ذات وصفات او لامع

وہ بار گران امانت جسکو کوئی نہ اُٹھا سکا اسنے اپنے دوش ہمت پر اُٹھا لیا تو ارشاد ہوا کہ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا یعنی بیشک وہ ہی بڑا ہی ترس نادان اور جو اپنے نفس پر جبر نکرے یہ بار کیسے اُٹھا سکتا ہی اور جہول یعنی جو دیکھتا سنتا اور کہتا سمجھتا ہی سب دائرۂ نفی ہی مین داخل کرتا ہی اور سوائے اعتراف جہل کے دم نہین مارتا ہی یہ مقام جہل وحیرت ہی نہ وہ جہل وحیرت جسکو ہم جہل وحیرت جانتے ہین بلکہ عین معرفت ہی نہ وہ معرفت جسے ہم معرفت کہتے ہین دیدۂ کشف وشہود اس جگہ خیرہ وتباہ ہی اور عقل کا ہاتھ اس ادراک کے دامن سے کوتاہ نہ اسوجہ سے کہ ظہور مطلوب مین قصور ہی بلکہ اس نظر سے کہ عقل خفاش ہی اور وہ نور سے

ابیات

سے کرد مورے دعائے سحر | کہ مہمانش آید سلیمان مگر | چہ خوش گفت یک مرغ زیرک بدو
سلیمان بیاید دلی جاے کو

جب تک مطلوب اوج عزت سے نزول نفرمائے اور طالب حضیض عبودیت سے اوپر چڑھ نجائے رسائی کیونکر پائے اسی درد مین ہر اہل درد کا دل بیتاب ہی یہ وہ درد ہی جسکا درمان نایاب ہی حضرات صوفیہ فرماتے ہین کہ جو اس درد مین مبتلا ہی وہ زندہ بجان ہی جسکو مطلوب ملا ہی وہ زندہ بجانان ہی

ابیات

درد حاصل کن کہ درمان درد تست | درد و عالم دارو جان درد تست | ذرۂ درد خدا حاصل ترا
بہتر از ہر دو جہان حاصل ترا | در گذر از زاہدی وسادگی | درد باشد درد کار افتادگی
ہر کرا جامہ ز عشقش چاک شد | او ز حرص وعیب کُلّی پاک شد | جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد وچالاک شد

انسان اسی درد کے سبب تمام خلق سے سرافراز اور اسی درد کے بار امانت اُٹھانے سے مشرف وممتاز ہوا کہ مرتبہ اُسکا فرشتون سے بڑھ گیا

المولفہ بیت

درد سب دردون مین کامل فرد ہی
اسکو جس پہلو سے اُلٹو درد ہی

فرشتونکو با وصف کمال قدس مقام معین سے تجاوز نہین کہ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور منتہا آب وخاک کا خود حضرت پاک ہی وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى جو قرب معیت اسکو حاصل ہی وہ کسی مخلوق کو نہین اسواسطے کہ محیط کو جو نسبت مرکز کے ساتھ ہی وہ کسی سے نہین پس نقطۂ خاک اگرچہ اسفل موجودات ہی لیکن محیط مطلق سے قرب معنوی رکھتا ہی اسی لئے حدیث مین آیا ہی کہ بندہ سجدے کے وقت خدا سے زیادہ قریب ہوتا ہی الحق او مصنوعات اگرچہ بیشمار ہین مگر جو کام آب وگل سے ہوا وہ اور دوسرے سے نہین ہوا

المولفہ شعر

وہ گل کہ باغ جہان مین تلاش تھی جسکی | وہ سر گل تو اسی خرد آب وگل مین ہی

حضرت ابوبکر نساج نے عرض کیا کہ الٰہی میرے پیدا کرنے مین کیا حکمت ہی فرمایا کہ اپنا جمال تیرے آئینۂ روح مین دیکھون اور اپنی محبت تیرے دل مین ڈالون پس فقر و بندگی ہی سرمایۂ فخر انسان ہی اور نیش درد ہجر اور طلب وصل مطلوب ہی ہر دم اُسکی نوش جان عاشق اُسکا شیوہ چاہیے اور بلای والا اُسکے شجرۂ وجود کا میوہ نعمت و رحمت تو ہر کسیکو دیتے ہین پہ بلا و مصیبت دوستون ہی کیلیے مخصوص ہے

شعر رسد بر اہل ایمان بیشتر آفات زدنیا	گر زندی نیست از وندان جز انگشت شہادت را	سالکان راہ محبت ہمیشہ رنج و غم ہی مین

رہتے ہیں اور ہر لمحہ انواع مصائب آنیر تازہ ہوتے ہین اس قوم کے سینے مین محبت کی ایسی آگ بھڑکتی ہی کہ کسیطرح فرو نہین ہوتی

شعر دست در عشق کہ اندر بلا ہا او	ہر چند سستی بیش نمائی تیز شود	نقل خواجہ جنید بغدادی حضرت

سری سقطی کے انتقال کے وقت پنکھا جھلتے تھے آپ نے فرمایا اے فرزند پنکھا ایسی آتش جانسوز کو کب فرو کر سکتا ہی جسکی

ایک چنگاری پہاڑ کو جلا کر راکھ کر دے شعر	طبیبا خویش را زحمت مدہ چون من نخواہم شد	کہ من اندر سر شوریدہ سودائی دگر دارم
مرا این تشنگی از بہر آب تیر ست این را	نمی بینی کہ در ہر دیدہ دریائی دگر دارم	یہ وہ مرض ہی کہ ہزار تندرستی اسپر

نثار اور یہ وہ بیماری ہی کہ لاکھ صحت اسپر قربان دوا کیسی علاج کسکا **بیت** | مصلحت نیست مرا سیری ازین آب حیات

ضَاعَفَ اللّٰہُ بِہٖ کُلَّ زَمَانٍ عَطَشِی	طالبان حق کو جو لطف و مزہ درد و مصیبت مین حاصل ہوتا ہی اسکا عشر عشیر بھی نعمت

و راحت مین نہین ملتا اگر زکریا علیہ السلام سے کہا جاتا کہ تمھاری تمنا کیا ہی یہی فرماتے کہ قیامت تک میرے سر پر ہی آرہ چلے اور اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا تو یہی عرض کرتے کہ ہمیشہ وہی خنجر تیری راہ مین میری گردن پر پھرا کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہی ہین کہ قسم اُسکی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی البتہ مین دوست رکھتا ہون اس بات کو کہ خدا کی راہ مین قتل کیا جاؤن پھر زندہ کیا جاؤن پھر قتل کیا جاؤن فی الواقع یہ جان نثاری بھی عجیب لطف جناب باری ہی شہدا کی فضیلت مین لَا تَقُولُوا لِمَن یُّقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتٌ شہادت کافی ہی اور اُن کی حقیقت بتانے کو بَل اَحیَآءٌ عِندَ رَبِّہِم بشارت وافی جل جلالہ وعم نوالہ مصرعہ

تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد	از حق بود صلوۃ و زامت بود سلام	بر حضرت محمد و بر آل او مدام

تمہید لطیف لغت منیف جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے ہر ایک نوع مخلوقات کے لیے ایک اندازہ رکھا ہی اور ہر ایک نوع کی خلقت خاص اور صورت خاص ہی اور افعال و اخلاق بھی علیحدہ علیحدہ اور آدمی افضل انواع حیوان ہی عقل و ذکا اور راہ پانا انواع غریبہ پر اُسکی نوعیت ذاتی کا مقتضا اور اُسکی کمال وصفی کا خاصہ ہی اور نفس آدمی مین دو قوتین رکھی ہین قوۃ ملکی اور قوۃ بہیمی اگر آدمی اپنے آپ کو قوۃ ملکیہ کو دیدے اور وہ کرے جو سبب زیادتی قوۃ ملکیہ کا ہی تو ملائکہ کے شمار مین آئے اور اُسی قطار کا کہلائے اور جو قوۃ بہیمیہ کے ہاتھ پڑ جائے تو آدمی سے چارپایہ بنجائے اور ایک حالت ہی جسکو اعتدال نوع آدمی مقتضی ہی اور وہ امتزاج ہی دونون قوتون مین افعال بہیمیہ سے وہ کرے جو

قوۂ ملکیہ کے ساتھ مخالفت نرکھتا ہو اور افعال ملکیہ سے وہ کرے جو قوۂ بہیمیہ سے مزاحمت کے لیے نہ اٹھی پس دونون قوتین صلح کرلین اور اصل صورت نوعیۂ انسان اسی ہیئت اعتدالیہ کو چاہتی ہی اگر عصیان اُسکا مادہ منع ہو تو فطرۃ اللہ الّتی فطر النّاس علیہا اسی ہیئت اعتدالیہ کی طرف اشارہ ہی اور اس ہیئت اعتدالیہ کے لیے ملکات اور افعال اور اکتسابات ہین اور نقائص اور اُنکی کفارات آور یہ قصہ اسکی مشابہ ہی کہ صاحب طب پہچانتا ہی کہ ہیئت اعتدالیہ کے لیے جسکا نام صحت ہی اسباب اور مقتضیات ہین پس وہ حکم کرتا ہی اور منع کرتا ہی جب حق تعالی نے ازل مین ساری مقتضیات نوعیہ کی تقدیر فرمائی تو اُسکی ضمن مین بمقتضائے حکمت واجب ہوا کہ ہیئت اعتدالیہ نفسانی جسکو زبان شرع مین فطرت کہتے ہین اور ملکات اور حالات جو اس سے پیدا ہوتی ہین اور کو اسباب اور مقتضیات یہ سب معین فرمادیے اور اسکو شریعت نبی وہ کہتے ہین پس بعض چیزونکو حلال و واجب کیا اور بعض کو مستحب اور مباح اور مکروہ اور حرام اور انکی تعلیم بشر کو بغیر شبیہ بالہامات جلیہ نہین ہوتی آور قابل تعلیم بلا واسطہ نہین ہوتا مگر اعدل انسان باعتبار قوای نفسانیہ اور یہہ شرع واحد ہی تغیر اور تبدل کو اسمین راہ نہین مگر قابل اسکی ہی کہ کسی خاص جگہ پر مقید کرین جیسے طبیب کہ صحت آدمی کے لیے نسخۂ خاص بعد ملاحظہ سن و سال و فصل و شہر کی معین کرتا ہی اور اسکو شرعت اور منہاج کہتے ہین لکلٍّ جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا پھر جسوقت ارادہ ازلی متعلق ہوتا ہی اسطرح کہ سارے بنی آدم شریعت کو جائین تا اصلاح انکی ہو اور عقل و قوی انکی اُس علم حق سے متسلی ہون تو سبب حدوث ارادہ افعال خیر اور موجب باز رہنے کا منہیات سے ہو بہتون کے حق مین یا باہم بنی آدم کی انواع شرک سے مظالم شایع ہون اور رفع شرک و مظالم انمین سے بغیر پیمبر مؤید جانب قدس سے میسر نہو یا کسی قوم مبغوض کا وقت موعود عذاب آگیا ہو اور مصلحت نہین کہ آسمان سے پتھر برسائین یا اور طریقے عذاب سخت کی برتی جائین بلکہ مصلحت خداوندی یہی ہو کہ کوئی رسول صاحب شوکت بھیجا جائے کہ وہ شرک و مظالم کو دور فرمائی طرق معاش سکھلائے راہ معاد دکھلائے اور وہ بمنزلہ جبرئیل واسطہ تعذیب اُس جماعۃ مبغوضہ کا ہو اور اس علم اور اس منصب کی لیاقت ہر فرد انسان کو نہین ہوتی بلکہ یہہ قابلیت اُسکو ہی جو اعدل افراد اور اشبہ ملأ اعلی کے ساتھ ہو اور ساری اوقات بھی قابل ظہور امر حق کی نہین بلکہ حکمت آلہیہ قبل از وجود افراد معین فرمالیتی ہی ایک فرد کو اور مشخص کرلیتی ہی ایک وقت کو جب وہ وقت آتا ہی تو وہ پرتوہ ظہور لم یزلی جلوہ گر ہو جاتا ہی حق تعالی اُس نفس قدسی معتدل کو اپنے لیے برگزیدہ فرماتا ہی کما قال تعالی واصطنعتک لنفسی یعنی اور بنایا مین نے تجھکو خاص اپنے واسطے اور وہ شرع اُسکے دلمین القا فرماتا ہی اور اُسکی قوائے عقلیہ و قلبیہ کو اپنا مسخر کرتا ہی اور ایک گروہ کو اُسکے گرد جمع فرماتا ہی اور اُنکو منصب اُنکے ارشاد و تعلیم کا کرامت فرماتا ہی اور اُنکو توفیق تعلم اور استرشاد کی دیتا ہی اور پھر خواہش اُنکی باہم شایع کرتا ہی اور اُسکے قلب کی روشنی اُنکے قلوب کو ایسا روشن کردیتی ہی جیسے گھر کا ایک چراغ کل اپنی گرد و پیش کے شیشونکو روشن کردیتا ہی پس اس ارشاد اور استرشاد کی بدولت دونون

امر موجود ہوتے ہین کمال نفس پیمبر اور نفوس امت اور وہ شریعت الٰہیہ جو ازل مین صورت پا چکے تھے اور دونون حقیقتین کسی نحو کی انکا تحقق سے موجود ہو جاتے ہین جیسے کتاب طب کے لیے مثلاً وجود خطی اور وجود لفظی اور وجود ذہنی ہی پس وجود خطی تو وہی سیاہ رنگ ہی کاغذ کے صفحہ پر ایک خاص طریقہ سے جما ہوا جو دلالت چند حرفون پر کرتا ہی اور وجود لفظی وہ اصوات غیر قارہ ہین جو دلالت کرتے ہین صور ذہنیہ پر اور وجود ذہنی یہی صور ذہنیہ جو تفصیل مین مسائل طب اور انکے حل مشکلات کے ہین سبب لکھنے اس کتاب کے ایک امر معرفت قواعد طب کے پیدا ہوئی اور باہم لوگون مین اسکا رواج ہو گیا اسیطرح وہ شریعت مثلہ ملکوتی اس تعلم و تعلیم سے متحقق ہو جاتی ہی پھر مین معانی رسولون کے بھیجنے اور کتابون کے نازل فرمانے کے اور یہ ایک وجود ہی دوسرے وجود کے ضمن مین وہ ایک روح اور دوسرا جسد ہی اور صورت نبی کی کبھی صورت بادشاہ کی اور کبھی خلیفہ کی ہوتی ہی اور کبھی صورت دانشمند اور عالم کی اور کبھی زاہد اور مرشد کی اور ہر صورت کے اسباب ہین بحث اور خطا اور قوی سے اور ہر صورت کے افعال اور آثار ہین جیسے بدن کا مادہ عناصر اربعہ ہین اور نفس ناطقہ روح مدبرہ اُسکی اور سبب بدن نطفہ سے اور غذا ہین غرض جس صورت پر حق تعالی کو حضرات انبیا کا جاہ و عزت اور غلبہ متصور ہوا وہ اُنکو کرامت فرمائی اور امت کو اُنکی اطاعت کی توفیق دے کہ وہی اطاعت بجاے بدن لحمی انسان کے ٹھیرے اور رضا کی نظر عنایت اُسمین بجاے نفس ناطقہ کے اور جیسے بدن آشیانہ نفس ہی ویسی ہی صورت غلبہ اور عزت اور جاہ اور قومی انقیاد اور اُنکی شکرگزاری یہ نبوت کا بدن ہی اور عنایت الٰہی اور امانت غیبی اُسکی روح بالجملہ اسی انتظام سے نظام عالم ہوتا چلا آیا اور دورہ نبوت یونہی تا زمانہ حضرت عیسی علیہ السلام رہا پھر بعد حضرت عیسی علیہ السلام کے وہ وقت آگیا کہ تمام عالم مین توحید اور اصل دین کا نشان باقی نہ رہا عموماً سب نے اور خصوصاً عرب نے بت پرستی اختیار کی راہ و رسم انبیای سابقین بالکلیہ محو ہو گئی کسیکو نہ معاد سے کچھ خبر نہ مبدء کا کوئی کہین کچھ ذکر دین قدیم حنیفی کی تحریف ہوئی شرک کی یہ حالت ہوئی کہ گویا وہی بجاے توحید کے معمول بہ ہو گیا بلکہ توحید کا جس شخص نے نام لیا اُسنے سارے زمانے کو اپنا دشمن بنالیا اُسکو کہنی بھی امید نہین کہ یہان سے اگر بھاگیے تو وہان جا کر پناہ لیجیے بلکہ موافق اس مصرعہ کی مصرعہ

بھر گیا کہ رسید یم آسمان پیدا ست

تمام عرب و عجم سب برابر ہو گئے چندے یہی کیفیت رہی تھی کہ پھر آپ جانیے کہ اپنے دین کا خدا ہی حافظ ہی اشعار

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئی پہلوے آمنہ سے ہویدا
دعاے خلیل اور نوید مسیحا
ہوئی محو عالم سے آثار ظلمت
کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت

نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت
کہ تھا ابر مین ماہتاب رسالت

یعنی حق تعالی نے اس معشوق عاشق اور عاشق شائق سبب آمرزش گناہ آدم و بنی آدم منشاء مقصود آفرینش عالم محرم حریم خاص لی مع اللہ مرجع و ماخذ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ
(جس نے حکم مانا رسول کا اسنے حکم مانا اللہ کا) اشعار

وہ نبیون مین رحمت لقب پانیوالا + مرادین غریبونکی برلانیوالا + مصیبت مین غیرونکی کام آنیوالا + وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا

فقیرونکا ملجا غریبونکا ماوا | یتیمونکا والی غلامونکا مولی | خطا کار سے درگذر کرنیوالا | بداندیش کے دلمین گھر کرنیوالا

مفاسد کا زیر و زبر کرنیوالا | قبائل کو شیر و شکر کرنیوالا | عالیجناب طٰہٰ خطاب شہریار ایوان لولاک شہسوار میدان

افلاک چہرہ پرداز عروس حجاب لا اُبالی پردہ برافگن مجلگیان اسرار لایزالی بہار گلشن رحمت سرو جویبار عظمت بسملہ فرقان

نبوت حمدلہ قرآن رسالت

ابیات

گر وجود او نبودی ذات واجب را ظہور | تا ابد در پنجہ تقدیر بودی در حجاب

تا مسیح از خاک آدم مسح پیشانی نکرد | کی شدی بر آسمان ہمچو دعاے مستجاب | شافع امم رحمت عمیم نبی کرم شعار

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ | وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ | وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انواع احکام اور حکمتون سے آپکو گویا فرمایا وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اور آپ ہی کے اعجاز علمی سے ایک کتاب جو اپنے لاجوابی کا خود ہی جواب ہاتھ واب سکھے عطا فرمائی آپ نے نبوت کا دعوی کیا اور طرق ادای نماز و زکوۃ و روزہ و حج و واجبات و مستحبات وغیرہ اور طریقے سیاست مدن اور آداب معیشت کے سکھانا شروع فرمائے اور دفع شرک و بدعت کے بارہ مین خاص ایسی حالت مین کہ ابنای روزگار کی وہ شوکت اور ثروت اور یہان یہ افلاس وحدت اس جوش و اخلاص کے ساتھ کوششین کین کہ خدا کی راہ مین جان تک بھی عزیز نہ رکھی آپ ہی کی ایسی ہمت تھی کہ سارا زمانہ ایک طرف اور آپ کی تنہائی اور بیکسی ایک طرف تعصب مذہبی سے لوگونکی یہ حالت کہ اپنے بیگانے خون کے پیاسے آپنے اپنی قوم کے کیسے کیسے ظلم اُٹھائے پر حق کہنے اور کہلانے سے باز نہ آئے آخر جب طرفوالون سے اُمید و براہی نرہی تو گھر بار چھوڑ لڑکے بالے خدا کی حوالے کر ایک آپ اور دوسرے آپ کے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مکہ سے مدینہ تشریف لائے اور چند خستہ حال رفیقون سے کس ثبات اور قیام کے ساتھ اُن مخالفون سے مقابل ہوے کیسی داد شجاعت دی جسکو سارا زمانہ جانتا ہی پھر تو مثل مشہور ہی کہ ہمت کا حامی خدائے غفور ہی آپ کے استقلال و خلوص نیت اور یاران شکستہ حال کے حسن احوال و راست بازی سے جانبازی اور مردانگی کا یہ ثمرہ ہوا کہ جو دشمن سامنے آیا منہ ہی کی کھا گیا جس نے سر اُٹھایا سر ہی کٹا گیا ہجرت اورون نے بھی کی ہی پر ایسی مصیبت اور بیکسی سے کسنے کی محبت کیش اور بھی گذرے مین پر ایسے صداقت اندیش ہمنے تو کیا کسی نے نہ دیکھی نہ سنی ہونگے کوئی بتلائے تو سہی کہ کس کی ہمت کے بدولت توحید کا اتنا بول بالا ہوا تمام عالم مین ایک خدا کی پرستش کا کب اتنا مرتبہ دوبالا ہوا اور بھی بہت سے ستارے چمکے پر اس ماہ شب افروز رسالت نے اسلام کے اندھیرے گھر مین کچھ اور ہی اُجالا پھیلا دیا کفر و جہالت کے دریاے ناپیدا کنار مین ڈوبتون اور شرک و ضلالت کے

ع ۱ یعنی سردار دونون جہان اور دونون قسم کی مخلوقات یعنی جن و انس اور دونون گروہ یعنی عرب اور عجم کے ۱۲

ع ۲ یعنی وہ نہیں بولتا اپنی چاہ سے وہ تو وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے ۱۲

ع ۳ بڑھ گئے سب نبیون سے پیدائش میں اور اخلاق کے اعتبار سے اور نزدیک نہ پہونچے ان کے علم میں اور نہ کرم میں ۱۲

طوفان عظیم الشان مین پڑے ہوؤن کو گرداب تعصبات اور تشددات سے نکالکر کشتی اعظم لا الہ الا اللہ پر بٹھا کر اسطرح سے نجات کے کنارے پر اُتارنا خاص اُنھین کے دست و بازوؤن کا کام تھا جو اس نازکی کے ساتھ دونون عالم کا بار اُٹھائے ہوئے تھے وہان حضرت نوحؑ کی کشتی مین چند ہی جانداروں نے نجات پائی تھی یہان بیشمار لوگون نے ساحل نجات دیکھا وہان کے سوار کوہ جودی پر اترے یہان کے چڑھنے والے سیدھے بہشت مین پہونچے القصہ برکات نبوت اور فیوض رسالت دن دونی رات چوگنی ہوتی رہی چند ہی روز مین سارا عالم آپکا ہوگیا خدا کا کلمہ پڑھنے لگا آپ ہی کل کے لیے وسیلہ تقرب الی اللہ ہوئے اور بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت تک تقرب حقیقی اور حکمی آپ ہی کی ذات قدسی صفات مین جلوہ گر رہیگا اور عالم مین سوائے دین اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہیگا پس یہ کرشمہ محبت خداوندی اور اعجاز کمال علمی محمدی نہ تھا تو اور کیا تھا اگر آپ مسند آرائے حکومت یا ثروت و دولت ہوتی تو یہ خیال ہوسکتا تھا کہ خوف شوکت یا طمع دولت مین ان لوگون نے ساتھ دیا ہے اس بیکسی و افلاس پر جب یہ خون خواریان جسگر کا وہان ظہور مین آئین تو لاریب یہ آیت باہرہ اور علامت ظاہرہ ہے حقیقت ملۂ مصطفویہ کی علی صاحبہا ازکی الصلوۃ والتحیۃ فقد اللہ یہ اخلاص کہ اپنے لیے کچھ نہین ہر بات مین خدا ہی کی عظمت اور توحید مدنظر ایسا اخلاص اور محبت اور ایسی اخلاق اور الفت کوئی اور کسی مین بتائے توسہی اور جسنے ایسے کام کیے ہون اُسکو کوئی دکھلائے توسہی بیشک یہ کمال علمی کمال محمدی ہی تھا جو ایسا لاثانی ہوا اور حقیقۃ محبوب ازلی ہی تھا جو دونون کمال علمی و عملی مین یکتا ہوکر خاتم الانبیا بنا نہ اور کسیکے لیے یہ خطاب آیا نہ اور کسینے یہ دعوی کیا ؎

ای صد ہزار جان جہان پاو قف جان تو	ہر دم ہزار تحفہ زما بر روان تو	از حق بود صلوۃ و رحمت بود سلام	بر حضرت محمد و بر آل و مدام

جب سلطنت دینی کامل ہوئی اور مملکت دنیاوی مین صرف ایک پایہ جسکو عرف مین شاہنشاہی کہتے ہین و جسکی بشارات متواترہ اور اشارات متکاثرہ حضرت حق جل شانہ نے فرمائی تھی اور وہ خلفاے راشدین کے ہاتھ سے پورا ہوکر آپ ہی کے پلہ حسنات مین لکھا گیا باقی رہگیا تھا کہ جذب شوق ازلی اور ذوق وصل شاہد لم یزلی دامن کشان ہوا آپ نے ترسٹھ برس کے سن شریف مین رحلت فرمائی عالم مین قیامت سے پہلے قیامت آئی حق تعالی نے ہم خادمان احمدی و غلامان محمدی پر یہ عنایت فرمائی کہ قرآن پاک ہی مین ہمکو ہدایت فرمائی کہ ای امتیان محمدی جسطرح مین نے اپنے پیغمبر با فتوح حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم کیا اور اُسمین طرح طرح کے منافع رکھے تاکہ خلائق اُسکو تمھاری یادگاری کے لیے محفوظ رکھین اور اُسکو سنکر معلوم کرلین کہ جب خوف ڈوبنے کا دلون پر طاری ہو اور قطع کرنا سطح آب کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جانے کے لیے یا ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف یا ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف سفر کے لیے منظور ہو یا کچھ نہ سہی دریا کی پیمایش ہی کی ضرورت پڑے تو اس قسم کی چیز بنالین اور بے تامل آرام سے

کہاتے پیتے سوتے جاگتے ہنستے بولتے چلے جائین اور جیسے آب طوفان سے جو ایک نحوست عتاب اور مادہ عذاب تہا حق تعالی نے اس چیز کے ذریعہ سے اُنکو بچایا اور باوجود شرکت عذاب کے اُنکو عذاب سے محفوظ رکہا یونہی تمکو بہی چاہیے گناہون کی ثقل طبعی سے ہلکے ہونے کے لیے جو تمکو بحر زخار دوزخ مین ڈبانے والے ہین ان لوگون سے توسل حاصل کرنا چاہیے جو ذریت لطیفہ کے مانند ہین جیسے کشتی یعنی اہل بیت نبوت کی محبت اور متابعت خود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی محبت اور متابعت ہی او گناہون کے ثقل طبعی دفع کرنے مین تریاق مجرب کا حکم رکہتی ہی اشعار

وست دریا ای کہ بونہ زدونا گاہ ہست	باغ جنان بہار جمال محمد است	سو بیچارہ ہوس کرد کہ چو کعبہ رسید
ای غریق گناہ دست تو دامان محمد است	کشتی نوح ہست آل محمد است	ختم رسل و نجات کمال محمد است

اسی لیے حدیث مین وارد ہوا کہ میری اہلبیت کی مثال تم مین مثل کشتی حضرت نوح کے ہی جو اس کشتی مین سوار ہوا اُسنے نجات پائی اور جو باہر رہا وہ ڈوب گیا اور وجہ تخصیص حضرات اہلبیت کی یہ ہی کہ حضرت نوح کی کشتی اُنکے کمال عملی کا نمونہ تہے اور حضرات اہلبیت کو بہی حق تعالی نے کمال عملی خاتم النبیین کا نمونہ بنایا تہا کیونکہ کمال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت محبت اور حفظ اور فتوت اور بارت سے نہین حاصل ہو سکتا جب تک کہ وہ شخص تو امی سو جانے آنحضرت سے مناسبت رکہتا ہو اور یہ مناسبت اجتہاد ولادت معنوی و ولادت اصلی و فرعی کی غیر ممکن ہی سو اس کمال کے واسطے کل شعبون کے ساتہ کہ معدن ولایات مختلفہ کا ہی اس مجہری مین حق تعالی نے ہمیشہ پایا اور یہی وجہ ہی کہ یہ حضرات سب مرجع سلاسل اولیای امت کے ہوئے ہین پس جو شخص ان ذوات شریفہ کی ... بہی بیارہ ناچار استفاضہ انکا انہین حضرات بابرکات سے کرتا ہی اور وہ اسی کشتی مین سوار ہوتا ہی بخلاف کمال علمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ بیشتر صحابہ مین جلوہ پذیر رہا اس لیے کہ انتظام اس کمال کا استفادہ صحبت و ارشاد شاگرد اور استاذ پر موقوف ہی اور جاننا استاذ کی مرضیات کا اور سیکہنا طریقہ آمد و شد اور حل مشکلات اور استخراج مجہولات کا اسکے لیے ضرور ہی لہذا ارشاد ہوا کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور چونکہ قطع دریای حقیقت بدون بازوی علمی و عملی دونون کے ممکن نہین لہذا ہر مسلمان کو دونون بازوون سے تمسک واجب ہوا جسطرح قطع سفر دریا کا بغیر سواری کشتی اور بلا رہنمائی

[illegible]

[illegible]

حال نجوم کی محال ہی ورنہ سمت توجہ غیر سمت توجہ سے متمیز نہو گی پس فرمایا اللہ تعالی نے قصہ اس کشتی کا اور کیفیت نجات کی طوفان سے تاکہ مسلمانون کو اس سے تدبیر حاصل ہو اور یاد رکھے کان یاد رکھنے والا حدیث مین ہی کہ حضرت نے بعد نزول آیہ کریمہ وتعیہا اذن واعیۃ کی جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ مین نے اللہ تعالے سے سوال کیا ہی کہ کردے ایسے کان تیرے اے علی اور نکتہ تخصیص یہ ہی کہ حضرات اہلبیت کا کشتی ہونا بغیر جناب امیر علیہ السلام کے متصور نتھا کیونکہ اسوقت مین اہلبیت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قابل امامت اس طریقے کے نتھے صغیر السن بھی اور انکی تربیت اور تعلیم دوسرے پر محول فرمانا شان آنحضرت کی خلاف تھا لاجرم قواعد نجات کی ثقل معاصی سے حضرت امیر علیہ السلام کو تعلیم فرما کر انکو انکا امام قرار دیا اور آپنے کمال علمی کو انکی صورت مین متصور کرنا ضرور ہوا تاکہ آنجناب بحکم ابوت اس کمال کو اپنے صاحبزادونکو پونہچائین اور یہ سلسلہ قیامت تک انکے توسط سے جاری رہے لہذا حضرت امیر کو یعسوب المؤمنین کا خطاب ملا اور ساتھ اسکے چونکہ آپ علاقہ دامادی بھی آنحضرت سے رکھتے تھے اور بچپن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مین پرورش پائی تھی اور ہر امر مین رفیق وشریک آپکے تھے اس سبب سے حکم فرزندی بھی انپر صادق آتا تھا اور انکو بسبب قرابت قریبہ کے مناسبت کلیہ قوای روحانیہ آنحضرت سے بھی حاصل تھی پس حضرت امیر علیہ السلام گویا پرتو اور صورت کمال علمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھے جسکو ولایت وطریقت کہتے ہین اور یہ استعداد انکی روز بروز دعای آنحضرت سے دوچند ہوتی رہی اور غایت مرتبہ کمال کو پہونچی یہانتک کہ آثار اسکے تمام سلاسل اولیا مین پیدا اور ہویدا ہین کذا فی تفسیر فتح العزیز اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فاروقی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ اپنے رسالہ وصیت نامہ کی وصیت پنجم مین فرماتے ہین کہ فقیر کو معلوم ہوا ہی کہ ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم اقطاب نسبتی ہوئے ہین اور رواج تصوف کا قریب تمام ہوئے انکے زمانہ کے ہوا اور قطبیت انکی ایک امر باطنی ہی تکلیف شرعی سے کام نہین رکھتے اور نص اور اشارہ ہر ایک کا اپنے قائم مقام کو باعتبار اسی قطبیت کے ہی اور امور امامت راجع اسی طرف کو ہین کبھی اپنے بعض مخلص یارون کو اسپر مطلع کرتے تھے بعد ایک زمانہ کے ایک قوم نے تعمق کیا اور انکے قول کو دوسرے محمل پر اتار لائے واللہ المستعان انتہی قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی عثمانی کہ مشاہیر خلفای نقشبندیہ مجددیہ اور عظمای واصلین سے ہین اس کلام کی شرح مین لکھتے ہین کہ جو کچھ حضرت شیخ نے اثبات قطبیت ائمہ اثنا عشر مین

[illegible]

[illegible]

لکھا ہی اس مضمون کو حضرت قطب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے شرح بیت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ مین لکھا ہی اور فقیر نے اُسکو شمشیر برہنہ مین لکھا ہی انتہی آور سیف المسلول مین لکھتے ہین کہ بعضے اکابر اولیای امت کو بکشف صریح جو ایک سبب اسباب علم سے ہی ظاہر ہوا ہی کہ فیوض و برکات کارخانہ ولایت کلی جو جناب الٰہی سے اولیا پر نازل ہوتی ہین پہلے ایک شخص پر نازل ہوتی ہین آور اُس شخص سے تقسیم ہو کر ہر ایک کو اولیای عصر سے موافق اُسکے مرتبہ اور استعداد کے پہونچتے ہین اور کسیکو اولیا اللہ سے بے توسط اُسکے فیض نہین پہونچتا اور کوئی مرد مردان خدا سے بے وسیلہ اُسکی درجہ ولایت کا نہین پاتا اقطاب جزئی اور اوتاد و ابدال اور نجبا اور نقبا اور کل قسمین اولیای خدا کے اُسکے محتاج ہوتے ہین صاحب اس منصب عالی کو امام اور قطب ارشاد بالاصالہ بہی کہتے ہین آور یہ منصب عالی وقت ظہور آدم علیہ السلام سے روح پاک حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لیے مقرر تھا کہ قبل از نشاء عنصری حضرت امیر کی بھی امم سابقہ مین جو شخص درجہ ولایت کو پہونچتا تھا بتوسط روح پاک آنحضرت کے پہونچتا تھا اور بعد وجود عنصری کے وقت رحلت تک صحابہ و تابعین سبکو یہ دولت بتوسط اُنکے پہونچی اور بعد رحلت اُنکے وہ منصب عالی امام حسن مجتبیٰ کو ملا بعد اُنکے امام حسین شہید دشت کربلا کو پھر امام زین العابدین کو پھر امام محمد باقر کو پھر امام جعفر صادق کو پھر امام موسیٰ کاظم کو پھر امام علی رضا کو پھر امام محمد تقی کو پھر امام علی نقی کو پھر امام حسن عسکری علیہم السلام کو وہ منصب عالی مفوض ہوا اور بعد وفات امام حسن عسکری علیہ السلام کی تا وقت ظہور سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی کی یہ منصب عالی روح امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق تھا تب حضرت غوث الثقلین پیدا ہوے تو یہ منصب مبارک اونسے متعلق ہوا اور تا ظہور امام مہدی علیہ السلام متعلق رہیگا اسیواسطے حضرت غوث الاعظم نے فرمایا قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

اور یہ شعر ارشاد کیا ہے

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا	أَبَدًا عَلٰى أُفُقِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

یعنی ڈوبگئے آفتاب اگلے اولیای کرام کے اور آفتاب ہمارا یعنی ائمہ عظام کا ہمیشہ افق بلندی پر رہیگا غروب نہوگا اور جب امام مہدی ظاہر ہونگے تو یہ منصب اُنھین سپرد ہوگا اور تا گذرنے اُنکے زمانہ کے اُنکو سپرد رہیگا یہ مدعا بکشف و الہام ثابت ہوا ہی اور استنباط اس مدعا کا کتاب اللہ اور حدیث حضرت سرور پیغمبران سے بھی ہم کرسکتے ہین قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى وجہ استنباط کی یہ ہی کہ انبیای سابق نے لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ فرمایا ہی ہرگز اجرت فریضہ تبلیغ رسالت پر درخواست نہین کی اور درخواست اجرت کا احتمال ہی کیا تھا اور ہمارے پیغمبر کو حق تعالیٰ نے اسلوب کلام بدلکر حکم فرمایا حکمت اسمین یہ ہی کہ شرائع انبیای سابق کے بعد اُنکی وفات کی منسوخ ہو جاتی تھی اور یہ شریعت مؤبدہ ہی پس اتیان

پیغمبر کو چاہیے کہ بعد رحلت پیغمبر کے نائب پیغمبر کی طرف رجوع کرین لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسطہ شفقت کے اپنی امت کے حال پر انکو رہنمونی کی اپنی آل کی محبت پر اور ارشاد کیا ساتھ تشبث دامان پاک انکی کے کہ وارثان پیغمبر اور وارثہ علوم انکے ہین قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ الْحَدِیْث اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا مین شہر علم ہون اور علی دروازہ اس شہر کی مراد اس سے علم ظاہر نہین ہی کہ تمام اصحاب اسمین شریک تھے بلکہ مراد اس سے علم باطن ہی پس تحقیق واسطے تحصیل علم باطن کے اشارہ طرف علی اور آل پاک انکی کے کیا اور انکی محبت کا امر فرمایا حَیْثُ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ وَقَالَ حُبُّ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ اور غرض محبت سے یہ ہی کہ محبت مرید کو پیر کے رنگ مین کردیتی ہی قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور اس سے کوئی فضیلت حضرت امیر کی حضرات خلفای ثلثہ پر نہیجے کیونکہ جیسے کشف سے قطبیت اور کمالات ولایت حضرت امیر اور ایمہ علیہم السلام کے ثابت ہوتی ہی ویسے ہی کشف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کے کمالات امت کو پونہچی ایک کمالات ولایت کہ عامہ اولیا کو پونہچی اور قیامت تک جاری ہین دوسری نظر بر کثرت ارباب اس کمالات کے حق تعالی نے فرمایا ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ مراد اس سے انبیای سابق اور انکی امت ہین اور آخرین سے یہ امت مرحومہ دوسرے کمالات نبوت ہین جو بطفیل آپکے تمام صحابہ کرام کو پونہچی اور تابعین اور تبع تابعین مین سے کمتر کو پونہچی اور بسبب قلت ارباب کمالات نبوت کے اس امت مین حق تعالی نے فرمایا ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ کیونکہ اگلے زمانون مین انبیا بعد پیدا ہوے اور اس زمانہ مین سوا ایک پیغمبر کے دوسرا پیغمبر نہوا اور اس امت مین جسکو یہ دولت پونہچی تطفل اور تبعیت سے پونہچی اور طفیلی کو مطبوع کے مقابلہ مین چندان اعتبار نہین اسی نظر سے حق تعالی نے یہ ارشاد فرمایا اور یہ کمالات بعد قرون ثلثہ کے چھپ گئے اور ضرور نہین کہ زمانہ آخر مین پھر وہ نسبت کمالات نبوت کی ظاہر ہو کیونکہ حضرت نے فرمایا ہی کہ حال میری امت کا مثل حال بارش کے ہی نہین جانا جاتا کہ اول اسکا بہتر ہی یا آخر

باعمال اُسکا مثل حال اُس باغ کے ہی کہ کہلاتا ہون میں ایک فوج کو اُس سے ایک سال اور دوسری فوج کو اُس سے دوسرے سال شاید کہ آخرائن فوجون کی چوڑی زیادہ ہو چوڑائی مین اور عمیق زیادہ عمق مین اور رنگ زیادہ نکوئی مین یہ کنایہ ہی ظہور کمالات نبوت سے ہی آخر زمانہ مین کیونکہ کمالات ولایت کبھی کم نہین ہوئی پس جاننا چاہیے کہ کشف سے ثابت ہوا کہ قطب ارشاد کمالات ولایت علی مرتضی ہین کہ امامت عبارت اُسی قطبیت سے ہی اور صحابہ ان کمالات ولایت مین اُنکی طرف محتاج ہین اسواسطے ارباب کمالات ولایت ہر چند بنا بر عقیدہ اہل سنت فضلیت شیخین کے قائل ہین لیکن بحکم اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ شکر جناب امیر کا زیادہ کرتے ہین اور انکی طرف گرویدگی زیادہ رکھتے ہین اور قطب ارشاد کمالات نبوت کے حضرت صدیق اور حضرت فاروق ہین اور قطبیت ارشاد وزارت کے ساتھ تعبیر کی گئی ہی حیث قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَزِیْرَایَ فِی الْاَرْضِ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ اور حضرت عثمان قطبیت کمالات نبوت اور ولایت دونون سے حصہ رکھتے ہین اسیواسطے انکو ذی النورین کہا گیا اور وہ کمالات نبوت کے کہ اُنمین تجلی ذات بحت کی ہی بے پردہ صفات کے بہتر کمالات ولایت سے ہین کہ اُن مین تجلی صفات کی ہی یا تجلی ذات کی پردہ صفات مین پس جناب امیر دروازہ علم قرار دیے گئے کہ علم صفات سے ہی اور شیخین دین مین ایسی ہوئی جیسے سر ہی بدن کے لیے اور جماعۃ صحابہ کی اکثر نظر کمالات نبوت پر تھی اور کمالات ولایت مقابل مین کمالات نبوت کے چندان اعتبار نہین رکھتے تھے اسواسطے تمام صحابہ حتی کہ خود جناب امیر فضلیت شیخین کے قائل ہوے اور اسپر اجماع ہو گیا اور اورون نے متابعت اس اجماع کی کی پس افضلیت خلفای ثلثہ کے جناب امیر پر اور فضلیت جناب امیر کی تمام صحابہ پر بعد خلفای ثلثہ کے ثابت ہوئی فَافْہَمْ وَلَا تَکُنْ مِنَ الْقَاصِرِیْنَ انتہی اور حضرت مجدد مکتوب بست و سوم جلد ثالث مکاتیب مین جو شیخ نور محمد تھانیسری کے نام ہی لکھتے ہین کہ طرق موصلہ جناب قدس دو ہین ایک وہ طریقہ ہے جو قرب نبوت کے ساتھ تعلق رکھتا ہی اور موصل لاصل ہی اور واصلین اس راہ کی بالاصالۃ انبیا علیہم السلام ہین اور صحابہ اُنکے اور باقی امت مین جسکو اس دولت سے سرفراز کرین اگرچہ وہ قلیل ہون بلکہ اقل اور اس راہ مین توسط اور حیلولت نہین اور ان واصلون مین سے جو فیض لیتا ہی وہ بے توسط کسی ایک کی اصل سے لیتا ہی اور کوئی ایک دوسرے کا حائل نہین ہے اور دوسرا وہ طریقہ ہی جو قرب ولایت سے تعلق رکھتا ہی قطاب و اوتاد و بدلا و نجبا اور عامۂ اولیاء اللہ اسی راہ کے واصل ہین اور راہ سلوک عبارت اسی راہ سے ہی بلکہ جذبہ متعارفہ بھی اسی راہ مین داخل ہی اور توسط اور حیلولت اس راہ مین ثابت ہی پیشوای واصلان اس راہ کے اور سرگروہ اور منبع فیض ان بزرگون کی حضرت علی مرتضی ہین کرم اللہ وجہہ الکریم اور یہ منصب عظیم الشان اُنکی تعلق ہی اسمقام مین گویا دونون قدم مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت امیر کی فرق مبارک پر ہین حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین اسمقام مین آپکے ساتھ شریک ہین مین سمجھتا ہون کہ حضرت امیر قبل از نشأ عنصری بھی ملاذ اس مقام کے ہوئے ہین جیسا کہ بعد نشأ عنصری کے ہوئی اور جسکو فیض و ہدایت اس

یعنی میرے دو وزیر زمین پر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہین ۱۲

له یعنی انسان بندہ ہی احسان کا ۱۲

راہ سے پونہچتا ہی وہ انھین کے ذریعے سے پونہچتا ہے کیونکہ یہ نقطۂ منتہی اس راہ کے ہین اور مرکز اس مقام کا انسے تعلق رکھتا ہی اور جب دور حضرت امیر کا تمام ہوا تو یہ منصب عظیم القدر حضرات حسنین کو ترتیبًا مفوض اور مسلم ہوا اور انکے بعد ہر ایک پر ائمۂ اثنا عشر سے علی الترتیب والتفصیل قرار پکڑا اور ان حضرات کے زمانون مین اور ایسا ہی بعد ارتحال انکے جسکو فیض پونہچا ہی انکے وسائط و ذرائع ہی ہوئے ہین اسواسطے کہ اطراف کو سوائے لحوق بمرکز کے چارہ نہین یہان تک کہ نوبت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی آئی اور جب نوبت ان حضرت کی پونہچی تو وہ منصب مذکور انکو سپرد ہوا اور مابین ائمۂ مذکورین اور حضرت شیخ کی کوئی شخص اس مرکز پر مشہود نہین ہوا اور جسکو اس راہ مین فیض و برکات وصول ہوئے اقطاب ہون یا نجبا وہ بتوسط شریف انکے مفہوم ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ مرکز انکے غیر کو میسر نہوا اسی جگہ سے حضرت غوث الثقلین نے فرمایا ہی ؎ افلت شموس الاولین الخ مراد شمس سے آفتاب فیض ہدایت و ارشاد ہی اور انکے افول سے مراد عدم فیضان مذکور ہی جب بعد وجود حضرت شیخ کے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا انپر قرار پا گیا اور آپ واسطۂ وصول رشد و ہدایت ہوئی جیسا کہ آپکے پہلے اولین ہوئے ہین اور بھی جبتک معاملۂ فیضان برپا ہی آپ ہی کے توسل سے ہی پس لا محالہ راست آیا آپکا فرمانا افلت الخ تنبیہ جائز ہی کہ کوئی شخص راہ قرب ولایت سے قرب نبوت کو پونہچے اور دونون معاملون مین شریک ہوا اور طفیل انبیا علیہم السلام کے انکو وہان بھی جگہ دین اور دونون کارخانہ کو اسکے ساتھ مربوط کرین اور یہان بھی معاملہ کو اسکے ساتھ منوط کرین مصرع

خاص کند بندہ مصلحت عام را ؎ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ[1] انتہی بحذف بعض العبارات

اور عارف باللہ المعروف بخواجہ باقی باللہ نقشبندی اپنی مثنوی مین معنی ابی تراب کے بیان فرماتے ہین مثنوی

ای خاک مدینه در کجائی / در دیدهٔ من چرا نیائی
ای آمده نور آسمانی / حاصل شده سر لامکانی
او محمل مصطفی بود / با این کره نسبتش کجا بود
خاک اند جماعتیکه مردند / هستی بخدای خود سپردند
گردی به پشت پای ایشان / در دو کف پای خود چه امکان
زان بحر دو نهر تند بکشود / یکسو حسن و حبیب داود
یکسوی دگر لطیفهٔ پاک / مستور بزیر پردهٔ خاک
این سلسله از طلای نابست / این خانه تمام آفتابست

ای از تو زمین بهین خرابی / دیده شرف ابوترابی
سبحان الله چه نسبت خاک / با سلسله خلقت الافلاک
من حاصل این خطاب گویم / مضمون ابوتراب گویم
از سطوت نور در شکسته / در آب بقا فرو نشسته
سر حلقهٔ خاکیان علی بود / سلسله جهان علی بود
معروف و سری جنید بغداد / کردی طرق کثیره بکشاد
سبطین رسول و زین عباد / پس باقر و صادق نکوزاد
القصه ابوتراب نیست / تفصیل اشارت این چنین ست

انتہی تحفۂ اثنا عشریہ مطبوعۂ کلکتہ کے صفحہ ۲۷۱ مین تحقیق حدیث ششم مین بعد ایک بحث کے مرقوم ہی کہ اہل التحقیق صوفیہ نے لکھا ہی کہ شیخین حامل کمالات نبوت کے تھے اور حضرت امیر حامل کمالات ولایت کے اور اسیواسطے انبیا کا کام

[1] یہ فضل ہے اللہ کا دیتا ہے اُسے جسکو چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۱۲

ہو جہاد با لکفار و استیصال اعدای نابکار اور ترویج احکام شریعت اور اصلاح امور ملت کا ہی شیخین سے خوب سرانجام پایا
اور کام اولیا کا جو تعلیم طریقت اور ارشاد احوال و مقامات سالکین اور تنبیہ غوائل نفس ہی اور ترغیب زہد کی ہی
دنیا مین یہ سب حضرت امیر سے زیادہ جاری ہوا اور یہ عقلی بات ہی کہ استدلال ملکات نفسانیہ پر بصدور افعال مختصہ
اُن ملکات کی کرسکتے ہین مثلاً کوئی شخص ہر معرکہ مین ثابت قدم رہتا ہو اور مقابلہ اقران باسیف و سنان مین
گوی سبقت لیجاتا ہو تو یہ دلیل صریح اُسکی شجاعت و دلیری و جرات پر ہی بلکہ حب و بغض و خوف و رجا و دیگر امور
باطنہ اسیطرح کے افعال و معاملات سے معلوم ہوسکتے ہین اسی قیاس پر امتیاز کمالات باطنہ ہر شخص مین خواہ وہ
قسم کمال انبیا سے ہو یا جنس کمال اولیا سے بسبب اُسکی جارحیۃ کے ان دو عمدہ کارخانون مین سے ایک مین
حاصل ہوتا ہی اور اس حدیث مین کہ شیعہ بھی اپنی کتابون مین نقل کرتے ہین اِنَّکَ یا علی تقاتل الناس علی تاویل
القرآن کما قاتلتہم علی تنزیلہ اشارہ صریح اس تفرقہ اور امتیاز کی طرف ہی کیونکہ مقالات شیخین کے سب تنزیل
قرآن پر تھے پس گویا زمانہ شیخین بقیہ زمانہ نبوت تھا اور زمان حضرت امیر ابتدای دورہ ولایت ہوا اور اسیواسطے
شیوخ طریقت اور اصحاب معرفت و حقیقت نے آپکو فاتح باب ولایت محمدیہ اور خاتم ولایت مطلقہ انبیا لکھا ہی اور
اسی سبب سے سلسلے تمام فرق اولیا اللہ کے آپ پر منتہی ہوتے ہین اور مانند جدولون کے بڑے دریا سے شعبے آتے ہین
جیسے فقہاے شریعت اور مجتہدین ملت کے سلاسل تلمذ شیخین اور اُنکی نواب پر مثل عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل اور زید
بن ثابت اور عبداللہ بن عمر کے منتہی ہوتے ہین اور معنی امامت کے کہ اولاد حضرت امیر مین باقی رہے اور ایک دوسرے کو
اُسکا وصی کرتا تھا یہی قطبیت ارشاد اور تبعیت فیض ولایت ہی اور اسیواسطے التزام اس امر کا کافہ خلائق پر ائمہ
اطہار سے مروی نہین ہوا بلکہ یاران چیدہ اور مصاحبان برگزیدہ اپنے کو اُس فیض سے مشرف کرتے تھے اور ہر ایک
کو بقدر اُسکے استعداد کے اُس دولت سے سرافراز فرماتے تھے یہ فرقہ بے فہم اُن کے اُن سب اشارات کو ریاست عامہ
اور استحقاق تصرف امور ملک و مال ہین و تار لاکر ورطہ ضلالت مین پڑا ہی اور نیز یہی سبب ہی کہ حضرت امیر اور
انکی ذریۃ طاہرہ کو تمام امت مثل پیرون اور مرشدون کے پوجتی ہی اور امور تکوینیہ کو اُن سے وابستہ جانتی ہی اور فاتحہ
و درود اور صدقات اور نذر و منت اُنکے نام رائج و معمول ہوگیا چنانچہ کل اولیا کے ساتھ یہی معاملہ ہی اور نام شیخین
کا ان مقدمات مین کوئی شخص زبان پر نہین لاتا اور فاتحہ و درود اور نذر و منت اور عرس و مجلس مین کوئی شریک نہین کرتا
اور امور تکوینیہ کو وابستہ اُن سے نہین جانتا گو معتقد اُنکے کمال افضلیت کا ہو مانند انبیا کے جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت
موسی اور حضرت عیسی علی نبینا و علیہم السلام کیونکہ کمال انکے مثل کمال انبیا کے مبنی کثرت و تفصیل اور مغایرت پر ہین اور

[illegible]

[illegible]

کمالات اولیا کے سب ناشی وحدت اور جمع اور معیت سے ہین پس اولیا کو مرآت ملاحظۂ تجلی آلہی بلکہ صفات آلہی کا کر سکتی ہین اور انبیا اور اُنکے وارثان کمالات کو سوائے علاوۂ عبدیت اور رسالت اور رجاریتہ کے علاوہ دوسرا اُن لوگون کے نصیب مین حاصل نہین آور اسی جہت سے اُنکو مرآت ملاحظۂ افعال آلہی نہین کر سکتے ہین انتہی تفریح الاذکیا مین مفتاح سے منقول ہے کہ مدت خلافت راشدہ تیس برس ہے موافق حدیث صحیح اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يَصِيْرُ مُلْكًا عَضُوْضًا کے یعنی خلافت بعد میرے تیس برس ہے بعد اُسکے ہوجائیگی ملک گزندہ پس انقضای خلافت کے دو طریقے ہین اول یہ کہ عین کمال و رواج تمام مین مانند آجال جرامیہ منقضی ہو دوسرے یہ کہ قوی بتدریج تساقط اور اضمحلال قبول کرین اور مثل آجال طبعیہ منقضی ہون سو انقضای مدت خلافت دوسرے طریقے سے واقع ہوا اسلیے کہ انتقال یعنی خیر محض سے طرف شر محض کے کہ ملک عضوض ہے حسب عادات آلہی محال ہے چنانچہ حکمانے قاعدۂ امکان اشرف مین انتقال بامکان احسن عقول فعالہ ہیولای عناصر کے ساتھ قرار دیا ہے اور جب یہ قرار پایا تو تعین اسنان اربعہ کا خلافت مین لازم آیا پس سن اول صبا ہے کہ حرارت و رطوبت اس عمر مین زیادہ ہوتی ہے اور بدن حاصل قدر ما یتحلل سے افزون ہوتا ہے اور بخوبی نشو و نما پاتا ہے اور یہ حال خلافت خلیفۂ اول کا ہے کہ دو برس کئی مہینے مین تمام جزیرہ عرب کا اہل ارتداد سے پاک ہوا اور نمو اسلام عراق و شام مین ہویدا ہوا بعد اُسکے خلافت خلیفۂ ثانی مین اشتداد احکام اور قوت مین گذرے کہ یہ حالت شباب تھی پھر خلافت خلیفۂ ثالث مین اختلاط خفی شروع ہوا اور تساقط غیر ظاہر قوای اسلام مین پیدا ہوا یہ زمانہ کہولت کا تھا اور خلافت خلیفۂ رابع حضرت علی مرتضی وغیرہ مین تساقط اور اضمحلال ظاہر مین نمود ہوا اور اعضای رئیسہ اسلام کہ ازواج اور اولاد مہاجرین تھے باہم مختلف المزاج ہوئی اور احکام متعارض پیدا ہوئے اور ہر واقعہ مین بعض اعضا کا فقدان یا تعطل نمود ہوا اور رشتۂ سخت تھے یہانتک کہ خلیفۂ وقت جو بمنزلہ قلب وجود انسانی تھا حرارت غریزیہ خوارج الملہ سے مئوف ہوا اور روح عزیزی اسلام نے کہ عبارت نفس مقدس سے تھی مفارقت کی مگر خوب معلوم رہے کہ خلافت پیغمبر علیہ السلام کے جسقدر ظاہر اسلام سے قاصر ہوتی تھی اُسیقدر خلافت حقہ خلیفۂ رابع مین وہ خلافت برنگ ولایت ظہور پذیر ہوتی تھی اور بعد اُسکے حیات بالکلیہ ظاہر سے مختفی ہوئی اور باطن مین در آئی اور مستور ہوئی ایسی ہی مستور نے ائمہ علیہم السلام مین بترتیب ظہور پکڑا اور پھر رفتہ رفتہ فیض باطن نے حضرات ائمہ سے تمام امت مین انتشار پایا اور سلاسل اہل ولایت پیدا ہوئے انتہی **فائدہ** اہل بیت کا اطلاق کئی معنون پر آتا ہے ایک بنی ہاشم پر جنپر زکوۃ حرام ہے دوسرے حضرت کی اہل و عیال پر جو شامل ازواج مطہرات کو ہے اور باہر لانا ازواج آنحضرت کا اہلبیت سے مکابرہ ہے اور مخالف سوق آیت کے کیونکہ خطاب و نسق ہے اول آیت اور آخر آیت مین پس باہر لانا اُنکا اُس چیز سے جو ماسبق مین واقع ہوئی ہے کلام کو اتساق و انتظام سے نکالتا ہے امام فخر الدین رازی کہتے ہین کہ یہ آیت شامل ہے نساے آنحضرت کو بھی کہ سیاق آیت ہی یہ ہے پس باہر لانا اُنکا اُس سے اور مخصوص کرنا اُنکے غیر کو صحیح نہین ہے

اور اولیٰ یہ ہی کہ کہا جاوے کہ اہلبیت اولاد آنحضرت اور ازواج اُنکے ہین اور حسنین اُنکمین داخل ہین اور حضرت امیر بھی
اہلبیت سے ہین بجہت اُنکی معاشرت کے ساتھ بنت پیغمبر کے اور اُنکی ملازمت کی آنحضرت کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم
اور کبھی اطلاق اہلبیت کا ایسا آیا ہی جس سے مفہوم ہوتا ہی اختصاص اُسکا حضرت زہرا اور حسنین اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم
اجمعین کے ساتھ انس بن مالکؓ سے روایت ہی کہ حضرت تشریف لیجاتے تھے حضرت زہرا کے گھر جب نماز فجر کے
لیے مسجد مین آتے اور فرماتے تھے الصلوۃ یا اہل بیت إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيرًا رواه الترمذي وابن أبي شيبة[۱] حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہی کہ تھی مین حضرت کے پاس کہ خادم نے آکر
خبر کی کہ علی اور فاطمہ اور حسنین کھڑے ہین حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ یکسو ہو جاؤ مین اندر گھر کے چلی گئی پس آئے
حسنین اور اُنکے والدین اور بٹھلایا حضرت نے حسنین کو اپنی گود مین اور پکڑا علی کو ایک ہاتھ سے اور فاطمہ کو
دوسرے ہاتھ سے اور اپنے سے لپٹا لیا اور پھر ڈالدی اُنپر گلیم سیاہ جو آپ پہنے تھے اور فرمایا خداوندا یہ میری
اہلبیت ہین آئے ہین تیری طرف اور بھی ام سلمہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے یہ مسجد میری حرام ہی ہر حائض
عورت پر اور ہر جنب مرد پر مگر محمدؐ اور اُنکی اہلبیت پر جو علی اور فاطمہ اور حسنین ہین روایت کیا اسکو بیہقی نے
اور تضعیف[۲] کی بالجملہ اہلبیت کا اطلاق چارون حضرات پر شائع ومشہور ہی علما نے ان اقوال کی تطبیق اور ان اطلاقات
کی توجیہ مین لکھا ہی کہ بیت ہر شخص کی تین ہوتی ہین بیت نسب بیت سکنی بیت ولادت تو بنی ہاشم اولاد عبدالمطلب
نسب کی جہت سے آپکی اہلبیت ہین کہ اولاد جد قریب کو بیت کہتے ہین اور ازواج مطہرات اہل سکنی ہین اور اولاد
امجاد اہل بیت ولادت ہین اور اگرچہ اطلاق اہلبیت کا تمام اولاد آنحضرت پر ہو سکتا ہی پر تخصیص جناب علی مرتضی اور
فاطمہ زہرا اور حسنین کے اسوجہ سے ہی کہ یہ سب مین ممیز ہین بمزید فضل وکرامت اور تعلق محبت اور مودت مین ممتاز
اور مخصوص ہین اسی سے مطلقاً جہان اہلبیت مذکور ہوتے ہین وہان یہی حضرات مراد ہوتے ہین کذا فی ترجمۃ المشکوۃ
اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ اختلاف ہی اسمین کہ اہلبیت سے مراد اس آیۃ مین کون ہین اکثر اسپر ہین کہ مراد اُن سے
فاطمہ اور حسنین اور علی ہین رضی اللہ عنہم اجمعین چنانچہ اکثر روایتین اسپر دلالت کرتی ہین اور انصاف یہ ہے کہ
نساء مطہرات بھی داخل ہین اسمین بجہت ندای سیاق وسباق کلام کی اور بلانا حضرت کا ان چار تن پاک کو اور بٹھلانا کنار
مبارک مین اور پنہانا کسا کا اور فرمانا اللّٰہم ہٰؤلاء اہل بیتی الحدیث منافات نہین رکھتا ہی نساء مطہرات کے

[۱] اخرجہ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ... [illegible] ... مین ایسا ہی ذکر کیا ... [illegible] ... حدیث ضعیف ... [illegible]

[۲] فتح القدیر مین لکھا ہی کہ الاستحباب یثبت بالحدیث الضعیف غیر الموضوع انتہی ۱۲ منہ مر ظلال المعانی اسے مرور الایام واللیالی دوانی نے الموفق العلوم مین اور ابن الہمام نے وتصحیح کی ہی اور سخاوی نے قول بدیع مین اور جلال الدین اور ابن حجر مکی نے شرح المبین شرح اربعین مین سے جواز عمل حدیث ضعیف پر فضائل اعمال مین اربعین مین لکھا ہی کہ اتفاق کیا علما نے اتفاقا انتہی نووی نے کیا جاتا ہی

داخل ہونے کے ساتھ انہین اور شمول فضل اذہاب رجس اور ثبوت تطہیر کے ساتھ اُنکے لیے بھی انتہی قسطلانی شرح بخاری
مین لکھتے ہین کہ معنی اہلبیت اور اُنکے تعین مین اقوال مختلف ہین بعض کہتے ہین کہ پنجتن پاک ہین شیخ نور الحق
تیسیر القاری مین فرماتے ہین کہ پوشیدہ نرہے کہ مؤید قول اول کی حدیث صحیح مرفوع ہی وہ یہ کہ جسوقت آیہ اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ
لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا نازل ہوئی تو آپ علی اور فاطمہ اور حسنین کو ہمراہ لیکر
اُس خیمہ مین جو صحن خانہ مین نصب تھا تشریف لائے اور فرمایا اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ اور جب ام سلمہ نے کہ عمدۂ ازواج
مطہرات سے تھین آنا چاہا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا مین اہلبیت سے نہین ہون تو فرمایا کہ اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ
لٰکِنَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ مگر یہ کہین کہ اہلبیت شامل ہوسکی لیکن آنحضرت نے برگزیدہ کیا اہلبیت سے ان چار
حضرات کو اور اشارہ فرمایا کہ یہ آیہ تطہیر مخصوص انہین کے ساتھ ہی واللہ اعلم باقی اسکی تحقیق اور کتب معتبرہ مین دیکھ لینا چاہیے

از حق بود صلوۃ و زمہت بود سلام	بر حضرت محمد و بر آل و مدام

فضائل محبت اہلبیت

اے عاشقان روی سید الثقلین و اے شیفتگان گیسوی حسنین جانو اور آگاہ ہو کہ جیسی محبت محبوب کبریا مرغوب اصفیا عروس
روشن چہرۂ شہود چہرہ کشای شاہد وجود شاہنشاہ درویش خصلت رفیع المنزلت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خلق پر فرض ہی ویسی ہی محبت اہلبیت اطہار جگر گوشگان حبیب پروردگار بھی لازم اور واجب ہی اور
ہر چند محبت و تعظیم ان حضرات کی ہر فہیم اور ذکی کے نزدیک خود بادۂ ایمان اور قوام اسلام ہونا چاہیے چہ جائیکہ
خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر ترغیب و تحریص کرین حدیث صحیح مین ہی کہ آپ نے فرمایا پہچان آل محمد کی برات
ہی دوزخ سے اور حب آل محمد کی گذرنا ہی پل صراط سے اور ولایت آل محمد کی پناہ ہی عذاب سے یعنی اُنکے مراتب
جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہین اُنکا پہچاننا باعث امن و امان کا ہی پس جسکو اتنا معلوم ہوا
تو اُسپر اجلال و تکریم اُنکی واجب ہوئی اسلیے کہ یہ بات ظاہر ہی کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت کو اپنا حبیب بنایا اور
سارے عالم پر آپکو فضیلت عنایت کی اور فضائل عامہ خاصہ سے خصوصیت مرحمت فرمائی تو ضرور ہی کہ یہ سب
برکات اور فضیلتین آپکی آپکے منتسبین مین بھی ساری ہونگی وہ انتساب خواہ نسباً ہو یا نسبۃً صحیحۃً ہو یا قرابۃً
اسکے سوا جسکو خود رسول خدا خواجۂ ہر دوسرا نے دوست رکھا ہو اُسکا پوچھنا ہی کیا ہی اُسکی دوستی تو عین رسول
مقبول کی دوستی ہوگی اور جسطرح رسول کی محبت اور عداوت خدا کی محبت اور عداوت ہی یون ہی حضرت کے
دوست کی دوستی اور دشمنی بھی ٹھہرے گی کہ **مصرع** بلبلی ہر چہ ماند عین لیلی است

[illegible]

قال اللہ تعالیٰ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُؤْمِنُونَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ پس محبت اہلبیت آنحضرت اور ساری منتسبین کی باعث نجات اور استغفر اللہ بغض وعداوت انکی مہلکات اور موبقات سے ہی رباعی

کافی نگہ بیخ حب والاد رسول	نور نظر رسول حسنین و بتول	ہم الفت حیدر بدل وجان گزین	تا ثمرۂ ایمان تو گردد مقبول

ہر چیز کی حب و بغض کا کمال یہ ہی کہ وہ اسکی متعلقات کی طرف سرایت کرے اور خود حدیث میں اسی طرف اشارہ ہی چنانچہ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ احیاء المیت بفضائل اہلبیت مین جابرؓ سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے کہا خطبہ پڑھا ہم لوگون کے سامنے حضرت نے اور مین نے سنا کہ آپ نے فرمایا جس نے ہماری اہلبیت کو دشمن رکھا اسکو اللہ کھائی مین دھکیلیگا قیامت کے دن ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم نے ابی سعید خدری سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے قسم ہی اسکی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کسی شخص نے میری اہلبیت سے بغض نہین رکھا مگر اللہ نے اسکو دوزخ مین بھیجا صحیح مسلم مین زید ابن ارقم سے روایت ہی کہ ایک روز حضرت بمقام خم غدیر مین ہم لوگون کے ساتھ تشریف رکھتے تھے آپ نے حمد کی اور وعظ ونصیحت فرمائی ثواب عقاب یاد دلایا اور فرمایا ای لوگو آگاہ رہو تم کہ مین ایک آدمی ہون قریب ہی کہ آوے میرے پاس پروردگار کا بھیجا ہوا یعنی ملک الموت تو مجھے اسوقت ارشاد خداوندی بجالانا پڑیگا اور حقیقت مین یہی ہوا کیونکہ یہ واقعہ آخر ذی الحجہ کا تھا حجۃ الوداع سے پلٹتے وقت کا اور آپ کا وصال ربیع الاول مین ہوا پس مین چھوڑتا ہون تم مین دو نفیس چیزین ایک کتاب اللہ دوسری اہلبیت تو قرآن مین بیان ہی سیدھی راہ اور اعمال کا جس سے روشن ہو جاتی ہی راہ اور چلنے والی آسانی سے منزل مقصود کو پہونچ جاتی ہین پس مضبوط پکڑے رہو اسکو اور اہلبیت کے باب مین یاد دلاتا ہون تمکو خدا کو اور اسکے عذاب سے ڈراتا ہون اگر انکے حقوق مین کوئی تقصیر کروگے اور سکو مکرر ارشاد فرمایا اور مبالغہ اور تاکید کی اسلیے کہ محبت اور تعظیم انکی اور انکے حقوق کی رعایت اور انکے آداب اہم اور اقدم ہین شیخ عبد الحق محدث رح مدارج النبوت مین فرماتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت مرض الموت مین جب حضرت سیدہ کو تسکین فرمائی تو بعد اسکے فرمایا کہ اپنے بیٹونکو سامنے لاؤ حضرت سیدہ نے پیش کیا انھون نے جو نانا کو اس حال مین دیکھا تو بیتاب ہو کر آہ وزاری کی اور ایسا روئے کہ انکے رونے سے جتنے گھر مین تھے سب رونے لگے حضرت نے انکو بوسہ دیا اور انکی تعظیم اور احترام اور محبت کے بارہ مین صحابہ اور تمام امت کو وصیت فرمائی انتہی نزل الابرار باصح عن مناقب اہلبیت الاطہار مین ابی ہریرہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا تم مین بہتر وہ ہی جو میری اہلبیت کے ساتھ اچھا رہے مفتاح النجا فی مناقب اہل عبا مین ہی کہ ترمذی اور حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے تم اللہ کو دوست رکھو کہ اسنے تمکو نعمت دی اور چاہیے

۱۲ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ پاویگا تو کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کرین ان سے جو مخالف ہوئے اللہ سے اور اسکے رسول سے اگرچہ ہون اپنے باپ یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی ۱۲ یعنی اونکا بغض ... ۱۲

اور رعایت اونکے حقوق کی لازم ۱۲ اور محبت اہلبیت کی ... سے معلوم ہوتا ہے کہ تعظیم ... واجب ہی ... سال حجۃ الوداع مین ... جب آپ مکہ سے مدینہ تشریف ... یہ حدیث آپنے اسوقت ... درمیان مکہ اور مدینہ ایک مقام ... منہ مدظلہ اللہ تعالیٰ

کہ اُسکی محبت سے مجھی بھی دوست رکھو اور میری محبت سے میرے اہلبیت کو دوست رکھو اور ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ اور ابو بکر
بن ہارون روئانی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور محمد بن عساکر نے محمد بن کعب قرظی سے اُنھون نے عباس بن عبد المطلب سے
روایت کی کہ فرمایا حضرت نے کیا حال ہوگا اُن لوگونکا جو آپسمین باتین کرتے ہین اور جب میری اولاد مین سے کسیکو دیکھتے
ہین ترچیب ہو رہتی ہین قسم ہی اُسکی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ کسیکے دل مین ایمان نہین داخل ہوتا جب تک وہ اُنکو
بسبب میرے قرابت کی دوست نرکھی صحیح کہا ہی اس حدیث کو حافظ ابن حجر مکی ہیتمی نے اور تفسیر آیۂ کریمہ وَمَن يَقْتَرِفْ
حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا مین جناب امیر فرماتے ہین کہ اقتراف حسنہ ہم اہلبیت کی دوستی ہی اور فرمایا مین اُن اہلبیت سے
ہون جنکی محبت اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کی ہی یہ ٹکڑا اُس حدیث کا ہی جسکو حاکم نے مسلسل بسادات اشراف روایت کی ہی
اور اسی حدیث کو نسائی نے بھی دوسرے طریقہ سے روایت کیا ہی اور ترمذی اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند مین مسلسل
بسادات اشراف حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کی کہ حضرت نے حسنین کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس نے مجھکو اور انکو اور انکے
مان باپ کو دوست رکھا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ مین ہوگا اور اسیطرح اور احادیث صحیحہ سے وجوب محبت
اور تحریم بغض و عداوت اہلبیت نبوت باحسن وجوہ ثابت ہی اسی سے صحابہ اور تابعین و تبع تابعین تعظیم اور توقیر اور
محبت اور الفت اسیطرح اہلبیت نبوت کی کرتے تھے اور کسیکی نہین کرتے تھے بخاری مین ہی کہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے فرمایا قسم ہی اُسکی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی ہر آئینہ قرابت رسول خدا دوست تر ہی میرے نزدیک
اپنی قرابت سے یعنی اُسکی رعایت اور صلہ رحم کو مین اپنی قرابت کی رعایت سے بڑھکر جانتا ہون اور بھی اُسمین ہی کہ
فرمایا حضرت صدیق اکبر نے اِرْقَبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ یعنی محافظت کرو محمد کی اُنکی اہلبیت مین یعنی حفظ حرمت
اور تعظیم محمدی اسمین ہی کہ اُنکی اہلبیت کی حرمت اور تعظیم کرو ابن حجر صواعق محرقہ مین مبحث اربعہ آیات فضائل اہلبیت
مین اس کلام کی شرح مین لکھتے ہین کہ اُنکے حقوق کی رعایت کرو اور اُنکو ستاؤ نہین اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفی
و فضائل اہل بیتہ الطاہرین مین ہی کہ دارقطنی نے نقل کیا ہی کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت صدیق اکبر
کے پاس آئے اور وہ منبر نبوی پر تھے پس آپ نے کہا اُترو میرے جد کے منبر سے حضرت صدیق اکبر نے کہا تم نے
سچ کہا ہی یہ منبر تمھارے جد کا ہی اور اپنے گود مین بٹھا لیا اور روئے حضرت امیر نے کہا واللہ اسنے میری رائے
سے نہین کہا ہی یعنی یہ لڑکا ہی مین نے کچھ اسے سکھایا نہین یون ہی لڑکپن میں اسکے مُنہ سے یہ نکلا ہی حضرت صدیق اکبر
نے فرمایا آپ سچے ہین آپ کو اسکی تہمت نہین لگاتا اور نیز یہی قصہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے ساتھ منقول ہی چنانچہ اصابہ فی تمییز الصحابہ مین شیخ ابن حجر عسقلانی نے بروایت یحیی بن سعید الانصاری عبید
ابن حنین سے نقل کیا ہی اور اسکے آخر مین لکھا ہی کہ اسکی سند صحیح ہی خطیب کے نزدیک یہان سے محبت حضرت صدیق اکبر کی

[illegible]

اور آپکا توقیر کرنا اہلبیت کو ہر ایمان والا خوب اندازہ کرسکتا ہی **فائدہ** تحفۂ اثنا عشریہ مین ہی کہ لڑکون کا قاعدہ ہی
کہ جب کسیکو اپنے بڑے کے مقام پر بیٹھے ہوے یا اُسکا کپڑا پہنے ہوے یا اُسکی کسی اور چیز کو استعمال کرتے دیکھتے ہین تو
اگرچہ وہ اُس بزرگ کی مرضی اور اجازت سے ہو مگر ضرور روک ٹوک کرتے ہین کہ یہان سے اُٹھو یا یہ کپڑا اُتار دو
پس اُنکی ایسی باتین قابل استدلال نہین ہوتی ہین اور ہر چند ایمہ اور انبیا کمالات نفسانی اور مراتب ایمانی مین تمام
خلق سے ممتاز ہوتی ہین لیکن احکام بشریہ اور خواص سن صبا اور لڑکپن کے انہین بھی پائے جاتے ہین اسی لیے مقتدی
ہونے کے لیے پہونچنا حد کمال عقل پر ضرور رکھا گیا ہی بلکہ چالیس برس کے پہلے منصب نبوت کسیکو عطا نہین ہوا
الا نادر آو النادر کالمعدوم اور مثل مشہور ہی الصبی صبیٌ ولو کان نبیاً اور حضرت امام مین بالاجماع زمانہ خلافت
جناب صدیق اکبرؓ مین صغیر السن تھے انتہی **فضل الخطاب** مین عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول ہی کہ جب شہر مدائن زمانہ
خلافت حضرت عمرؓ مین فتح ہوا تو حضرت فاروقؓ نے مسجد نبوی مین فرش چرمی بچھایا اور مال غنیمت جمع کیا اول
امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے اے امیر المومنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہی عطا کرو آپنے فرمایا
بِالْبَرَكَةِ وَالْكَرَامَةِ اور ہزار درم نذر کیے آپ جب دولتخانہ کو تشریف لے گئے تو امام حسین علیہ السلام تشریف
لائے انکو بھی آپ نے ہزار درم دیے پھر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ آئے انکو پانسو درم دیے حضرت ابن عمرؓ نے کہا یا امیر المومنین
مین جوان تھا رسول خدا کے حضور مین بھی جہاد کرتا تھا اور حسنین صغیر السن تھے کوچہ ہاے مدینہ مین کھیلا کرتے تھے
اُنکو آپ نے ہزار درم دیے اور مجھکو پانسو حضرت امیر المومنین عمرؓ نے فرمایا اے بیٹے تو اتنی فضیلت تو حاصل کر جو
حسنین کو ہی پس تجکو بھی ہزار درم دون کیونکہ انکے باپ علی مرتضیٰ اور ما فاطمہ زہرا اور جد اُنکے رسول خدا اور جدہ
خدیجہ کبریٰ اور چچا جعفر طیار پھوپھی ام ہانی ماموں ابراہیم ابن رسول اللہ اور خالہ رقیہ اور ام کلثوم دختران پیغمبر خدا
ہین پس ابن عمر ساکت ہوے اور یہ خبر حضرت علی مرتضیٰ کو پونہچی اُنھون نے کہا مین نے حضرت سے سنا ہی کہ عمر چراغ
اہل جنت کے ہین یہ خبر حضرت عمر کو پونہچی وہ ایک گروہ مسلمانون کے ساتھ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے
دروازہ پر گئے اُسوقت حضرت امیر باہر تشریف لائے حضرت عمر نے کہا اے علی تمنے سنا ہی کہ رسول خدا نے مجھکو
چراغ اہل جنت فرمایا ہی آپ نے فرمایا ہان مین نے یہ حدیث آپ سے سنی ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی
یہ حدیث اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھ دیجیے آپ نے اپنے دست مبارک سے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم هٰذَا مَا ضَمِنَ عَلِيُّ بْنُ
اَبِي طَالِبٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ جِبْرَئِيْلَ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ نوشتہ لے لیا اور اپنی اولاد کو سپرد کرکے وصیت کی کہ جب میری وفات ہو تو بعد غسل تکفین کے

ع یہ قصہ فتح مداین کا [illegible] حضرت ابن عباس سے [illegible] روایت [illegible] ریاض النضرہ مین لکھا ہی [illegible] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے [illegible] حسنین رضی اللہ عنہما کی فضیلت بیان کی [illegible]

ف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء مین نقل فرمایا ہی ۱۲ [illegible] یہ روایت [illegible] علی ابن ابی طالب [illegible] عمر ابن الخطاب [illegible] رسول اللہ [illegible] نقل فرمایا [illegible]

یہ کاغذ میری کفن مین رکھہ دینا تاکہ اسکے ذریعے سے مین خدا سے ملاقات کرون سو جب حضرت عمر شہید ہوے تو وہ کاغذ
کفن مین رکھدیا گیا بعض علما فرماتے ہین کہ چراغ اہل جنت کے معنی یہ ہین کہ وہ چالیس اصحاب جنکی تمامی حضرت عمرؓ سے
حاصل ہوئی وہ سب بہشتی ہین اور حضرت عمرؓ انکے مثل چراغ کے ہین کیونکہ اسلام انکا انکی جہت سے قوی ہوگیا تھا انھون نے
اسیطرح اظہار طریقہ اسلام کیا جسطرح راہرو کے لیے چراغ اپنی ضوء سے راہ کو ظاہر اور روشن کرتا ہی کذا فی النہایہ للجزری
فائدہ اس مقام سے کافی سند شجرہ رکہنے کی حضرات صوفیہ کے ہاتھ آئی سعادۃ الکونین مین لکھا ہی کہ پوشیدہ نرہے
کہ اس روایت سے تفضیل حضرت جناب امیر علیہ السلام کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جو سمجھی جاتی ہی تو وہ بجہت قرابت اور
ابوۃ حسنینؓ کے ہی نہ بجہت امر آخر اسکے علاوہ ان بزرگون کی درمیان ایسا رابطہ محبت قوی تھا کہ ایک دوسرے کو
اپنے اوپر فضیلت دیتا تھا چنانچہ شیخ عبد الحق محدث رح تکمیل الایمان مین محمد بن الحنفیہؓ سے نقل کرتے ہین کہ انھون نے
حضرت امیر سے پوچھا کہ بزرگتر لوگون مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہی آپنے فرمایا ابوبکر صدیقؓ پھر عمر فاروقؓ بعد
انکے ایک اور شخص ہی جنکا نام نہین لیا محمد بن الحنفیہؓ نے کہا کہ اے امیر انکے بعد افضل تم ہو آپنے فرمایا مین تو ایک مرد مسلمانون مین
سے ہون انتہی اور مقصد خامس آیہ اربع عشر صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کہ جناب
امیر کی مذمت کرتا تھا آپنے فرمایا افسوس تجھپر تو علی کو نہین پہچانتا کہ وہ انکے چچا کے بیٹے ہین اور اشارہ فرمایا مزار مبارک
حضور سرور عالم صلعم کی طرف اور فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ قسم خدا کی نہین ایذا دیتا ہی تو نے مگر انکو انکی قبر شریف مین یعنی رسول اللہ صلعم کو
اخرجہ الدارقطنی عن الشعبی اور بخاری مین ہی کہ حضرت عمرؓ جسوقت خشکسالی ہوتی تو استسقا کرتے حضرت عباسؓ کے ساتھ اور فرماتے
ای اللہ ہم توسل کیا کرتے تھے تیری طرف اپنی نبی کے ساتھ جو محمد صلعم تھے جسوقت ہمپر خشکسالی پڑتی تھی پس سیراب کرتا تھا تو ہمکو اور ہم
توسل کرتے ہین تیری طرف اپنے نبی کے چچا کے ساتھ پس سیراب کردے تو ہمکو پس پانی برساتا تھی اور اور مضمون بھی ہین تفصیل سے ہین مگر بخیال طوالت
نقل نہین کیا حضرت ابن عمرؓ ایک روز سایہ خانہ کعبہ مین بیٹھے تھے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے حضرت امام حسینؓ آتے
ہین آپنے فرمایا کہ یہ زمین والون مین زیادہ دوست ہی اہل آسمان کے نزدیک آج کے دن شیخ محمد میر خان الہ آبادی اپنی
کتاب اظہار السعادۃ مین لکھتے ہین کہ شیخ ابن حجر عسقلانی شافعی رح تسویۃ القوس فی تلخیص مسند الفردوس للدیلمی مین
لکھتے ہین کہ زمانہ خلافت حضرت عمرؓ مین حضرت امام حسینؓ انکے دروازہ پر گئے اور دیکھا کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے اذن طلب کیا
اور اجازت نپائی حضرت امام حسینؓ نے اجازت نمانگی اور پلٹ آئے یہ خیال کرکے کہ جب انھون نے اپنے بیٹے کو اجازت
نہین دی تو مجھے کیون اجازت دینگے یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہنچی آپنے جاکر فرمایا تمسے بہتر کون شخص ہی کہ تمھاری بدولت مین نے
نشو ونما پائی اور صواعق مین بھی اسیطرح پر ہی مگر اتنا زائد ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت امام حسینؓ کے پاس آئے
اور فرمایا کہ مجھے تمھارے آنے کی اطلاع نتھی حضرت نے اپنے اسی خیال کو بیان کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا
تم لائق ہو عمرؓ کے بیٹے سے اذن دینے مین اور خدا نے تمھاری بدولت ہمارے سرون پر بال اگائے اور ہمنے تمھاری

برکت سے راہ راست پائی اور اس مرتبہ کو پونہچے مین کہتا ہون کہ مآل دونون عبارتونکا ایک ہی صرف نقل مین فرق ہی حضرت شاہ ولی اللہ محدث نے ازالۃ الخفا مین ریاض النضرہ محب طبری سے بھی یہ حکایت عبید بن حنین کی روایہ سے نقل کی ہی کہ کہا انھون نے آئے حسنؓ یا حسینؓ کہ اجازت مانگتے تھے حضرت عمرؓ سے اور آئے ابن عمرؓ بھی پس نہ اجازت ملی ابن عمرؓ کو اور وہ پلٹ گئے پس کہا حسنؓ یا حسینؓ نے کہ جب ابن عمرؓ کو اجازت نملی تو ہمکو بھی نملے گی یہ خبر حضرت عمرؓ کو پونہچی آپنے حضرت امام کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ اے بھتیجے تم کیون پلٹ گئے آپنے فرمایا کہ مین سمجھا کہ جب آپنے اپنے بیٹے کو اجازت ندی تو مجکو کیون دیجیگا آپنے فرمایا اے بھتیجے فَهَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلَى الرَّاسِ غَيْرُكُمْ اور بھی اسمین حضرت امام حسین علیہ السلام سے منقول ہی کہ ایکدن مین حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور آپ تنہائی مین امیر معاویہؓ کے ساتھ تھے اور ابن عمر دروازہ پر تھے پس پلٹ گئے ابن عمر اور مین بھی اُنکے ساتھ پلٹ آیا بعد اسکے ایک روز مجھے حضرت عمرؓ ملے اور فرمانے لگے کہ کہان تھے مین نے تمکو نہین دیکھا مین نے اپنے جانے اور پلٹ آنیکا سارا حال بیان کیا آپنے فرمایا تم زیادہ حقدار تھے اجازت کے ابن عمر سے اِنَّمَا اَنْبَتَ مَا فِي رُؤُسِنَا اللهُ ثُمَّ اَنْتُمْ انتہی حضرت ابی ہریرہؓ نے حضرت امام حسینؓ کی دونون پاؤن سے اپنے کپڑے کے کونے سے خاک جھاڑی حضرت نے فرمایا اے ابی ہریرہؓ یہ کیا کرتے ہو ابو ہریرہؓ نے کہا مجھے معاف رکھیے واللہ اگر لوگ تمھارے مراتب اتنے جانین جتنے مین جانتا ہون تو تمھین اپنے کندھون پر اُٹھائے پھرین تحفہ مین لکھا ہی کہ اُم خالد ایک عورت تھی حسن و جمال مین مشہور معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے یزید کی منگنی کا پیام اُسکو دیا اور ابو ہریرہؓ کو اسی کام کے واسطے شام سے مدینہ بھیجا حضرت امام حسن اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن مطیع بن الاسود نے بھی اُنکے پاس اپنے اپنے پیغام بھیجے جب ام خالد نے ابو ہریرہ سے مشورہ کیا تو ابو ہریرہ نے باواز بلند کہا کہ سبط رسول اور قرۃ العین بتول کے برابر مین کسیکو نہین جانتا ہون ای ناقص العقل مال دنیا نظر مین نلا اور مصاہرت رسولؐ کی غنیمت جان چنانچہ اُس عورت نے ابو ہریرہؓ کے کہنے سے یزید کے مال کو پھیر دیا اور امام علیہ السلام سے نکاح کیا اور اس شرف سے مشرف ہوئی اور کتاب الموافقہ لابن السمان مین قصے محبت اور مصافات صحابہ کرام کی اہلبیت عظام کے ساتھ بہت سے لکھے ہین اور اُس کتاب کے قید ہفتم مین یہ بھی مذکور ہی مین کہتا ہون کہ نزہتہ اہل الادب فی امثال العرب مین اس مثل مین کہ رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ لکھا ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ پہلے یہ مثل معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے زبان پر گذری تھی اُسکی حکایت مین یہ نقل مشہور ہی اُسمین یہ حکایت مفصل منقول ہی اُس تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابی ہریرہؓ جب معاویہؓ کی طرف سے ام خالد کے پاس چلے تو رات کو وہ مدینہ پونہچے اور صبح کو زیارت مزار مبارک اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے گئے وہان حضرت سبط اکبر امام حسن علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُنھون نے سبب اُنکے آنیکا پوچھا اُنھون نے ساری کیفیت مفصل بیان کی آپنے فرمایا کہ ام خالد سے ہماری بھی خواہش بیان کرنا اور ہماری منگنی کا پیام دینا اُسکے بعد حضرت امام حسین اور عباس بن علی اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ

[illegible]

[illegible]

بن زبیراور عبداللہ بن مطیع بن اسود رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی ان صاحبون نے بھی اپنا اپنا پیام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
ہی کی معرفت دیا ابوہریرہ نے جاکر پہلے اپنا مطلب آنیکا ام خالد سے بیان کیا بعد اُسکے اُن چھؤن صاحبونکا پیام
دیا ام خالد نے کہاکہ میرا ارادہ اب نکاح کرنیکا نہین ہی مین بیت اللہ مین مجاورہ ہوکر اللہ کی یاد مین عمر بسر کرونگی
آگے جو تمھاری صلاح ہو ابی ہریرہ نے کہا یہ کچہ نہین تم ابھی جوان ہو بے شوہری اس عمر مین مصلحت نہین ام خالد نے
کہاکہ پھر تمہین مشورہ بتاؤ کہ کسکے ساتہ نکاح کرون اُنھون نے کہاکہ یہ خود تم سوچو کہ بنظر منافع دین ودنیا کے کس کے
ساتہ نکاح کرنیمین مصلحت ہے اُسنے کہاکہ مین بغیر تمھاری صلاح کے کسیکے ساتہ نکاح نکرونگی اُنھون نے کہاکہ اگر خواہ مخواہ
تجھکو میری صلاح پر اصرار ہی تو میرے نزدیک بہتر یہ ہی اور مصلحت اسمین ہی کہ تو ان دونون سرداران جنت مین سے
ایک کے ساتہ نکاح کرے ام خالد نے مانا اور کہا بہتر ہے امام حسن کو خبر کردو کہ مین اُنکے ساتہ عقد کرونگی ابی ہریرہ نے
اطلاع کی اور اُسی روز نکاح ہوگیا اور خود شام مین آکر جو روپیہ معاویہ کے پاس سے لائے تھے وہ اُنکو پھیر دیا اس
وقعہ کی اطلاع امیر معاویہ کو پہلے سے ہوگئی تھی اُنھون نے کہا ہمنے تو تمکو منگنی کرنے بھیجا تھا تمنے مختسب بنکر للّہیت
کیون صرف کی ابی ہریرہ نے کہاکہ ام خالد نے مجھسے اصرار سے مشورہ لیا تھا مین نے اُسکے حق مین جو نیک بات تھی وہ
اُسکو بتادی کیونکہ حدیث مین ہی کہ مشورہ لیا گیا امانت دار ہی سو مین امانت مین خیانت کیون کرتا تب معاویہ نے یہ
مثل کہی جسکے معنی یہ ہین کہ بہت لیسے محنت کرنیوالے ہین کہ اُنکی محنت کا نتیجہ گھر بیٹھنے والون کو بے محنت ملتا ہی انتہی
اور ام خالد بی بی عبداللہ بن عامر بن کریز کی تھین اُنکے شوہر نے اُنکو طلاق دیدی تھی انتہی بیقدل یرالصغر وغیرہا اور
اظہار السعادۃ مین ہی کہ شیخ ابن حجر نے تسوید القوس مین بیان کیا ہی کہ حضرت ابن عباسؓ رکاب حسنینؓ کی پکڑلیتے تھی
لوگون نے اُن سے پوچھا کہ آپ ان سے بڑے ہین عمر مین اور اُنکی رکاب پکڑتے ہین حضرت ابن عباسؓ نے کہاکہ
حسنینؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہین تو کیا اُنکی رکاب پکڑنا میری سعادت نہین ہی انتہی اسعاف الراغبین
مین عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب سے نقل ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ مین گیا عمر بن عبدالعزیز کے پاس کسی ضرورت
سے اُنھون نے کہا جب آپ کو کوئی حاجت ہوا کرے تو آپ کہلا بھیجا کیجیے مجھے خدا سے شرم آتی ہی کہ آپ ضرورت
کے واسطے میرے دروازہ پر آیا کرین انتہی صاحب مفتاح النجا نے فصل ثانی باب اول مین لکھا ہی کہ ہمارے امام ابوحنیفہ
نہایت تعظیم کرتے تھے اہلبیت کی شیخ ابوسعید ماوردی نے حضرت امام صاحب کے مناقب مین لکھا ہی کہ آپ توقیر
اور احترام سادات مین نہایت مبالغہ فرماتے تھے چنانچہ ایکدن مجلس واحد مین چند بار تعظیم کو کھڑے ہوے اور بیٹھے
اور سبب ظاہر نہوا اہل مجلس نے سبب پوچھا فرمایا کہ ان لڑکون مین ایک لڑکا علوی ہی جب اُسکو دیکھتا ہون تو تعظیم کو
اُٹھتا ہون انتہی اور تحفہ مین ہی کہ جو صحبت اور تلمذ اور علم اور طریقہ حضرت امام اعظم کو حضرات ائمہ امام محمد باقر اور امام
جعفر صادق اور زید بن علی بن الحسین سے حاصل ہی وہ بیان سے مستغنی ہی اور امام کے والد جنکا نام ثابت تھا اپنے

لڑکپن مین اپنے باپ کے ساتھ حضرت امیر کی زیارت کو گئے تھے آپنے انکے حق مین دعا برکت اولاد کی فرمائی تھی بموجب اُس دعا کے امام ابو حنیفہ رح پیدا ہوئے انتہی اور حضرت امام شافعی رح نے تو فرضیت محبت اہلبیت کی تصریح اس شعر مین فرمائی ہی شعر

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم | فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

اور صواعق محرقہ کی اوخر فصل رابع باب تاسع مین ہی کہ منجملہ کلام امام شافعی کے اور یہ اشعار بھی انکی طرف منسوب ہین اشعار

اذا نحن فضلنا علیا فاننا | روافض بالتفضیل عند ذوی الجہل

یا راکبا قف بالمحصب من منی | واہتف بساکن خیفہا والناہض

سحرا اذا فاض الحجیج الی منی | فیضا کملتطم الفرات الفائض

ان کان رفضا حب آل محمد | فلیشہد الثقلان انی رافض

حضرت مجدد اُس اول شعر کے معنی مین فرماتے ہین کہ حب آل محمد رفض نہین جیسا کہ گمان کرتے ہین اور اگر اسکو رفض کہتے ہین تو یہ رفض مذموم نہین کیونکہ برائی رفض کے دوسرون سے تبرے کی وجہ سے ہی نہ انکی محبت کی راہ سے پس محبان اہلبیت اہل سنت ہی ہین انتہی اور آخر مقصد خامس صواعق محرقہ مین ہی کہ امام شافعی رح نے جو اہل بیت کی محبت کی یون تصریح فرمائی تو وہ شیعون مین شمار کیے گئے پس آپ نے اُسکے جواب مین یہ اشعار فرمائے شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین کہ غرض امام شافعی رح کی ان اشعار سے مقابلہ نواصب کا تھا کہ وہ بسبب حب اہل بیت کے لوگون کو رفض کی طرف منسوب کرتے تھے اور یہ بیان فضائل اہلبیت کچھ خصیصہ امام شافعی رح کا نہین بلکہ تمام اہل سنت اس عبادت پر قیام کرتے ہین اور روایت حدیث کی ایمہ اہلبیت سے کتب اہل سنت مین بہت ہی اور سلسلہ آبای اہلبیت کا انھین نے سلسلۃ الذہب نام رکھا ہی انتہی ان اشعار پر تین شعر اور بھی بڑھے ہین انکی کیفیت بھی اسی بیان مین تحفہ مین مرقوم ہی **حکایت** امام ابو بکر بیہقی رح نے اپنی کتاب مین جو مناقب حضرت امام شافعی رح مین لکھی ہی نقل کرتے ہین کہ حضرت امام شافعی رح سے کہا گیا کہ آپ جو منقبت اور فضیلت اہلبیت کی ذکر کرتے ہین تو لوگ اسکو خوب متوجہ ہو کر نہین سنتے ہین اور صبر نہین کرتے بلکہ جب کسیکو ایسا بیان کرتے سنتے ہین تو کہنے لگتے ہین کہ یہان سے چلو اس شخص کے پاس سے ہٹو کہ یہ شخص تو رفضی ہی تب امام شافعی نے فرمایا شعر

اذا فی مجلس نذکر علیا | وسبطیہ وفاطمۃ الزکیہ | یقال تجاوزوا یا قوم ہذا

شعر فہذا من حدیث الرافضیہ | برئت الی المہیمن من اناس | یرون الرفض حب الفاطمیہ

مین یکسو ہون اُن لوگون سے خدا کی طرف جو محبت اولاد فاطمہ کو رفض ٹھیراتے ہین اور نیز حضرت امام شافعی رح نے فرمایا ہی شعر

قالوا ترفضت قلت کلا | ما الرفض دینی ولا اعتقادی | یعنی لوگون نے کہا کہ تم رفضی ہو گئے ہو مین نے

کہا حاشا رفض میرا دین ہی اور نہ میرا اعتقاد شعر | لکن تولیت غیر شک | خیر امام وخیر ہادی

لیکن بلاشک دوست رکھتا ہون مین بہتر امام اور بہتر ہادی کو شعر | ان کان حب الولی رفضا | فاننی ارفض العباد

اگر ولی کی محبت ہی کا نام رفض ہی تو مین سب لوگون سے بڑھا ہوا ہون رفض مین آبی الحسن بن جبیر کہتے ہین اشعار

[illegible]

أُحِبُّ النَّبِیَّ المُصطَفٰی وَابنَ عَمِّہٖ	عَلِیًّا وَسِبطَیہِ وَفَاطِمَةَ الزَّہرَا	ہُم اَہلُ بَیتٍ اَذہَبَ الرِّجسَ عَنہُم
وَاَطلَعَہُم اُفُقُ الہُدٰی اَنجُمًا زُہرًا	وَمُوَالَاتُہُم فَرضٌ عَلٰی کُلِّ مُسلِمٍ	وَحُبُّہُم اَسنَی الذَّخَائِرِ لِلاُخرٰی
وَمَا اَنَا لِلصَّحبِ الکِرَامِ بِمُبغِضٍ	فَاِنِّی اَرَی البَغضَاءَ فِی حَقِّہِم کُفرًا	ہُم جَاہَدُوا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ
وَہُم نَصَرُوا دِینَ الہُدٰی بِالظُّبَا نَصرًا	عَلَیہِم سَلَامُ اللّٰہِ مَا دَامَ ذِکرُہُم	لَدَی المَلَاِ الاَعلٰی وَاَکرِم بِہٖ ذِکرًا

یعنی مین دوست رکھتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکی چچا کی بیٹے حضرت علیؓ اور اُنکے اولاد اور فاطمہؓ زہرا کو وہی اہلبیت ہین جنسے ناپاکی دور کی گئی اور افق ہدایت نے اُنکو ستارہ روشن کرکے چمکایا اُنکی محبت فرض ہی ہر مسلمان پر اور اُنکی محبت سزاوار اور بلند ترین ذخیرہ ہی آخرت کے لیے اور مین صحابۂ کرام کا نعوذ باللہ دشمن نہین ہون کیونکہ مین دشمنی اُنکی کفر جانتا ہون انھین حضرات نے اللہ کی راہ مین مجاہدے کیے جیسا کہ چاہیے تھا اور انھین نے دین ہدایت کی مدد کی اللہ کا سلام اُنپر جب تک کہ اُنکا ذکر ملأ اعلی کی یہان ہی اور کیا ہی بزرگ یہ ذکر ہی

حکایت لکھا ہی کہ ایک واعظ اہلبیت کے مناقب بیان کرتا تھا اتنی دیر تک اُسنے بیان کیا کہ آفتاب غروب ہونے لگا تب اُسنے آفتاب سے مخاطب ہوکر کہا **شعر**

لَا تَغرُبِی یَا شَمسُ حَتّٰی یَنقَضِی	مَدحِی لِآلِ مُحَمَّدٍ وَلِنَسلِہٖ

یعنی ای آفتاب غروب نہو جب تک کہ آل محمد اور اُنکے نسل کی تعریف تمام نہو **شعر**

وَاثنِی عِنَانَکِ اِن اَرَدتِ ثَنَاءَہُم

اَنَسِیتِ اِذ کَانَ الوُقُوفُ لِاَجلِہٖ

اور تو اپنی باگ پھیرے اگر مین اُنکی تعریف کا ارادہ کرون یعنی پھر دوبارا نکل آ کیا تو بھول گیا یہ کہ اُنکے لیے تو ٹھیرا تھا **شعر**

اِن کَانَ لِلمَولٰی وُقُوفُکِ فَلیَکُن	ہٰذَا الوُقُوفُ لِفَرعِہٖ وَلِنَجلِہٖ

اگر تیرا ٹھیرنا مولی کے واسطے تھا تو چاہیے کہ یہ ٹھہرنا اُنکی اولاد کے لیے بھی ہو پس آفتاب نکل آیا اور مجلس مین انس کثیر اور سرور عظیم ہوا انتہی من درر الاصداف شعرانی نے کہا کہ شیخ اکبر نے فتوحات مین کیا خوب فرمایا ہی **ابیات**

فَلَا تَعدِل بِاَہلِ البَیتِ خَلقًا	فَاَہلُ البَیتِ ہُم اَہلُ السِّیَادَہ	فَبُغضُہُم مِنَ الاِنسَانِ خُسرٌ
حَقِیقِیٌّ وَحُبُّہُم عِبَادَہ		

یعنی اہلبیت کے ساتھ تو کسیکو خلق مین برابری نہ کر کیونکہ اہل بیت ہی اہل سیادت ہین انسان کو اُنکی دشمنی خسران حقیقی ہی اور اُنکی محبت عبادت ہی انتہی تحفہ مین ہی کہ حضرت امام مالکؒ خود یاران خاص حضرت امام جعفر صادقؓ سے تھے اور عمر بھر اُن سے محبت رکھی ہی اور اُنکے عمدہ شاگردون مین سے بھی ہین بالاجماع انتہی اور امام احمد بن حنبل کا یہ چال تھا کہ جب کوئی بوڑھا یا جوان قریش کا یا اشراف مین سے آتا تو آپ اُسکی تعظیم کرکے اُسکو اپنے روبرو بٹھاتے اور خود پیچھے بیٹھتے یہ صواعق محرقہ مین مقصد خامس از مقاصد آیۂ رابع عشر فضائل اہلبیت مین ہی اور صواعق محرقہ اور مفتاح النجا مین تاریخ نیشاپوری سے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین ملیجی سے اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ مین کامل ابن اثیر سے اور علماے کرام نے اپنی تالیفات مین نقل کیا ہی کہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام نیشاپور مین داخل ہوے تو خچر پر سوار تھے شقیق بلخی کہ

لہ محفل یعنی مجلس منعقد ہوا ۱۲ منتخب

اعاظم صوفیا اہل سنت سے ہین حضرت کے جلو مین آگے آگے چلتے تھے اور ایک جماعۃ صوفیہ کے اپنی چادرون سے حضرت پر
سایہ کیے ہوے تھے اور حافظ ابوزرعۂ رازی اور محمد بن اسلم طوسی کہ اُس شہر کے اکابر علماے محدثین سے تھے تمام طلبہ کے
ساتھ اپنے مدرسون اور رباطون سے حضرت امام کی زیارت کو نکلے اور شہرۂ عظیم شہر مین ہوا جوق جوق لوگ آپکی زیارت کو
حاضر ہوے اور عرض کیا کہ آپ اپنا روے مبارک ہمکو دکھائین اور ان دونون صاحبون نے اور دیگر محدثین اہل سنت نے
عرض کیا کہ کوئی حدیث اپنے آبا و اجداد سے ہمارے لیے روایت فرمائین حضرت امام نے بعد تضرع بسیار قبول فرماکر نچر کو
ٹھیرایا اور غلامون کو اُسکے پکڑنیکا حکم دیکر پردہ جمال مبارک سے اُٹھایا دیدۂ خلائق کو اپنی طلعت پُر کرامت سے
روشن فرمایا جب اُن دونون گیسوون پر جو آپکے دوش مبارک پر پڑے تھے لوگون کی نگاہ پڑی تو سب بے اختیار ہوکر
چلانے لگے بعض ایسے بیتاب ہوئے کہ خاک پر لوٹنے لگے اور بعضون نے آپکے جبین مبارک کو بوسہ دیا اُسوقت علما نے
چلاکر کہا کہ اے لوگو ذرا دم تو لو جب سب چپ ہوے تو شیخ ابوزرعہ اور محمد بن اسلم نے پھر اُس گذارش کو مکرر عرض کیا اور
التماس کیا کہ اگر وہ ایک حدیث بسند اپنی آبای کرام کے کہ سلسلۃ الذہب ہی اسوقت مجمع خلائق مین فرمائیے تو کمال
بندہ نوازی ہوگی حضرت نے فرمایا حدیث بیان کی مجھسے میرے والد حضرت موسی کاظم رض نے اُن سے اُن کے والد
حضرت جعفر صادق رض نے اُن سے اُنکے والد حضرت محمد باقر رض نے اُنسے اُنکے والد حضرت زین العابدین رض نے اُنسے اُنکی والد
حضرت شہید دشت کربلا رض نے اُنسے اُنکی والد حضرت علی مرتضی رض نے اور فرمایا حضرت امیر نے کہ حدیث بیان کی مجھسے میرے
حبیب اور میری آنکھونکی پُتلی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اُن سے بیان کیا حضرت جبرئیل نے کہ مجھسے
ارشاد کیا جناب باری عز اسمہ نے کہ کَلِمَۃُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِی فَمَنْ قَالَہَا دَخَلَ حِصْنِی وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِی اَمِنَ
مِنْ عَذَابِی جب حدیث آپ فرما چکے تو پھر نقاب ڈال لیا ادھر سب نے فوراً لکھ لی قلم دوات لانے والے قریب بیس ہزار
کے تھے امام احمد بن حنبل جب اس سند کو ذکر کرتے تو کہتے کہ اگر یہ مجنون پر پڑھے جائے تو وہ چنگا ہو جائے اور نیز اسی قصہ کو
نقل کیا ہی صاحب الفصول نے جو اِمامیہ سے ہی تاریخ الائمۃ مین حضرت ابوالقاسم قشیری فرماتے ہین کہ جب یہ
حدیث باین سند بعض امرای سامانیہ کو ملی تو اُسنے بخط زر اُسکو لکھوایا اور وصیت کی کہ اسکو میرے ساتھ قبر مین رکھدینا
چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ مرے تو خواب مین کسینے اُنسے پوچھا کہ خدا نے تمھارے ساتھ کیا کیا کہا بخشدیا مجھکو بسبب
تلفظ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے اور اِس تصدیق سے کہ محمد رسول اللہ کے ہین اور مین نے اس حدیث کو تعظیماً سونے کے پانی
سے لکھوایا تھا انتہی مین کہتا ہون کہ لایا ہی مناوی اسکو اپنی شرح کبیر جامع صغیر مین ہین تک بتصدیقی محمداً رسول اللہ
انتہی شیخ عبدالحق رح نے جذب القلوب الی دیار المحبوب مین مقام آداب زیارت ائمۂ اہلبیت اور اُسکے ثواب مین کتاب
فصل الخطاب سے حدیث طویل بروایت حضرت امام رضا مشتمل بر آداب زیارت و دعا جو وقت نزدیک ہونے

مزارات کے آئی ہی نقل کی ہی اور اُسکے خاتمہ مین لکھا ہی اِنّیٓ اَبْرَأُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَدُوِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ حضرت مجدد مکتوب سی و ششم جلد ثانی مکتوبات مین اُس خط مین جو آپنے خواجہ محمد تقی کو لکھا ہی فرماتے ہین کہ یہ جہالت ہی جو کوئی اہلسنت کو محبان حضرت امیر سے نجانے اور آپکے محبت کو مخصوص دوسرون کے ساتھ سمجھے اور محبت حضرت امیر کی رفض نہین ہی تبری خلفای ثلثہ سے البتہ رفض ہی اور بیزاری اصحاب کرام سے مذموم اور ملام ہی جیساکہ امام شافعی رحمہ نے فرمایا ہی پس محبان اہل بیت اہل سنت ہی ہین اور محبت اہل بیت کی ساتھ تعظیم اور توقیر جمیع اصحاب کرام کی یہی تسنن ہی اور نیز فرماتے ہین کہ کیونکر کوئی گمان کرسکتا ہی کہ اہل سنت کو معاذ اللہ اہل بیت سے محبت نہین ہی کیونکہ وہ محبت تو ان حضرات کے نزدیک جزو ایمان ہی اور سلامتی خاتمہ کو اُس محبت کے رسوخ کے ساتھ مربوط کیا ہی میرے والد کہ عالم تھے علوم ظاہری اور باطنی کی اکثر اوقات محبت اہل بیت کی ترغیب فرماتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ مین بڑی مداخلت ہی خوب اسکی رعایت رکھنی چاہیے چنانچہ اُنکے مرض الموت مین مین حاضر تھا جب اُنکا معاملہ آخر کو پونہچا اور اِس عالم سے شعور کم ہوا تو مجھکو اُسوقت وہ بات یاد آئی مین نے اُس محبت کا حال پوچھا فرمایا کہ مین تو اہلبیت کی محبت مین ڈوبا ہون مین شکر خدا بجالایا پس محبت اہل بیت سرمایۂ ایمان اہل سنت ہی اور مخالف اس سے غافل ہین انتہی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ مین فرماتے ہین کہ تمام سلسلے صوفیۂ اہل سنت کی طریقت مین منتہی ہوے ہین اُنہی پر پس حضرات اہل بیت جمیع فرق اہل سنت کے پیر ہین اور معلوم ہی کہ اہل سنت کے نزدیک عظمت اور وقعت پیر کی کس مرتبہ پر ہے اور کیسی محبت پیرون سے یہ کرتے ہین اور پیرون کے بغض و اہانت کو ارتداد طریقت جانتے ہین تو اب انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مدار اہل سنت کا کیا ہی یہی شریعت اور طریقت جسکو وہ موقع ریاست اور بزرگی جانتے ہین اور کبرای شریعت یعنی چارون فقہا اور عظمای طریقت یعنی اصحاب خانوادہای صوفیہ دونون فرقے انھین حضرات اہل بیت سے علاقہ رکھتے ہین اور زلّہ ربای خوان فیض انھین حضرات کے ہین تو اب اہل بیت کے بغض کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنا بلاشک محسوسات کا انکار اور دعوی اجتماع اضداد کا ہی اسکو کوئی عاقل تجویز نہین کرسکتا اور اہل سنت کو نواصب کا لقب دینا یہ ایسا ہی ہی جیسا کوئی نور کو ظلمت اور آفتاب کو تاریک کہے اور بالقطع تاریخ سے یہ بات معلوم ہی کہ اہل سنت نے ہمیشہ نوصب سے مقابلہ کیا ہی اور اُن اشقیا کی ہذیانات کا جواب دیا ہے اور پرخاشین کی ہین انتہی بقدر الضرورۃ عجالۂ نافعہ مین فرماتے ہین کہ یہان تک کہ نسائی نے مناقب حضرت امیر مین رسالہ لکھا ہی اور نواصب شام نے بسبب فرط تعصب و عداوت کے اُنکو اسی بات پر دمشق مین شہید کر ڈالا رحمۃ اللہ علیہ انتہی شاہ غلام علی صاحب حضرت مرزا مظہر جان جانان کے ملفوظات مین حضرت مرزا صاحب کا ارشاد نقل کرتے ہین کہ آپ فرماتے تھے کہ محبت اہلبیت موجب ایمان اور سرمایۂ بقای التصدیق والایقان ہے کوئی عمل ہوا

له بیشک مین بیزار ہون طرف اللہ کی دشمن محمد و آل محمد سے جن اور انس مین سے ۱۲

محبت ان حضرات کی بیاد وسیلہ نجات نہیں شیخ امان پانی پتی شارح لوائح فرماتے ہین کہ سرمایہ صدر نشینی میرے نزدیک
دو چیزین ہین ایک تہذیب اخلاق دوسرے محبت خاندان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فرماتے تھے کہ کمال
محبت یہ ہو کہ محبت رسول سے اُسکے متعلقون کی طرف تجاوز کرے پس علامت کمال محبت حق کی یہ ہو کہ اُسکی محبت مین
متابعت اُسکی حبیب کی کرے اور علامت کمال محبت پیغمبر کی محبت اُنکی اہل بیت کے ساتھ ہی انتہی عمدۃ المحدثین و
سند المستندین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث قصیدہ اطیب النغم اور اُسکی شرح مین فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہی
کہ اہل بیت رسول اللہ کا حال ہمیشہ راست و درست ہی واسطے خاک آلودہ کرنے اپنے دشمنون کی ناک کی اور تین
خصلتین اعجوبہ آثار قدرت حضرت احدیت جل شانہ سے ہین اُنہین سے ایک محبت کرنا اولاد ابو طالب سے ہی چونکہ ابوطالب
شعر مین نہین آتا تھا اسلیے آپنے بلفظ ابو الطالب فرمایا ہی بدور بازغہ مین فرماتے ہین کہ حدیث مین ہی کہ حضرت نے
فرمایا جناب امیر علیہ السلام سے کہ اے علی مین منذر ہون اور تم ہادی سو منذر یہان وہ ہی جو کہے کہ خدا نے تم پر میری
اطاعت واجب کی اگر نہ کروگے دکھ پاؤگے اور ہادی وہ ہی جو کہے کہ اگر میری طاعت کروگے تو تمکو قرب حاصل ہوگا بلا ذکر
ترتب عذاب کے ترک طاعت پر پس دال اس بات پر ہی کہ امت خالی نہین ہوسکتی مرشد اور مسترشد سے واسطے ہدایت خلق کے
اور ہمیشہ اُسکے امور مطابق ارشاد نبی نذیر کے درست رہینگے اسیواسطے فرمایا حق تعالی نے تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ
عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا انتہی ابن جریر اور ابن مردویہ نے اپنے تفسیرون مین اور ابن الاعرابی اور
ابی نعیم نے معرفہ مین اور دیلمی نے مسند الفردوس مین اور ابن عساکر اور ابن النجار نے اپنی تاریخون مین ابن عباس سے
روایت کی ہی کہ جب آیہ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ نازل ہوئی تو حضرت نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ
رکھا اور فرمایا کہ مین منذر ہون اور حضرت امیر کے کندھے کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا تو ہادی ہی اے علی تجھسے
میرے بعد راہ پانے والے راہ پاوینگے اور ابن مردویہ نے ابی برزہ اسلمی سے روایت کی ہی کہ مین نے حضرت کو سنا
کہ فرمایا إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ اور دست مبارک اپنے سینہ پر رکھا پھر حضرت علی کے سینہ پر رکھکر فرمایا وَلِكُلِّ قَوْمٍ
هَادٍ اور ابن مردویہ نے یعلی بن مرہ سے روایت کی کہ حضرت نے پڑھا إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ
اور فرمایا مین منذر ہون اور علی ہدایت کرنے والا اور ضیاء نے مختارہ مین ابن عباس سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا
منذر اور ہادی دونون علی بن ابی طالب ہین اور کہا عبد اللہ نے کہ مجھسے حدیث کی عثمان بن ابی شیبہ نے اُن سے مطلب
ابن زیاد نے اُن سے سدی نے اور اُن سے عبد خیر نے کہ مین نے حضرت علی سے اس آیہ کے معنی پوچھے آپنے فرمایا کہ حضرت نے فرمایا ہی
کہ منذر اور ہادی ایک مرد ہی بنی ہاشم سے اور سند اسکی مسلسل ہی ثقات کوفیین سے عثمان ثقہ ہین اور حافظ اُنسے احتجاج
کیا ہی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اور تقریب التہذیب مین ہی کہ بعض کہتے ہین

کہ یہ حافظ قرآن تھے مین کہتا ہون کہ اس سے کوئی حرج نہین اور مُطّلِب صدوق ہین اُنسے احتجاج کیا ہی بخاری نے ادب مفرد مین اور نسائی اور ابن ماجہ اور اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن سدی سے تہذیب و تہذیب مین اور راوی ون نے عبد خیر سے اُنسے مطلب بن زیاد نے اُنسے احتجاج کیا مسلم اور چارون نے اور عبد خیر مخضرم بھی ثقہ ہین اُنسے بھی چارون نے احتجاج کیا ہی بالجملہ گو بعض ان سے بعض کی طرف اس حدیث کے بارہ مین وہم کی نسبت کی ہی مگر حدیث کے شواہد بہت ہین ابن ابی حاتم اور طبرانی نے اوسط مین اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ اور ابن عساکر نے حضرت امیر سے اس آیۃ کے بارہ مین روایت کی کہ کہا اُنھون نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے اَنَا المُنْذِرُ وَاَنَا الهَادِیْ اور ایک لفظ مین ہی کہ ہادی ایک مرد ہی بنی ہاشم سے اور یہان بھی اپنی ہی ذات سے کنایہ فرمایا ہی فَلْیُرَاجِعْہ اور مثال اسکا مرفوع ہی اتفاقاً کیونکہ یہ اُس خبر سے ہر جو رائے سے نہین کہی گئی یہ خبر جیسا کہ معلوم ہوا چار صحابہ سے مروی ہی ذہبی کو غالباً یہ معلوم نتھا جب ہی اُسنے میزان الاعتدال مین کہا کہ یہ مناکیر حسن عرنی سے ہی اور اُسکی اخراج کو نسبت کی ہی ابن الاعرابی اور ابن جریر کی طرف اور ابن حجر نے بھی اُسکی متابعت کی ہی لسان المیزان مین واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ ائمہ معرفت نے اسکو قبول کیا ہی خصوصاً امام ابن الامام عبد اللہ بن احمد اور امام التفسیر ابن جریر نے ضعف سند کے ساتھ جو مع اور شواہد کے ہی اُسکے غیر کے نزدیک اور امام ابن الامام ابن ابی حاتم نے اور ان لوگون کا التزام ہی کہ اپنے کتابون مین موضوع نہین لکھتے اور ابن ابی حاتم نے تو التزام ہی اسکا کیا ہی کہ اصح ما فی الباب کو لاوے تصریح کی اسکی حاکم اور ضیاء نے کذا فی القول المستحسن تفہیمات مین فرماتے ہین کہ مین نے ارواح ائمہ اہل بیت کو حظیرۃ القدس مین باتم وجہ و اجمل وضع مشاہدہ کیا ہی اور سمجھا کہ انکا برا جاننے والا بڑے دھوکے مین ہے ہمعات مین لکھتے ہین کہ ارواح ائمہ اہل بیت کو مین نے دیکھا کہ ایک دوسرے کے دامن کو مضبوط پکڑے ہوے ایک سلسلہ ہو گئے ہین اور عالم ارواح مین حظیرۃ القدس کے متصل عجیب سوخ کے ساتھ جگہ رکھتے ہین اور اُنکی قوت عالم ارواح مین زیادہ ہی اور اپنے بیاض مین جسمین کشکول کے طور پر فوائد متفرقہ جمع کیے ہین فرماتے ہین کہ سب تعریفین اللہ کو ہین جسنے ہمارے قلوب اپنی محبت سے بھر دیے جنمین بال برابر غیر کی گنجایش نہین پھر اُسنے حکم دیا ہمکو اپنے رسول کی محبت کا سو اُنکو ہمنے خدا کی محبت سے دوست رکھا کہ اُنکی محبت اللہ عزوجل کی محبت ہی پھر حضرت نے حکم دیا اپنی اہل بیت کی محبت اور دیگر سابقین کی محبت کا جو مہاجرین و انصار سے ہین تو ہمنے اُنکو دوست رکھا رسول کی محبت سے کہ وہ آپ ہی کی محبت کا شعبہ ہی قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مین تحت حدیث اِنَّ اللہَ مَوْلَایَ وَاَنَا وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ[له] کے لکھتے ہین کہ مراد اس حدیث سے وجوب محبت اہل بیت اور اعتقاد فضائل اور تعظیم اور تبجیل اُنکی ہی اسطرح کی مطالب نفیسہ مقدمہ اہل بیت اور اُنکی تعظیم اور مدارج کے بیان مین آپ کے کلام اور شاہ عبد العزیز صاحب کے مؤلفات مین بہت سے موجود ہین حضرت شاہ عبد العزیز صاحب اپنے والد ماجد کے رسالہ اعتقادیہ کی شرح مین لکھتے ہین کہ اعتقاد حضرات اہل بیت نبوت کا دو مرتبے رکھتا ہی پہلا جو باتفاق فریقین لازم ایمان و رکن اسلام ہی اور عام و خاص سب اُسمین شریک ہین اگر کوئی اُسمین قصور کرے

[له] بتحقیق اللہ میرا مولی ہی اور مین ولی ہر ایمان والے کا ۱۲

تو لوہ صب ور خوارج مین شمار ہو اور دائرۂ ایمان سے باہر ہو جاوے نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ یہی مرتبہ ہی کہ محبت آنحضرت
کو مثل ایمان پیغمبر کے فرض جانے اور عداوت کو مثل کفر کے حرام معلوم کرے اور یہ حضرات یقیناً اہل بہشت سے ہین اور
بہ تعظیم و توقیر انسے پیش آنا چاہیے اور اس مرتبہ اعتقاد کو لازم ہی کہ انکی دشمنون کو دشمن رکھے اور اسکا ضمیمہ ہی کہ وہ
مناقب جو از روے آیات و احادیث ثابت ہین اپنی تصانیف مین روایت کرے دوسرا مرتبہ انکے اعتقاد کا وہ ہے جو
عرفای کاملین لکھتے ہین اور بعض مراتب قرب و کمال کو مخصوص ان حضرات کے ساتھ معلوم کرتے ہین اور علمای متقشف
اس سے غافل ہین اور جو کبھی کچھ انکے سامنے کسیکی زبان پر آگیا تو انکے معانی و اسرار کے فہم سے بیخبر رہتے ہین انتھی
خواجہ روزبہان کہ افاضل متکلمین سے ہین متن رسالہ اعتقادیہ مین لکھتے ہین کہ اولاد آنحضرت کی واجب التعظیم ولازم الاتباع
ہی اور اسکی شرح مین لکھتے ہین کہ لیکن تعظیم اولاد پیغمبر کی پس اعتقاد یہ ہی کہ وہ فرض ہی بنا بر ان احادیث صحیحہ کی جو
اس بارہ مین وارد ہین جیسا کہ حدیث مین ہی آپ نے فرمایا اُذَکِّرُکُمُ اللهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ اور اسکو مکرر ارشاد کیا اس سے
مستفاد ہوا کہ تعظیم اور محبت ان حضرات کی واجب و رعایت انکے حقوق مین لازم ہی اور نیز آپ نے فرمایا کہ اہل بیت کا
دامن پکڑو گے تو گمراہ نہوگے پس حضرت نے امر فرمایا انکی اقتدا کا انتہی اسعاف الراغبین مین امام فخر الدین رازی سے
منقول ہی کہ اہل بیت نبوی مساوی ہین آپکے ساتھ پانچ چیزون مین ایک سلام مین کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ
اور وَسَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسٓ دوسری صلوٰۃ مین تشہد کے اندر تیسری طہارت مین قَالَ اللهُ تَعَالٰی طٰهٰ اے یا طاہر
وَقَالَ اللهُ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا¹ چوتھی تحریم صدقہ مین پانچوین وجوب محبت مین قَالَ اللهُ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللهُ²
وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی یہ بیان ہی مختصر عقائد اہل سنت کا دربارہ اعتقاد
اہل بیت کے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اولاً محبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے دل مین رکھے پھر آپکی اولاد
کی محبت اور آجکے روز بھی ذریات نبوی کو ایسا دیکھے جیسا قبل اسکے انکی آباے کرام کو دیکھتا تھا اور اگر کوئی شخص
اہلبیت نبوی سے بواسطہ بدعت یا گناہ کے فاسق ہوگیا ہو تو اسکے فعل کو دشمن رکھنا چاہیے نہ اسکی ذات کو کیونکہ وہ
جگر پارۂ رسول مقبول ہی اگرچہ ہزار واسطے درمیان مین ہون شیخ ابو سعید شرف النبوۃ مین لکھتے ہین کہ حضرت نے
فرمایا اے فاطمہ خدا تیرے غضب سے غضب فرماتا ہی اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہی پس جو کوئی اولاد فاطمہ کو ایذا یا تکلیف دیگا
بلاشک وہ غضب الٰہی مین پڑ جائیگا اور جو کوئی دوست رکھے گا اور محبت کریگا وہ امیدوار رضا و خوشنودی حق کا رہیگا
اور اسکا نتیجہ جنت ہی علمای اہل سنت نے تصریح فرمائی ہی کہ لائق یہ ہی کہ ساکنان مدینہ طیبہ کا ہر مسلمان اکرام کرتا رہی گو انسے
کوئی بدعت یا مثل اسکے صادر ہوئی ہو اور یہ بات محض برعایت جوار حضرت سرور کائنات کی ہی تو ذریات آنحضرت
کہ جگر گوشہ آپکے ہین بطریق اولی لائق اعزاز و اکرام کے ہین ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے
کوئی شخص مجلس مین کسیکی تعظیم نکرے مگر حسین اور انکی اولاد کی اور جسطرح محبت اولاد رسول اللہ کے فرض ہی اسیطرح

¹ اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے ۱۲
² پس پیروی کرو میری دوست رکھیگا تم کو اللہ تعالی ۱۲

محبت اصحاب رسول اللہ کی بھی فرض ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ میرے یارون سے دشمنی مت کرو میرے بعد پس جس شخص نے دوست رکھا انکو سو میری محبت سے دوست رکھا اور جسنے انکو دشمن رکھا پس میری عداوت سے دشمن رکھا اور جسنے انکو ایذا دی اُسنے مجکو ایذا دی اور جسنے مجکو ایذا دی اُسنے خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی تو قریب ہی کہ خدا اُس سے مواخذہ کرے اسیطرح اور حدیثین اور آیتین حضرات صحابہ کے شان میں اسقدر نازل ہین کہ اُنسے صراحۃً نکلتا ہی کہ عداوت اصحاب کی سبب خذلان ہی اِسکے سوا محبت حضرات اہل بیت کے بلا محبت صحابہ کے کام نہین آتی اسلیے کہ اہل بیت کی شان مین آیا ہی کہ اُنکی مثال تم مین مانند کشتی نوح کی ہی الیٰ آخر الحدیث اور اصحاب کی شان مین ہی کہ کالنجوم پس کشتی محبت اہل بیت بلا رہنمائی محبت صحابہ دریاے ایمان مین چل نہین سکتے کیونکہ شب تیرہ مین بے ہدایت انجم کی کشتی دریا مین نہین چلتی ہی امام فخر الدین رازی نے تفسیر مفاتیح الغیب مین لکھا ہی کہ الحمد للہ ہم اہل سنت سوار ہوگئے کشتی محبت اہل نبوت پر اور راہ راست پائی ہمنے روشنی ستارہ محبت اصحاب نبوی سے پس امید نجات رکھتے ہین ہم کو اہوال قیامت اور درکات جہنم سے اور یہ کہ راہ پائین ہم لوگ طرف درجات جنات النعیم کے پس جو سوار ہوا اُس کشتی نجات پر تو وہ ہلاک ہوا اور ڈوبا اور جو سوار ہو کر ستارہ محبت اصحاب کبار کی روشنی سے راہ نپائے تو وہ بھی گمراہ ہوا اور ایسے اندھیرے مین پڑا کہ اُس سے نکل نہین سکتا انتہی

بیان وجہ حاصل ہونے مرتبہ شہادت کے نفس نفیس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بواسطہ سبطین طیبین حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس کمال کا آپکے کمالات مین ملنا

جاننا چاہیے کہ جب پروردگار عالم نے اظہار اپنے اسمار وصفات کا زیادہ مد نظر ہی اپنی صفات لازوال مین سے ہر صفت کو جیسا اُسکا مقتضی تھا ظاہر فرمایا اور کنہ ذات اپنے بطون ہی پر رہے تو اُن صفات کے حقائق نے مشاہد معنویہ ذات مین جہان نہ کیف ہی نہ این مجتمع ہو کر بزبان بیزبانی ندا کی کہ الٰہی اگرچہ ہمنے ظاہر کیا اُن کمالات جلالیہ وجمالیہ کو لیکن یہ تو ایک قطرہ ہی دریای وحدت سے اور ایک ذرہ بیضای ذات سے ہیہات ہم کہان اور حقیقت ذات کی کہان اور ظہور شیونات ذاتیہ کے روبرو حقائق اسمائیہ وصفاتیہ کہان اُدھر سے بجمال رافت ارشاد ہوا کہ گھبراؤ نہین ہم ابھی پیدا کرتے ہین اپنی ذات سے ایک حقیقت کو جو جامع کمالات اسمار وصفات ہوگی اور ایسے ظہور کا اظہار ہوگا جو عین بطون بھی ہوگا اور وہ حقیقت محل نشار فیض اور جامع تمہارے انتشار بدیع کی ہوگی اور اُس مظہر اتم کی نسبت کل مظاہر کے ساتھ ایسی ہوگی جیسے ذات کا لگاؤ صفات سے ہوتا ہی اور نکالونگا نام اُسکا حمد سے اور محمد اور احمد رکھونگا پھر جب آپ مقام احدیت کو طی کر چکے اور مجالی اسماو صفات مین جلوہ افروز ہوے تو اتنا بعد عاشق قرین معشوق آفرین کو پسند نہوا تب بصدای صدق انتمای کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ کے تقاضای حب الٰہی یہی ہوا کہ ماجرای عشقی برملا ہو جائے اور راز دنیا رجبی افشا

پس جناب باری آپ پر عاشق ہوگیا مثل تعشق اسم کے مسمی پر اور صفت کی موصوف پر پس ہر معنی اُن کمالات سی جو راجع
اپنی حقیقت کی طرف ہون سو آپکے واسطہ کی اور پر دلالت نکرسکے اور حقیقت صفت نوریت کی منحصر آپ مین ہوئی اور نور
آپ کے اسما مین ہوا اگرچہ اور انبیا اور اولیا بھی سب متصف اس صفت سے ہین مگر آپ حقیقت اس صفت کے ہین
اور باقی تمام مظاہر اُس نور سراپا سرور کی اور آپ کے وسیلے سے عقول اور نفوس اور لوح اور قلم اور عرش اور کرسی اور
افلاک اور کواکب اور ارکان اور معادن اور نباتات اور جمادات اور انسان پیدا ہوے اور کارخانہ وجود کی ترتیب
ہوئی جیسے اعداد کی ترتیب ہوتی ہے واحد سے کہ جو عدد کہ ہے وہ اُسی واحد سے مستخرج ہے بعد اخذ
مرتبہ وحدت پس عقل اول کہ عبارت ہی روح محمدی سے اصل تمام کی ہی اور آپ ہی درحقیقت کل علتونکی علت ہین کیونکہ
حق تعالی منزہ ہی کسی وجود کی علت ہونے سے پس آپ ہی اول وجود ہوے اور آپ ہی آخر وجود اور تمام ہوا اعلی درجہ
دائرۂ وجود کا اور آپ اقرب خلق ہین حق کے ساتھ بطون ذات مین اور آخر مین اکمل خلق ہوے جہات مین اور آپکو درجہ
وسیلہ کہتے ہین جسکی درخواست کا امت کو حکم ہوا ہی اور معنی وسیلہ کے سبب کے ہین تو آپ جیسی ابتدا مین سبب وجود خلق کی تھی
ویسی ہی انتہا مین سبب قرب خلق کے ہونگے حق کے ساتھ تو قرب صوری و معنوی آپ ہی کو حاصل ہی اور آپ اکمل ہین وصف اور
حال مین تمام عالم سے پس جب تک آپکی روح پر فتوح وہان عالم ارواح مین استفادۂ روح کے لیے رہی تب تک یہان تمام
انبیا علیہم السلام تشریف لاتے گئے اور آپکے خیر مقدم کی خبر اپنی امتونکو سناتے گئے آخر سبکے بعد آپ نے اپنے قدوم فیض
لزوم سے اس امت مرحومہ کے سر افتخار کو فلک الافلاک سے بلند کیا عنایت ازلیہ نے کل کمالات حضرات انبیای سابقین کا
آپ کو مجموعہ بنایا اور اُسکے سوا اور کمالات خاصہ اور کرامات مختصہ بھی بہت کچہ عنایت کیے مراتب مین صرف مرتبہ شہادت ہی
رہا تھا جو حب ازلی کو بنفس نفیس آپ کو دینا گوارا نہوا اسواسطے کہ وہان محبت تھی اور محب کو جہان اپنے محبوب کا ذرا بھی میلا ہوتے
نظر آتا ہی تو وہان سب کچہ چھوڑ مقابلہ مین ایک ہو خواہ ہزار خود ہی سربکف ہوجاتا ہی اور آپ ہی تن تنہا میدان
کارزار مین آکر دشمنون سے دست وگریبان ہوجاتا ہی پس غور کرنا چاہیے کہ اللہ کا مقابلہ کون کرسکتا ہی کسکا اتنا پتا ہی
اور جو بے سمجھے بوجھے دست بقبضہ ہوے تو سب جانتے ہین کہ فتح آپ ہی کو ہوئی اسلام ہی غالب ہا اور اور مصیبتین و ایذائین
دشمنون سے جو آپ کو پہنچین اُنکی جو جو شامتین اُنپر آئین اور جن جن مصیبتون مین وہ پھنسے اُسکو سارا زمانہ جانتا ہی ذری سی
بات ہی کہ جب دشمنان دین کی بے ادبیان زائد ہونے لگین تو پہاڑونکا متوکل فرشتہ حضور مین آیا اور اُن موذیون پر
پہاڑ ڈھانیکا پیغام لایا یہان رحم جبلی تھا اور کرم طبعی منظور ہی نہوا اسکے سوا شہادت مین وہ کون مرتبہ تھا جو اُس
محبوب کبریا مین یون ہی بشہادت عقل و نقل بلا اس شہادت کے موجود نتھا حیات جاودانی آپ کو فرح لقای خداوندی
آپ کو پس اس مرتبہ کے پانے سے آپکی تکمیل مراتب خیال کرنا سو اخیال باطل کے اور کیا ہی لاجرم حب ازلی نے چاہا کہ کمال
اسطرح سے آپکے کمالات مین ملجائے کہ دور آخر اسلام مین فتور بھی نہ آنے پائے جنگ احد کا سا تفرقہ نہ پڑجائے فوجین

مستغرق ہوں اور پھر یہ واقعہ ایسا ہو کر بالذات ہونے سے کہین بڑھ جائے تو تنہا درجۂ شہادت خفا کے ساتھ حاصل ہونے سے
جیسے بعض خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہوا نہ چندان اشتہار تھا اور نہ عرف مین اسکا اتنا اعتبار
شہادت سر سر مصیبت تو وہی ہی کہ آدمی غربت اور مسافرت مین ہر طرح سے بیکس اور بےبس ہو جائے وہان ہو جہان
کوئی اسکا نہ یار ہو نہ غمخوار نہ رفیق نہ ہمدم نہ مونس نہ غمگسار دشمنون کے گھیرے بن آ پڑے سارے خدام اور اقربا اسکے
سامنے مارے جائین انکے گھوڑون کے کوچین کاٹی جائین مال اسکا لوٹا جائے عورتین قید ہون اور یتیم گرفتار ہون اور وہ
تن تنہا رہ جائے پھر چارون طرف سے اسپر تیرون کا مینہ برسے اپنے ہی خون مین وہ ماہی بے آب سا تڑپے اور قطرہ
پانی کو ترسے زخمون سے سارا بدن چور ہو اور ہر زخم سے اسکا دل مسرور ہو مقام رضا و تسلیم مین ثابت قدم رہے
اعدا خنجر جفا سے اسکا سر کاٹین اور اسکا سر نیزہ پر چڑھا کر در بدر شہر بشہر پھرائین اور فسوس کہ اسکے آگے فتح کے ڈنکے
بجین اور یہ سب کچھ وہ محض خدا ہی کے لیے گوارا کرے لہذا بعد وفات آپ کے اور گذرنے دورۂ خلافت حضرات خلفای
راشدین کے یہ دونون قسمین شہادت کی آپکے عزیز ترین فرزندان اور قریب ترین اجزا یعنی سبطین طیبین سیدی الشہدا
ابی محمد الحسن و ابی عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے آپ کو پہنچین اور آپ کے کمالات مین ملین کہ ایذاے ولد
والدین سرایت کرتی ہی اور خود آپکا ارشاد ہی کہ مَوْتُ الْوَلَدِ كَيُّ الْكَبِدِ[له] اور تقسیم مین رعایت وضع اور طبع کے ملحوظ
ہوئی شہادت خفی سے حضرت سبط اکبر سرفراز ہوے اور شہادت جلی نصیب حضرت سبط اصغر جان و جگر حضرت
پیغمبر ہوئی حق یہ ہی کہ جو مصیبتین اور ایذائین کہ ازل سے ابد تک کسی مقرب درگاہ کو نصیب ہوئی ہونگی وہ سب ان
شہر یاران کونین خصوصاً حضرت امام حسین علیہ السلام کو نصیب ہوئین اور اس شیر بیشۂ محبت حقیقی اور دلیر میدان
رضا و تسلیم تحقیقی نے کیسا ان تکالیف کو سر آنکھون سے اٹھایا اور کون ایسا ہو سکتا ہی یہ فرزندیت رسول مقبول کا اثر
تھا اور اس خبر کا نتیجہ جو آپنے خود فرمائی تھی کہ جیسا مین ستایا گیا ہون ویسا کوئی نبی نہین ستایا گیا اشعار

اللہ نے پیدا جو کیا رنج و بلا کو	تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو
پر سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو	تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو
آغاز مصیبت تو لکھا نام نبی پر	اور خاتمہ بالخیر حسین ابن علی پر

مسلمانو شہادت سریہ کی بنا چونکہ اخفا پر تھی لہذا اسکی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی
نہ اوسکو اور شہادت جلی کہ اسکی بنا شہرت اور اعلان پر تھی اسی لیے اسکی اطلاع بالتفصیل آپ کو ہوئی طبرانی نے حضرت
عایشہ رض سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے خبر دی مجھکو جبرئیل نے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد زمین طف مین مارا جائیگا
اور میرے پاس وہان کی مٹی لائے فائدہ طف بفتح طای مہملہ و بفای مشددہ ایک مقام ہی کوفہ سے باہر اسکے جمع طفوف ہی
مجمع البحرین مین لکھا ہی کہ طف کنارۂ دریا اور جانب خشکی کو کہتے ہین اور اسی سے وہ طف ہی جسمین حضرت امام حسین علیہ السلام
شہید ہوے اسکو طف اسواسطے کہتے ہین کہ یہ کنارے خشکی کے ہی فرات کے قریب انتہی ابو داؤد اور حاکم نے ام الفضل
مادر عبد اللہ بن عباس سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے پاس آ کر خبر دی کہ میری امت قریب ہی کہ قتل

[له] یعنی لڑکے کی موت جگر کا داغ ہوتی ہی ۱۲

کرے میرے اس بیٹے حسین کو اور مجھے وہانکی تھوڑی سی خاک دی بیہقی نے ام الفضل رض سے روایت کی کہ مین نے حضرت سے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت برا خواب دیکھا ہی فرمایا بیان کر عرض کیا کہ مین نے دیکھا ہی کہ گویا ایک ٹکڑا آپکے
جسم مبارک کا کٹکے میرے گود مین آ گیا آپنے فرمایا تمنے اچھا خواب دیکھا فاطمہ رض کے بیٹا پیدا ہوگا وہ تمھاری گود مین
رہیگا سو یہی ہوا کہ حضرت امام حسین رض پیدا ہوے اور میری گود مین رہے مین یکدن آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اور
امام حسین رض کو آپکی گود مین دیا اور اور طرف دیکھنے لگے ایکبارگی حضرت کو دیکھا کہ آپکی آنکھون سے آنسو جاری ہین
مین نے کہا یا نبی اللہ میری ماں اور باپ آپ پر قربان آپ کیون روتے ہین فرمایا جبرئیل نے آکر کہا کہ تیری امت تیرے
اس بیٹے کو قتل کریگی اور مجھے تھوڑی سرخ مٹی لادے صواعق محرقہ مین ہی کہ فرشتہ موکل باران کا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ملازمت کے لیے حضرت ام سلمہ رض کے گھر مین آیا آپ نے اسکو بلا لیا اور ام سلمہ رض کو فرمایا کہ تم دروازہ پر بیٹھو کوئی
آنے نپائے وہ وہان ٹھیرین اتنے مین حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور جست کر کے حضرت کے حضور مین پونہچے
آپ نے انکو چادر مین چھپا لیا اس فرشتہ نے عرض کیا کہ آپ انکو دوست رکھتے ہین فرمایا ہان عرض کیا قریب ہے کہ تیری
امت اسکو قتل کریگی فرمایئے تو آپکو انکا مقتل دکھادون چنانچہ آپ کو وہ جگہ دکھلائی اور سرخ بالو وہانکی آپکو لادی
وہ آپنے حضرت ام سلمہ رض کو دی اور اورون نے بھی اس قصہ کو روایت کیا ہی مگر اسمین نام حضرت جبرئیل کا ہی روایت ہی
کہ جناب امیر علیہ السلام جب غزوہ صفین مین تشریف لیے جاتے تھے تو ایک جگہ پر پونہچے جو فرات پر واقع ہی اسکو
نینوی کہتے ہین آپ نے اس موضع کا نام پوچھا لوگون نے کہا اسکا نام کربلا ہی آپ رونے لگے اور فرمایا کہ مین نے
حضرت کو ایکبار روتے دیکھا تھا تو پوچھا تھا یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ ابھی جبرئیل نے مجکو
خبر دی کہ میرا بیٹا فرات کی اسطرف کے کنارہ پر جسکو کربلا کہتے ہین مارا جائیگا اور اس جگہ کی خاک بھی مجھے سونگھانے
اس سبب سے مین رو رہا ہون مین کہتا ہون کہ یہ روایت ابن سعد کی ہی شعبی سے اسکو شیخ ابن حجر مکی نے شرح قصیدہ
ہمزیہ مین نقل کیا ہی **فائدہ** نینوی بکسر نون اول و سکون یا و فتح ثالث حضرت یونس علیہ السلام کے شہر کا نام ہی اور
صفین اس مقام کا نام ہی جہان حضرت علی رض اور معاویہ رض سے لڑائی ہوئی قاموس مین ہی کہ صفین سجین کے وزن پر
ایک گانون ہی قریب رقہ کے دریاے فرات پر جس مین حضرت امیر رض اور امیر معاویہ سے پہلے صفر ۳۷ھ مین بڑی لڑائی
واقع ہوئی اور اسی سبب سے لوگون نے صفر کے مہینے مین سفر کرنے سے پرہیز کیا ہی انتہی بترجمتہ طبرانی نے معجم کبیر مین
اور ابن عباس رض نے حضرت ام سلمہ رض سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے کہ میری ہجرت سے ساٹھ برس کے بعد حسین
مقتول ہوگا مسلمانو ہمیشہ ان مصائب دردناک اور واقعات ہولناک کا مذکور ہونا اور امتیان محمدی بلکہ تمام جن و
انس اور مسلمان اور کافر اور مرد اور عورت اور لڑکون اور بوڑھون کا متاثر ہونا اسکو پرتو رنج و غم روح پر فتوح
حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا سمجھنا چاہیے **تنبیہ** بخاری مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ

حضرت نے اپنے مرض الموت مین فرمایا کہ اے عائشہ مین ہمیشہ پاتا تھا درد اُس کھانے کا جو کھایا تھا خیبر مین اور اب پاتا ہون کٹنا رگ جان کا اُس زہر کے اثر سے مراد زہر سے وہ لقمۂ زہر آلود ہی جو ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت مین ملا کر آپ کو بھیجا تھا اور آپ نے اُسمین سے ایک لقمہ منہ مین لیا تھا اور آپکو درد سر اور بخار عارض ہوا تھا کہ وہی مرض الموت مین ظاہر ہوا اس بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہان حضرت کو درد سر تھا اور تپ تھی وہان اثر زہر بھی تھا اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے سر الشہادتین مین لکھا ہی کہ شہادت سریہ آپکو بواسطہ سبط اکبر کے حاصل ہوئی اور اس حدیث سے تو حصول شہادت سریہ کا بذات خاص متحقق ہونا معلوم ہوتا ہی اور نیز جلال الدین سیوطی وغیرہ علمای معتمدین نے تصریح کی ہی کہ آپکی موت بشہادت بسبب اثر زہر کی ہوئی تو جواب یہ ہی کہ مقصود شاہ صاحب کا یہ ہی کہ شہادت سریہ علی وجہ الکمال آپکو بواسطہ سبط اکبر کے ہوئی اس لیے کہ کمال شہادت یہ ہی کہ تاخیر نہو اور جو زخمی ہونے کے بعد تاخیر کر کے کچھ دوا اور غذا کھا کے مرے تو یہ نقصان شہادت کا شمار کیا جاتا ہی پس اصل شہادت تو آپکو حاصل ہوئی لیکن شہادت کاملہ جو مقتضی آپ کے منصب عالی کی تھی وہ حضرت سبط اکبر ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی کہ وہ صدمۂ زہر سے بلا امتداد مدت شہید ہوے بخلاف آنحضرت صلعم کے کہ آپنے کئی سال کے بعد وفات پائی کذا فی تفریح الاذکیا

فائدہ عاشورا و عاشورا و عشورا دسوان دن محرم کا کذا فی المنتخب و الصراح اور آخر مین لفظ عاشورا کی الف کو ہاسی بدل کر عاشورہ لکھنا غلط ہی کذا فی غیاث اللغات یہ لفظ نکلا ہی عشر سے اسکے معنے دس عدد کے ہین اور قرطبی نے کہا کہ یہ نکلا ہی عاشرہ سے مبالغہ اور تعظیم کے لیے اور اصل مین یہ صفت ہی دسوین رات کی گویا وہ دن مثل دسوین رات کے ہی پھر دسوین تاریخ کو جو عاشورا کہا ہی تو اسمین اختلاف ہی بعض کہتے ہین اسوجہ سے کہا ہے کہ وہ دسوان دن محرم کا ہی اور یہ وجہ تو ظاہر ہی اور بعض کہتے ہین کہ اسکو عاشورا اسوجہ سے کہتے ہین کہ اس دن مین اللہ تعالی نے دس کرامتون کا انعام فرمایا ہی دس نبیون پر پہلے حضرت موسی علیہ السلام ہین کہ اُسیدن دریا اُنکے لیے پھاڑا گیا اور فرعون اور اُسکا لشکر ڈوبا دوسرے حضرت نوح علیہ السلام ہین کہ اُنکی کشتی جودی پر اُسی روز پہونچی تیسرے حضرت یونس علیہ السلام ہین کہ انکو مچھلی کے پیٹ سے اُسی روز نجات ملی چوتھے حضرت آدم علیہ السلام ہین کہ اُنکی توبہ اسیدن قبول ہوئی پانچوین حضرت یوسف علیہ السلام ہین کہ اُسی روز وہ کنوئین سے نکالے گئے چھٹے حضرت عیسی علیہ السلام ہین کہ وہ اُسیدن پیدا ہوے اور اُسیدن آسمان پر اٹھائے گئے ساتوین حضرت داؤد علیہ السلام ہین کہ اُنکی توبہ اُسیدن قبول ہوئی آٹھوین حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین کہ وہ اُسیدن پیدا ہوے نوین حضرت یعقوب علیہ السلام ہین کہ اُنکی بینائی اُسیدن آئی دسوین ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ آپکو اُسیدن

تحقیق لفظ عاشورا کی اور بیان اس دن کی فضیلت کا اور جو باتین اس دن روا ہین اور جو ناروا ہین

خبر دی گئی اگلے پچھلے گناہون کی بخشے جانے کی کذا فی العینی شرح صحیح البخاری پہ شمائل ترمذی مطبوعۂ دہلی کی صفحہ ۴۲ کے حاشیہ مین لکھا ہوا ہی اور شیخ عبدالرحمن صفوری شافعی نے نزہتہ المجالس کے صفحہ ۱۵۸ مین لکھا ہی کہ عاشورا کو عاشورا اسلیے کہتے ہین کہ اُسدن اللہ تعالی نے ایک گروہ باشکوہ حضرات انبیا علیہم السلام پر اکرام فرمایا ہے حضرت آدم کو برگزیدہ کیا اور حضرت ادریس کو آسمان پر بلند فرمایا اور حضرت نوح کی کشتی جودی پر جا لگی بعد اسکے کہ پانی ٹھہرا تھا زمین پر ایکسو پچاس روز اور برسا تھا چالیس رات دن اور چشمونکا پانی زرد ہوگیا تھا اور آسمان کا سرخ اور کشتی گویا ہوئی تھی اور کہا تھا اُسنے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِلٰہُ الاَوَّلِیْنَ وَالاٰخِرِیْنَ مین وہ کشتی ہون جسپر جو سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اُس سے الگ ہوا وہ ڈوب گیا اور نہین آتی ہین مجھ مین مگر اخلاص والے لوگ اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے گھر کی چھت پر چڑھکر پکارا تھا کہ اے وحشیو چرنے والے اور اے درندو ضرر پونہچانے والے اور اے چڑیو اور اڑنی والی آؤ اور سوار ہو اس کشتی نجات دینی والی پر کہا رازی نے کہ بحث اُسکی لنبائی اور چوڑائی مین فضول ہی کہ اُسمین کوئی فائدہ نہین اور مقاتل نے کہا کہ وہ ہزار گز کی لانبی تھی اُسمین سے آٹھ سو گز کو پانی نے ڈھانپ لیا تھا اور سوار ہوئے حضرت نوحؑ اُسپر چہارشنبہ بارھوین رجب کو اور بعضے کہتے ہین چاند والی دنکو اور ہمدانی نے کہا کہ جب اللہ تعالی نے حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا تو آپ نے اُسکو ایک لاکھ چوبیس ہزار تختہ سے بنایا اور ہر تختہ کی پیٹھ پر ایک نبی کا نام ظاہر ہوا اور آخر تختہ کی پشت پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ظاہر ہوا حق تعالی نے فرمایا کہ جب مین نے اپنے محبوب اور اُنکی خلفا کی نامون کو ظاہر کیا تو کشتی ڈوبنے سے بچی مسلمانو یون ہی جن موحدین کے دلون مین حضرت کی محبت اور آپ کے اصحاب کی محبت ہی وہ بھی دوزخ مین پڑنے سے نجات پائینگے **لطیفہ** مین نے کتاب مورد العذب مین دیکھا ہی کہ جب حضرت نوحؑ کی کشتی عاشورا کی دن ٹھیرے تو آپنے اپنے ساتھیون سے فرمایا کہ تمھارے ساتھ جو توشہ ہو اُسکو جمع کرو پس کوئی مٹھی جوار لایا اور کوئی جو اور کوئی گیہون اور کوئی لوبیا اور کوئی مسور آپ نے فرمایا کہ ان سب کو ایک مین ملا کر پکاؤ تحقیق تم لوگ خوشخبری دیے گئے ساتھ سلامتی کے پس اُسدن سے مسلمانون نے طعام حبوب کھانا شروع کیا انتہی اور اسی عاشورے کے دن اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا اور اُسیدن حضرت داؤدؑ کی توبہ قبول ہوئی اور اُسیدن اُنکے صاحبزادہ حضرت سلیمانؑ کا ملک واپس ملا پھر اسکا سبب نقل کیا ہی اور اُسکے آخر مین لکھا ہی کہ اسکو قرطبیؒ نے نقل کیا ہی لیکن قاضی عیاض اسکی صحت کے مانع ہین اور اُسیدن حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے چالیس دن کے بعد نکالا اور اُسیدن حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ سے ملے چالیس برس کے بعد اور بعضے کہتے ہین اسی برس کے بعد اور اُسیدن حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوے اور آسمان پر اُٹھائے گئے اور اُسیدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح کیا **حکایت** نسفی نے لکھا ہی کہ ایک قیدی کافرون کا اُنکے یہان سے عاشورے کے دن بھاگ گیا کافرون نے اُسکے ڈھونڈھنے کو سوار دوڑائے جب اُنھون نے اُسے پکڑا تو اُسنے کہا اے اللہ بحق یوم عاشورا مجھے نجات دے وہ سب کے سب اندھے ہوگئے اور اُسکو نجات

مل گئی اُسنے اُسدن روزہ رکھا جب رات ہوئی تو کچہ کھانے کو نملا بھوکا سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک فرشتہ پانی لیکر آیا اور اُسنے وہ پانی اُسے پلایا بعد اُسکے وہ شخص بیس برس زندہ رہا اور اُسکو کھانے پینے کی کچہ ضرورت نہوئی **حکایت** مصر مین ایک شخص تھا جسکے پاس سوا ایک کپڑے کے کچہ نتھا اُسنے جامع عمرو بن العاص مین عاشورے کے دن صبح کی نماز پڑھی دستور یہ تھا کہ عاشورے کے دن اُس مسجد مین عورتین دعا مانگنے کو جایا کرتی تھین چنانچہ اُس روز حسب دستور وہان وہ سب تھین ایک عورت نے اُس مرد سے آکر کہا کہ للہ مجکو کچہ دو کہ مین اپنے بال بچون کی مدد کرون مرد نے کہا اچھا اور گھر مین جاکر وہ کپڑا اُتارا اور دروازہ کی دراز سے اُس عورت کو دیدیا اُسنے دعا دی کہ خدا تجکو حلے جنت کے پنہاوے مرد نے اُسی رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک حور نہایت خوبصورت ہی اور اُسکے پاس ایک سیب ہی نہایت خوشبودار اُسنے اُسکو توڑا تو اُسمین حُلّہ پایا مرد نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین عاشورا ہون تیری زوجہ جنت والی پھر وہ شخص جاگ پڑا اور سارے گھر کو خوشبو سے مہکتا پایا وضو کرکے دو رکعتین پڑھین اور دعا کی کہ الٰہی اگر جنت مین وہی میری زوجہ ہی جو مین نے خواب مین دیکھی ہی تو مجکو اُسکے پاس پونہچا اُسکی دعا قبول ہوئی اور وہ فی الفور گذر گیا **شعر**

جان گئی جانکے جو یا کے پاس | پونہچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

حکایت روض الافکار مین ہی کہ ایک مرد نے عاشورے کے دن سات درم صدقہ کئے اور سال بھر اُسکے عوض کا منتظر رہا عاشورے کے دن بعض علما کو یہ کہتے سنا کہ جو عاشورے کے دن ایک درم صدقہ کرے اللہ اُسکو ہزار درم دے یہ شخص بولا کہ یہ تو صحیح نہین مجھے سال بھر ہوا ہی کہ مین نے سات درم صدقہ دیے تھے آجتک ایک کوڑی نہین ملی یہ کہکر چلا گیا رات کو اُس کے دروازہ پر ایک شخص سات ہزار درم لیکر آیا اور اُسکو بلا کر کہا کہ اے جھوٹے اگر تو قیامت تک صبر کرتا تو خدا جانے کیا سے کیا پاتا انتہی مافی نزہۃ المجالس واللہ اعلم بالصواب **حکایت** امام یافعیؒ اپنی کتاب روض الریاحین مین تین سو ستائیسوین حکایت مین لکھتے ہین کہ شہر رَے مین ایک قاضی تھا بڑا امیر عاشورے کے دن ایک فقیر اُسکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے قاضی خدا تجکو عزت دے مین محتاج ہون اور لڑکے بالے رکھتا ہون تجھے بحرمت اس روزہ کی چاہیے کہ مجکو دس من روٹی اور پانچ من گوشت اور دو درم دے قاضی نے ظہر کی وقت کا وعدہ کیا اور عصر تک ٹالا آخر کچہ بھی نہ دیا فقیر شکستہ دل وہان سے نکلا اور وہین ایک نصرانی کے گھر آکر کہنے لگا کہ بحق اسدن کے کچہ مجھے دے نصرانی نے اُس دن کی حقیقت پوچھی فقیر نے کہا کہ آجکی دن شہادت امام حسین سبط خاتم الانبیا کی ہوئی ہی اور تفصیل سے ایسا سارا حال اس واقعہ کا بیان کیا کہ نصرانی کی ذہن مین آگیا نصرانی کہنے لگا کہ اپنی حاجت کہ تو نے تو بڑی عظیم الحرمت چیز کی قسم دی اُسنے وہی مانگا جو پہلی جگہ مانگا تھا نصرانی نے دس گون گیہون اور بیس درم اور دس من گوشت دیا اور کہا یہ تیرا اور تیری عیال کا حق ہی اور ہر سال جب تک مین زندہ رہون تجہ یہ پہنچایا کرونگا فقیر یہ سب کچہ لے اپنے گھر چلا گیا وہان قاضی نے خواب مین غیب سے سُنا کہ کوئی کہتا ہی کہ ذرا سر اپنا اُٹھا قاضی نے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ ایک مکان سنہری اور روپہلی اینٹونکا بنا ہی اور دوسرا یاقوت کا قاضی نے کہا خدایا یہ دونون مکان کسکے ہین کہا یہ دونون تیرے تھے اگر فقیر کی تو حاجت

برلاتا تونے تو پھیر ہی دیا اب یہ مکان فلان نصرانی کے ہین قاضی ڈر کر نیند سے چونک پڑا اور ہاے ویلے کرنے لگا صبح کو نصرانی کے پاس آکر کہا رات کو تونے کیا نیکی کی اُسنے وجہ سوال پوچھی قاضی نے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ تو یہ نیکی میرے ہاتھ بیچ ڈال مین سو ہزار درم دیتا ہون نصرانی نے کہا اسکو تو مین اگر کوئی دنیا کی زمین بھر درم دیگا تو نہ بیچونگا کیا نیک معاملہ اللہ کا ہے یہ کہکر نصرانی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا انتہی **حکایت** اور شاہ خوب اللہ الہ آبادی اپنی کتاب عیات الاعلام مین لکھتے ہین کہ عمر لیث بادشاہ فارس جسنے مسجد عتیق بنائی تھی ایک دن اپنا لشکر دیکھ رہا تھا جب لشکر جرار باعظمت دیکھا تو اُسکے دل مین یہ خیال گذرا کہ اگر مین اس لشکر سمیت کربلا مین ہوتا تو اپنے آپکو امام حسین پر فدا کرتا اور اُن بے ادبونکا کام تمام کرتا اُسی شب کو وہ جمال جہان آراے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب مین مشرف ہوا دیکھا کہ حضرت رحمۃ للعالمین فرماتے ہین کہ جزاک اللہ خیرا تو جان کہ خدا نے تجھپر رحمت فرمائی اس نیت نیک سے جو تو نے کی اور تجھے دین و دنیا مین عزیز کیا واللہ اعلم انتہی شیخ ابن حجر رح صواعق محرقہ مین و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح شرح سفر السعادت اور رسالہ ماثبت بالسنہ مین لکھتے ہین کہ جو کچھ حضرت امام حسین علیہ السلام پر عاشورے کے دن مصائب شہادت وغیرہ گذرے یہ سب کچھ آپکی بلندی درجہ اور رفعت مقام کا سبب تھا خدای عز وجل کے نزدیک پس جو شخص اس مصیبت کو یاد کرے اُسکو چاہیے کہ انا للہ کہے اور درود پڑھے اور ہر طرحکی خیرات و مبرات مین مصروف ہو اور بدعات مخترعہ جہال وغیرہ سے پرہیز کرے کہ یہ مسلمانون کے اخلاق مین اگر ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین بھی ہوتا چاہیے کہ بدعات ناصبیہ متعصبہ جنکو اہل بیت کرام سے عداوت تھی جیسے وہ لوگ اُس روز خضاب کرتے اور سرمہ لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے ہیں اور طعام عیدین کے طور پر پکواتے اور بانٹتے ہین ان سب سے پرہیز کرے اس باب مین کوئی حدیث اور حکایت علمای اعلام امت سے ثابت نہین اور جو حدیثین سرمہ لگانے کے باب مین عاشورے کے دن بیان کرتے ہین وہ حدیثین موضوع ہین رافضی اپنی جہل سے افراط ماتم مین پڑے اور ناصبی تفریط سے مخالفت کی طرف گئے حالانکہ یہ دونون خطا پر ہین اور خلاف طریقہ آنحضرت اور سلف کی انتہی مین کہتا ہون کہ علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی نے بھی حدیث کحل کو موضوع لکھا ہے جیسا کہ حرف المیم مین ہے لیکن شیخ برہیم کردی اپنے رسالہ مین لکھتے ہین کہ حدیث کحل کی نسبت کی گئی جامع صغیر مین طرف بیہقی کے ابن عباس سے اور اسمین لفظ عیناہ کا نہین ہے آیا اسکو صغانی اور کہا عزیزی نے کہ کہا علقمی نے کہ حاصل کلام سیوطی کا جو انھون نے موضوعات مین لکھا ہے یہ ہے کہ وہ موضوع نہین مین کہتا ہون کہ اسکا موید وہ قول ہے جسکو حافظ ابو طاہر سلفی نے اپنی مسند مین

سلمان فارسی سے روایت کیا ہی انتہی باقی اس تحقیق کا یہ مقام نہین جناب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم مغفور فرنگی محلی مجموعۃ الفتاوی مین تحریر فرماتے ہین کہ اہل عاشورے کے دن سوای روزہ کی کہ احادیث صحیحہ سے سنیت اور استحباب اسکا ثابت ہی اور وسعت طعام کی عیال اور احباب پر کہ اسکی حدیث بھی اصل رکھتی ہی اور کوئی امر نہ کرنا چاہیے اور اور تحقیق اسکے صوم مین ہی انتہی اور جو متعارف ہی سینہ زنی اور مزامیر بجانا مثل تاشہ اور ڈھول کے ماتم کے وقت اور کپڑے پھاڑنا اور بالونکا منتشر کرنا یہ بہت بری باتین ہین مجمع البرکات مین ہی کہ مکروہ ہی مرد کو تعزیت کے لیے سیاہ کپڑے رنگنا اور انکا پھاڑنا اور گالون اور ہاتھون کا سیاہ کرنا اور گریبان پھاڑنا اور بال بکھیرنا اور خاک سر پر ڈالنا اور سینہ اور ران پر ہاتھون کو دے مارنا اور آگ کا جلانا قبرون پر یہ سب مراسم جاہلیہ کے ہین اور باطل ہین ایسا ہی مضمرات مین ہی اور ابوالرجا مختار بن محمود زاہدی برہان الدین بخاری سے نقل کرتے ہین کہ ان سے پوچھا گیا کہ قصہ گو کا کپڑے پھاڑنا عاشورے کے دن مقتل امام حسین مین واسطے اظہار تاسف کی اور لوگونکو حکم کرنا قیام اور تشییع کا آیا والیان امر پر واجب ہی کہ وہ انکو اس امر سے جھڑکین یا نہین تو برہان الدین نے لکھا کہ اسکی ممانعت چاہیے انتہی اور اہلبیت کرام کے متبرکات کو ہتک کی راہ سے گلی گلی لیتے پھرنا اور علم بلند کرنا اور علمون کو بازارون مین لیے پھرنا یہ بھی بہت بری باتین ہین ان سے پرہیز کرنا چاہیے کہ یہ شعار یزیدیون کا ہی صاحب اظہار السعادت اپنے استاذ مولانا برہان الدین محمد مرحوم ساکن بیوہ کی تحریرون مین سے ایک تحریر کا خلاصہ حاشیۂ اظہار السعادت مین یون لکھتے ہین کہ ان اشقیا نے پنجہ ہاے اطفال معصوم شہدا اور شہدا کو مقتل کربلا مین کاٹ کر نیزون کے سرون پر باندھے تھے اور یون ہی چند کمانین کہ بعد خالی کرنے کے تیرون سے اسیطرح خالی قبضۂ شہداے کرام مین وقت لڑائی کے رہگئی تھین اور عمامے سبز و سیاہ انکے اور بعض اوڑھنیان مستورات طیبات کی لوٹ لیجا کر سب کو جھنڈون پر باندھا تھا اور ایک روایت مین ہی کہ وہ سب اس علم کے ساتھ تھی جس پر سر مکرم تھا اور اسکو شدّہ کہتے ہین اور نقارہ اور نوبت اور شادیانے بجاتے ہوے دارالامارۃ کی طرف روانہ ہو کر ہنگامۂ قیامت برپا کیا تھا چنانچہ ہندوستان مین بعضی شہرون مین چند عامی لوگ موافق رسم کوفیون کے اس معاملۂ جگر سوز کے نقل عشرۂ محرم مین کرتے ہین اور اسکو موافق محاورۂ قدیم کے شدّہ اور علم کہتے ہین بلکہ بعضے اغنیا بجای پنجہ شہدا کے چاندی سونے کی پنجے سادہ کارون سے بنوا کر علم کے اوپر لٹکاتے ہین گو اسکام کی حقیقت سے وہ آگاہ نہون اور شدہ کے معنی عربی زبان مین باندھنے کے ہین اسیواسطے نشان اور جھنڈہ کو شدّہ کہتے ہین وہی قدیم محاورہ جاری رہا واللہ اعلم انتہی اور نیز جھوٹی باتین جوڑ کر موزون کرنا اور انکو الحان موسیقیہ مین رواج دینا اور انھین قاعدون سے مجالس اور محافل مین پڑھنا منع ہی شاہ عبدالعزیز صاحب ایک سائل کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ وہ کتاب اور مرثی جنمین احوال واقعی نہین ہین بلکہ جھوٹ اور بہتان اور تحقیر کرنا بزرگونکا ہی انکا نہ پڑھنا درست ہی اور نہ سننا کہ حدیث مین ان چیزون کے سننے اور پڑھنے سے ممانعت آئی ہی مروی ہی ابی اوفیٰ سے کہا انھون نے کہ منع فرمایا حضرت نے مرثیون سے

ذکر ہوا اسکی کیفیت یہان مرثیہ سے مراد وہی ہو جو ابھی بتا چکا ہون اور اگر احوال واقعی ہو تو اس قسم کے مرثیے اور کتاب کے سننے مین کچھ بھی مضایقہ نہین ہی انتہی اور بھی شاہ صاحب لکھتے ہین کہ سال مین دو مجلسین فقیر کے گھر مین ہوتی ہین ایک مجلس ذکر مولد شریف کی دوسری مجلس ذکر شہادت حسنین کی عاشورے کے دن یا دو تین روز پہلے اسکی تقریبًا چار یا پانسو بلکہ ہزار یا اُس سے زیادہ لوگ جمع ہوتے ہین اور درود پڑھتے ہین بعد اسکے فقیر آکر بیٹھتا ہی اور فضائل حسنین کے جو حدیث شریف مین وارد ہوئے ہین بیان کرتا ہی اور جو کچھ حدیثون مین ان بزرگون کی شہادت کی خبرین اور تفصیل بعضے حالات اور بدمآلی اُنکے قاتلون کی وارد ہوئی ہی وہ بھی بیان کیجاتی ہی اور اس ضمن مین بعض مرثیہ بھی جنات وغیرہ کے جو حضرت اُم سلمہ اور اور صحابہؓ نے سنے ہین ذکر کیے جاتے ہین اور جو خوابہاے موحش کہ حضرت ابن عباس اور اور صحابہ نے دیکھے ہین اور وہ دلالت فرط غم روح مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہین وہ بھی ذکر کیے جاتے ہین بعد اسکے قرآن ختم کرکے پنج آیت پڑھکر ماحضر پر فاتحہ پڑھا جاتا ہی اگر اس درمیان مین کوئی شخص خوش آواز سلام پڑھتا ہی یا مرثیہ شروع تو اکثر حضار مجلس روتے ہین اور اس فقیر کو بھی گریہ بکا لاحق ہوتا ہی ورنہ خیر یہ ہی وہ مقدار جو عمل مین آتی ہی پس اگر یہ چیزین فقیر کے نزدیک اس طرح پر کہ مذکور ہوئین جائز نہوتین تو ہرگز اسپر اقدام نکرتا انتہی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ایک فتوی مین فرماتے ہین کہ دوسرے یہ کہ مقرر کرنا دن اور مہینے کا مولد شریف کے لیے اور لوگونکی ایک جگہہ پر اکٹھا ہونے کے واسطے ربیع الاول مین اور یون ہی انعقاد مجلس ذکر امام حسین علیہ السلام کی محرم کے مہینے مین یا اُسکے سوا اور سُنا سلام اور مرثیہ مشروع کا اور گریہ و بکا حال شہداے کربلا پر جائز اور درست ہی مولوی عبد الحی صاحب مرحوم ستفتاے (۱۱۹) مجموع الفتاوی مین فرماتے ہین کہ چوتھے یہ کہ واعظ ذکر شہادت اخبار صحیحہ سے کرے اور اپنے بیان مین افراط و تفریط کو جو موجب بغض صحابہ یا اہانت اہل اسلام ہو نکرے اور اپنی مجلس کو بدع روافض سے محفوظ رکھے اور تخصیص قوم اور عقد مجالس سے بھی جیسا روافض کرتے ہین محفل محفوظ رہی اور غرض اُسکے صرف ذکر مصائب اور استرجاع اُن پر ہو تو ایک امر مشروع ہی ملا احمد رومی مجالس الابرار مین لکھتے ہین کہ روایت کیا احمد اور ابن ماجہ نے فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما سے اُنھون نے اپنے والد ماجد سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین ہی کوئی مسلمان جسکو کوئی مصیبت پونہچی ہو اگرچہ اُسپر بہت دن گذر گئے ہون اور وہ اُسے یاد کرکے انا للہ کہے مگر یہ کہ لکھتا ہی اللہ تعالی اُسکے لیے ثواب اُسدن کا سا جسدن اُسے یہ مصیبت پونہچی تھی روایت کیا اس حدیث کو امام حسین نے اور اُن سے اُنکی صاحبزادی فاطمہ نے جو اُنکے مقتل مین تھین اور علم الٰہی مین ثابت ہو گیا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت باوصف تقادم زمانہ کے ذکر کیجائیگی پس اُنکا زحمہ خوبی اسلام یہ ہی کہ جاری ہو یہ سنت جب ذکر کیجائے وہ مصیبت اسطور پر کہ انا للہ کہا جائے تا ہو انسان کے لیے وہی اجر جو تھا اُس شخص کے لیے جس نے انا للہ کہا تھا اُسدن جب مسلمانون پر وہ مصیبت پڑی تھی انتہی بقدر الضرورۃ مولوی کرامۃ اللہ صاحب الہ آبادی ایک سائل کے جواب مین لکھتے ہین کہ ذکر قصہ کربلا کا بشمول آیات و احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ اس شرط سے

کہ مجلس وعظ کی تمام بدعات سیئہ اور امور قبیحہ سے خالی ہو عند المحققین کچھ مضایقہ نہین رکھتا بلکہ منتج حسنات ہی بسبب اسکے کہ بڑا فائدہ اس مجلس سے کثرت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہی زبان اہل مجلس سے اور کثرت اس کلمہ کریمہ کی بے شبہہ باعث کثرت حسنات و موجب اجر و ثواب ہی لیکن بوقت سننے اس قصۂ جانکاہ کے حتی الامکان صبر اور ضبط کرنا چاہیے اور نوحہ اور چلانے اور اور امور قبیحہ سے پرہیز کرنا چاہیے اور در صورت اضطرار و بیقراری ایسے امور کے صدور کو عفو سمجھنا چاہیے لیکن اس زمانہ مین قصۂ مذکورہ روایات معتبرہ سے بہت سی مجلسون مین بیان نہین ہوتا ہی بلکہ جھوٹی روایتین اور موضوع حدیثین سرمایۂ وعظ واعظین روزگار ہین پس بے شبہہ یہ تمام آفتین اور یہ سارا فتنہ واعظون کا معلوم کرنا چاہیے اور اسی محل پر قول صاحب قول الجمیل کو حمل کرنا چاہیے ورنہ ذکر کرنا نفس قصۂ صحیحہ کا جو سبب ہو کثرت سے انا للہ کہنے اور نیک باتون کا کیونکر آفتون مین سے کہا جائے الغرض بیان کرنا قصۂ کربلا کا بطریق وعظ کی مسجد مین گو ماہ محرم مین ہو ہرگز کوئی قباحت نہین رکھتا بشرطیکہ مجلس وعظ بدعات شنیعہ خوارج و روافض سے فارغ ہو اور در صورت نہ خالی ہونے کی ان بدعتون سے قول ممانعت کا اُن منکرات پر راجع ہوگا اور یہ مجلس بسبب لحوق ان ممنوعات کے قبیح لغیرہ ٹھیریگی صاحب صواعق محرقہ نے کہا کہ جو شخص امام علیہ السلام کی مصیبت عاشورہ کے دن یاد کرے اُسکو لائق ہی کہ انا للہ کہنے مین مشغول ہو پس معلوم ہوا کہ یاد کرنا مصیبت امام حسین علیہ السلام کا ساتھ خصوصیت روز عاشورا کے واسطے پانے اجر و ثواب انا للہ کی جائز ہی پس یاد دلانا کہ مقصود مجلس وعظ کا ہی بطریق اولی جائز ہوگا کیونکہ وقت سننے اس قصے کے سُننے والونکو مصیبت دیرینہ اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد آتی ہی اور اُسپر انا للہ کہتے ہین جسکی بدولت مستحق اجر و ثواب مصیبت تازہ کے ہوتے ہین جیسا سُنن ابن ماجہ مین حضرت امام علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسپر کوئی مصیبت پڑے اور وہ اپنی مصیبت کو یاد کرکے انا للہ کہے اگرچہ اُس مصیبت کی مدت گذر گئی ہو تو اللہ تعالی اُسکو اجر دیگا اُسکے ساتھ دن وہ اُس مصیبت مین مبتلا ہوا تھا پس اس حدیث سے بخوبی واضح ہوا کہ مصیبت دیرینہ کو یاد کرنا بغرض حصول ثواب انا للہ کے منتج اجر و ثواب مصیبت تازہ کا ہی پس قائل ہونا اُس مجلس وعظ کے بدعت ہونے کا جسمین قصۂ کربلا بشمول آیات و احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ مذکور ہو نزدیک اہل تحقیق کے ہرگز کوئی وجہ نہین رکھتا لیکن اس قصہ کو خالی مدح اور مناقب صحابہ سے بیان نکرنا چاہیے پس واعظ کو مناسب ہی کہ اول یا اوسط یا اخیر مین اس قصہ کے کچھ مدح صحابہ اور مناقب اُنکے بھی سلک بیان مین منخرط کرے اور خصوصیت یوم عاشورا کے یا ماہ محرم کے ہرگز مضایقہ نہین رکھتی ہی سواسطے کہ خصوصیت دن کے وعظ کے لیے مثلاً روز پنجشنبہ وغیرہ کے جائز ہی اور یہ اثر مشکوۃ المصابیح وغیرہ مین موجود ہی انتہی وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ

شعر

از حق بود صلوۃ و زہت بود سلام | بر حضرت محمد و بر آل او مدام

بیان حسنین علیہما السلام کے بیٹے ہونیکا حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

حضرات حسنین کے فرزند ارجمند ہونے مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی شبہہ نہین ہی کیونکہ اولاً آپ حضرت کے

له [illegible] ۱۲

نواسہ تھے اور نواسہ کو حکم بیٹے کا ہی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹے حضرت مریمؑ کے کہ نبی یعقوب علیہ السلام سے ہین
فرزندان حضرت یعقوبؑ مین شمار ہوے دوسرے خود حضرت نے انکو بیٹا فرمایا ہی امام احمد اپنی مسند مین علی مرتضیٰ سے
روایت کرتے ہین کہ جب پیدا ہوے امام حسنؑ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بولے کہ دکھلاؤ میرے بیٹے کو
کیا نام رکھا ہی تمنے عرض کیا حرب حضرتؐ نے فرمایا بلکہ اُسکا نام حسن ہی پھر جب پیدا ہوے امام حسینؑ تو فرمایا آپ نے
دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہی تمنے عرض کیا حرب فرمایا بلکہ حسین اسکا نام ہی پھر جب پیدا ہوے محسنؑ تو فرمایا آپ
دکھلاؤ مجکو میرے بیٹے کو اور اُسکا کیا نام رکھا ہی تم نے کہا حرب فرمایا بلکہ وہ محسّن ہی اور فرمایا مین نے ان لڑکون کے نام
رکھے حضرت ہارون کے بیٹون کی ایسی کہ عبرانی زبان مین شبر اور شبیر اور مشبر تھے طبرانی اور دارقطنی اور حاکم اور
بیہقی اور ابن عساکر ان سبھون نے اس حدیث کو حضرت امیرؑ سے روایت کی ہی اور محی السنہ بغوی نے بھی حضرت
سلمان فارسی سے ہی اس سے معلوم ہوا کہ اکابر دین کے نامون پر نام رکھنا چاہیے اور حضرت محسنؑ آنحضرت ہی کے روبرو صحیح و
سالم پیدا ہوے بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حسنؑ اور حسینؑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بہت مشابہ تھے اور جناب امیر المومنین علیؑ سے منقول ہی کہ چھاتی سے سر تک حسن مشابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
تھی اور حسینؑ نیچے کے بدن سے رواہ الترمذی وصححہ پس حضرات حسنین گویا ایک جان و قالب تھے اور دونون ملکر
گویا تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کے اور مرآت جمال تھے گویا صورت جسمیہ طینت محمدیؐ دو حصہ ہوکر
دونون نور دیدگان نبوت کے مادہ خلقت مین جلوہ فرما تھے اور چونکہ واسطہ ثبوت سیرت نبوی حسنین مین جناب علی مرتضیٰ تھے
اور ذریعہ ظہور صورت محمدی بطین مین حضرت زہرا ہین لہذا ان دو ممتاز واسطون سے اس سیرت و صورت نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتماع محل واحد مین ایک رنگ عجیب اور جلوہ غریب لایا جس سے محبت اور مودا اس ہیئت مجموعی کے
ساتھ فرض عین ہوئی ارباب ایمان پر اور موصل درجہ معیت کے قیامت کے دن نبی آخر الزمان کے ساتھ ترمذی نے
روایت کی کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ دونون یعنی حسنین میرے بیٹے ہین اور میری بیٹی کے بیٹے خداوندا مین انکو دوست
رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ انکو اور اُسکو جو انسے محبت رکھے مسلمانو رسول مقبول کی مقبولیت دعا مین کچھ شک
نہین تو دوست رکھنا اللہ کا دوستدار حسنین کو ہمین کیا شک ہوسکتا ہی اور کسیکو حضرات حسنین کے فرزند ارجمند ہونے مین
آنحضرت کے لیے کوئی کلام نہین ہوسکتا ہی امام یافعی نے اپنی تاریخ مین نقل کیا ہی کہ حجاج بن یوسف ثقفی نے
قتیبہ بن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحییٰ بن یعمر کو سنا گیا ہی کہ وہ تفضیل اہل بیت کا بلا تنقیص دوسرون کی قائل
ہی اُسکو یہان بھیجدو جب والی خراسان نے یحییٰ کو حجاج کے پاس بھیجا تو حجاج نے اُنسے پوچھا کہ تم حسنین کو اولاد

[illegible]

[illegible]

رسول اللہ گمان کرتے ہو اگر اس بات کو ثابت کرو تو بہتر ورنہ سزا ہوگی اُنھون نے کہا حق تعالی فرماتا ہی وَوَهَبْنَا لَهُ
إِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ اور ہمنے بخشا ابراہیم کو اُنکا بیٹا اسحق جو پیغمبران بنی اسرائیل کا باپ ہی اور اُنکا پوتا یعقوب کہ اسرائیل
ہی كُلًّا هَدَيْنَا ان دونون مین سے ہر ایک کو ہدایت کی ہمنے وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَ
سُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ الخ اور ابراہیم سے پہلے نوح کو ہدایت کی ہی اور اُنکی اولاد کو جو داؤد ہین کہ اُنکا لڑکا ہی اولاد
یہودا سے اور اُنکی بیٹے سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو جو بیٹا اموص کا ہی اسباط عیص بن اسحق سے اور یوسفؑ بن یعقوبؑ کو
اور موسیٰؑ اور اُنکے بھائی ہارون کو کہ بیٹے عمران کی ہین اولاد لاوی بن یعقوب سے اور جیسے ابراہیم کو خیر دی تھی
اُنکی رفعت درجات سے ویسی ہی بدلا دینگے ہم نیک لوگون کو اُنکے استحقاق کے موافق اور راہ دکھائی زکریاؑ کو
کہ وہ بیٹے آزر بن مسلم کے ہین اور تھے وہ اولاد جہیم بن سلیمان سے اور اُنکے بیٹے یحییٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو کہ مریمؑ کے بیٹے
ہین اور مریم بیٹی عمران بن ماثام کی کہ بادشاہان بنی اسرائیل سے تھے آور بعضون نے لکھا ہی کہ عمران بیٹا آہم
ابن اموص کا ہی اولاد سلیمانؑ سے پس معلوم ہوا کہ نسب ما کی طرف سے بھی صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو
ذریت حضرت نوحؑ یا حضرت ابراہیم مین بیان کیا ہی حالانکہ یہ نسب اُنکا مانکی طرف سے ہی نہ باپ کی طرف سے
تو حسنین رضی اللہ عنہما کو بھی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاننا چاہیے انتہی صواعق محرقہ مین ہی کہ ہارون رشید
نے امام موسی کاظم سے پوچھا کہ تم اپنے آپکو ذریت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی کہتے ہو حالانکہ اولاد علی بن
ابی طالب سے ہو آپنے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ عیسی علیہ السلام کے باپ کہان تھے وہ مان ہی کی طرف سے ذریت
انبیا مین ملائے گئے یون ہی ہم بھی اپنی والدہ حضرت فاطمہ زہرا کی طرف سے ذریت نبوی مین ملائی گئی انتہی امام رازی
نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہی کہ یہ دلالت کرتی ہی اسبات پر کہ حسنین علیہما السلام ذریت رسول خدا سے ہین
اگرچہ حضرت کے طرف بذریعہ مان کے منتسب ہین آور بعضے کہتے ہین کہ ابو جعفر باقر نے استدلال کیا اس آیت سے حجاج
ابن یوسف کے نزدیک آور صاحب تلخیص نے خصائص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین لکھا ہی کہ آپکے صاحبزادے کی اولاد
آپکی طرف منسوب ہی اور اورون کے لیے یہ بات نہین ہی اور شجرۂ طیبہ مین ہی کہ پس جانی گئی یہ بات کہ اولاد فاطمہ اور
اُنکی ذریت ابنای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہی جاتی ہین اور نسبت صحیحہ نافعہ دنیا و آخرت سے آپکی طرف منسوب کیے جاتے
ہین اور اسکا مؤیدہ وہ ارشاد نبوی ہے جو بخاری مین حضرت امام حسنؑ کے بارہ مین مروی ہی یعنی إِنَّ ابْنِي هٰذَا
سَيِّدٌ آور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اور ترمذی نے روایت
کی کہ حضرت نے حسنین کو پکڑا اور فرمایا جو دوست رکھے مجکو اور دوست رکھے ان دونو کو اور ان کے مان باپ کو
تو قیامت کے دن وہ میرے ساتھ میرے درجہ مین ہوگا ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہی **فائدہ** منکر اصطلاح
محدثین مین اُس حدیث کو کہتے ہین جسکو راوی غیر ثقہ نے برخلاف ثقات کے روایت کیا ہو اور یہ اقسام

احادیث ضعاف سے ہی پس حدیث مذکور بھی ضعیف ٹھیری لیکن جب بروایت اور ثقات کے مانند ابن حبان اور امام احمد بن حنبل کی تقویت اسکی ثبوت اور وثوق مین پیدا ہوئی تو یہ حدیث حسن قابل اعتماد کی ہوگئی اور منجملہ لطائف اس حدیث کی یہ ہی کہ ابنیت اور محبوبیت حسنین کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور محبوبیت اور محبت حسنین کے خداوند تعالی کے لیے دونون چیزین واقع ہوئین طبرانی نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا جو شخص حسنین کو دوست رکھے مین اُسکو دوست رکھتا ہون اور جسکو مین دوست رکھتا ہون اُسکو خدا بھی دوست رکھتا ہی اور جسکو خدا دوست رکھیگا وہ بہشت مین داخل ہوگا اور جو دشمن رکھے اُنکو اُسسے مین دشمنی رکھتا ہون اور جسکا مین دشمن ہون اُسکا خدا بھی دشمن ہی اور جسکا خدا دشمن ہوا تو دوزخ اُسکو نصیب ہوگی اور وہ ہمیشہ عذاب مین ہیگا اس حدیث سے صاف یہ نکلا کہ یزید اور اُسکے اعوان و انصار جنھون نے حضرت امام حسین کو شہید کیا بیشک دوزخی ہین کیونکہ دوستی اور دشمنی حسنین کے عین دوستی اور دشمنی خدا کی ہی اس سے بڑھکر اور اتحاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکا کیا خیال کیا جاسکتا ہی مسلمانو غور کا مقام ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حسنین کے محبت اور شفقت کا کتنا خیال تھا اس فرد محبت کے ساتھ دیکھنا چاہیے کہ کیا کیا مصائب اور تکالیف ان جگر گوشون پر نازل ہوے بالخصوص حضرت سید الشہدا جانباز راہ خدا پر واقعہ کربلا مین

شعر

از حق بود صلوۃ و زامت بود سلام	بر حضرت محمد و بر آل او مدام

حال حضرت سبط اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا

حضرت سبط اکبر رشک خورشید و قمر ریحان رسول روح و روان بتول ثمرۂ فواد مرتضیٰ چشم و چراغ خدیجۃ الکبریٰ سرور وان باغ محبوبی گلبن چمنستان مطلوبی سعید مسموم شہید مظلوم سید الاورعین سند المتقین

اشعار

ای آنکہ خَلق و خُلق تو مرآتِ مصطفیٰ	لاریب من یک راہی سید الوری	غیر از نبوت انچہ بود مدح جد تو
الحق کہ در ثنای تو جملہ بود سزا	بودی بخَلق و خُلق حسن از ازل از ان	شد نام پاک تو حسن ای شاہ دوسرا
ای زیب دوش خیر بشر وصفت این بست	زمود خود رسول خطاب تو مجتبیٰ	آنی کہ زاہد تو شدی رحمت رسول
دیدی تراز دور بگفتے کہ مرحبا	این فر دکیست تا بمدیح تو دم زند	مداح صد ہزار چو فردست مر ترا

ولادت باسعادت آپکی بقول اصح پندرھوین شعبان ۳ھ ہجری مین ہوئی کذا فی تحریر الشہادتین اور اسماء الرجال مشکوۃ شریف مین جامع الاصول سے لکھا ہی کہ اصح یہ ہی کہ آپ پندرھوین رمضان کو تیسرے برس ہجرت سے پیدا ہوے اور بعضے پانچوین شعبان مین کہتے ہین اور بعضے ۲ھ اور بعضے ۴ھ مین کہتے ہین لیکن پندرھوین شعبان ۳ھ ہی اصح معلوم ہوتی ہی علی بن حسین سے روایت ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کے تولد کا وقت قریب پونہچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمار بنت عمیس رضہ اور ام ایمن کو حضرت زہرا کی خدمت مین بھیجا اور فرمایا کہ آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھو جب خبر ولادت باسعادت گوش گذار حضرت رسالت ہوئی اور معلوم ہوا کہ

شعر

طلوع کرد بتائید حق ز برج کمال	سہ خجستہ رخ و اختر ہمایون فال	ازان نہال امل تازہ گشت گلشن جان
چنانچہ تازہ شود برگ گل ز باد شمال	اور آپ خوش ہوے اور تشریف لا کر یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَوَلَدَہٗ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ	

اسمار سے روایت ہی کہ حضرت امام حسن اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام چھ مہینے کے پیدا ہوے اسی سے اہل شرع نے اقل مدت حمل کی چھ مہینے رکھے ہین اسمار کہتی ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو فرمایا کہ میری بیٹے کو لاؤ سو مین زرد کپڑے مین لپیٹ کر لائی حضرت نے وہ کپڑا دور کیا اور فرمایا کہ آیا مین نے منع نہین کیا تھا کہ مولود کو زرد کپڑے مین نہ لپیٹو مین نے سفید کپڑے مین لپیٹ دیا حضرت نے داہنے کان مین اذان دی اور بائین مین اقامت فرمائی اور حسن نام رکھا سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہی کہ حسن اور حسین دونون نام اللہ نے پوشیدہ رکھے تھے انکی وقت ولادت تک کسی کی یہ نام معین ہوئی یہان تک کہ حضرت نے انکے یہ نام رکھے جابر اور حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ عقیقہ اور ختنہ حسنین کا ساتوین روز پیدائش کے ہوا دو مینڈھے ذبح ہوے ایک ران آپ نے دایہ کو دی اور نسائی مین بھی عقیقہ دو ہی کبش سے لکھا ہی اور حضرت ابن عباس کی روایت مین یہ ہی کہ حضرت نے حسنین کی طرف سے ایک ایک کبش کا عقیقہ کیا ہی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور صحیح کہا اسکو خزیمہ اور ابن الجارود وغیرہ نے لیکن حدیث عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ اقوی اور اصح ہی کہ جماعۃ صحابہ نے اسکو روایت کیا ہی اور باقی مسئلہ اپنے مقام پر ہی یہ جگہ اسکی تفصیل کی نہین اور سر کے بال ترشوائے حکم کیا کہ انکے ہموزن چاندی صدقہ دو اسی وجہ سے صدقہ دینا چاندیکا بالونکے ہموزن سنت ہوا شیخ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی نے اپنی کتاب مطالب السئول فی مناقب آل الرسول مین لکھا ہے کہ آپ کے بالون کا وزن کچھ زائد ایک درم سے تھا اور ترمذی مین بھی حضرت علیؓ کی روایت مین بالونکا وزن ایک درم یا بعض درم لکھا ہی انتہی اور اسمار بنت عمیس سے روایت ہی کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے امام حسن کے سر کے بال منڈوانے کے بعد خلوق لگایا جابر سے روایت ہی کہ حضرت نے عقیقہ و ختنہ حسنؓ کا ساتوین دن کیا اور امام حسن کو دودھ پلایا ام الفضل حضرت عباس کے بیوی نے اپنے صاحبزادہ قثمؓ کا کذا فی نور الابصار آپکی کنیت ابو محمد اور القاب آپکے تقی و نقی و زکی و طیب و سبط و ولی ہین لیکن اشہر القاب سید ہی اور تھی آپ سفید رنگ مخلوط بحمرۃ اور سیاہ چشم بشدت کہ یہ آنکھ کے حسن کے لیے ضروری ہی اور رخسارۂ شریف نرم تھے اور سینۂ مبارک پر زیر ناف تک ایک لکیر بالونکی تھی اور ریش مبارک انبوہ تھی اور موے سر دوش مبارک تک تھی اور گردن گویا صراحی سیمین تھی اور ہر بند اور جوڑ آپکا چوڑا تھا اور سینۂ شریف فراخ تھا اور قد مبارک میانہ تھا نہ لانبا بد نما اور نہ کوتاہ ناموزون اور آپکے جمال مبارک مین

ایک کلغی تھی اور چہرۂ مبارک نہایت خوب محبوب تھا ایسا کہ جو کوئی دیکھتا بے ساختہ بول اُٹھتا شعر

چہ نسبت است این کہ گر ہر دم ترا صد نظر بینم	ہنوزم آرزو باشد کہ یکبار دگر بینم

اور آپ صلعم کا خضاب فرماتے تھے اور
موی شریف پیچیدہ تھے اور آپ سر سے سینہ تک مشابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ نے رسالۂ حلیۂ مبارک
مین بیان کیا ہی کہ بعد وفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کوئی آپ کو خواب مین دیکھتا اور صحابہ سے بیان
کرتا تو صحابہ اُس سے پوچھتے کہ کیسی صورت اور کسکی ایسی تھی اگر وہ شخص حضرت امام کی سی بیان کرتا تو یقین کر لیتے ورنہ
نہ مانتے انتہی بخاری شریف مین ہی کہ ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی مسجد سے نکلے اور حضرت جناب امیر ہمراہ تھے
صدیق اکبر نے حضرت امام حسن کو دیکھا کہ لڑکون مین کھیلتے ہین انکو اُٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھالیا اور کہا یہ لڑکا مشابہ
جمال مصطفوی کے ہی اے علی تمسے اسکی صورت نہین ملتی حضرت امیر ہنسنے لگے صحیحین مین مرفوعاً براء ابن عازب سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن کو کندھے پر چڑھائے ہوے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ مین اس لڑکے کو دوست
رکھتا ہون پس تو بھی اسکو دوست رکھ یہ حدیث مشکوۃ شریف مین منقول ہی باب مناقب اہل بیت النبی صلعم کی پہلی فصل
مین حاکم نے زبیر بن الاحمر سے روایت کی کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن کو بٹھلائے ہوے تھے اور فرماتے تھے
کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے وہ حسن کو دوست رکھے اور چاہیے کہ حاضر غائب کو خبر پہونچائے بخاری اور مسلم اور ابن ماجہ نے
ابو ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا اُنھون نے ایکدن مین آپکے ساتھ راہ مین چلا جاتا تھا چپ چاپ یہان تک کہ آپ
پہونچے بازار قینقاع تک پھر آپ پلٹے حضرت فاطمہ کے گھر کی طرف اور وہان جاکر پوچھا کہ تمھارا لڑکا کہان ہے ہمکو
گمان ہوا کہ حضرت زہرا نے نہلانے اور کپڑے اُتارنے کی سبب سے حضرت حسن کو باہر نہین نکلنے دیا ہی دفعۃً امام حسن آئے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے سے لپٹ گئے آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی مین اسکو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ
ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو حسن بن علی اسقدر بزرگی رکھتا ہی کہ کسیکو
اولاد آدم سے سولے حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ کے نہین ملی حافظ ابو نعیم فرماتے ہین
کہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا اُنھون نے کہ ایکدن مین آنحضرت کے ساتھ نماز مین تھا جب
آپ سجدہ مین گئے تو حسن آکر پیٹھ پر سوار ہوے اور گردن مبارک پر گئے آنحضرت نے بہت آہستگی سے اُتارا جب نماز
سے فارغ ہوے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کام نماز مین کبھی نہین کرتے تھے حضرت نے فرمایا یہ لڑکا میرا
ریحان جنت ہی اور میرا بیٹا سردار ہی اور قریب ہی کہ اسکے سبب سے اللہ تعالی دو فرقون مین مسلمانون کے صلح کرا دے

[illegible]

[illegible]

ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسنؑ کو کندھے پر اُٹھائے ہوے تھے ایک شخص نے
دیکھکر کہا اے لڑکے کیا اچھے گھوڑے پر سوار ہی حضرت نے فرمایا کیا نیک سوار ہی یہ لڑکا چونکہ اُس شخص نے اُس سواری کا
صرف تعریف کی تھی اور حضرت امام حسن کی جو سوار تھے تعریف نہین کی اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
سواری تو اچھی ہی ہی مگر سوار بھی اچھا ہی اسمین کمال تعریف اور بڑی فضیلت حضرت امام حسنؑ کی نکلی اسیطرح کی
بہت سی حدیثین آپکے فضائل مین کتب تفاسیر اور احادیث مین مذکور ہین آپ کی ذکاوت کی یہ کیفیت تھی کہ تفسیر ہدایہ
مین لکھا ہی کہ ایک شخص مسجد مین آیا اُسوقت عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بن علی وعظ فرمارہے تھے
اُسنے اول ابن عباس سے شاہد اور مشہود کے معنے پوچھے اُنھون نے کہا شاہد یوم جمعہ اور مشہود روز عرفہ ہی پھر ابن عمرؓ بھی
یہی جواب پایا تب حضرت امام حسنؑ کے حضور مین گیا آپ نے فرمایا شاہد محمد مصطفےٰ ہین اور مشہود قیامت ہی اور یہ آیت پڑھی
یَاۤ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ
ایکدن آپ بالباس فاخرہ گھوڑے پر سوار تشریف لیے جاتے تھے اور معتقدین رکاب تھامے چلے جاتے تھے راہ مین ایک
یہودی مسکین محتاج ملا اُسنے عرض کیا کہ تھوڑا توقف فرمایئے مین آپ سے انصاف چاہتا ہون آپنے فرمایا کیا انصاف چاہتا ہی
کہا تمھارے جد پیغمبر خدا نے فرمایا ہی اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ سو تم مومن ہو اور ایسی ناز و نعمت مین
بسر کرتے ہو اور مین کافر ہون اور ایسے عذاب مین گرفتار ہون سو یہ دنیا تمھاری بہشت ہی اور میری دوزخ حضرت امام حسنؑ
نے فرمایا کہ اے یہودی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ثواب جو کچھ آخرت مین رکھا ہی اگر تو دیکھے تو مجکو اسکی نسبت سے سجن مین
جانے اور جو کچھ تیرے لیے یا اور کافرون کے واسطے عذاب آخرت مقرر ہی اگر تو اسکو دیکھے تو آپ کو بہشت مین جانے
آپکی ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی کہ امام حسنؑ نے پندرہ مرتبہ پیادہ پا حج
کیے اور سواری آگے آگے کوتل بھیجی اور آپکی سخاوت کی یہ حالت تھی کہ فصول المہمہ مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے حضرت
امام حسن سے اپنی پریشانی کا حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ مجکو مقدور اسقدر نہین ہی کہ تیرے سوال کا حق ادا
کرون مگر جو کچھ مجسے ممکن ہی نذر کرتا ہون اُسنے عرض کیا مجکو تھوڑا بھی بہت ہی اُسی پر شکر کرونگا تب حضرت امام حسنؑ نے
پچیس ہزار درم طلب فرماکر عنایت کیے شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ایمہ اثنا عشر مین لکھا ہی کہ ایکدن حضرت
امام حسن علیہ السلام کھانا کھاتے تھے ایک سائل نے سوال کیا امام نے دو ہزار درم عنایت فرمائے اور اوسی اسیقدر
چاہیے تھے جب وہ چلا گیا تو کسی نے پوچھا یا ابن رسول اللہ آپ نے دو ہزار درم بخشش کیے اور کھانے کی صلاح نفرمائی حضرت
امام نے فرمایا کہ مجکو یہ معلوم تھا کہ آنے والے سے صلاح کھانے کی بھی کرتے ہین ابو نعیم اور ابن سعد نے ابن جذمان سے

۱ نور الابصار مین منقول ہے ۱۲ منہ ... ۲ ... ۱۲ منہ ...

۳ ترمذی مین ... ۴ ازہری ۱۲ منہ ... ۵ اسکو ابن جوزی نے ... صفوۃ الصفوۃ مین ... نقل کیا ہے ... علی بن زید بن جذعان ... ابن حجر مکی ... صواعق محرقہ ... ۱۲ منہ

روایت کی ہی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنا تمام مال و اسباب راہ خدا مین خیرات کیا اور تین بار نصف نصف
اور اس نصف مین بھی یہ احتیاط فرمائی کہ اگر دو جوڑے جوتی کے تھے تو انمین سے ایک دیا اور ایک رکھا غور کا مقام ہے
کہ بالکل دفعۃً سب کا سب خیرات کر دینا سخت مشکل کام ہی اور اسطرحکی تقسیم علی السویہ نفس پر کمال شاق ہوتی ہے یہ
انھین صاحبون کا کام ہی کنز المدفون مین ہی کہ ایک روز حضرت امام حسن بیٹھے ہوے تھے اور ایک مرد نے آکر آپ سے
کچھ صدقہ مانگا آپ کے پاس کچھ نتھا کہ اسکو عنایت فرماتے شرم آئی کہ سائل خالی ہاتھ پھر جائے آپ نے فرمایا کہ مین تجکو
ایک چیز بتائے دیتا ہون کہ اس سے تیرا کام بخوبی نکل جائیگا اُسنے کہا فرمائیے آپنے فرمایا کہ خلیفہ کے پاس جا اُسکی بیٹی مر گئی ہی
اسکو بڑا رنج ہی اُسنے کسیکی تعزیت ہی نہین سنی ہی تو اسطرح جاکے تعزیت کر تجھے اُس سے فائدہ ہوگا اُسنے کہا کہ یاد کرا دیجیے
آپنے فرمایا کہ اُس سے کہیو کہ خدا کا شکر ہی کہ اُسنے تیرے سامنے اسکو قبر مین پونہچایا اور تجکو اُسکی قبر پر بٹھلایا اور اسکی نوبت
نہ آئی کہ وہ تیری قبر پہ بیٹھتی چنانچہ سائل نے خلیفہ کے پاس جاکر انھین کلمات سے تعزیت کی یہ سنکر اُسکا رنج و ملال
جاتا رہا اور حکم دیا کہ اسکو صلہ اچھا دیا جائے اور کہا تجھے قسم ہی سچ بتا کہ یہ تیرا ہی کلام ہی اُسنے کہا نہین بلکہ حضرت
امام حسن کا سکھایا ہوا ہی خلیفہ نے کہا تو سچ کہتا ہی کہ وہ معدن کلام فصیح کے ہین اور دینے کا اُسے حکم دیا انتہی اور
اخلاق و حلم اس مرتبہ کا تھا کہ آپکو چھ مرتبہ زہر دیا گیا اور زبان پہ نہ لائے جب ساتوین مرتبہ زہر نے آپکا کام تمام کیا
تو امام حسین علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ ای بھائی اگر آپ زہر دینے والے کو جانتے ہون تو بیان کیجیے کہ مین اُس سے
عوض لون حضرت امام حسن نے فرمایا اے عزیز علی مرتضی شیر خدا میرے باپ غمازی تھے اور محبوب خدا محمد مصطفے میرے جد
ایسے تھے اور ہان میری فاطمہ اور میری جدہ خدیجہ مین بھی یہ صفت تھی اگر قیامت کے روز میری بخشش ہوگی تو
بلا بخشایش زہر دہندہ کے مین بہشت مین نجاؤنگا اور تحمل کا یہ حال تھا کہ ابن سعد نے عمر بن اسحاق سے روایت کی ہی
کہ جب مروان حاکم مدینہ ہوا تو اُسنے منبر پر چڑھکر حضرت امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام کو بُرا کہا حضرت امام حسن
علیہ السلام نے کچھ جواب ندیا اتنا تو فرمایا کہ اے مروان مین کچھ نکہونگا خدا پر چھوڑتا ہون اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین کہ ایک شخص شام سے مدینہ مین آیا اُسنے دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار جاتا ہی اُسنے لوگون سے پوچھا کہ یہ
مرد کون ہی معلوم ہوا کہ حسن بن علی ہین وہ غیظ مین آیا اور کہنے لگا کہ اللہ اللہ علی کا بیٹا اس لائق ہوا اور امام حسن سے
کہا کہ تو علی کا بیٹا ہی امام نے فرمایا ہان تب وہ حضرت علی کو بُرا کہنے لگا امام حسن خاموش رہے آخر وہ خود شرمندہ ہوکر
چپکا ہو رہا تب امام متبسم ہوے اور فرمانے لگے کہ میرا گمان ہی کہ تو شام سے آتا ہی اُسنے کہا ہان فرمایا کہ تو میرے
گھر چل تو مین تیری ضیافت کرون اور جو تیری حاجت ہو اُسے روا کرون وہ اور بھی شرمندہ ہوا اور آپکی تہذیب اخلاق
اور حلم سے متعجب تھا شامی کہتا ہی کہ مین اُسی دم سے اُنکا عاشق ہوگیا اور سوائے اُنکے اور کوئی میرا محبوب نتھا انتہی
اسیطرح ایکدن حضرت امام حسن مسند امامت پر بیٹھے وعظ فرماتے تھے اور بہت لوگ جمع تھے ناگاہ ایک کافر آگر

پوچھا کہ سردار مجلس کا کون ہی حضرت امام حسن نے فرمایا مین ہون حسن بن علیؑ اُسنے خشونت سے کہا وہی علیؑ جو مرد خونخوار اور جبار اور جفا کار تھا اس بات پر حضار مجلس کو غصہ آیا اور مستعد ہوے کہ اُسکو ادب دین حضرت امام نے منع کیا اور فرمایا اے مرد تیری گفتگو سے تراوش کرتا ہی کہ تو کسی مصیبت مین مبتلا ہی خیر اگر بھوکا ہی تو کھانا لذیذ اور بہتر موجود ہی کھا لے اور اگر پیاسا ہی تو آب شیرین تیار ہی پی لے اور اگر قرضدار ہی تو ادا ے دین پر حاضر ہون اور اگر کوئی دشمن پیچھے پڑا ہے تو تیری اعانت کر سکتا ہون اُسنے جب یہ کلام سنا تو کہنے لگا بیشک تو بیٹا علیؑ ولی اللہ کا ہی یہ کہکر مسلمان ہوا اور تمام عمر حضرت امام حسن کے خدمتین رہا اور کرامتون کا آپکے کوئی حصر و شمار ہی نہین کہ اُسکو بیان کرون مختصر یہ کہ ہر سخن آپ کا اعجاز اور ہر فعل آپ کا کرامت تھا ابیات

سخن گر گنبد دوار چرخ اخضر — ہنوز از وصف او باشد فروتر
امامی کو امامت را حسن بود — و گیتی را وجودش زیب و زینت
حسن آمد کہ جملہ حسن ظن بود — نظیر او اگر جوئی حسین ست

بیان حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت اور اُسکے ترک کا

جب حضرت جناب امیر علیہ السلام نے اکیسوین رمضان سنہ ۴۰ ہجری مین جمعہ کے دن شہادت پائی تو اُسکی صبح کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے لوگون کو جمع کرکے خطبہ باواز بلند فرمایا مستدرک حاکم مین وہ خطبہ بسند صحیح متصل مذکور ہے اُسکا ترجمہ یہ ہی کہ وفات پائی آجکی رات ایک شخص نے کہ مثل اُسکے علم و عمل مین نہ اگلون مین تھا نہ پچھلون مین اور تھے رسول اللہ کہ جہاد مین علمبردار کرتے تھے اُنکو سو وہ لڑتے تھے اور جانب یمین حضرت جبرئیل اور جانب یسار حضرت میکائیل رہتے تھے پھر وہ مُنہ نہ موڑتے تھے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُنکے ہاتھ پر فتح نہ دیتا تھا پھر جو کوئی مجکو جانتا اور پہچانتا ہی اُسکو آگاہ کرنیکی ضرورت نہین ہی کہ وہ تو پہچانتا ہی اور جو نہین پہچانتا ہی وہ خبردار ہو کہ مین حسن بیٹا علیؑ کا ہون اور مین بیٹا نبی کا ہون اور مین فرزند بشارت دینے والے اور خوشخبری سنانے والے کا ہون اور مین نور بصر ڈرانے والے کا ہون اور مین لخت جگر اُسکا ہون جو تمکو اللہ کی طرف بلانیوالا ہی اور مین نور چراغ روشن کا ہون اور اُس خاندان عالیشان سے ہون جسمین جبرئیل امین خدا کی طرف سے آمد و رفت رکھتے تھے اور اُس گھرانیکا ہون جسکے گناہون کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہی اور پاک کر دیا ہی خوب اور اُس گھر کا لڑکا ہون جنکی محبت اللہ نے مسلمانو پر فرض کی ہی یعنی اللہ نے فرمایا ہی قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ پھر خطبہ تمام فرما کے رو دئے اور بعض مورخین نے اس خطبہ مین اسقدر عبارت اور زیادہ روایت کی ہی کہ اسی رات مین وفات پائی یوشع ابن نون نے اور آسمان پر گئے عیسیٰ بن مریم اور سوا ے سات درم کے جو اُنھون نے لونڈی مول لینے کے واسطے رکھی تھی کچھ نہین چھوڑا اور بعد اختتام خطبہ کے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے

حاضرین یہ حسن تمھارے پیغمبر کا بیٹا ہی اور تمھارے امام کا وصی ہی سو بیعت کرو اُسنے چنانچہ حاضرین نے بلا تامل
بیعت خلافت کی اور چالیس ہزار کوفیون نے اُسدن کہ تاریخ بست و دوم رمضان ۴۰ھ سنہ ہجری تھی بیعت کی اور عمر
آپکی اُسوقت سینتیس برس کی تھی بعد اُسکے آپنے عبد اللہ بن عباس کو بصرہ کا عامل مقرر فرمایا یہ خبر معاویہؓ کو پہونچی
اُنھون نے دو آدمی روانہ کیے ایک بصرہ مین دوسرا کوفہ مین کہ اخبار نویسی کریں اور لوگون کو تالیف قلوب بہکاوین
یہ حال حضرت امام علیہ السلام پر بھی کھلا آپنے اُن دونون کو قتل کرایا کہ عبرت ہو جاوے اور معاویہؓ کو لکھا کہ اگر تم ارادہ
لڑائی کا رکھتے ہو تو مین حاضر ہون پس معاویہؓ بالشکر شام مقابل ہوے اور آپ بھی چالیس ہزار آدمی سے جانب
معاویہؓ تشریف لے گئے اور مقابلہ فوجون کا ہوا اُسوقت اللہ نے خود بخود حضرت امام علیہ السلام کے دل مین ڈالا کہ
دونون فرقون مین غلبہ کسیکو نہوگا مگر ایک فتنہ عظیم برپا ہو جائیگا اسلیے معاویہؓ کو لکھکر بھیجا کہ ہم امارت دنیا تمکو
سپرد کرتے ہین بچند شروط اسعاف الراغبین مین ہی کہ بخاری نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہی
کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے لشکر عظیم الشان معاویہ بن ابی سفیان پر بھیجا تو عمرو بن العاص نے کہا اے
معاویہؓ یہ لشکر ایسا نہین ہی کہ بلا جدال و قتال پھر جاوے ہزارون کا خون ہوگا معاویہؓ نے فرمایا البتہ اگر لڑائی ہوئی
تو ہزارون مسلمان مارے جاوینگے اور کوئی باقی نرہیگا جو حفاظت آبرو مسلمانون کی کرے لہذا عبد اللہ ابن عامر
ابن کریزؓ اور عبد الرحمن بن سمرہ کو جناب امام علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم دونون حاضر ہو کر
آپ کے حضور مین بحسن تقریر خوبی صلح کے عرض کیجیو اور طلب کیجیو اُنکے نزدیک اور جسطرح ہوسکے صلح کی تدبیر کیجیو چنانچہ
اُنھون نے حاضر ہو کر ہر طرح سے التماس کیا مگر آپ نے اول جوابات عذر آمیز فرمائے پھر جب اُنھون نے کہا کہ معاویہؓ کی
یہ غرض ہی کہ جسطور سے آپ ارشاد کرین مجکو قبول ہی تب حضرت نے فرمایا اُن شرائط کا ضامن کون ہوتا ہی اُن
دونون نے کہا ہم ضامن ہین سب شرائط قبول کرتے ہین اور بجا لاوینگے پس صلح کرلی حضرت نے معاویہ رضی اللہ عنہ
سے اور تفویض خلافت کردی شروط معہودہ کے ساتھ حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہین کہ یہ صلح آپ کی
طرف سے واقع ہوئی اور اسکی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اِبْنِی هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ
بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَمَا رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيْحِهٖ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ
عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اور ایک روایت مین ابی داؤد کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ میرا بیٹا سید ہی اور
مین امید کرتا ہون کہ اللہ اصلاح کرے اسکی وجہ سے دو گروہون مین میرے امت سے ترجمہ مشکوۃ مین ہے کہ
یہ حضرت نے خبر دی ہی مسلمانون کے تفرق سے دو فرقون کے ساتھ کہ ایک فرقہ امام حسنؑ کے ساتھ تھا اور دوسرا معاویہؓ

---

۱ یعنی ... ۲ ... ۳ ...

۴ ... یعنی میرا یہ بیٹا سردار ... ۵ ... یعنی وہ جو ...

کے ساتھ اور امام حسنؓ احق بخلافت تھی کیونکہ چھ مہینے باقی رہے تھے تیس برس مین سے جسکی حضرت نے خبر دی تھی کہ
اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً الخ پس امام حسنؓ کی شفقت اور مرحمت نے جو آپ کو اپنے جد کی امت کے ساتھ تھی
آپ سے ترک خلافت کرائی اور رغبت اُس جہان کی دلائی روایت کرتے ہین کہ حضرت امام حسنؓ نے فرمایا مین نہین
چاہتا کہ ایک قطرہ خون امت محمدیہ کا ناحق گرایا جائے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ دونون فرقے داخل ملت
اسلام ہین گو ایک بر بنای خطای اجتہادی ناحق پر تھا اور اہل سنت وجماعت کو صلح امام حسن رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے
صحت امارت معاویۂ پر انتہی اور ترمذی اور طبرانی نے معجم کبیر مین اور یحیی بن معین نے فوائد مین اور بیہقی نے دلائل النبوۃ
مین اور خطیب اور ابن عساکر اور ضیا نے جابر سے اور ابو نعیم نے حلیہ مین ابی بکرہ سے تغییر یسیر اسکو روایت کیا ہی
اس مقام سے معلوم ہوا کہ صلح آپکی طرف سے بسبب قلت وذلت کے نتھی بلکہ آپ از روی فوج وحشم غالب تھے اور
حق بھی بہ جانب امام تھا قسطلانی شرح بخاری مین لکھتے ہین کہ تھے حسنؓ اُسدن احق الناس بالخلافۃ پس
آپکا ورع اور آپکی شفقت مسلمانو نپر باعث خلافۃ اور ملک چھوڑ دینے کے ہوئی یہ کچھ قلت وذلت سے نتھا کیونکہ
چالیس ہزار آدمی آپکی بیعت مین آچکے تھے مگر جب چھ مہینے خلافۃ حقہ پر گذر گئی تو حضرت امام علیہ السلام کو الہام
ہوا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَصِیْرُ مُلْکًا عَضُوْضًا
رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وصححہ ابن حبان آ ازالۃ الخفا مین ہی کہ معنی لفظ عضوض کے دلالت کرتے ہین
حروب اور مقاتلات پر اور حملہ اور منازعت پر ایک کے دوسرے کے ساتھ ملک مین انتہی پس وہ تیس برس تو گذر گئے
اب وقت ملوک اور سلاطین کا آگیا ہی ایسا نہو کہ مین اُن مین معدود ہو جاؤن لہذا از خود صلح فرمائے بالجملہ جب صلح
امام کی طرف سے موافق ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگئی تو آپنے معاویۂ کو یہ خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم
حسن بن علی نے معاویۂ بن ابی سفیان سے صلح کی اسبات پر کہ وہ ولایت مسلمانونکی انکی تفویض کردین بایں شرط
کہ وہ مطابق قرآن اور سنت رسولؐ اور سیرت خلفای راشدین عہد مین عمل کرین اور انکو یہ اختیار نہین کہ یہ امر بعد
اپنے کسیکو تفویض کرین بلکہ مسلمانون کی رائے پر چھوڑ دین اور سب لوگ امن مین ہین جہان کہین ہون اس ملک
مین یا شام وعراق مین یا حجاز و یمن مین اور توابع علی مرتضیٰؓ اپنے مال اور اولاد اور ازواج ونفوس سے جہان
کہین ہین محفوظ رہین اور معاویۂ بن ابی سفیان پر ان امور مین عہد وپیمان خدا کا ہی اور مجکو اور میرے بھائی کو
اور کسی اہلبیت کو علانیہ وپوشیدہ گزند نہ پونہچائین اور یہ بھی معاویۂ سے بدعہدی نکرین شَھِدَ بِمَا فِیْہِ
فُلَانٌ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَکَفٰی بِاللہِ شَھِیْدًا یہ وثیقہ صواعق محرقہ مین موجود ہی نزل الابرار مین ہے
کہ پھر معاویۂ کوفہ مین حاضر ہوے اور بصلاح عمرو بن العاص التماس کیا کہ آپ اس صلح کا خطبہ فرماوین چنانچہ
حضرت نے منبر پر چڑھکر بعد حمد وصلوۃ کے فرمایا کہ اے لوگو آگاہ ہو کہ مابین جابلقا اور جابلسا کوئی آدمی

جسکا جد رسول خدا ہو سوا میری اور حسین رضؓ کے نہ پاؤگے اور خدا نے تمکو میرے جد کے ہاتھ سے ہدایت فرمائی اور گمراہی سے
بچایا اور جہالت تمسے دور کی اور بعد ذلت کے عزیز اور بعد قلت کے کثیر کیا سو اب سنو کہ معاویۃؓ بن ابی سفیان نے
مجھسے نزاع کی خلافت مین کہ میرا حق تھا نہ اُنکا سو مین نے بنا بر اصلاح حال امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و رفع فتنہ
صلح کی اور تم لوگون نے مجھسے بیعت کی تھی اس بات پر کہ جس سے مین صلح کرون تو تم بھی اُس سے صلح کرو اور جس سے مین
لڑون اُس سے تم بھی لڑو پس مین نے مصلحت دیکھی کہ امر خلافت معاویۃؓ کو تسلیم کرون اور مین نے بیعت کر لی ہے
خونریزی سے دست بردار رہا کیونکہ حفاظت خونکی خونریزی سے بہتر ہی اور اس صلح سے میرا اور کچھ مطلب نہین مگر
اصلاح حال تم لوگونکا اور مین جانتا ہون کہ شاید یہ صلح آزمایش ہو تمھاری اور بہرہ خورداری تا اجل موعود والسلام یہ
خطبہ سنکر معاویہؓ نے کہا ای عمر تو نے یہی ارادہ کیا تھا کہ سب کے روبرو میرا عدم استحقاق خلافت ظاہر ہو اور نزاع حق اُسکا ا
ہوا انتہی الحاصل یہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ ۴۱ھ ہجری مین واقع ہوئی اور اکثر لوگ یاران علی مرتضیؓ اور تابعین حسین
مجتبیٰ مین سے ناراض ہو گئی اور بعض نے کہا یَا عَارَ الْمُؤْمِنِيْنَ سَوَّدْتَ وَجْهَ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت نے فرمایا
اَلْعَارُ خَيْرٌ مِّنَ النَّارِ اس قول کو نکالا ہے ابو عمر بن عبد البر نے استیعاب مین ترجمہ امام حسن مین آور یون بھی آیا ہی
کہ جب لوگون نے حضرت امام حسن سے کہا یَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تو آپنے فرمایا کہ مین نے مسلمانون کو ذلیل نہین کیا لیکن
مین نے اسکو برا جانا کہ انکو قتل کروا ڈالون طلب ملک مین کذا فی المقاصد الحسنۃ بعضے کہتے ہین کہ صلح نامہ مین یہ بھی
شرط تھی کہ مجکو مع اہل بیت کے مدینہ مین پونہچا دین اور بیت المال کا کل مال میرے لیے چھوڑ دین اور جو کچھ عراق
مین ہی اُسکو تقسیم کر دین مجھ مین اور میرے بھائیون مین اور پانچہزار درم ماہانہ مقرر کر دین اور اہل مدینہ و عراق
سے کچھ مطالبہ نکرین اور بعض روایات مین لاکھ درم سالانہ ہی چنانچہ کامل ابن اثیر مین ہی کہ منجملہ شرائط کے یہ تھا کہ
جو کچھ بیت المال کوفہ مین ہی وہ منتسبان امام کو دیدین اور خراج فارس کا مخصوص آپ کے متعلقونکے ساتھ رہے انتہی
الغرض معاویۃؓ نے جملہ شرائط قبول کیے اور مضمون صلح نامہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے کچھ بھی مال طلب نہین کیا کیونکہ
عبارت صلحنامہ مین جو اوپر نقل کی گئی ہی کچھ ذکر اسکا نہین ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال و علمہ احکم و اتقن شیخ نور الحق
تیسیر القاری ترجمہ بخاری مین فرماتے ہین کہ نیز کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہی کہ جب امر خلافت تفویض پا چکا تو معاویۃؓ
نے سی صد ہزار درم اور ہزار جامہ اور تیس غلام اور سو اونٹ حضرت امام علیہ السلام کو بھیجے بعد اُسکے امام نے مدینہ کو
مراجعت فرمائی اور ایک نقل اور بھی اُسی کامل ابن اثیر سے اُسمین صفحہ چار سو انہتر مین نقل کی ہی بعد اُسکے لکھا ہی کہ یہ سب

[illegible]

[illegible]

مذکورہ روایت قسطلانی کی ہے واللہ اعلم انتہی بعد صلح کے آپ مع اہل وعیال و رخدم اور حشم کے مدینہ مین تشریف لائے اور معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو حاکم بصرہ مقرر کیا اور عبداللہ بن عامر کو مصر کا عامل مقرر کیا اور مروان علیہ ما علیہ کو مدینہ ماسکینہ مین بھیجا شعر

از حق بود صلوٰۃ وز ماست بود سلام	بر حضرت محمدؐ و بر آل او دوام

فائدہ بسر بن ارطاۃ یا ابن ابی ارطاۃ کہا ابن حبان نے کہ جسنے ابن ارطاۃ کہا اُسنے وہم کیا اِسکی کنیت ابو عبدالرحمن ہے اسکی صحبت مین اختلاف ہے اہل شام کہتے ہین کہ اسنے حضرت سے سنا ہے اپنے صغرسن مین اور واقدی کہتا ہے کہ یہ دو برس قبل حضرت کے وفات کے پیدا ہوا اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ حضرت کی وفات کے وقت یہ صغیر تھا اور کہا دار قطنی نے کہ اسکو صحبت تھی اور ابن یونس نے کہا کہ یہ اصحاب رسول اللہ سے تھا حاضر ہوا فتح مصر مین اور تھا وہ گروہ معاویہ سے اور معاویہ نے اُسکو متوجہ کیا یمن اور حجاز پر اول سنہ ۴۰ھ مین ابن السکن نے کہا کہ مَاتَ وَهُوَ خَرِفٌ اور اسکی خبرین فتن مین مشہور ہین جو ذکر کرنے کے لائق نہین ہین اور ابن السکن کہتے ہین کہ زمانہ معاویہ مین یہ مرا اور بعضے کہتے ہین کہ باقی رہا زمانۂ خلافت عبدالملک بن مروان تک وَهُوَ قَوْلُ حَنِيفَةَ وَبِهِ جَزَمَ ابْنُ حَبَّان اور بعضے کہتے ہین کہ وہ مرا خلافت ولید مین سنہ ۸۶ھ مین حکاہ المسعودی کذا فی الاصابہ

واقعہ شہادت امام زمن حضرت امام حسن علیہ السلام

شہادت حسن جان مصطفیٰ بشنو	ز دل گداختگان نالۂ عزا بشنو	ز درد قلب و جگر در خروش آمدہ ایم
صدای آہ و فغانی ز مبتلا بشنو	دمی تو گوش بسویم کن اے محب رسول	نوای سینہ خراشی ز بینوا بشنو
ز نشتر الم سینہ ریش واویلا	چہ گویمت کہ چہا گویم و چہا بشنو	

آپکی شہادت کا سبب یہ ہوا کہ یزید طریدے اسماء بن قیس کو حضرت کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کے پاس بھیجکر پیام دیا کہ اگر تو جگر گوشۂ رسول نور چشم بتول کو زہر دیکر اُنکے حسن خداداد کو خاک مین ملادے تو مین تجھسے نکاح کرون اور بعض اہل تواریخ لکھتے ہین کہ مروان عامل مدینہ نے بایمای یزید سوئیہ رومیہ کو جو ایک بڑی دلالہ و قحبہ تھی بلاکر پوچھا کہ تو امام حسنؑ کے گھر جاتی ہے اُسنے کہا اکثر جاتی ہون اُسنے کہا مین ایک بات کہتا ہون مگر کسی سے نکہنا اور تجکو تین ہزار دینار دونگا جب میرا مطلب ہو جائیگا اور سو دینار ابے اُسنے قول و قرار مضبوط کرکے پوچھا کہ کیا بات ہے مروان نے کہا کہ تو جعدہ کو کسیطرح وہان بھیجدے کہ یزید اُس سے نکاح کریگا اُسنے قبول کیا اور تنہائی مین جعدہ کے پاس گئی اور چکنی چپڑی باتین کرکے کہنے لگی کہ یزید تمپر عاشق ہے اگر اُسکے پاس چلو تو ملک شام و عراق تمھارا ہوگا ملکہ کہلاؤگی حسنؑ بن علی کے پاس محتاجی کے سوا کیا ہے جعدہ سودای ملک و دولت مین گرفتار ہو کر حق محبت دیرینہ یک قلم بھول گئی بولی کہ مجکو یزید کے پاس رہنا قبول منظور ہے اُس عورت نے یہ حال آکر مروان سے کہا تب مروان نے اُسی مردار کی زبانی کہلا بھیجا کہ امام حسنؑ کی زندگی مین یزید کی ملاقات دشوار ہے اُنکو دفع کر تب کہین مطلب حاصل ہو جعدہ نے کہا

کیونکہ مروان مردود نے تھوڑا زہر بھیجا کہ اسے شہد مین گھول کے پلادے چنانچہ اُس شقیہ نے ایسا ہی کیا حضرت کو رات بھر قے ہوئی مگر اللہ نے صحت بخشی حضرت نے اُسیدن سے جعدہ کے گھر کھانا کھانا چھوڑ دیا ام قاسم کے گھر کھانے لگے بعد چند روز کے ایکدن جعدہ کے پاس تشریف لے گئے اُسنے خرمون مین ملاکر دیا یہی مروان زہر کھلایا اسیطرح چھ مرتبہ زہر کھلایا گیا مگر شفا ہوتی رہی رئیس شیطان کو خبر پہونچی ہی آخر مروان نے اُس دلالہ کو ایک روز بلا کر کہا تو جعدہ سے کہہ کہ اب یزید کا حال بہت پریشان ہی تدبیر جلد کرنا چاہیے ورنہ ملک و دولت ہاتھ سے جاتی ہی اور تھوڑا الماس پسا ہوا دیا کہ جعدہ کو دے کہ یہ کھلادے وہ دلالہ لائی اور امانت اُس بدکیش کی بلا خیانت جعدہ کے پاس پہونچائی اُسنے کسی تدبیر سے اپنی آبرو خاک مین ملانے کو اُسے پانی مین ملاکر آپکو پلادیا حضرت کو سہال کبدی ہوگیا آنتین کٹ کٹ کر گرنے لگیں آخرکار حال بہت متغیر ہوا زندگی سے ناامید ہوے حضرت امام حسین علیہ السلام یہ سنکر تشریف لائے بھائیکا حال پُرملال دیکھکر اپنی بیکسی و تنہائی پر اشکباری کہ آپکے نعرۂ جانکاہ سے جن و بشر اور در و دیوار رونے لگے اور آپ زبان پر اشعار

کہ ریخت ریزۂ الماس سودہ در قدحش
ہمہ ز راہ گلو ریخت در کنار حسن
جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل
فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسن
ببلغ عشرت پیغمبر از خزان ستم

درون اندرون صبح صفا پارہ شد جگرش
مفرح لب یاقوت آبدار حسن
لبش کہ مایۂ تریاک بود شد پر زہر
جراحت جگر و چشم اشکبار حسن

کہ زہر گشت از آن آب خوشگوار حسن
برنگ گونۂ الماس شد ز مرد فام
ز حسرت جگر خستہ و فگار حسن
ستارہ خون بچکاند ز چشم گر بیند
بریخت لالہ و نسرین ز نوبہار حسن

حافظ ابو نعیم نے اپنی سند سے حلیۃ الاولیا مین عمیر بن اسحاق سے نقل کیا کہ کہا اُنھون نے کہ مین اور ایک اور شخص دونون حضرت امام حسن کی عیادت کو گئے آپنے کہا اے فلان کچھ مجھسے پوچھ لے کہا لا واللہ مین آپ سے کیا اسوقت پوچھون جب آپ تندرست ہو جائینگے پوچھ لونگا پھر آپ اندر چلے گئے پھر نکل آئے اور وہی فرمایا مین نے کہا مین نہ پوچھونگا جب تک آپ صحیح نہو جائینگے آپنے فرمایا اب صحت کہان مین نے کہا یہ نہ فرمائیے خدا آپکو صحت دیگا پھر مین آپ سے پوچھ لونگا آپنے فرمایا میرا ایک ٹکڑا کبد کا کٹکر گرا ہی اور مین کئی مرتبہ زہر پلایا گیا مگر ایکی مرتبہ کا جیسا تو کبھی نتھا پھر مین دوسرے روز جو گیا تو آپ احتضار مین تھے اور آپ کے سر کے پاس حضرت امام حسین بیٹھے ہوے پوچھ رہے تھے کہ ای بھائی کسنے آپ کو زہر دیا ہی فرمایا کیا اُسکو قتل کروگے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہان آپ نے فرمایا کہ اگر میرا قاتل وہی ہی جسکو مین گمان کرتا ہون تو اللہ بہت سخت ہی ڈرانے اور بند کرنے مین اور وہ منتقم حقیقی ہی وہی لائے لیگا تمھارے مارنے کی کچھ حاجت نہین شعر

واہ کیا حلم تھا اپنا تو جگر ٹکڑے ہوا
پھر بھی ایذائے ستمگر کی روا نہین

اور اگر وہ نہین ہی جسپر میرا شبہہ ہی تو مین نہین چاہتا کہ بے گناہ کے قتل کا تمسے مواخذہ ہو اور مین تو کئی مرتبہ زہر کھلایا گیا مگر یہ بہت ہی سخت ہی

اسیا حال میرا کبھی نہین ہوا جو ابکی ہوا **شعر**	می کند آن مہ وداع دوستان خویش را	تازہ داغی می دہد مرسینہای ریش را

قائم اخفا حضرت امام حسن علیہ السلام کا اپنے قاتل کے نام کو اسوجہ سے تھا کہ یہ شہادت سری تھی اہین افشا نچاہیے اور افشا آپ کے حلم اور مروت اور صبر واخلاق کے بھی خلاف تھا لاجرم تبقاضای کمال تحمل زبا پیر نہ لائے ورنہ یہ ایسی بات نتھی کہ کھل نسکتی ہیچ ہو کہ ایسی مقام مین باوجود قدرت کے دشمن سے انتقام نہ لینا انھین حضرات کا کام ہو اور آپکی شہادت زوجہ کے ہاتھ سے ہوئی حالانکہ زوجہ علاقہ محبت سے ہی نہ عداوت سے اور ایسے لوگون سے عداوت کا گمان کمتر ہوتا ہی اگرچہ حقیقت مین کوئی بات اونسے ایسی سرزد ہو جو موجب منظنہ عداوت ہو یہ بھی سب اُسی کمال اخفائے لیے ہوا **نقل** ہی کہ حضرت امام حسن نے اس حال مین جعدہ کو تنہائی مین بلایا اور فرمایا کہ اے بانوے ناساز گار اور اے دشمن خونخوار تونے چھ مرتبہ مجکو زہر دیا صحبت دیرینہ کچھ خیال مین نہ لائی خدا اور رسول سے نہ شرمائی محبت دیرینہ کو یون برباد کیا زہر پلا دیا دوستون سے یہی امید ہوتی ہی خیر جا جو تیرا مطلب ہی وہ بھی بر آئیگا پھر اُسکی طرف سے اپنا مُنہ پھیر لیا حافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر قرطبی نے روایت کی ہی کہ جب وقت غروب آفتاب امامت آیا تو اُس نیر برج کرامت نے اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ کوفیون کے قول وفعل پر اعتماد نکرنا یہ لوگ اپنی سفاہت سے تمکو خلافت کے واسطے قائم کرینگے اور مدینے سے بلائینگے تم اسکا ہرگز قصد نکرنا مین جانتا ہون کہ خداوند تعالی اہل بیت نبوت مین خلافت اور نبوت جمع نکریگا اور مین نے حضرت عایشہ رضہ سے پوچھ لیا ہی کہ مین روضۂ مبارک جدامجد کے قریب دفن ہون اُنھون نے مجسے وعدہ کیا ہی تم میری وفات کے بعد میرا جنازہ روضۂ مبارک پر لیجانا اور حضرت صدیقہ سے دوبارہ اجازت لینا اگر وہ کہین تو وہین دفن کرنا مگر مین جانتا ہون کہ بنی امیہ منع کرینگے جو ایسا ہو تو تکرار بیکار ہوگی کچھ ضرور نہین جنت البقیع ہی مین میری ماں کے مزار کے پاس دفن کر دینا **شعر**

از حق بود صلوۃ و زحمت بود سلام	بر حضرت محمد و بر آل او مدام

دو پہر رات سے آپکو کرب بڑھنے لگا اہل بیت نے ہالہ کی طرح سے آپکو گھیر لیا آخر اہل بیت پر آفت آئی چارون طرف سے غم کی گھٹا چھائی **شعر**

رفت آن سلطان معنی بقصور	رقص رقصان سوی آن دریای نور

قال اللہ تعالی وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون

عمر شریف آپکی تخمیناً سینتالیس سال اور چھ مہینے کی تھی دلون کے حساب سے سات برس حضور رسالت پناہ مین پرورش پائی اور تیس برس ظل حمایت پدر بزرگوار حیدر کرار مین اور آٹھ برس کئی مہینے فقط حفظ خدا مین بسر کیے اور وفات برقول مختار بعضون کے نزدیک پہلی اور بعضون کے نزدیک پانچوین شہر ربیع الاول ۵۰ھ ہجری مین ہوئی انتہی اور مشہور اٹھائیسوین اور بعضون کے نزدیک اُنتیسوین ماہ صفر ۴۹ھ ہجری ہی اور فرقہ

اثنا عشریہ بھی آخر ماہ صفر مین کہتے ہین اور معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ وفات آپکی شہر ربیع الاول ۴۹ھ ہجری مین ہے اور روضۃ الشہدا مین قول صحیح کرکے لکھا ہی کہ آپکی عمر شریف سینتالیس سال کی تھی اور اسی مین ہی کہ بعضون نے کچھہ زیادہ بھی لکھی ہی اور وفات شب پنجشنبہ اٹھائیس ۲۸ صفر ۵۰ھ مین لکھتے ہین اس حساب سے آپکی عمر شریف چھیالیس برس ساڑھے پانچ مہینے کی ہوئی اور شیخ جمال الدین یوسف بن عبد الہادی مقدسی حنبلی نے درۃ المضیہ للشجرۃ المحمدیہ مین آپ کی ولادت وسط رمضان ۳ھ مین اور وفات ربیع الاول ۴۹ھ مین لکھی ہی اور نیز علامہ کمال الدین الحجازی نے کتاب بدر التاریخ مین وفات آپکی ۴۹ھ مین اور سن شریف سینتالیس برس کا لکھتے ہین اور واقدی کے نزدیک تحقیق یہ ہی کہ وفات آپکی ۴۹ھ ہجری مین ہوئی اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے تقریب مین اسیکو اختیار کیا ہی اور تحریر الشہادتین مین ہی کہ سنین عمر شریف سینتالیس برس چھہ مہینے چندروز کم بروایت صحیح مین پس اعتبار سنین زندگی کا مقتضی ترجیح تاریخ ولادت پندرھوین رمضان اور تاریخ وفات پانچوین ربیع الاول ہی جس سے سینتالیس برس چھہ مہینے کچھہ کم حساب سے آتے ہین انتہی اور احسن القصص مین آپکی عمر شریف سینتالیس برس کی لکھی ہے اور اسی قول کو اشہر لکھا ہی اور اسکی دلیل یہ لکھی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہی کہ جب امام حسنؑ دنیا سے سدھارے تو انکی عمر شریف سینتالیس برس کی تھی اور ۵۰ھ مین آپکی شہادت ہوئی اور مختار صاحب استیعاب[۱] کا بھی یہی ہی اور کہا کہ بعضے عمر شریف سینتالیس برس کی کہتے ہین اور بعضے اٹھاس برس نہین درن کی اور ابن طلحہ نے آپکی شہادت پانچوین ربیع الاول ۴۹ھ مین بیان کی اور سیوطی نے بھی تاریخ الخلفا مین آپکی وفات ۴۹ھ مین لکھی ہی ملا محمد طاہر فتنی مجمع البحار مین سنہ ولادت آپکا ۳ھ مین علی الاصح لکھتے ہین اور وفات اُنتالیس یا چوالیس یا اٹھاون سن مین لکھتی ہین واللہ اعلم بالصواب بعد وفات حضرت امام حسنؑ کے حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت عائشہ سے اجازت چاہی جناب صدیقہ نے بلا تامل بطیب خاطر اجازت دی اور جو ترجمہ متعارف طبری مین ہی کہ حضرت صدیقہ نے منع کیا سو مفتریات سے ہی کتب معتبرہ اہل سنت مین یہی ہی کہ آپ نے قبول کیا اور فرمایا نعم حبًا و کرامۃً[۲] مگر یہ خبر جب مروان علیہ ما یستحقہ کو پونہچی تو اُسنے کہا جھوٹ کہا اُنھون نے اور عائشہ نے یہ کیسے ہوگا کہ حضرت عثمانؓ وہان دفن نہون اور یہ دفن ہون اُسپر حضرت امام عالیمقام چند آدمیون کو لیکر مستعد ہوے مروان بھی مسلح ہوا تب حضرت ابوہریرہ نے حاضر ہوکر کہا کیا ظالم لوگ ہین کہ ابن رسول اللہ کو رسول اللہ کے پاس دفن نہین ہونے دیتے ہین اور حضرت امام والا مقام

[۱] استیعاب حافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر نمری قرطبی ... کی تصنیف ہے ... شیخ ابو عمر ... ربیع الاول ... جمعہ کے دن ... ربیع الآخر ... ۴۶۳ھ مین ... حافظ ... ہین ...

[۲] اسنے جنازہ کی نماز پڑھائی جنھون نے ... بیان کیا کہ مین نے ابو عمر بن عبد الرحمن سے ... ربیع الآخر ... کردہ کتب ... ابن جحر ... امام ... عبد الرحمن ... بیان کیا ... والد ... عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن ... ربیع الآخر ... وفات پائی انتہی ... لقاضی ابن خلکان ... اور مروان کا رد ... چنانچہ ... حضرت صدیقہ کا زمانا ... شیخ ابن حجر مکی ... صواعق محرقہ مین نقل کیا ... مرقاۃ المعانی

کے پاس جاکر بھائی کی وصیت یاد دلائی اور لڑائی سے باز رکھا وہ جنازہ شریف اُٹھا کر جنت البقیع مین لے گئے
سعد بن العاص نے نماز جنازہ پڑھی اور حضرت فاطمہ کے پاس دفن کیا اور نزل الابرار مین ہی کہ ایک روایت مین
یون آیا ہی کہ آپ اپنی دادی فاطمہ بنت اسد کے پاس دفن ہوے وَقَدْ اَشَارَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِیْنَ اِلٰی رُجْحَانِ هٰذِهِ
الرِّوَایَةِ اِنْتَهٰی اور آپ کے مزار مبارک کی کرامات مین ابن عساکر نے اعمش سے روایت کی کہ ایک شخص نے آپ کے
قبر مقدس پر بے ادبی کی وہ مجنون ہوگیا اور کتونکی طرح آواز کرنے لگا اور اسی حال مین وہ مرا اور اُسکی قبر سے
عوعو کی آواز لوگ سنتے تھے کذا فی شرح الصدور انتہی مِنَ الْمِنْهَاجِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِهٖ حضرت امام حسین رض
اور محمد بن الحنفیہ رض اور عبداللہ بن عباس رض نے مزار مین اُتارا اور فرقۂ بنی امیہ سے کوئی شخص جنازہ پر نہین آیا سوائے
سعید بن العاص کے کہ وہ اُسوقت امیر مدینہ تھے وہ خالد بن ولید کے ایما سے حاضر ہوے اور انھون نے باجازت
حضرت امام حسین رض کے نماز جنازہ پڑھائی **فائدہ** یہ خالد بن ولید بن عتبہ بنی امیہ سے تھے صحابی نہ تھے خالد بن
ولید بن مغیرہ صحابی اور ہین جنکا لقب سیف اللہ تھا اُنھون نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ
مین اکیس یا بائیس سن مین ساٹھ برس کی عمر مین وفات پائی اور اُنکی مان لبابہ بنت الحارث ہمشیرہ میمونہ بنت الحارث
ام المومنین کی تھین اور حضرت عبداللہ بن عباس اُنکے خالہ کے بیٹے تھے واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ اظہار السعادۃ
تہذیب التہذیب مین ثعلبہ سے روایت ہی کہ مین وقت دفن امام کے حاضر تھا اسقدر کثرت آدمیون کی تھی کہ اگر
سوئی بھی ڈالی جاتی تو آدمیون ہی پر پڑتی ابوہریرہ سے روایت ہی کہ بنی ہاشم کی عورتین ایک ماہ کامل آپکا غم
والم کرتی رہین علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ جب امام حسن علیہ السلام شہید ہوے تو
جعدہ نے یزید پلید کو لکھا کہ ایفاے وعدہ کر یزید نے کہا کہ مین تو اسپر راضی ہی نتھا کہ تو حسن بن علی کے پاس
رہے جو میرے دشمن تھے پھر تجکو اپنے پاس رکھنے کا مین کب ارادہ کرونگا استغفراللہ جعدۂ بے نصیب دونون
طرف سے گئی نہ ادھر کی ہوئی نہ اُدھر کی خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ اور بعض محققین نے لکھا ہی کہ جعدہ اس حرکت سے
پشیمان ہوکر بھاگے اور مروان علیہ ما یستحقہ کے گھر مین چھپے اُسنے دو غلام اور تین لونڈیان ساتھ کرکے شام کو
روانہ کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اسکو مخفی رکھنا چاہیے نہین تو بنی ہاشم کے ہاتھ سے نجات اسکی
مشکل ہی سو معاویہ رضی اللہ عنہ سخت رنجیدہ ہوے اور جب جعدہ پونہچی تو اُسکو بلاکر کہا تو نے نہایت
بُری حرکت کی لعنت خدا کی تجپر اور اُسپر جسنے امام کی شہادت مین سعی کی بالتخصیص اُسپر جسنے زہر بھیجا اے جعدہ
تجکو شرم نہ آئی کہ تو نے اپنے دوست کو اسطرح مارا خدا و رسول کے غضب سے نہ ڈری دور ہو میرے پاس سے
تو ہرگز لائق یزید کے نہین ہی تب جعدہ نے یزید کو لکھا کہ مین نے اپنا کام کیا تو بھی ایفای وعدہ کر

بیان اولاد حضرت امام عالی مقام

تعداد اولاد ذکور مین آپ کے اختلاف ہی چار تو متفق علیہ ہین زید اور حسن اور عمر اور عبد اللہ اور انکے سوا مین اختلاف ہی دولابی کہتا ہی کہ پانچ ہین چار وہ اور پانچوین ابراہیم اور ابن الخشاب کہتا ہی کہ گیارہ صاحبزادے تھے اور ایک صاحبزادی چار مذکور اور باقی قاسم اور حسین اور عبد الرحمن اور عبد اللہ سوائے عبد اللہ مذکور کے اور احمد اور اسمٰعیل اور عقیل اور صاحبزادیکا نام فاطمہ اور کنیت ام الحسن ہی یہ والدہ تھین حضرت محمد باقر کی اور ابن اخضر بیان کرتا ہی کہ گیارہ وہ اور بارھوین محمد ہین لیکن اُن تین بیٹیون کے نام مین جنکا نام اسمٰعیل عقیل و احمد مذکور ہوا ابن اخضر مخالف ہی وہ اسکے عوض طلحہ اور ابو بکر اور محمد ثانی کہتا ہی پس اس روایت پر نام بارہ لڑکون کے یہ ہین زید اور حسن اور عمر اور عبد اللہ اور ابراہیم اور قاسم اور عبد الرحمن اور عبد اللہ اور محمد اور ابو بکر اور طلحہ اور محمد ثانی اور شیخ محمد بن طلحہ شافعی نے اپنی کتاب مطالب السؤل فی مناقب آل رسول مین لکھا ہی کہ حضرت امام حسن کے کثیر اولادین تھین مگر کسی سے کوئی عقب نہین سوا دو صاحبزادون کے بلا خلاف اور کہتے ہین کہ آپکی پندرہ اولادین تھین انمین سے حسن مثنی اور زید کی اولاد ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ آپکی اولاد اس سے کمتر تھی حالانکہ ایسا نہین اور بعضے کہتے ہین کہ آپکی ایک صاحبزادی تھین ام الحسن واللہ اعلم انتہی اور بعضون نے اِن روایات کے جمع کے واسطے بیس لکھے ہین واللہ اعلم اور آجکے دن جن صاحبزادون سے اولاد امام حسن موجود ہے وہ بالاتفاق زید اور حسن ہین اور عمر اور حسین سے کوئی عقب نہین کذا فی سعادت الکونین اور ابو بکر بن احمد کتاب موالید اہلبیت مین گیارہ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بیان کرتے ہین اب لڑکیون مین اختلاف ہی بعضے لکھتے ہین نہین تھین اور بعضے کہتے ہین کہ ایک تھین فاطمہ نام یہ والدہ محمد بن علی باقر کی ہین اور ابن الاخضر نے پانچ لکھے ہین ام الحسن اور ام عبد اللہ اور ام سلمہ اور ام الخیر اور ام تماخر اور ام الحسن اور ام عبد اللہ کنیت فاطمہ کی ہی اور ام الحسین اور ام سلمہ رقیہ کے ہی اور ام تماخر اور ام الخیر تصحیف ام الحسن کی ہی یا بالعکس واللہ اعلم پس زید اور ام الحسن یعنی فاطمہ کبری اور ام الحسین مان انکی ام بشر بنت ابی مسعود عقبہ بن عمر بن ثعلبہ خزرجیہ ہین اور مان حسن بن حسن کی خولہ بنت منظور الفزاریہ ہین اور مان حسین اور طلحہ اور فاطمہ صغرا کی ام اسحاق بیٹی طلحہ بن عبد اللہ التیمی کے ہین اور عمر اور قاسم اور عبد اللہ مان انکی امہ تھین اور بقیہ اولاد آپکی چند اور بطن سے تھی طبقات ابن سعد مین ہے

[illegible]

[illegible]

که امام حسن علیه السلام کی اولاد محمد اصغر اور جعفر اور حمزه اور محمد اکبر اور زید اور حسن مثنی اور فاطمه اور ام الحسن اور ام الخیر اور ام عبدالرحمن اور ام سلمه اور ام عبدالله اور اسمعیل اور یعقوب اور قاسم اور ابوبکر اور طلحه اور عبدالله ہین اور اسلمی سے منقول ہی که علی اکبر اور علی اصغر اور جعفر اور عبدالله اور قاسم اور زید اور عبدالرحمن اور اسمعیل اور حسین اثرم اور عقیل اور حسن اور فاطمه اور سکینه اور ام الحسن ہین اور بلاذری نے انساب مین اقتصار کیا ہی ذکر حسن اور زید اور حسین اور عبدالله اور ابی بکر اور عبدالرحمن اور قاسم اور طلحه اور عمر پر اور محب طبری نے ابی بشر دولابی سے نقل کیا که وه حسن اور عبدالرحمن اور عمر اور زید اور ابراہیم ہین اور ابی بکر بن الدراع کہتا ہی که عبدالرحمن اور قاسم اور حسن اور زید اور معمر اور عبدالله اور احمد اور اسمعیل اور حسین اور عقیل اور ام الحسن ہین اور عقب صحیح موجود امام حسن سے بواسطه زید اور حسن مثنی کی ہی لا غیر والله اعلم اور معارف ابن ابی قتیبه مین ہی که اولاد امام حسن کی سات ہین حسن بطن خوله بنت منظور بن زبان الفزاریه سے اور زید اور ام الحسن بطن بنت عقبه بن مسعود بدری سے اور عمر ایک عورت ثقفیه سے اور حسین اثرم ایک ام ولد سے اور طلحه ام اسحاق بنت طلحه بن عبیدالله سے اور ام عبدالله ایک ام ولد سے اس حساب سے سات اولادین ہوتی ہین اور شیخ ابوعبدالله محمد بن محمد بن نعمان ارشاد مین لکھتے ہین که امام حسن کے پندره لڑکے اور لڑکیان تھین زید اور انکی دو بہنین ام الحسن اور ام الحسین انکی مان ام بشر بنت ابی مسعود عقبه بن عمر بن ثعلبه خزرجیه ہین اور حسن کی والده خوله بنت منظور فزاریه ہین اور عمر اور انکے بھائی قاسم اور عبدالله انکی مان ام ولد تھین اور عبدالرحمن انکی مان بھی ام ولد تھین اور حسین اثرم اور انکے بھائی طلحه اور انکی بہن فاطمه انکی والده ام اسحاق بن طلحه بن عبیدالله ہین اور ام عبدالله اور فاطمه اور ام سلمه اور رقیه یه صاحبزادیان اور ماؤن سے ہین اور آپ کثیر الازواج اور کثیر الطلاق تھے یہانتک که نام آپکا حسن مطلاق ہوگیا تھا اسعاف الراغبین مین ہے که زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب مرد مسن اور جلیل القدر اور کریم الطبع اور کثیر الاحسان تھے اور بڑے عالم تھے نوے برس کے سن مین انکا انتقال ہوا حسن بن زید انکے صاحبزادے ہین انکی کنیت ابومحمد تھی یه بڑے فاضل تھے ۱۶۶ھ مین پچاس برس کی عمر مین انتقال کیا سات بیٹے چھوڑے سب سے بڑے زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی ہین اور حسن بن زید کی ایک صاحبزادی تھین فاضله اور فقیہه جنکا نام نفیسه تھا امام شافعی انکی شاگردی کرتے تھے انکی قبر مصر مین ہی اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب جنکو حسن مثنی کہتے ہین بڑے فاضل اور زاہد جلیل المرتبه عظیم المنقبه تھے سعادت الکونین مین ہی که حسن مثنی حضرت امام حسین کے داماد تھے فاطمه صغری بڑی صاحبزادی امام حسین کی انکے نکاح مین تھین حسن مثنی ہمراه رکاب امام عالیمقام کے معرکه کربلا مین تھے اور زخمی ہوکر زندانیان اہل بیت کے ساتھ گئے سنه ۹۷ مین پچاس یا ساٹھ برس کی عمر کے انتقال کیا اور

نور العین کے نزدیک حضرت فاطمہ صغرا کا بھی کربلا مین جانا ثابت ہی اور مولوی برہان الدین صاحب لکن دیوہ
نے اپنے رسالۂ واقعات شہادت مین صواعق محرقہ سے یہی نقل کیا ہی اور تذکرۂ سبط ابن الجوزی سے بھی انکا کربلا مین ہونا
سمجھا جاتا ہی اور فصول المہما اور ملا احمد رومی کے مجالس الابرار سے بھی مگر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب ایک
سائل کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ دختر کلان حضرت امام حضرت فاطمہ صغرا نام اپنے شوہر کے پاس مدینہ مین
رہ گئین کربلا مین نہین آئی تھین اور حضرت حسن مثنیٰ بھی کربلا مین نہین آئے وہ مدینہ یا سکینہ مین رہ گئے انتہی
حسن مثنیٰ کے پانچ بیٹے تھے تین فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہم سے عبد اللہ محض اور حسن مثلث اور ابراہیم قمر
اور دو ام ولد سے جعفر اور داؤد اور اوس ام ولد کو حبیبہ کہتے تھے کذا فی بحر الانساب اور معارف بن ابی قتیبہ
مین ہی کہ چھ تھے اور چھٹے کا نام محمد ہی واللہ اعلم اور عبد اللہ بن حسن مثنیٰ مرد ثقہ اور بزرگ تھے ۱۳۹ سنہ
ہجری مین منصور عباسی کے قید مین انتقال کیا ستر برس کی عمر تھی اور بعضون کے نزدیک پچھتر برس کی ان کے
چھ بیٹے تھے محمد اور ابراہیم اور یحیی اور موسیٰ اور سلیمان اور ادریس آنکے مشہور بیٹے یہی محمد اور ابراہیم اور
یحیی ہین محمد کی کنیت ابو عبد اللہ تھے ۱۴۵ سنہ ہجری مین منصور خلیفہ پر خروج کرکے مدینہ کو اپنے
تصرف مین لائے اور ملک حجاز چھین لیا اور چوتھی رمضان سنہ مذکور مین انتقال فرمایا ترپن برس کی
عمر ہوئی اور محمد سے بہت لوگون نے روایت حدیث کی ہی ابو داؤد اور ترمذی ونسائی مین بھی اُن سے
روایت ہی انکے بھائی ابراہیم مرد سخی اور کریم تھے اڑتالیس برس کی عمر مین شہید ہوے اور یحیی نے بھی
سنہ ۱۷۶ مین ہارون رشید پر شہر دیلم مین خروج کیا رشید نے فضل بن یحیی برمکی کو اُنکے مقابلہ کو تجویز کیا اور
وہ امان دیکر بغداد مین لے گیا وہین اُنھون نے وفات پائی اور حسن بن حسن بن علی جنکو حسن مثلث کہتے ہین
اُنھون نے اڑسٹھ برس کی عمر مین سنہ ۱۴۵ ہجری مین وفات پائی اُنکی اولاد کثیر ہوئی عمر بن حسن بن
علی کربلا مین شہید ہوے اور قاسم اور عبد اللہ بن حسن بھی کذا فی سعادت الکونین وسر الشہادتین اور تحریر الشہادتین
مین مکتوب شاہ عبد العزیز صاحب سے یون منقول ہی کہ عمر بن الحسن بندیون مین تشریف لے گئے اور ابو بکر بن حسن
کا بھی کربلا مین شہید ہونا تحریر شاہ صاحب سے پایا جاتا ہی واللہ اعلم اور دیگر فرزندان امام حسن علیہ السلام کا حال
معلوم نہین ہوا اسماء الرجال مشکوۃ مین لکھا ہی کہ حسن مثنیٰ کے پانچ بیٹون سے اولاد باقی رہے عبد اللہ محض کہ
سو برس کی ہوئی اور حسن مثلث اور ابراہیم یہ تینون فاطمہ بنت حسین بن علی سے پیدا ہوے چوتھے جعفر
پانچوین داؤد یہ دونون ام ولد سے پیدا ہوے تھے اور زید بن حسن کی اولاد فقط ایک بیٹی سے باقی رہی انکا نام حسن
بن زید بن حسن تھا واللہ اعلم وعلمہ اتقن واحکم اللہم صل علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

سے منقول ہی ۱۲ منہ — شہید ہونا ارشاد — حسن کا کربلا مین — مین بھی عمر بن — ٥٦ وزر الابصار — مین مذکور ۱۲ منہ — سے بحث مطالعہ — تحفۂ اثنا عشریہ — کی تفصیل — نام ابراہیم ۱۲ — تیمی ہی ۱۲ — جواب فتیم — مکرم بن در — عبد العزیز بن — ٥٧

بیان حضرت سبط اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

امام والا مقام آئینہ رسول نما گنجینہ نکات اِنّما قوت بازوی حسن مجتبیٰ جان و جگر علی مرتضیٰ قرۃ العین ہر مصداق لَا المَوَدَّۃَ فِی القُربیٰ تشنہ چشمہ فرات ہدف سہام بلیات شہید نگین پیرہن قتیل خونین کفن شیر بیشہ بلاد لیر مقام تسلیم ورضا سلطان وابن شہریار نشا تین ابیات

پسر مرتضیٰ امام حسین | ہمچو او کس نبود در کونین
مصطفیٰ ہم رشید بد و شش | مرتضیٰ ہم گرفت در آغوش

سیدنا و مولانا ابو عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہ اشعار

اینجا بیا کہ تذکرہ آل مصطفیٰ ست | اینجا بیا کہ ذکر شہنشاہ کربلاست
اینجا بیا کہ شرح غم و درد جان گزاست | اینجا بیا کہ ابر کرم ہست سیل اشک
اینجا بیا کہ ذرہ نوازست مہر حق | اینجا بیا کہ خاک در بزم کیمیاست
اینجا بیا کہ ہر گہر اشک بے بہاست | الحق بلا و آفت و کرب و غم و الم
اینجا بیا کہ ہست بیا ماتم حسین | اینجا بیا کہ پیش نظر رحمت خداست
اینجا بیا کہ نقد دل آمد فدای شاہ | آید ہر آنچہ از طرف جان جان عطاست

ولادت باسعادت آپکی پانچوین شعبان سکنہ ہجری مین ہوئی کذا فی تاریخ الیافعی اور طبقات شعرانے اور مدارج النبوۃ مین چوتھی شعبان نقل کی ہی اور ایک قول مین جمعرات کا روز بارھوین رمضان ہی اور ایک روایت مین آخر ربیع الاول سکنہ لکھے ہین وَلاَوَّلُ اَصَحُّ بعد پچاس روز کے تولد حضرت امام حسن علیہ السلام سے آپ رحم مادر مین آئے اور دس مہینے چندروز مان کے پیٹ مین رہے اسیقدر بزرگی اور خردی سبطین علیہما السلام مین تھے بعد پیدا ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و تسمیہ وغیرہ جو امور کہ حضرت سبط اکبر کے ساتھ فرمائے تھے وہ آپ کے ساتھ بھی کیے کنیت آپکی ابو عبد اللہ اور القاب سید اور طیب اور رشید اور ذکی اور زکی اور مبارک اور تابع مرضات اللہ اور سبط رسول اللہ تھی مگر اشہر القاب کی اور اعلی اور سید ہے فضائل اور مناقب آپکے حد حصر سے خارج ہین عالم باعمل اور عابد اور زاہد اور جواد اور شجاع اور فصیح اور بلیغ اور جامع صفات کمال اپنے باپ اور بھائی کے مثل تھے فصول المہمہ فی فضائل لائمہ مین ہی کہ اہل اخبار متفق ہین اسپر کہ آپ مہمان نوازی اور غریب پروری اور اعانت مظلوم اور ایصال رحم اور انعام فقرا اور مساکین مین مشہور آفاق تھے ضعیفون اور مسکینون اور برہنہ تنون اور حاجتمندون کی کھانے اور کپڑے اور نقد و جنس سے اعانت و امداد فرماتے تھے حضرت انس سے روایت ہی کہ ایک لونڈی گل دستہ لائے حضرت نے سونگھا اور اسکو آزاد کیا انس کہتے ہین کہ مین نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ نے گل دستہ کے بدلے آزاد کیا فرمایا کہ اللہ فرماتا ہی وَاِذَا حُیِّیتُم بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوا بِاَحسَنَ مِنہَا اَو رُدُّوہَا تفسیر تیسیر مین ہی کہ ایک دن حضرت امام حسین بھائیونکے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تھے خادم کاسہ آش گرم لیکر آیا دہشت سے اسکا پانون بچھونے کے کنارے پھسلا اور آپ کے اوپر گر پڑا پیالہ ٹوٹ گیا اور آش آپ کے سر مبارک پر گرم پڑی آپ نے از روے تادیب

ولادت ۴ ہجری میں ہوئی ... (ہاتھ سے لکھا حاشیہ)

اُسکی طرف دیکھا خادم نے عرض کیا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ آپ نے فرمایا مین نے غصہ کھایا خادم نے کہا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ آپ نے فرمایا مینے معاف کیا خادم نے کہا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ آپ نے فرمایا مینے اپنی مال سی تجھکو آزاد کیا ابیات

بدی را مکافات کردن بدی	بر اہل صورت بود بحز ردی	بمعنی کسانیکہ پی بردہ اند
بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند		

آپکی عبادت کا یہ حال تھا کہ آپ نے پچیس مرتبہ پیادہ پا حج کیے اور ہمت کا یہ حال تھا کہ امیر معاویہ ابن ابی سفیان نے مکہ مین آکر بہت مال و اسباب نذر کیا حضرت نے پھیر دیا کلام معجز نظام اتنا فصیح و بلیغ تھا کہ کسیکو طاقت نہ تھی جو آپ کے سامنے دم مارتا شواہد النبوت مین ہی کہ چہرۂ مبارک ایسا تابان تھا کہ لوگ اسکی روشنی مین راہ چلتے تھے یہ سب مصداق اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کا سمجھنا چاہیے ابن الاخضر اور صاحب فصول المہمہ زید بن ابی زیاد سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت صدیقہ رض کے گھر سے حضرت فاطمہ رض کے گھر تشریف لائے اور امام حسین کے رونے کی آواز آپنے سنی فرمایا تم نہین جانتے ہو کہ حسین کے رونے سے ہمکو ایذا پہونچتی ہی اور برا بن عازب سے روایت ہی کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسین کو اپنے کندھے پر آپ بٹھلائے ہوے تھے اور فرماتے تھے کہ بار خدایا مین اسکو دوست رکھتا ہون تو بھی اسکو دوست رکھ اے محبان صادق خیال کرنے کی جا ہی کہ جب رونا حضرت امام حسین کا حضرت کو اذیت دیتا تھا تو جنھون نے آپکو بلا کر ظالمون کے ہاتھ مین سونپ دیا اور ظالمون نے آپکو اور آپکی اتباع کو طرح طرح کی اذیتین پہونچائین اور ہزار جور و ستم سے شہید کیا اس شہادت اس مصیبت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی اذیت ہوئی ہوگی ترمذی مین یعلی بن مرہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے اور جسنے حسین کو دوست رکھا اُسنے اللہ کو دوست رکھا اور حسین سبط ہی اسباط سے یہ حدیث حسن ہی حلبی لکھتے ہین کہ جو کچھ واقعہ درمیان حسین اور انکی قوم کے ہوا گویا حضرت اُسکو بنور وحی جانتے تھے پس آپنے حضرت امام کو خاص فرمایا تو کرین اور ظاہر فرمایا کہ مین اور وہ دونون بمنزلہ ایک چیز کے ہین بوجوب محبت اور حرمت تعرض اور محاربت مین اور موکد کر دیا اسکو اس ارشاد سے کہ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا کیونکہ محبت انکی محبت رسول کی ہی اور محبت رسول کی محبت اللہ کی ہی انتہی اور سبط پوتے اور نواسہ کو کہتے ہین اور گروہ کے معنی بھی آئے ہین پس معنی اول تو ظاہر ہین اور معنی ثانی مین مراد یہ ہوگی کہ حسین نکوئی اور حسنات مین مثل گروہ کے ہین یعنی اعمال نیک اُنسے برابر جماعت کے ظاہر ہوتے ہین اور وہ اکیلے بجائے انفاس متبرکہ کثیرہ کے ہین اور یہ بھی مطلب ہی کہ انکی

[illegible]

صاحب فصول المہمہ [illegible] نور الدین بن علی [illegible]

نسل سے اولاد بہت باقی رہیگی کذا فی لطائف اللطائف ترمذی اور بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر سے نقل کی ہی کہ ایک عراقی نے اُنسے مسئلہ پوچھا کہ محرم مین مچھر مارنا کیسا ہی ابن عمر نے فرمایا کہ اے عراقی خون پشہ کا فتوی مانگتا ہی اور تیری قوم نے سبط رسول اللہ کو ذبح کیا حالانکہ مین نے اپنے کانون سے سنا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسن و حسین میرے ریحان ہین اسکا کچھ خیال نکیا اور مچھر کے خون کو پوچھنے چلا ہی یہ خیال نہ آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوقت کیا حال ہوا ہوگا افسوس ابیات

سوراخ بیشود لم چون گل حسین	آنجا کہ ذکر و قصہ کربلا رود	آخر روا بود کہ زسنگین دلان شام
برآل بیت انیمہ جور و جفا رود شعر	آلاف تحیات و سلام بہ پیمبر	زان بعد نثار شہ دیدار توان کرد

بیان استخلاف یزید

علامہ ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین وقائع ۵۶ھ مین لکھتے ہین کہ اسی سنہ مین لوگون نے یزید بن معاویہ کے ولیعہدی کی بیعت کی اور اُسکی ابتدا مغیرہ بن شعبہ سے ہوئی جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو منظور ہوا کہ مغیرہ رضہ کو کوفہ سے معزول کرکے اُنکی جگہ پر سعید ابن العاص کو کردین اور یہ خبر مغیرہ کو پونہچی اُنھون نے کہا اب صلاح یہ ہی کہ مین خود ہی معاویہؓ کے پاس جاکر استعفا داخل کرون کہ لوگون کو میری ہی کراہت اس نوکری سے معلوم ہو یہ سوچکر وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب وہان پونہچے تو اپنے ساتھیون سے کہا کہ دیکھو مین کسطرح سے امارت اور ولایت لیتا ہون اور اگر ابکی نہ لی تو پھر سمجھ لو کہ کبھی نہ لونگا مختصر یہ کہ یزید کے پاس جاکر کہنے لگے کہ اب اعیان اور اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کبرای قریش اور اُنکے بوڑھے سب دنیا سے جاچکے لڑکے ہی لڑکے رہگئے ہین اور تو اُن سب سے افضل اور احسن ہے عقل میں اور اعلم بالسنۃ والسیاستہ ہی معلوم نہین کہ امیر المؤمنین تیرے ولیعہد کرنیکا ارادہ کیون نہین کرتے یزید بولا کہ اگر وہ یہ ارادہ کرین تو اُنکا یہ ارادہ پورا ہو سکتا ہی مغیرہ نے کہا بیشک پورا ہو جائیگا یہ سُنکر یزید نے باپ سے جاکر مغیرہ کا مقولہ بیان کیا اور خود اُسکو بلاکر امیر کے روبرو کھڑا کر دیا امیر نے پوچھا کہ مغیرہ یزید یہ کہتا ہی مغیرہ نے کہا اے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جو خونریزیان اور اختلافات ہوے وہ سب آپ جانتے ہین یزید آپکا بیٹا ہی آپ اُسکو اپنا ولیعہد کیجیے اور لوگون سے اُسکی جانشینی کی بیعت

لیجیے یہی بہتر ہی کہ آپ کے بعد یہ سلطنت گھر ہی مین رہے اُسمین کچھ جھگڑا اور فساد نہو گا امیر نے فرمایا کہ اُسمین میری کون اعانت کریگا مغیرہ نے کہا کہ کوفہ والونکو تو مین ہموار کر دونگا اور بصرہ والونکو زیاد کرے اور جب ان دو شہرون کے لوگ بیعت کرلینگے تو پھر کوئی مخالفت نکرسکیگا امیر نے فرمایا کہ اچھا پھر تو اپنے کام پر جا اور اپنے معتمدون سے یہ کہ سنکر لوگون کو ہموار کر یہ کہکر اُسے رخصت کیا مغیرہ پلٹ کر اپنے یارون کے پاس آئے سبنے کہا کہ خوب آئے کیا کر آئے اُنھون نے کہا کہ مین معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیر ایسی رکاب مین کھر آیا ہون جس سے کبھی نہ نکلے گا اور اُنکو ایسے اختلاف مین ڈال آیا ہون جو کبھی نہ مٹے گا یہ کہکر مغیرہ چل کھڑے ہوے اور کوفہ مین پہونچکر جن لوگون پر اعتماد تھا یا جنکو بنی امیہ کا شیعہ جانتے تھے اُنسے یزید کے ولیعہد کرنے کی رائے بیان کی اُن سب نے اسکی بیعت قبول کی مغیرہ نے اُن لوگون مین سے دس آدمی اور بعضے کہتے ہین کہ دس سے زیادہ امیر کی خدمت مین روانہ کیے اور اُنکو تیس ہزار درم دیے اور اُنکے ساتھ اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کو کیا وہ لوگ یہان حاضر ہوے اور اُن سبنے یزید کی ولیعہدی کی تحسین کی اور اُسکی انعقاد کی امیر کو صلاح دی امیر نے فرمایا کہ اسکے اظہار کی جلدی نکرو اپنی رائے پر مستقل رہو پھر موسیٰ سے فرمایا کہ تیرے باپ نے ان لوگون سے انکا دین کتنے کو مول لیا ہی اُسنے کہا تیس ہزار درم کو فرمایا کہ سبک ہوگیا اُنپر انکا دین اور بعضے کہتے ہین کہ مغیرہ نے چالیس آدمی بھیجے تھے اور اُنکے ساتھ اپنے بیٹے عروہ کو کیا تھا جب وہ لوگ امیر کی خدمت مین آئے تو کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ اے امیر المومنین تمھارا سن اب بہت ہوا ہی اور خوف ہی کہ یہ رسی امارت کی کہین ٹوٹ نہ جائے پس مناسب ہی کہ ہمارے لیے ایک جھنڈا گاڑ دو اور ایک حد بنا دو اُنھون نے فرمایا کہ اچھا تمھین صلاح بتاؤ کہ مین کیا کرون اُن لوگون نے یزید کی طرف اشارہ کیا امیر نے فرمایا کیا تم اس سے راضی ہو اُنھون نے کہا ہان پھر پوچھا کہ تمھاری بھی رائے ہی اُنھون نے کہا ہماری بھی رائے ہی اور یہی اور ہمارے ساتھ والون کی بھی امیر نے عروہ کو تنہا بلاکر پوچھا کہ تیرے باپ نے انکا دین کتنے کو مول لیا اُسنے کہا چار سو دینار کو امیر نے فرمایا کہ اُنکا دین اُنکے پاس سے رخصت ہونیوالا ہی اور اُن لوگون سے فرمایا کہ مین ابھی اسمین غور کرتا ہون کہ تمھاری رائے کہانتک عمدہ ہی اور اللہ تو وہی کریگا جو اُسنے چاہا ہی آہستگی بہتر ہی عجلت سے وہ لوگ سب واپس گئے اور امیر کا ارادہ یزید کی بیعت خلافت کا قوی ہوگیا زیاد کو خط لکھا اور اُس سے مشورہ پوچھا اُسنے عبید بن کعب نمیری کو بلاکر کہا کہ ہر مستشار کو ثقہ ہونا چاہیے اور ہر راز کے واسطے امین فی زمانا لوگون مین دو عادتین پیدا ہو گئی ہین ایک ظاہر کردینا بھید کا دوسرے نصیحت کرنا اُسکو جو نصیحت کا اہل نہین ہی اور راز کہنے کے لائق نہین ہین مگر دو قسم کے لوگ یا تو وہ دیندار جو آخرت کے ثواب کا امیدوار ہو یا وہ دنیادار جسکو شرف نفسی وعقل حاصل ہو اور جو کچھ مین جانتا ہون

کہ تجھین یہ دونون باتین موجود ہین اسلیے مین نے تجھے بلایا ہی کہ تجھسے وہ بات بیان کرون جو امیر کے یہان سے مجھے خط مین لکھ آئی ہی وہ یہ ہی کہ امیر المؤمنین نے مجھسے مشورہ پوچھا ہی فلان فلان امر مین اور انکو خوف ہی لوگون کے اختلاف کا سو وہ چاہتے ہین کہ سب مطیع ہو جائین اور علاقہ امر اسلام کا اور اسکا ضمان بڑا ہی اور یزید آہستگی اور تہاون والا ہی اور اسکے ساتھ شکار دوست پس صلاح یہ ہی کہ تم جا کر امیر سے ملو اور اُنسے یزید کے افعال بیان کرو اور کہو کہ ابھی آمین عجلت نہ کرو جلدی مین کچھ نہوگا تاخیر مین سب کچھ بن آئیگا اور یہ کام ہو جائیگا تب عبید نے زیاد سے کہا کہ کیا اسکے سوا اور کوئی رائے نہین ہی کہا وہ کیا ہی کہا یہ ہی کہ امیر پر انکی رائے کو فاسد نکر اور انکو اپنے بیٹے کا دشمن نہ بنا مین یزید سے جا کر کہے دیتا ہون کہ امیر المؤمنین نے زیاد سے تیری بیعت کی بارہ مین مشورہ پوچھا ہی اور وہ اس امر مین لوگون کے مخالف ہونے سے ڈرتا ہی اور یہ یہ کہتا ہی اور امیر کو نصیحت کرتا ہی تب زیاد نے کہا واہ تو نے تو بات کو ڈھیلے کی طرح پھینک دیا جا رخصت ہو اگر تو اچھا کریگا تو بہتر ہے اور جو خطا کریگا تو تجھپر کوئی الزام نہین تو جو دیکھتا ہی وہی کہتا ہی اور اللہ حکم کریگا اُس غیب والی بات کا جو وہ جانتا ہی پس عبید نے یزید کے پاس جا کر یہ سب کچھ بیان کیا اُسنے بہت سے اپنے افعال چھوڑ دیے اور زیاد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو عبید کے ہاتھ خط بھیجا اُنھین لکھا کہ عجلت ہرگز مناسب نہین بالفعل لوگونکی تالیف کرنی چاہیے اُنھون نے زیاد کا کہنا منظور کیا جب زیاد مرگیا تو پھر اُس ارادہ کا اظہار کیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک لاکھ درم بھیجے اُنھون نے لیے جب یزید کی بیعت کا ذکر ہوا تو فرمایا کیا اُنکو میرا دین لینا منظور ہی ایسا تو نہوگا یہ کہکر درم پھیر دیے پھر امیر نے مروان ابن الحکم کو لکھا کہ مین بوڑھا ہوا میرے ہاتھ پیرون نے جواب دیا مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ میرے بعد لوگون مین اختلاف پڑ جائے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مین اُنکے واسطے اپنے بعد کسیکو جانشین کر جاؤن اور یہ اچھا نہین سمجھتا کہ کوئی بات بغیر تیرے مشورہ کے کرون لاجرم تجکو لکھتا ہون کہ میری یہ رائے لوگون سے بیان کر اور جو وہ جواب دین مجھے لکھ مروان نے کھڑے ہو کر لوگون سے یہ رائے بیان کی سب نے کہا بہتر ہی ہم بھی پسند کرتے ہین وہ کسیکو تجویز کرین مروان نے یہ حال امیر کو لکھا اُنھون نے اسکے جواب مین لکھا کہ لوگون سے یزید کا نام لے کر کہہ کہ اُسکو جانشین کرنا منظور ہی مروان نے کھڑے ہو کر لوگون سے کہدیا کہ امیر نے اپنے بعد اپنا جانشین تم لوگون کے واسطے اپنے بیٹے یزید کو کرنا چاہا ہی پس عبد الرحمن ابن ابی بکر اُٹھے اور کہنے لگے کہ تو جھوٹا ہے قسم اللہ کی اے مروان اور امیر بھی تم دونون نے امت محمدیہ کے واسطے یہ کیسا انتخاب کیا ہی کیا تمھین منظور ہے کہ اس امارت کو سلطنت ہرقلی کرو کہ جب ایک ہرقل مرا تو دوسرا ہرقل اُسکی جگہ بیٹھ گیا مروان نے کہا یہ وہ ہین جنکی شان مین اللہ نے اُتارا ہی وَالَّذِی قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ

خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ یعنی اور جسنے کہا اپنے مان باپ سے کہ مین بیزار ہون تمسے کیا تم وعدہ دیتے ہو مجکو اسکا کہ نکالا جاؤن مین اور تحقیق گذر گئے ہین بہت قرن مجسے پہلے حضرت عایشہ صدیقہؓ نے مروان کی یہ گفتگو سنکر پردہ سے فرمایا کہ اے مروان سب لوگ ادبًا چپ ہوگئے اور مروان حضرت صدیقہ کی طرف متوجہ ہوا آپنے فرمایا کہ تو کہتا ہی عبدالرحمن کو کہ اسکے حق مین قرآن نازل ہوا ہی تو جھوٹا ہی اللہ کی قسم وہ یہ نہین ہین وہ تو فلان بیٹا فلانکا ہی لیکن تو البتہ وہ ہی جسکو اللہ کے نبی کی پھٹکار پونچے پھر حضرت امام علیہ السلام اُٹھے اور انھون نے انکار فرمایا اور اسیطرح حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہمانے بھی مروان نے یہ حال معاویہؓ کو لکھا یہان اُنھون نے پہلے ہی اپنے عاملون کو یزید کی تعریف اور اسکا منتخب کرنا جانشینی کے لیے لکھکر یہ لکھا تھا کہ کل شہرون سے سفیر آئین پس مدینے سے آنے والون مین محمد بن عمرو بن حزم اور بصرہ سے آنے والون مین احنفؒ بن قیس تھے محمد بن عمرو بن حزم کہنے لگے کہ ہر راعی اپنی رعیت سے پوچھا جائیگا پس دیکھو کہ تم کسکو امت محمدیہ کے کامونکا متولی کرتے ہو معاویہ رضی اللہ عنہ کی سانس گرفتہ ہونے لگی انتہی تاریخ عقد الفرید مین ہی کہ عمرو کو معاویہ رضی اللہ عنہ تنہا لے گئے اور فرمایا کہ تم یزید کی بیعت کو کیسا دیکھتے ہو اُنھون نے کہا اے امیر نہین صبح کی کسینے روے زمین پر جو از روے راہ راست کے دوست تر ہو مجھے سواے اپنی ذات کے یزید غنی ہی مال مین اور واسط ہی حسب مین اور اللہ پوچھیگا ہر راعی کو اسکی رعیت سے آپ ڈریے اور دیکھیے کہ کس شخص کو امت محمدیہ کے امور کا متولی کرتے ہین پس مارے غصہ کے امیر کے سانس گرفتہ ہونے لگے اور کہنے لگے کہ اے محمد تم مرد ناصح ہو مین نے تمسے رائے پوچھی تمنے جو رائے تھی وہ کہدی سُنو کہ اب کوئی باقی نہین سوا میرے بیٹے اور اُنکے یعنی شیخین رضی اللہ عنہما کے بیٹون کی سو مجھے اپنا بیٹا اُن کے بیٹون سے محبوب زیادہ ہی جاؤ یہان سے چلدو چنانچہ محمد بن حزم اپنے ساتھیون کے پاس جا بیٹھے انتہی کامل مین ہی کہ پھر امیر نے احنف کو حکم دیا کہ یزید کے پاس جائین وہ گئے جب وہان سے آئے تو پوچھا کہ تمنے اپنے بھتیجے کو کیسا دیکھا کہنے لگے کہ مین نے دیکھا اسی جوان بڑی خوشی والا بہادر دلگی باز پھر ہر جگہ کے لوگونکو ایک جا کرکے امیر نے ضحاک بن قیس فہری سے فرمایا کہ مین لوگون سے کچھ کہونگا جب مین چپ ہو جاؤن تو تم لوگون کو یزید کی بیعت کی دعوت کرنا اور رغبت دلانا چنانچہ امیر نے بیٹھکر لوگون سے پہلے اسلام کی عظمت اور خلافت کا حق اور اُسکے حرمت اور جو اللہ نے والیان امر کی اطاعت کا حکم فرمایا ہی بیان کیا پھر یزید کا ذکر کیا اور اسکی بڑائی

ؒ احنف بن قیس تمیمی [illegible] صاحب جامع الاصول نے تابعین مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی [illegible] ابن ہین [illegible] حضرت [illegible] اپنی قوم [illegible] عقل و حلم [illegible] مشہور تھے [illegible] حضرت [illegible]

حضرت علی اور حضرت عباس [illegible] کی وفات کو [illegible] ہین اور [illegible] صفین مین یہ حضرت امیر [illegible] وہان انھون نے شجاعت کی داد دی اور حضرت امیر کی [illegible] کی فصل اول باب الجزیہ کی [illegible] ترجمہ مین [illegible] لکھا ہی ۱۲ منہ

اور علم بالسیاستہ کو کہکر اُسکی بیعت کی دعوت فرمائی ضحاک اُٹھے اُنھون نے بعد حمد و ثنا کے کہا کہ اے امیر لوگون
کے واسطے تمھارے بعد والی امر ہونا ضرور ہی اور ہمنے آزمایا ہی جماعت والفت کو پس پایا ہی اُن دونون کو
نگہبان تر خونونکا اور نیک تر اتفاق کے واسطے اور بہین تر راہون کے واسطے اور اختیار کرنے والے انجام کا
کے اور دن آنے والے جانے والے ہین اور اللہ ہر دن ایک نئی شان مین ہی یزید آپکا بیٹا اپنی خوبی سیرت مین
جیسا ہی مین جانتا ہون بیشک وہ علم اور حلم اور رای مین ہم سب سے افضل ہی اُسی کو اپنا ولیعہد کرو اور اپنے
بعد ہمارا جھنڈا نصب کرو تاکہ ہم اُسی کے طرف پناہ لین اور اُسکے سایہ مین آرام پکڑین پھر عمرو بن
سعید شدق نے بھی ایسا ہی کچھ کہا پھر یزید بن المقنع عدری کھڑے ہوے اور امیر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ امیر المومنین
تو یہ ہین اگر انکی وفات ہو تو یزید کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ ہوگا اور جو انکار کریگا تو تلوار دکھا کر کہا کہ یہ
یہ ہی امیر نے فرمایا بیٹھو تم تو سید الخطبا ہو پھر احنف سے فرمایا کہ اے ابا بحر تم کیا کہتے ہو اُنھون نے کہا کہ اگر ہم سچ
کہتے ہین تو تمسے ڈرتے ہین اور اگر جھوٹ بولتے ہین تو اللہ سے ڈرتے ہین اے امیر تم یزید کے لیل و نہار اور اُسکے
چھپے اور کھلے کردار خوب جانتے ہو اگر تم اُسکو اچھا جانتے ہو تو اپنا جانشین کرو کسی سے کچھ مشورہ نہ پوچھو اور اگر ایسا
نہین ہی تو آخرت کو چلتے وقت یہ زاد اُس راہ کا اپنے ساتھ نہ لیتے جاؤ اور ہمکو کیا ہی امیر تو یہ ہی کہ ہم کہین کہ ہمنے
سنا اور اطاعت کی ایک مرد شامی اُٹھا اور کہنے لگا کہ مین نہین جانتا کہ یہ معدیہ عراقیہ کیا کہتا ہی ہمارے یہان تو
سمع اور طاعت ہی یا مار اور پیٹ پھر سب لوگ متفرق ہوگئے اور احنف کی بات کا آپسمین چرچا کرنے لگے
الحاصل امیر نے پاس والونکو انعام اور عطایا دیے اور دور والونکو وعدے کھلا بھیجے یہانتک کہ بہت سے لوگ
اُنکی رائے کے ساتھ متفق ہوگئے اور اکثرون نے بیعت کرلی پھر جب عراق اور شام والون سے بیعت کرالی
تو ہزار سوار لیکر حجاز مین آئے جب مدینہ طیبہ کے قریب پونہچے تو پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی
اُنکی طرف دیکھتے ہی کہنے لگے کہ خوشی اور بہتری نہو اس بدنہ کو جسکا خون بہایا جائیگا اور اللہ اُسکو بہا دیگا آپنے
فرمایا اے معاویہ اللہ کی قسم مین ان باتونکا سزاوار نہین ہون کہنے لگے نہین تم اِنسے بڑھکے باتون کے لائق ہو
پھر ابن زبیرؓ سے ملاقات ہوئی اُنسے کہنے لگے کہ نہ خوشی اور آسایش ہو اس فریبی گوہ کو کہ داخل کرتے ہی
اپنا سر اور مارتے ہی دم اللہ کی قسم قریب ہی کہ پکڑی جائیگی اُسکے دم اور کوٹے جائیگی اُسکی پیٹھ یہ کہکر سواری کا
مونہ پھیر دیا پھر عبد الرحمنؓ ابن ابی بکر سے ملاقات ہوئی اُنسے کہا کہ نہ خوشی اور چین ہو اس بوڑھے کو جو خرِفت
ہوگیا ہی اور اُسکی عقل جاتی رہی ہی پھر ابن عمرؓ سے بھی ایسا ہی کچھ کہا یہ سب صاحب امیر کے ساتھ ہو لیے مگر یہ
امیر نے پھر کسیکی طرف مونہ نہین کیا یہانتک کہ مدینہ پونہچے یہ سب صاحب اُنکے دروازہ پر گئے وہان اندر آنے کی
اجازت نہ ملی ان سب لوگون نے جو دیکھا کہ امیر ناخوش ہین تو مکہ چلے آئے اور وہین رہے یہان مدینہ مین امیر نے

خطبہ پڑھا اُسمین یزید کی تعریف کی اور بیان کیا کہ یزید سے بڑھکر کوئی خلافت کا حقدار نہین ہی کیونکہ اُس سے بڑھکر علم اور فضل اور مرتبہ مین کوئی نہین ہی مین خیال کرتا ہون کہ جو اسے نہ مانیگا وہ مصیبت مین پڑے گا پھر حضرت صدیقہ کی خدمت مین گئے انکو پہلے ہی انکے ڈانٹنے اور دھمکانے کی خبرین ان حضرات کو پونہچ چکی تھین حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ اے امیر مجھے ایسی خبرین پونہچی ہین انکی اصلیت کیا ہی اُنھون نے کہا کہ ام المومنین یہ لوگ تو اُس سے بڑھکر ہین مین نے یزید کی ولیعہدی کی بیعت کرائی ہی اور سب نے تو کرلی ہی مگر یہ نہین کرتے انکے نکرنے سے کیا مین اس بنی بنائی معاملہ کو بگاڑ دون حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ ان لوگون سے سختی نکرو یہ لوگ وہی کرینگے جو تم چاہتے سو کہا اچھا اب ایسا ہی کرونگا پھر بعد چندے امیر مکہ کی طرف روانہ ہوئی انکی رستہ مین جو ان حضرات سے ملے تو پوچھنے لگے کہ یہ وہی لوگ ہین جنسے مین مل چکا ہون معلوم ہوا کہ اب امیر کو اپنی پہلی گفتگو سے ندامت ہوئی اور یہ ملاقات ان حضرات سے بطن مُر مین ہوے پہلے حضرت امام سے ملے اور کہنے لگے مرحبا واہلاً یا ابن رسول اللہ و سید شباب المسلمین اور حکم دیا کہ انکو گھوڑے پر چڑھاؤ چنانچہ آپ سوار کیے گئے اور اور سب کے ساتھ بھی ایسی ہی مہربانی سے پیش آئے اور سبکو ساتھ لیکر مکہ آئے یہان ان سبکو ہر روز صلہ دیتے اور سب سے ہر طرح کی احسانات کرتے اور کسی قسم کا کوئی ذکر ہی نہ آنے دیتے یہانتک کہ ان حضرات سے ایک نے آپسمین بیان کیا کہ یہ جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہی وہ للہیت اور محبت سے نہین ہی بلکہ اسواسطے ہی کہ اس دباؤ سے ہمسے یزید کی بیعت کرالیجائے یہ دھوکا کھانا کچھ نہین صاف صاف امیر کو جتا دینا چاہیے چنانچہ ابن زبیرؓ اس کہنے کے واسطے معین ہوے ہنوز اس کہنے سننے کی نوبت نہین آئی تھی کہ امیر نے خود ہی سبکو بلوا کر فرمایا کہ تم جانتے ہو جیسا مین تمپر مہربان ہون اور جو احسانات مین نے تمھارے ساتھ کیے یزید تمھارے چچا کا لڑکا ہی مین چاہتا ہون کہ اُسکو خلافت کے نام سے تمپر مقدم کرون اور تم بدستور اپنے سب امور مین آزاد رہو وہ تمھارے کسی امر مین مداخلت نکریگا یہ سنکر سب کے سب چپ ہو گئے دوبار پوچھا کہ کچھ جواب دو مگر کوئی نہ بولا تب ابن زبیرؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا قسم اپنی جان کی تم ان سب کے خطیب ہو اُنھون نے فرمایا ہان مین تمکو اختیار دیتا ہون کہ تم ان تین باتون مین سے ایک بات کرو یا وہ طریقہ کرو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی یا وہ جو حضرت صدیق اکبر نے کیا یا وہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا کہنے لگے وہ کیا ہی ابن زبیر بولے کہ حضرت کی وفات ہوئی اور آپنے کسیکو خلیفہ نہین کیا لوگون نے صدیق اکبر سے راضی ہو کر انکو مقرر کر لیا امیر نے فرمایا کہ بھلا تم مین کوئی حضرت ابوبکر سا آدمی ہی مجھے خوف ہی کہ میرے بعد اختلاف نہ پڑ جائے سب نے کہا سچ کہتے ہو اچھا وہی کرو جو حضرت صدیق اکبر نے کیا کہ اُنھون نے اپنے بعد ایک مرد کو شیوخ قریش سے جو اُنکے باپ کی اولاد سے نہ تھا خلیفہ کیا تم بھی یہی کرو یا وہ جو حضرت عمر نے

کیا کہ امر خلافت کو انھون نے چھ آدمیون کے مشورہ پر چھوڑا جنمین نہ کوئی انکی اولاد مین سے تھا اور نہ اُن کے باپ کی اولاد مین سے پس امیر نے فرمایا کہ اسکے سوا اور بھی کوئی رائے ہی کہا نہین امیر کہنے لگے کہ مین دوست رکھتا ہون کہ یزید ہی کو تمپر مقدم کرون اور تعزیر دونگا اُسے جو مجھے ڈرایگا مین نے تو تمھارے ساتھ یہ کچھ احسانات کیے اور تم مین سے بعض شخص نے کھڑے ہو کر اس جماعت موجودہ کے سامنے مجھے جھٹلایا ہی یہ گستاخی تو معاف کرتا ہون لیکن اپنی رائے پر قائم ہون خدا کی قسم اب اگر کوئی میری بات نہ مانیگا تو اُسکے سر پر تلوار ہی چل جائیگی اور کوتوال کو بلا کر کہا کہ انمین سے ہر شخص کے سر پر دو آدمی تلوار لیکر کھڑے ہون اگر کوئی انمین سے میری بات کو سچی یا جھوٹی کہکر رد کرے تو تلوار اُسکے سر پر مار دو پھر اُن سب کو ساتھ لیکر آئے اور منبر پر چڑھکر حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ یہ گروہ سادات مسلمانون کا اور اُن مین سے اخیار کا ہی کوئی کام انکے بغیر پوچھے اور مشورہ لیے نہین کیا گیا ہی یہ سب راضی ہوے اور انھون نے یزید کی بیعت کی اب تم سب اللہ کے نام پر بیعت کرو سب لوگ کہ انھین حضرات کی بیعت کی انتظار مین تھے یہ سنکر مستعد ہوگئے اور سب نے بیعت کرلی پھر امیر سوار ہوے اور مدینہ آئے لوگون نے ان حضرات سے کہا کہ ہمکو گمان تھا کہ آپ بیعت نکرینگے لیکن خدا جانے آپ کیونکر راضی ہوگئے اور بیعت کرلی اُنھون نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہمنے بیعت نہین کی لوگون نے کہا کہ پھر چلے کیون نہ گئے فرمایا کہ ہم قتل سے ڈرے انتہی اور عقد الفرید مین ہی کہ امیر منبر پر چڑھے اور اُن کے گرد اہل شام تھے یہ خطبہ پڑھا بعد حمد اللہ اور اُسکی ثنا کی مین نے لوگون کے بیانات جہانتک سنے تھے وہ لغو پائی لوگ جو کہتے تھے کہ امام حسین اور ابن ابی بکر اور ابن عمر اور ابن الزبیر نے یزید کی بیعت نہین کی یہ غلط ہے یہ لوگ سادات مسلمانون کے ہین اور بہترین اُن لوگون مین ہین کسی امر کا ارادہ نکرونگا بلا انکے مشورہ کے اور مین نے جو اس بیعت کی دعوت کی تو اُنکو سننے والا اور اطاعت کرنے والا پایا اور اُنھون نے بیعت کرلی اور مانا اور اطاعت فرمائی تب اہل شام نے کہا کہ ہمکو اجازت دو کہ ہم اُنسے علانیہ بیعت لین ورنہ انکی گردنین ماریں امیر معاویہ نے کہا سبحان اللہ تم کیسے آدمی ہو کہ قریش کے سرون کی طرف جلدی کرتے ہو اور اُن کی خونریزی کی طرف مڑتے ہو چپ رہو خبردار مین اب یہ بات تمسے نہ سنون پھر اور لوگون کو بلا کر بیعت کی دعوت کی اُن سبنے بیعت کرلی پھر سواریان آئین اور وہ سوار ہو کر روانہ ہوگئے لوگون نے حضرت امام حسین اور اُن کے یارون سے پوچھا کہ آپ تو کہتے ہین کہ ہمنے بیعت نہین کی اور جب بلائے گئے تو رضامند ہوگئے اور بیعت کرلی اُن سب لوگون نے فرمایا کہ ہمنے بیعت نہین کی اُن لوگون نے نہ مانا اور کہا کہ نہین آپ نے بیعت کی ہی آپ انکار کیون کرتے ہین آپنے فرمایا کہ ہم قتل سے ڈر گئے اور قریب ہی کہ تم ہمارے ساتھ ہوگے اور ہم تمھارے ساتھ تھا انتہی اور جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین یہ خطبہ یہین تک نقل کیا ہی کہ ان لوگون نے فرمایا

کہ ہمنے بیعت نہین کی ہی اور لکھا ہو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ۵۱ھ مین حج کرنے اور بیعت لینے کو آئے اور حضرت ابن عمر کو بلایا وہ تشریف لائے اُن سے فرمایا کہ اے ابن عمر تم کہتے تھے کہ اگر بادشاہ نہو تو رات کو آدمی سو نہین سکتا ہو اب مین تمکو ڈراتا ہون کہ مسلمانون کی نافرمانی کرتے ہو اسلیے کہ فساد پڑجائے حضرت ابن عمر نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اے معاویہ تمھارے پہلے جو خلیفہ گذرے ہین انکے بھی بیٹے ہوئے ہین کہ تمھارے بیٹے کو اُنکے سامنے کچھ وقعت نہین ہو اور نہ کوئی مرتبہ کسینے اپنے بیٹے کو خلیفہ نہین کیا اور خلافت کو مسلمانون ہی کی راے پر چھوڑا جسکو انھون نے لائق جانا اُسکو کیا اور تم ہمکو ڈراتے ہو کہ ہم مسلمانون کی نافرمانی کرتے ہین اور مسلمانون کو شفقت مین ملے لیتے ہین مین یہ ہرگز نکرونگا مین ایک مرد ہون مسلمانون مین کا جو اور مسلمان قرار دینگے اُسیر مین بھی کاربند ہونگا معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکو رخصت کیا اور ابن ابی بکر کو بلایا اُنہنے اس باب مین کہنا شروع کیا انھون نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کاٹ کر فرمایا کہ بخدا اے معاویہ تمکو یہ امر ہین کہ تم اپنے بیٹے کو خلیفہ کرتے ہو مین نے وکیل بخدا کیا اور خدا کو سونپا بخدا اس امر کو نکرو معمولی طریقہ سے مسلمانون ہی کی راے پر چھوڑو یہ کہکر وہ چل کھڑے ہوے معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھیرو ایسا نہو کہ اہل شام تمکو مار ڈالین مین جاکر اُنسے کہ آؤن کہ انھون نے بیعت کر لی بعد اسکے ابن زبیر کو بلاکر فرمایا کہ اے ابن زبیر تمھاری تو ایک لومڑی کی سی مثال ہو کہ ایک سوراخ سے آتی ہو اور دوسری سوراخ سے جاتی ہو تمھین نے ابن ابی بکر اور ابن عمر کو درغلانا اور خلاف عقل کے انکو صلاح دی ابن زبیر نے فرمایا کہ اے معاویہ تم یزید کو اگر خلیفہ کرتے ہو تو خود الگ ہو جاؤ اور اپنے بیٹے کو لاؤ کہ مین اُس سے بیعت کرون اچھا تمھین تبلاؤ کہ تمھاری بیعت کرکے اب تمھارے بیٹے سے اگر بیعت کرین تو پھر اطاعت کسکی کرین اور خدا جانتا ہو کہ تم دونون کی بیعت قیامت تک درست نہوگی یہ کہکر ابن زبیر اپنے گھر چلے آئے انتہی کامل مین ہو بعضے کہتے ہین کہ حضرت ابن عمر نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مین تم سے

۲ یعنی ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری [illegible] موصل مین [illegible] بغداد [illegible] شام [illegible] حافظ [illegible] تواریخ متقدمین [illegible]

۱ [illegible] تاریخ مین ایک بڑی کتاب لکھی ہو نام کامل رکھا اسمین ابتداے زمانہ سے ۶۲۸ھ تک کا حال لکھا ہو [illegible] اور کتاب الانساب سمعانی کو مختصر کیا اور بہت سی غلطیون پر تنبیہ کی ہو اور لوگون نے جو باتین وہ چھوڑ گئے تھے انکو انھون نے بڑھا دیا وہ کتاب مفید ہو اور اصل کتاب الانساب [illegible] جلدون مین ہو [illegible] وہی مختصر ہو [illegible] دیار مصر مین سوا مختصر مذکور کے وہ اصل نہین آئی اور ایک کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ بڑی چھ جلدون مین [illegible] ولادت چوتھی جمادی الاولی ۵۵۵ھ مین جزیرہ ابن عمر مین ہوئی اور وفات شعبان ۶۳۰ھ مین شہر موصل مین ہوئی

[illegible]

بیعت کرتا ہون اس بات پر کہ مین داخل ہوتا ہون اُسمین جسپر امت محمدیہ کا اتفاق ہو پس اللہ کی قسم اگر وہ لوگ ایک حبشی پر اتفاق کرین تو مین اُنکے ساتھ اُسی مین شریک ہون پھر اپنے گھر آکر دروازہ بند کر لیا اور کسیکو آنے کی اجازت ندی مین کہتا ہون کہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر کا ذکر اُسکے قول پر صحیح نہین جو کہتا ہی کہ انکی وفات ۵۳ سنہ ہجری مین ہوئی اور اُسکے نزدیک صحیح ہی جو اسکے بعد کہتا ہی انتہی اکمال اسماء الرجال مشکوۃ مین ہی کہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر حقیقی بھائی حضرت عایشہ صدیقہ کی تھی انکی والدہ ام رومان تھین یہ سال حدیبیہ مین اسلام لائے اور تھے سن رسیدہ زیادہ اولاد حضرت صدیق اکبر مین انکا انتقال ۵۳ سنہ ہجری مین ہوا اور یہی سنہ انکی وفات کا تاریخ یافعی اور تقریب التہذیب ابن حجر مین بھی ہی مگر تقریب مین اتنا زائد ہی کہ بعضے انکی وفات اس سنہ کے بعد کہتے ہین انتہی اور مشکوۃ شریف مین فصل ثالث باب دفن المیت مین ابن ابی ملیکہ سے روایت ہی کہ عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رض کا انتقال حُبشی مین ہوا نہایہ مین ہی کہ حبشی بضم حا وسکون با وکسر شین معجمہ تشدید یا ایک جگہ ہی مکہ کے قریب اور کہا جوہری نے کہ ایک پہاڑ ہی اسفل مکہ مین کذا فی المرقاۃ پھر مکہ مین لاکر دفن کیے گئے کذا فی المشکوۃ اور حافظ ابی عمر بن عبد البر نے استیعاب فی معرفۃ الاصحاب مین حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر کے حال مین لکھا ہی کہ کہا زبیر نے کہ حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن نافع بن ثابت الزبیری نے کہا اُنھون نے کہ بیٹھے معاویہ رض منبر پر اور دعوت کی لوگونکو بیعت یزید کی طرف پس کلام کیا اُنسے حسین بن علی اور ابن زبیر اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر رض نے اور کلام انکا وہ تھا جو کاتب الحروف نے اوپر نقل کیا ہی اور پھر بھیجے اُنکے پاس معاویہ رض نے ایک لاکھ درم کہ شاید انکی طمع اُنکے اُس انکار کو توڑے پس عبد الرحمٰن رض نے انکو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ مین اپنے دین کو دنیا سے نہین بیچونگا اور چلے آئے مکہ مین اور وہین قبل تمام ہونے قصہ بیعت یزید کے انتقال کیا ابن عمر نے کہا کہ مرے وہ ناگاہ ایک مقام پر کہ جسکا نام حُبشی ہی جو مکہ سے دس میل ہی اور مکہ مین لاکر دفن کیے گئے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سوتے کے سوتے رہگئے انتہی اور امام نووی نے بھی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھا ہی کہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی وفات حبشی مین جو ایک پہاڑ ہی مکہ سے چھ میل پر اور بعضے دس میل کہتے ہین ۵۳ سنہ ہجری مین ہوئی اور بعضے ۵۵ سنہ ہجری اور بعضے ۵۶ سنہ ہجری کہتے ہین اور اول صحیح ہے اور انکی وفات ناگاہ ہوئی اور وہ قصہ ایک لاکھ درم کے آنے اور انکے واپس کرنیکا بھی لکھا ہی انتہی اور نیز حضرت شیخ عبد الحق محدث رح نے رسالہ ماثبت بالسنہ مین اس قصہ استخلاف کو اسیطرح پر نقل کیا ہی جیسا مین نے تاریخ الخلفا سے اوپر نقل کیا ہی **فائدہ** حضرت شاہ ولی اللہ محدث رح ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین کہ عالم مین دو طریقے مسلوک ہین ایک انبیا علیہم السلام کا وہ یہ کہ نبوت مین توارث نہین حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سبط لاوی سے مبعوث ہوے اور حضرت یوشع سبط بنیامین سے اور حضرت داؤد اور حضرت

سلیمان سبط یہودا سے ہکذا وہکذا دوسرا طریقہ بادشاہون کا ہی جیسا تواریخ سلاطین سے بتواتر معلوم ہوا ہوگا کہ جب بادشاہ مرتا تھا تو اُسکی اولاد مین سے کوئی شخص تخت سلطنت پر بیٹھتا تھا اور جو کوئی غیر دعویدار ہوتا تو لوگ شاہزادے کو وارث ملک جانکر اُس غیر سے لڑنیکو اُٹھ بیٹھتے اور اُسکو دفع کرتے اگر وہ غالب آتا تو سلطنت خاندان شاہی سے جاتے رہتے تھے ورنہ نہین خلافت نبوت بھی دو احتمال رکھتی ہی ایک یہ کہ نبوت سے ملحق ہو اور توارث اسمین جاری نہو دوسرے یہ کہ بادشاہی کیطرف راجح ہو بمقتضای طبیعت بشری اسمین توارث جاری کرین اگر نبوت سے ملاتے ہین تو ایسے شخص کو خلیفہ کرنا چاہیے جو تمام نبوت کے کامون کا کرنے والا ہو اور اگر سن تحویل بادشاہی لیتے ہین تو نفوس اور طبایع انکے اقامت وارث کی طرف میل کرتے ہین جب ہمنے دیکھا کہ سب نے خلاف سنت مستمرہ ملوک کے عمل کیا تو جانا کہ مراد انکی اقامت سنت صالحہ انبیا ہوگی اسی نکتہ کی طرف عبدالرحمن ابن ابی بکر رض نے اشارہ فرمایا ہی قصہ استخلاف معاویہ مین اپنے بیٹے کو حیث قال سُنّۃ کسرای وقیصر لا سنۃ ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما

زان بعد نثار شہ دیندار توانکرد	آلاف تحیات وسلام بہ پیمبر

وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کی اور یزید مرید کا تخت پر بیٹھنا اور بیعت طلب کرنا

کامل ابن اثیر مین ہی کہ پہلی رجب اور بعضے کہتے ہین کہ پندرھوین اور بعضے بائیسوین رجب کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ۶۰ھ مین دمشق مین وفات پائی اُنکی عمر پچھتر برس کی ہوئی اور بعضے کہتے ہین تہتر برس کے اور بعضے کہتے ہین اٹھتر برس کی اور بعضے پچاسی برس کی یزید مستحق وعید حاکم شام ہوکر دارالخلافہ دمشق مین بیٹھا اور ولید ابن عتبہ بن ابی سفیان حاکم مدینہ کو خبر وفات معاویہ کی لکھی اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اما بعد پس تو لے حسین رض اور عبداللہ ابن عمر اور ابن زبیر سے میری بیعت اور انکو بیعت لیے بغیر مت چھوڑ والسلام جب ولید کو معاویہ کی وفات کی خبر پہنچی اور وہ رقیمہ شقاوت ضمیمہ ملا تو اُسنے مروان کو بلاکر یہ حال کہا اور خط دکھایا اور رای پوچھی کہ کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا میری راے یہ ہی کہ ان لوگون کو ابھی بلاکر بیعت طلب کر اگر کرلین تو بہتر ہی ورنہ انکی گردنین مار قبل اسکے کہ انکو معاویہ رض کے انتقال کی خبر ہو ورنہ ہر شخص انمین سے ایک ایک سمت جاکر خلیفہ بن بیٹھیگا اور اظہار خلاف کریگا الا ابن عمر رض کہ وہ لڑنے والے آدمی نہین ہین اور نہ انکو امارت کی خواہش ہی پس ولید نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو حضرت امام اور حضرت ابن زبیر کے بلانے کو بھیجا وہ انکے پاس ایسے وقت پہنچا جو انکی ملاقات کا وقت لوگون سے نہ تھا اُسوقت یہ دونون صاحب مسجد مین تشریف رکھتے تھے عبداللہ نے جاکر کہا کہ آپ کو امیر بلاتے ہین اُنھون نے فرمایا کہ تو چل ہم ابھی آتے ہین ابن زبیر نے حضرت امام سے کہا کہ اسوقت ولید کے بلانیکا معلوم نہین کیا سبب ہے آپنے فرمایا مین گمان کرتا ہون کہ امیر معاویہ کے انتقال کی خبر آئی ہی لہذا ولید چاہتا ہی کہ ہمکو بلاکر ہم سے بیعت لے لے

تب لوگون سے یہ خبر ظاہر کرے ابن زبیر نے کہا کہ میرے خیال مین بھی ایسا ہی آتا ہی اگر واقعی ایسا ہی تو آپ
کیا کیجیے گا آپنے فرمایا کہ مین اپنے جوانون کو ابھی جمع کرتا ہون اور انکو ساتھ لیجا کر ولید سے ملتا ہون
حضرت ابن زبیر کہنے لگے ایسا نہو کہ ولید کچھ اور سمجھے آپنے فرمایا نہین ایسا نہوگا مین تنہا اُس سے ملونگا
اور لوگون کو دروازہ پر بٹھلا جاؤنگا چنانچہ آپ اسیطرح تنہا ولید کے پاس تشریف لے گئے ساتھیونکو
دروازہ پر ٹھیرا کر فرمادیا کہ مین اکیلا جاتا ہون جب مین تمکو بلاؤن یا میری آواز بلند سُنو تو
سب کے سب دوڑ پڑو ورنہ مین بھی پھر آتا ہون تم یہین ٹھیرو آپنے جاکر سلام علیک کیا اور فرمایا
کہ میل بہتر ہی جدائی سے اور صلح نیکتر ہی لڑائی سے مروان بھی اُسوقت وہان بیٹھا تھا آپ نے فرمایا
کہ اب وہ وقت آگیا کہ تم دونون اکٹھا ہوئے اللہ تم دونون مین صلح ہی رکھے یہ فرما کر بیٹھ گئے اور
ولید نے آپکو وہ خط دکھایا اور خبر سنائی اور بیعت طلب کی آپ نے انا للہ پڑھی اور فرمایا کہ بیعت تو مین
اکیلا چھپا کر نہ کرونگا تو نکل اور لوگون کو بیعت کی دعوت کر انکے ساتھ ہمکو بھی دعوت کر تو البتہ ایک بات ہوگی
اور جو کچھ ہونا ہی ہوگا ولید نے کہا بہتر آپ تشریف لیجائیے مروان نے کہا کہ اگر تو انکو اسوقت چھوڑے دیتا ہی
اور انسے بیعت نہین لیتا ہی تو پھر انپر بغیر کثرت سے کشت وخون کیے ہوے قدرت نہ پائیگا مناسب ہی کہ انکو
قید کر اور بجبر بیعت لے اور اگر نہ کرین تو گردن مار حضرت نے غصہ مین آکر فرمایا اے ابن الزرقا تو مجھے قتل کریگا
قسم اللہ کی تو جھوٹا ہی یہ کہکر آپ اپنے گھر اُٹھکے چلے آئے مروان نے ولید سے کہا تو نے میرا کہنا نہ مانا دیکھ اب یہ
نہ ملینگے ولید نے کہا اے مروان اگر مجکو ہفت اقلیم کی سلطنت کوئی دے تو بھی امام حسینؑ سے مین بے ادبی نہ کرونگا اور
اُنکا خون اپنی گردن پر نہ لونگا پھر ولید نے ابن عمر کو بیعت کے لیے بلا بھیجا اُنھون نے فرمایا کہ جب اور لوگ بیعت کرینگے
تو مین بھی کرلونگا لوگون نے انکو چھوڑ دیا پھر ابن زبیر بلائے گئے اُنھون نے کہلا بھیجا کہ مین ابھی آتا ہون اور
گھر جاکر چھپ رہے پھر ولید نے بلایا پھر حیلہ کردیا آخر اُسنے اپنے غلامونکو بھیجا اُنھون نے آکر سخت وسست کہا
اور کہا امیر کے پاس چلو ورنہ ہم تمھین مار ڈالینگے انھون نے کہا مین معذور ہون جلد ابھی نہین چل سکتا ہون
مین میرے سے عذر کرنے بھیجتا ہون چنانچہ جعفر بن زبیر اپنے بھائی کو بھیجا اُنھون نے جاکر کہا کہ اللہ تجپر رحم
کرے ابن زبیر کل تیرے پاس آوینگے آج انکو معاف رکھ اور اپنے لوگون کو بلوالے کہ وہ اُنھین بردستی لانے پر
مجبور کرتے ہین چنانچہ ولید نے آدمی بھیجکر اپنے آدمیون کو بلا لیا اور ابن زبیر مع اپنے بھائی کے اُسی رات کو
بیت اللہ شریف روانہ ہوگئے دوسرے روز لوگ اُنکی تلاش کو آئے اور اُنکو نہ پاکر مثل اپنی بخت برگشتہ کے

واپس گئے پھر لوگ حضرت امام علیہ السلام کو بلانے گئے آپنے فرمایا آج ٹھیر جاؤ کل جو کچھ ہوگا تم بھی دیکھوگے
اور ہم بھی دیکھینگے آپنے دیکھا کہ اب حفظ حرمت و جان و مال اُن سیہ کارون اور بدکردارون سے
دشوار ہی لہذا آپ نے وطن پُر رنج ومحن سے کلفت ہجرت اختیار فرمائی **شعر**

واقف ہی مسافر کا دل اس رنج ومحن سے	دشمن کو بھی اللہ چھوڑائے نہ وطن سے

فائدہ یہ مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہی اور اسکی ماں آمنہ بنت
علقمہ بن صفوان بن امیہ تھی بنی کنانہ سے سنہ ہجری مین یہ پیدا ہوا اسکا باپ سال فتح مین مسلمان ہوا
حضرت نے اسکو نکال دیا تو وہ طائف مین جاکر رہا تھا **معارف** ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ سبب اُسکے
نکالدینے کا یہ ہوا کہ حکم نے افشاے سرِ نبوی کیا تھا لہذا حضرت نے اُسکو پھٹکار کر نکالدیا تو وہ قبیلۂ وج
مین جا رہا اور تا زمان حیات نبوی اور زمانہ خلافت شیخین مین وہ مردود ہی رہا پھر حضرت عثمان نے
اپنے وقت مین اُسکو بلا لیا اور لاکھ درم دیے اور حکم کے اکیس بیٹے اور آٹھ بیٹیان تھین اور مروان حضرت کے
وقت مین آٹھ برس کا تھا انتہی **کامل** مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو دیکھا کہ وہ عجیب چال سے
چلا جاتا ہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی نقل کر رہا ہی آپنے فرمایا کہ تو ایسا ہی رہ چنانچہ مرتے وقت تک
وہ ویسا ہی رہا اور مراد وہ خلافت حضرت عثمانؓ مین انتہی **تحفۂ اثنا عشریہ** مین ہی کہ حکم کو حضرت نے
بسبب اسکے کہ وہ منافقون سے ملتا تھا اور مسلمانون کے درمیان فتنہ انگیزیان کرتا تھا اور کفار کی مدد
کرتا تھا نکلوا دیا تھا اور چونکہ بعد وفات حضرت کے اور زمانہ خلافت شیخین مین غلبۂ اسلام اور زوال کفر و
بطلان نفاق بخوبی ہوگیا اور قاعدۂ اصولی ہی کہ حکم معلول کا با لعلۃ ہی جب علت جاتی رہتی ہی تو وہ
حکم بھی جاتا رہتا ہی پس اس سے حکم اخراج حکم کا بھی مرتفع ہوگیا اور شیخین اسکے آنے کے جو روادار نہوے
تو اس لیے کہ ابھی اسکی نسبت احتمال فتنہ وفساد کا قائم تھا کیونکہ حکم بنی امیہ سے تھا اور شیخین تیم و عدی
سے تو بنا بر عداوت جاہلیت کے انکو خیال رہا کہ ایسا نہو کہ پھر رگ حمیت اُسکے جوش مین آجائے اور
پھر مسلمانون مین وہ موشک دوانی کرنے لگے اور جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوے تو چونکہ حکم انکا برادر زادہ
ہوتا تھا لہذا انکو اس وغدغہ سے خوف نہ رہا اور نڈر ہو کر اُسکو مدینے مین بلا لیا چنانچہ خود اُنسے لوگون نے
اس بات کو پوچھا تھا اور آپنے جواب شافی اُن لوگون کو دیا تھا وہ ساری تقریر اُنکے تحفۂ اثنا عشریہ
مین مرقوم ہی اور آخر مین اُس تقریر کے لکھا ہی کہ یہ بھی ثابت ہوا ہی کہ حکم نے آخر عمر مین نفاق وفساد
سے توبہ کی تھی اور قویٰ اُسکی متساقط ہوگئے تھے اور خوف فتنہ اُس سے نہین رہا تھا تو اُسکا مدینہ مین
لانا اس حالت مین ایسا ہوا جیسے کوئی نظر ڈالے اُس عورت اجنبیہ پر جو زال فرتوت دیو شکل ہوگئی ہو کہ یہ

ہرگز محل طعن نہین انتہی بقدر الضرورۃ اور نیز اُسی تحفہ مین لکھا ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی صاحبزادی
کا نکاح حارث بن الحکم کے بیٹے سے کیا اور اپنے ذاتی مال مین سے ایک لاکھ درم برسم ساچق دیے اور اپنی
صاحبزادی ام ابان کا عقد کیا مروان بن الحکم سے اور اُنکی جہیز مین ایک لاکھ درم دیے انتہی تفریح الاذکیا مین
ہی کہ جو کچھ واقعات اس مروان کے سبب سے واقع ہوئی وہ ظاہر ہین اول فساد اسلام مین اسی کے وجود سے پڑا یہی
مردود قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہی ۵۴ سنہ ہجری مین معاویہ نے اسکو حاکم مدینہ مقرر کیا اسنے طلب بیعت خلافت
یزید مستحق وعید مین نہایت بیباکی سے کوشش کی انتہی جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین لکھتے ہین کہ کہا
بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین کہ مروان نے مدینہ مین خطبہ پڑھا حضرت معاویہ کی جانب سے
کہ اللہ تعالی نے امیر المومنین کو اُسکے بیٹے یزید کی رائے نیک دکھائی کہ وہ اُسکو خلیفہ کرتے ہین جیسا کہ خلیفہ ہوے
ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور ایک روایت مین ہی کہ سنت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر خلیفہ کرتے ہین تب عبدالرحمن
بن ابی بکر نے کہا کہ یہ طریقہ ہرقل و کسری کا ہے قسم خدا کی ابوبکر نے تو اپنی اولاد اور اعزا مین سے کسیکو خلیفہ
نہین کیا اور یہ فعل معاویہ کا محض بر بنای جوش شفقت و محبت پدری ہی یہ سنکر مروان بولا تم یہ کیون نہ کہو گے
تم تو وہ ہو جسنے اپنے مان باپ کو اُف نکہا کہا عبدالرحمن نے کہا کیا تو لعین کا بیٹا نہین ہی تیرے باپ کو
رسول خدا نے لعنت نہین کی تھی حضرت عائشہ صدیقہ نے یہ مکالمہ سنکر فرمایا کہ مروان جھوٹا ہی آیہ لا تقل لهما
اُف عبدالرحمن کی شان مین نازل نہین ہوئی ہی بلکہ فلان بن فلان کے بارہ مین نازل ہوئی ہی مگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر البتہ لعنت کی ہی جس حالت مین وہ اُسکے صلب مین تھا پس مروان کو
اللہ کی لعنت پونہچی ہی انتہی حاکم نے مستدرک کے اندر کتاب الملاحم والفتن مین روایت کی ہی کہ عبدالرحمن بن
عوف رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب کسیکے لڑکا پیدا ہوتا تھا تو اُسکے دیکھنے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لیجاتے تھے اور دعا فرماتے تھے جب مروان بن الحکم کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا هذا الوزغ ابن الوزغ الملعون
ابن الملعون مین کہتا ہون اس روایت کو شیخ ابن حجر مکی نے بھی شرح قصیدہ ہمزیہ مین نقل کیا ہی انتہی اور
حاکم نے عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کی ہی کہ حکم بن ابی العاص نے اجازت حاضر ہونے کی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے چاہی آپنے فرمایا اذن دیدو اُسکو لعنة الله عليه وعلى من يخرج من صلبه الا المؤمنين
منهم وقليل ما هم يشرفون في الدنيا ويوضعون في الآخرة وما لهم في الآخرة من خلاق انتہی
کامل مین ہی کہ بہت سی خبرین لعن حکم کی اور اُسکی جو اُسکے صلب سے نکلیگا حافظ نے روایت کی ہین اور اُن کی

[illegible]

سندون مین کلام ہی انتہی ابن عبد البر نے استیعاب مین کہا کہ حضرت صدیقہ سے بطرق متعددہ جنکو روایت
کیا ہی ابن ابی خیثمہ وغیرہ نے مروی ہی کہ اُنھون نے مروان سے کہا جب اُسنے اُنکے بھائی کو کہا جو کچھ کہ کہا ہی
مروان مین گواہی دیتی ہون اس بات کی کہ حضرت نے لعنت فرمائی ہی تیرے باپ پر جس حالت مین کہ تو اُسکی پشت
مین تھا اور روایت کی عبد الوارث بن سفیان نے قاسم بن اصبغ سے اُسنے احمد بن زہیر سے اُسنے موسیٰ بن
اسمعیل سے اُسنے عبد الواحد بن زیاد سے اُسنے عثمان بن حکیم سے اُسنے شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے
اُسنے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا اُنھون نے کہ فرمایا حضرت نے داخل ہوگا تمپر ایک مرد لعین کہا عبد اللہ نے
کہ مین ستعد کرتا تھا عمرو کو کہ اپنے کپڑے پہنے اور حضرت کے سامنے جائے اور اول داخل ہونے والون مین سے یہی
ہو پس داخل ہوا حکم بن العاص انتہی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب جواب سوال خامس اسولۂ عشرہ مین فرماتے
ہین کہ مروان کو بد کہنا اور اُس سے بدل بیزار رہنا اُن سلوکون کے سبب جو اُسنے حسنین علیہما السلام اور اور
اہل بیت سے کیے اور اس سبب سے کہ وہ اُنکی عداوت اپنے دل مین مستقر رکھتا تھا لوازم سنیت اور محبت اہل بیت سے
ہی جو منجملہ فرائض ایمانی ہی انتہی مروان نے بعد معاویہ بن یزید کے شہر جابیہ کے لوگون سے بیعت لی اور شام
مین آیا وہان کے لوگون کو بھی اپنا مطیع کیا پھر مصر مین گیا وہان والون نے بھی بعد محاربۂ شدید کے بیعت کی
ابن حجر تقریب التہذیب مین لکھتے ہین کہ یہ متولی خلافت کا ہوا آخر ۶۴ سنہ ہجری مین اور مرا رمضان ۶۵ سنہ ہجری مین
اور تریسٹھ یا اکسٹھ برس کا اسکا سن ہوا اور مسامرات مین بھی اسی کے قریب قریب ہی کامل مین اسکی موت کا
سبب لکھا ہی کہ معاویہ بن یزید نے چونکہ اپنی جگہ پر کسیکو خلیفہ نہین کیا تو حسان بن بحدل نے چاہا کہ امر
خلافت خالد بن یزید کو ہو لیکن وہ صغیر السن تھا اسلیے حسان نے مروان سے بیعت کی اور اہل شام نے بھی
اور مروان سے کہا گیا تو خالد کی مان بنت ابی ہاشم بن عتبہ سے نکاح کر تا کہ اُسکی شان گھٹے اور خالد خلافت کا
طالب نہو اُسنے اسی گھات سے اُس سے نکاح کر لیا ایکدن خالد مروان کے پاس آیا اور دیکھا کہ اُسکے پاس
ایک جماعت بیٹھی ہی اور وہ ٹہل رہا ہی اُسنے کہا اللہ کی قسم تو احمق ہی خالد بولا کہ اے نالائق تو مجھے یہ کہکر شام کے
لوگون کی نگاہون سے گرایا چاہتا ہی یہ کہکر پلٹ آیا اور اپنی مان سے حال بیان کیا اُسنے کہا کہ یہ حال اور کسی سے
نہ کہیو مین آپس سے سمجھ لونگی اُسنے ایک روز مروان کو اپنے یہان سوتے مین مار ڈالا عبد الملک نے چاہا کہ مین ام خالد کو
مار ڈالون مگر لوگون نے کہا کہ یہ نکرو ورنہ مشہور ہوجائیگا کہ عورت نے تمھارے باپ کو مار ڈالا وہ اس ارادہ
سے باز رہا انتہی اخبار الدول مین ہی کہ مروان کے جنازے کی نماز عبد الملک نے پڑھی اور شہر دمشق مین بین
دروازہ کہ جابیہ وہ مدفون ہوا روایت ہی کہ ایک مرتبہ مروان نے خواب دیکھا کہ اُسنے چار بار محراب مسجد نبوی
مین پیشاب کیا ابن سیرین نے یہ خواب سنکر فرمایا کہ اگر تیرا خواب سچ ہے تو چار شخص تیری اولاد سے

تیرے بعد خلافت کرینگے چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ ولید اور سلیمان اور ہشام اور یزید نے خلافت کی

روانہ ہونا حضرت امام علیہ السلام کا مکہ معظمہ کی طرف

آپ چوتھی تاریخ شعبان جمعہ کے دن اور بقول بعضے چھبیسویں رجب شب یکشنبہ ۶۰ سنہ ہجری مین مع اہل و عیال مکہ کو روانہ ہوے شارع عام پر تشریف لے چلے اور سرگردانی حضرت موسیٰ کی یاد کرکے فرماتے تھے فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ آپ کے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل نے کہا کہ اگر شارع عام چھوڑکر اُدھر سے چلین جدھر سے عبداللہ بن زبیر گئے تو بہتر ہوگا کیونکہ پیچھے سے اگر تعاقب کو لوگ آتے ہون گے تو وہ اسی سیدھے راستہ پر آئینگے پھر اگر ہمکو پا جائینگے تو سخت دشواری پڑیگی آپنے فرمایا شارع عام ہی رستہ روشن ہی سیدھے اسی راستہ سے چلنا چاہیے مکانات مکہ معظمہ دیکھتے ہوے غرض اُسی راستہ سے تشریف لے چلے کئی کوس نکل گئے ہونگے کہ عبداللہ بن مطیع عدوی ملے انھون نے عرض کیا کہ آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین اور کیا ارادہ ہی فرمایا ظالمون نے مدینے مین رہنے نہ دیا مجبوراً آوارگی وطن اختیار کی اور بمقتضای مضمون وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا اب تو کعبہ کو جاتا ہون وہان امن مین رہونگا عبداللہ بن مطیع نے عرض کیا کہ نہایت مناسب ہی آپ مکہ ہی مین رہین اور کوفیون کے قول و فعل پر اعتماد نہ فرمائین کہ آپ پسر سرور عالم اور فخر اولاد آدم ہین مکہ والے سب آپ کے سوا کسیکی اطاعت اور فرمان برداری نہ کرینگے نہ کوفیون کے قول کا اعتبار ہی نہ فعل کا آپ کے والد ماجد کو اُنھین لوگون نے شہید کیا اور آپ کے برادر امام حسنؑ کے ساتھ اُنھین نے دغا کی ہی اور جو کچھ کیا ہی وہ سب آپکو معلوم ہی اور یقیناً کوفہ والے آپ کو کمال خلوص اور خصوصیت کے ساتھ بلائینگے اگر کہین آپ تشریف لے گئے تو دیکھیے گا سب الگ ہو جائینگے کیونکہ بیوفائی اور بے مروتی اُنکی خمیر مین ہی حضرت نے اُن کے حق مین دعاے خیر فرمائی اور روانہ ہوے **فائدہ** عبداللہ بن مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن کعب بن لوی بن غالب قرشی عدوی مدنی یہی صواب ہی اُنکے نسب مین یہ مردان قریش سے تھے شجاعت وغیرہ مین جب اہل حرہ کو شکست ہوئی تو عبداللہ بن حنظلہ مارے گئے اور عبداللہ بن مطیع بھاگے اور بچ گئے پھر عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہوکر اُنکی طرف سے لڑے اور مارے گئے اور اُنکا سر عبداللہ بن زبیر کے سر کے ساتھ اُٹھایا گیا یحییٰ بن سعید انصاری کہتے ہین کہ مجھے یاد ہی کہ مین نے تین سر دیکھے تھے جو مدینہ مین آئے تھے وہ ابن زبیر اور ابن مطیع اور ابن صفوان کے سر تھے نکالا اسکو بخاری نے اپنی تاریخ مین اور علی ابن المدینی نے ابن عیینہ سے کہا علی نے کہ یہ سب ایک ہی دن مارے گئے مین کہتا ہون کہ یہ اول ۷۳ سنہ ہجری مین ہوا کذا فی الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ للحافظ ابن حجر العسقلانی

لہ پھر نکلا وہان سے ڈرتا ہوا راہ دیکھتا بولا اے رب بچالے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے ۱۲ ؏ یعنی اور جو شخص اس مین داخل ہوا وہ بے خطر ہو گیا ۱۲

اور ابن قتیبہ کہتا ہی کہ ابن مطیع زخمی ہوکر بھاگے اور زخم ہی سے مکہ میں انتقال کیا انہر زمانہ میں حجاج نے
اور کہا ای اللہ یہ تیرا دشمن ابن مطیع ہی یہ دوستدار تیرے دشمنوں کا ہی اور دشمن تیرے دوستوں کا تو اسکی قبر آگ سے
بھر دی انتہی الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام جس منزل کو اپنے فیض ورود مسعود سے متبرک فرماتے جوق جوق لوگ
پروانہ صفت اُس شمع بزم امامت کی گرد ہوتے اور قدمبوس ہوکر حالت وجد و ذوق مین کہتے **شعر**

آمدی آمدنت بس خوشی ست | دیدن روے تو عجب دلکشی ست | اہل مکہ کیا جوان اور کیا بوڑھے

اور کیا بچے سب خبر خیر مقدم سنکر باہم شاد ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے کہتے تھے **اشعار**

جنسے روشن ہی مدینہ وہ قمر آتے ہین
سیدہ فاطمہ کے لخت جگر آتے ہین
واہ قسمت کہ چراغ حرم آتے ہین

جنکا معدن ہی نجف لو وہ گہر آتے ہین
نخل بستان نبوت کے ثمر آتے ہین
ای مسلمانو مبارک کہ حسین آتے ہین

مرحبا فخر دو عالم کے پسر آتے ہین
جنکا گھر عرش پہ ہی وہ مرے گھر آتے ہین

بعد طی منازل جب آپ مکہ معظمہ کے
قریب پونچے اور اُسکے پہاڑ نظر آنے لگے تو یہ فرمایا وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ
رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ وہان والون نے نہایت تعظیم سے آپکا استقبال کیا اور بکمال خوشی عرض کیا **اشعار**

دولت وصل تو دائم ز خدا می جستیم
دست بردا شتہ بودیم و ترا می جستیم

کعبہ کوے تو از راہ صفائے جستیم
طاق ابروی تو کان قبلہ مشتاقان است

ہر سحرگاہ باخلاص تمام از سر صدق
گاہ و بیگاہ بمحراب دعا می جستیم

بیان ورود فیض آمود حضرت امام حسینؑ کا حرم محترم مین

جب آپ حرم محترم مین داخل ہوئے تو اہل مکہ نے نہایت تکریم سے اتارا علامہ ابو اسحاق اسفرائینی رسالہ
نور العین فی مشہد الحسین مین لکھتے ہین کہ مکہ کے استقبال کرنے والون مین سب سے مقدم عبداللہ بن زبیر
تھے جو اُس زمانہ مین مکہ مین سب کے مقتدی تھے اور حضرت امام علیہ السلام کے رضاعی بھائی بھی تھے جب
رات کو حضرت داخل حرم ہوے تو اُنھون نے آپکو اور آپ کی اہل بیت کو اپنے گھر اُتارا اور بڑی بھاری دعوت
کی اور آپکے ساتھ کل مکہ والون کو مدعو کیا حضرت امام علیہ السلام بعد فراغت طعام عبداللہ بن زبیر سے
باتین کرنے لگے اور جو جو تقصیرین کہ یزید پلید نے آپ کے حقوق مین کین اور جو جو اُسکے دم اور دعوے تھے اور
جو کچھ لکھا تھا وہ سب سنایا عبداللہ بن زبیر نے کہا اے ابا عبداللہ آپ ہمارے خلیفہ ہین ہم سب آپ کے یار
و مددگار ہین کیونکہ خلافت تو تمھارے ہی باپ نانا کی ہی تمھین سے اولی ہو یزید کیا کریگا اگر لڑیگا تو ہم
لڑینگے آپ نے فرمایا قسم ہی اپنے جد کی خاک پاک کی کہ مین خلافت نہین چاہتا ہون مین تو چاہتا ہون کہ بھیک مین اپنے
گھر لڑکون بالون سمیت رہون ایکروز اگر پیٹ بھر کھاؤن تو ایک روز بھوکا رہون یون ہی عمر بسر کرون
عبداللہ بن زبیر نے کہا یا ابا عبداللہ یا ابن بنت رسول اللہ ہرگز یہ بات ہونے کی نہین کہ آپ اس حالت مین

بسر کرین آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی آرام سے گذرے گی سارے اقربا اور بنی ہاشم آپ سے رحمت پاوینگے
پہلے آپ اور آپ کے اہل بیت کھا پی لینگے تب ہم لوگ کھائینگے ہم سب آپ کے فرمانبردار ہین آپ خوشی سے
بے کھٹکے رہین آپ نے اُنکو دعا سے خیر دی اور تھوڑے دنون عبداللہ بن زبیر کے مہمان رہکر اپنے گھر تشریف لیگئے
اور وہین اقامت فرمائی عبداللہ بن زبیر اور تمام اہل مکہ آپ کی خدمت مین لونڈی غلام کی طرح حاضر رہتے
اور ہر طرح سے خدمتگذاری سے پیش آتے یزید پلید کو جب خبر پہونچی کہ حضرت بھی مکہ تشریف لے گئے تو اُسنے
ولید کو مدینہ سے معزول کیا اور اسدق کو اُسکی جگہ پر حاکم مقرر کیا اور حاکم مکہ معظمہ یزید بن یحیی بن حکم بن صفوان
کو بھی موقوف کیا اور اُسکی جگہ پر ابن سعد بن عاص کو مقرر کیا مگر وہ بسبب عمل و دخل عبداللہ بن زبیر کے
بھاگ گیا کیونکہ عبداللہ نے مکہ مین آتے ہی باتفاق اہل مکہ اپنی حکومت جمالی تھے ہرچند امام علیہ السلام نے
اُنکو اس سے منع فرمایا تھا القصہ یزید نے حاکم مدینہ کو پروانہ اس مضمون کا بھیجا کہ وہ واسطے قلع و قمع ابن زبیر
کے فوج کثیر حرم کی طرف بھیجی اُسنے عمر بن زبیر برادر اخیافی عبداللہ بن زبیر کو کہ آپسمین دونونکی صفائی نہ تھی
امیر کیا ہرچند لوگون نے عمر سے کہا کہ دو سبب سے تمھین اس امارت کا قبول کرنا زیبا نہین اول تو حرم شریف مین
جنگ وجدال منع ہی دوسرے ابن زبیر تمھارے بھائی ہین مگر اصل یہ ہی کہ طمع تو بُری چیز ہی اُسکے پنجہ سے
آدمی کہان چھوٹتا ہی اُنھون نے بطمع مال نہ مانا مآل پر کچھ غور ہی نکیا بیت اللہ شریف روانہ ہوے اور
چاندی کا ایک طوق بنوا کر ساتھ لیا کہ جب ابن زبیر کو گرفتار کرونگا تو یہ طوق اُنکے گلے مین ڈالکر یزید مرید
کے پاس بھیجونگا بالآخر قریب بیت اللہ پونہچکر آدھی فوج انیس بن عمر اسلمی کے ساتھ کی کہ ایک طرف کا
ناکہ وہ روکے اور دوسرا ناکہ اپنی متعلق رکھا اور بھائی سے کہلا بھیجا کہ حرم شریف سے باہر نکلو اور یہ طوق
اپنے گلے مین ڈالکر یزید کے پاس حاضر ہو کہ تمھارا قصور معاف ہوجائے عبداللہ بن زبیر نے اُدھر جواب
درشت کہلا بھیجا اور اِدھر انیس بن عمر اسلمی کے مقابلہ کو گئے جاتے ہی اُسکو شکست فاش دی انہیں مارگیا
پھر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو عمر بن زبیر کے مقابلہ مین بھیجا وہ غالب ہے اور عمر بھاگے اور اپنے بھائی عبیدہ
بن زبیر کے گھر جا چھپے عبداللہ بن زبیر نے عبیدہ کو گرفتار کرا کے اسقدر کوڑے لگائے کہ وہ مرگئے دیکھیے
بُری صحبت کا انجام بھی برا ہوتا ہی اور بُرے کا ساتھی بھی بُرائی دیکھتا ہی پھر تو حکومت ابن زبیر کے مکہ مین
بخوبی قائم ہو گئی

شعر

از حق بود صلوٰۃ و زرحمت بود سلام | برحضرت محمد و برآل او مدام

نزل الابرار مین ہی کہ جب کوفہ مین معاویہ رضہ کے انتقال و یزید کی خلافت اور اُس مرید کی بیعت سے
امام دارین کے انکار اور حضرت کے مکہ مین تشریف لانے کی خبر پونہچی تو ایک جماعت ہواخوان حضرت
مرتضوی کی سلیمان بن خالد خزاعی کے گھر مین جمع ہوئی سلیمان نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور اُسمین بیان کیا کہ

ای لوگو یزید اپنے باپکا خلیفہ ہوا ہی اور حضرت امام نے اُسکی بیعت منظور نہین کی مجبور ہو کر مکہ مین اقامت فرمائی ہی تم اُنکی اور اُنکے باپ کے دوستدار ہو اب اُنکی مدد کرو اور سب اتفاق کرکے اُنکی خدمت مین عرضیان بھیجو اور اُنکو اپنے ارادہ بیعت اور اطاعت سے مطلع کرو سبنے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ہمکو جان تک سے بھی اُنکے کام مین دریغ نہین اُسپر وعدہ ہای مؤثق ہوے بعد ازان متفق ہو کر سب اہل کوفہ نے قریب ڈیڑہ سو خطوط کے پے درپے آپکے حضور مین بھیجے اور بڑی الحاح وزاری سے آپکو طلب کیا نامۂ آخری جو ایک شخص معتبر کی معرفت بھیجا تھا اُسکا مضمون یہ تھا

نظم

ای بدرت ملک ملک ملتجی / آه زبیتابی و از بیکسی
وز ہمہ بن وی تو حالم زبون / شاہد زخم جگرم اشک خون
بلبل گلزار جمال تو ایم / مضطرب شوق وصال تو ایم
منتظر از جا بلب آمد نفس / ای ز تو فریاد بفریاد رس
دیدۂ ما جلوۂ رویت ندید / چشم تر یم آه ز جو ریزید
پیش تو ما سینہ فگار آمدیم / از تپ غم زار و نزار آمدیم
بیقرار دل مضطر بخش / آب برین آتش جانسوز ریز
والی ما جملہ ترا بندہ ایم / ہر چہ کنی حکم سر افگندہ ایم

ای مدنی برقع و مکی نقاب / ابن محمد شہ عالیجناب
ایکہ مراد دست خدا دست تست / قلب بدست تو و جان بدست تست
داغ فراقت دل ما سوختہ / آتش غم روز و شب افروختہ
ابر کرم بحر ہدایت توئی / غوث زمان آیۂ رحمت توئی
بخت در ظلم نرد دغا باختہ / فوج ستم بر سر ما تاختہ
حیف کہ ظلم و ستم ناسزا / طرفہ شر و شور نمودہ بپا
ای شرف مرجع و ملجای ما / فرش رہت دیدۂ والای ما
ای تو کریم و کرم آئین تو / رکن رکین حرم شد از دین تو
خاک درت بر سر ما تاج باد / ہر شب عمرت شب معراج باد

اسیطرح ہر خط مین تملق اور چاپلوسی ہوتی تھی بالآخر حضرت نے لکھ دیا کہ اب مجکو آنے مین تامل نہین انشاء اللہ تعالی جلد آتا ہون جب آپ نے عزم بالجزم کوفہ کا فرمایا تو عبداللہ بن عباسؓ اور اور اجلۂ اصحابؓ جو مکہ مین تھے سب نے منع فرمایا کہ آپ کہان تشریف لیجاتے ہین اہل کوفہ کی بیوفائی ضرب المثل ہی اُنکے قول و فعل پر اعتماد نکرنا چاہیے آخر بعد ردوبدل بسیار اور قیل وقال بیشمار یہ قرار پایا کہ آپ کا جانا تو مصلحت نہین ہی ہان آپ کسی اپنے والی کو وہان روانہ فرماویں کہ وہ جاکر اُنکا حال دیکھے اور اُنکی کیفیت سے مطلع کرے چنانچہ آپ نے اپنے چچیرے بھائی حضرت مسلم ابن عقیل کو اپنا نائب کرکے روانہ فرمایا اور کوفہ والون کو ایک خط لکھدیا کہ تمھارے مکرر خطوط میری طلب مین پہنچے میرا حال یہ ہی کہ مین حرم کعبہ مین اس غرض سے آیا ہون کہ باقی زندگی اپنی یہین طاعت و عبادت مین بسر کرون اور اللہ اللہ کرتا ہوا اُسکی جوار مین پہنچون اب تم شکایتین یزید کے ظلمون کی کرتے ہو اور مجکو بلاتے ہو سو مین قریب تر آؤنگا بالفعل مین اپنے بھائی مسلم کو تمھارے پاس روانہ کرتا ہون کہ وہ وہان میری قائم مقام رہین اور تم لوگون کی حالات اور گفتگو سے مجھے مطلع کرتے رہین اور تمکو کتاب اللہ پر چلائین مسجد کوفہ مین تمھین نماز پڑھائین تم اُن سے بیعت کرو اور اُن سے منہ نہ موڑو کہ امام عالم و عادل اور کتاب اللہ پر چلانے والے کی اطاعت ضرور ہی نور العین مین ہی کہ اتنا یہ بھی اُس

شقاقیض مرقعہ مین تھا کہ نعمان تمہارا حاکم ہی جبتک مین آؤن اور نعمان اکابر اہل کوفہ سے تھا اور صاحب لشکر اور مالدار کوفہ مین جو خلیفہ ہوتا وہ اُسکے حلقۂ اطاعت مین رہتا اور محب اہل بیت نبوی تھا غرض کوفیون کو اطاعت اور متابعت اور نصرت اور حمایت حضرت مسلم پر آپ نے تحریص اور ترغیب فرمائی اور خط لکھکر حضرت مسلم کو دیا اور کوفہ کے جانیکا حکم فرمایا اب دیکھیے کوفہ والے کیا مہمان نوازی کرتے ہین حضرت مسلم نے اس ارشاد کو سنکر فرمایا **بیت**

تا بم سر ز فرمانت اگر حیثم زنی ہر دم
مرا عید آن زمان باشد که قربانت شوم

ہین جان و دل سے بجا آوری ارشاد مین جا مرہون اور سازو سامان سفر درست کیا **شعر**

از حق بود صلوۃ و زامت بود سلام
بر حضرت محمدؐ و بر آل او مدام

روایت ہی کہ جب حضرت امام علیہ السلام نے حضرت مسلم کو رخصت فرمایا تو بہت روئے اور حضرت مسلم نے بھی بزبان حال یہ الوداع پڑھکر سبکو بیحال کیا **غزل**

وہ ہت می کنم جانان وداع آخرین از دل
ز کویت میروم و ز غصہ دارم قصۂ مشکل
ندارم طاقت دوری نیارم تاب مہجوری
عجب دیستی در زمان عجب کار بیست بیحاصل
بود حاصل مرادمن گرت بینم و لے دیدن
چسان آید ز مہجوری بخون غلطیدہ بادر گل

بیان روانگی حضرت مسلم کا کوفہ کی طرف

پھر حضرت مسلم اپنے بیٹون کے ساتھ بادل ز غصہ خون شدہ و باچشم از اشکہای پیہم چشمۂ جیحون گشتہ اُس جمال مبارک کو چھوڑ عافیت سے منہ موڑ مدینۂ منورہ کی راہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوے روضۃ الصفا مین ہے کہ حضرت مسلم جب مدینۂ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی مین اُترکر دو رکعت نماز پڑھی اور اعزا اور اقربا کو آدھی رات کو رخصت کیا یہ اخفا اسواسطے تھا کہ تابنی اُمیہ مین سے کسیکو اسکی خبر نہو ورنہ یزید کو لکھینگے اور پھر خدا جانے کیا آفت آئیگی اور کیا مصیبت پڑیگی غرض حضرت مسلم با دیدۂ گریان و با دل نالان درد فراق اعزا لیے وطن سے زادراہ لیے ہوے اپنے دونون صاحبزادون کو کہ صغیر السن تھے اور بغیر باپ کے رہ نسکتے تھے اور اور دو شخصونکو راہ بتانے کے واسطے قیس بن غیلان سے اپنے ساتھ لیکر شباشب درہ کی راہ چھوڑ کوفہ کا رستہ لیا چند قدم گئے ہونگے کہ راہبر راہ بھولے کہیں اور ہو رہے اندھیری رات کا سفر سناٹے کا عالم جہان بجز ذات خدا نہ کوئی یار اور نہ ہمدم چلتے چلتے ایسے رستہ پر پہنچے جہان پانی نہ تھا آخر اُن راہبرون نے راہ بتائی کہ اُدھر سے چلے جاؤ اور خود شدت تشنگی سے وہین خدا کے گھر کی راہ لی اُنکی زندگی یہین تک تھی حضرت مسلم ڈرے اور ادھر اُدھر رستہ ڈھونڈنے لگے کہین پانی کا پتا نہ تھا عجب راہ خراب تھی کہ جہان آب تو درکنار سراب بھی نہین تھا بارے ایک مقام پر پہنچے جسکو مضیق کہتے ہین وہان پانی تھا پایا تھوڑی دیر ٹھیرے اور یہ سارا ماجرا امام ہر دوسرا کو لکھا آپنے اُنکو بہت تسکین لکھی اور نصیحت تحریر فرمائی **ابیات**

زہر بر نخیست گنجی معتبر
خار و یدی چشم بکشا گل نگر
ہر بلائی را عطائی در پی است
ہر بلا کز دوست آید رحمت است
ہر کدورت را صفائی در پی است
وان بلا را بردلم صد منت است

یہ اضطراب حضرت مسلم کا محض آپکے درد جدائی کی بدولت تھا ورنہ اُنکی جان نثاری کی گریہ وزاری آجتک

له دو شخصون ... [illegible]

ساری عالم مین مشہور ہی القصہ بعد ان سب مصیبتون کے حضرت مسلم مع اپنے بیٹون کے کوفہ مین پونہچے اور مختار[۱]
بن عبیدہ ثقفی کے گھر کی زمین اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک آسمان چارم بنائی جوق جوق اہل کوفہ نے
حاضر ہوکر بیعت کی ایک روایت مین بارہ[۲] اور ایک روایت مین تیس اور ایک مین چالیس ہزار آدمی لکھے
ہین کہ چند روز مین داخل بیعت اور اطاعت ہوگئے حضرت مسلم نے جب یہ ہجوم دیکھا اور لوگونکا اشتیاق
حد سے بڑھا پایا تو حضرت امام حسین ع کے حضور مین اس مضمون کی عرضی لکھی کہ یا ابن رسول اللہ مین کوفہ مین
پونہچا اور کوفیون نے اپنے عہد و پیمان کے موافق میرے ساتھ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آکر مجکو ٹھیرایا
اور تمام مراتب عقیدت بجالائے اتنے آدمی اسوقت تک حلقہ اطاعت مین آچکے ہین آپ اسکو ملاحظہ فرماتے ہی فوراً
تشریف لائین اُدھر تو یہ حال گذرا اب ادھر کا حال سنیے **شعر**

از حق بود صلوٰة وزحمت بود سلام	برحضرت محمد و بر آل او مدام

تہذیب التہذیب مین لکھا ہی کہ ایک شخص یزید کے دوستون مین تھا عبد اللہ بن مسلم نام وہ نعمان بن بشیر امیر کوفہ کے
پاس آیا اور کہنے لگا کہ کئی دن ہوے کہ مسلم بن عقیل کوفہ مین آئے ہین اور حسین ع کی طرف سے بیعت لیتے ہین
اب امام حسین ع کو چند دنون مین مکہ سے بلائینگے پس صلاح یہ ہی کہ انکو پکڑ کے یزید کے پاس بھیجدو نعمان کہ دوستدار
اولاد پیغمبر تھا بولا اے عبد اللہ یہ لوگ جب تک مجسے پوشیدہ رہین گے مین انکو اپنے پر ظاہر نکرونگا اور اگر مجسے
لڑینگے تو مین ہرگز نہ لڑونگا عبد اللہ نے باہر آکر یزید کو حضرت مسلم بن عقیل کے آنیکی خبر اور کوفیون کی بیعت
کرنی اور حسین بن علی ع کی آمد آمد کی خبر اور انکا حال اور نعمان سے جو کچھ باتین ہوئی تھین وہ سب لکھین اور
یہ لکھا کہ اب کوئی دوسرا امیر مقرر کرنا مناسب ہی اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سر الشہادتین مین فرماتے ہین
کہ خط لکھنے والے مسلم بن یزید الحضرمی[۳] اور عمارہ بن الولید بن عقبہ تھے واللہ اعلم تاریخ ابی حاتم وغیرہ مین ہی
کہ جب اس حال کی خبر یزید شقی کو پونہچی تو وہ غصہ مین آیا اور متحیر ہوا کہ کیا کرنا چاہیے مولا ی معاویہ جسکو یزید
نے پرورش کیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ سرجون[۴] رومی وزیر کو بلا کر کہا کہ حسین مکہ سے آتے ہین اگر کوفہ مین پونہچے
تو جانیے کہ عراق ہاتھ سے گیا کچھ بنائے نہ بن پڑیگا اسکا انسداد کچھ پہلے سے کرنا چاہیے اُسنے کہا یہ کام سوائے
عبید اللہ بن زیاد کے دوسرے سے نہین ہوسکتا ہی پس یزید نے نعمان کو معزول کیا اور اسکی جگہ پر عبید اللہ[۵]
بن زیاد کو کہ حاکم بصرہ کا تھا حکم بھیجا کہ جلد کوفہ مین پونہچکر مسلم بن عقیل اور اسکے مبایعان کو مار ڈال اور حسین سے
میری بیعت طلب کر اگر وہ بیعت کرلین تو بہتر ہی ورنہ انکو بھی مار **شعر**

از حق بود صلوٰة وزحمت بود سلام	برحضرت محمد و بر آل او مدام

جب نامۂ یزید مرید ابن زیاد کو پونہچا اُسنے اپنے بھائی عثمان کو اپنا قائم مقام

[illegible]

بصرہ مین چھوڑ خود فی الفور عازم کوفہ ہوا یہان تک کہ قادسیہ مین پہونچکر سپاہ کو وہان چھوڑا اور قریب سے
حجازیونکا لباس پہن عمامہ سر پر رکھ ایک اونٹ پر سوار ہوا اور چند آدمی ساتھ لیکر جس راستہ سے کہ حجاز کا قافلہ
آتا تھا روانہ ہوا اور اندھیری رات مین مغرب و عشا کے درمیان کوفہ مین پہونچا اہل کوفہ کہ مدت سے ہمہ تن چشم
انتظار ورود حضرت امام سید ابرار تھے غلطی مین پڑے سمجھے کہ حضرت امام عالیمقام ہین استقبال کیا اور مراسم
تحیت و سلام بجا لائے اور مرحبا کہتے ہوے چلے ابن زیاد بدنہاد چپ چاپ سبکا سلام لیتا ہوا داخل دارالامارۃ
ہوا یہان بخوف فتنہ و فساد استقدر مجمع کے نعمان بن بشیر نے دروازہ بند کر لیا اور کوٹھی پر چڑھکر کہنے لگا اے
ابن رسول اللہ یہان سے جائیے آپکو یہان آنا مناسب نہین لوگون نے نعمان کو گالیان دینا شروع کین اور چاہا کہ
دروازہ توڑ ڈالین نعمان نے کہا مین نہین چاہتا کہ حسین بن علی میری کوٹھی پر مارے جائین ابن زیاد نے کہا تجھپر
لعنت خدا کی دروازہ کھول لوگون نے اُسے پہچانا اور آہستہ آہستہ دارالامارۃ سے بھاگے ابن زیاد بدنہاد
اندر چلا گیا صبحکو ابن زیاد نے لوگون کو جمع کرکے اپنی حکومت کی سند دکھائی اور ڈرایا اور دھمکایا کہ خبردار کوئی
یزید کی مخالفت نہ کرے اپنا ہاتھ اپنے خون مین نہ بھرے اور بعضے رسائل معتبرہ مین ہی کہ اُس شقاوت نژاد نے بعض بیعت
کرنیوالونکے گھر پھونک دیے اور بعضون کے گھر لوٹ لیے خیر کچھ ہی ہوا اب حضرت مسلم کی جماعت متفرق ہوگئی
کوفیون کی بیوفائی دیکھ حضرت مسلم اپنی تنہائی سے نہایت مضطرب ہوگئے حیران و پریشان پھرتے ہوے ہانی ابن
عروہ کے گھر آئے اور فرمایا کہ مین مسافر غریب الوطن مبتلاے رنج و محن ہون کوفیون نے مجکو کس اخلاص سے بلایا تھا
اور اب کیسا تنہا چھوڑ دیا ہی پریشان ہون کہان جاؤن کیا کرون جتنے ملنے تھے وہ بیگانے ہوگئے جنہون نے
ہاتھ پکڑے تھے وہ اب ہاتھ ہی نہین آتے کیا کرون چھوٹے بچونکا ساتھ ہی اور حال یہ ہی کہ مین تنہا ہون اور رات کو
تھوڑی جگہ دو تو شب بھر یہان بسر کرون پھر دیکھون کیا پیش آئے ہانی نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ **شعر**

رواق منظر چشم من آشیانہ تست — کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

آپ وہین اُترے اب یہ ہوا کہ وہ لوگ
چھپ کر آتے اور مغلظ قسمین کھاتے کہ ہم بیعت نہ توڑینگے جب تک زندہ ہین آپ سے منہ نہ موڑینگے وفا کرینگے
دغا کبھی نہ کرینگے جامع التواریخ مین ہی کہ اہل کوفہ اس حالت مین بھی حضرت مسلم کے پاس پہونچے اور اٹھارہ ہزار
سے زائد نے بیعت کی نور العین مین ہی کہ ہانی بن عروہ اکابر کوفہ سے تھا اور جسوقت حضرت مسلم ہانی کے گھر
تشریف لائے تھے اُسروز وہ بیمار تھا آپ اُسکے پاس بیٹھکر سارا حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ ابن زیاد مجھے مارڈالنے کو بلاتا ہی ہانی نے کہا

آپ ڈرین اطمینان سے رہین مین انشاءاللہ آپ کو بچا لونگا حضرت مسلم نے کہا کیونکر ابن زیاد تو امیر ہی اور اُسکے
پاس لشکر ہی ہانی نے کہا کہ مجھسے اور ابن زیاد سے نہایت محبت اور صداقت ہی اور وہ جانتا ہی کہ مین بیمار ہون
مجھے دیکھنے ضرور آئیگا جب وہ آئیگا تو آپ تلوار لیکر چھپ بیٹھے گا مین اُسکو باتون مین لگا کر عمامہ سر سے اُتار کر
زمین پر رکھونگا اور پھر اُٹھا کر سر پر رکھ لونگا تم یہ دیکھکر نکل آنا اور پیچھے سے تلوار مارنا کہ ابن زیاد کا کام تمام
ہو جائے سارا جھگڑا ہی جاتا رہے نقل ہی کہ ابن زیاد نے دو دن کے بعد ہانی کو پوچھا کہ کیا سبب ہی جو کئی دن سے
وہ یہان نہین آیا لوگون نے بیان کیا کہ وہ بیمار ہی ابن زیاد نے کہا کہ اُسکی عیادت مجکو کرنا چاہیے یہ کہکر فی الفور
اُٹھکر سوار ہوا اور مع خدم و حشم ہانی کے گھر پہونچا اور اندر آنے کی اجازت چاہی ہانی نے اپنی عورت سے کہا
کہ مسلم کو تلوار ہاتھ مین دیکر کہین آڑ مین چھپا دے اُسنے حضرت کو تلوار دی اور پردہ کے اندر اسطرح چھپایا کہ ابن زیاد
اور اُسکے ساتھیون مین سے کسی نے آپ کو نہ دیکھا پھر ابن زیاد کو گھر مین بلایا وہ اور اُسکے سب ساتھی اندر گھر کے آئے
ہانی سے باتین کرنے لگے اور اُسکا حال پوچھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہانی نے عمامہ سر سے اُتار کر زمین پر رکھدیا
اور پھر سر پر رکھ لیا اور یہ حرکت تین بار کی مگر حضرت مسلم نہ نکلے تب چلا چلا کر باتین کرنے لگا کہ شاید اب حضرت مسلم
سُن لین اور پردہ کے باہر آکر ابن زیاد کا کام تمام کرین مگر آپ نہ نکلے ہانی نے دل مین کہا کیا کیجیے حضرت مسلم
کیا موقع کا نشانہ چوکتے ہین پھر چند اشعار بہ تکرار پڑھنے لگا ابن زیاد ابھی تک نہین سمجھا کہ یہ ہو کیا رہا ہی آخر جب اُسنے تکرار اشعار خوانی
ہانی سنی تو بولا کہ یہ کیا حال ہی ہانی نے کہا کہ تھوڑی دیر سے میرا یہی حال ہو گیا ہی پھر ابن زیاد اُٹھا اور سوار ہو کر
دار الامارۃ مین واپس آیا جب ابن زیاد چلا گیا اور حضرت مسلم پردہ سے باہر نکلے تو ہانی نے کہا کیا کہون افسوس تم باہر
کیون نہ آئے بہت چوکے یہ کیا کیا حضرت مسلم نے فرمایا مین نے تین بار قصد کیا پہلی بار تو میرے ہاتھ کسی نے پکڑ لیے
اور دوسری تیسری مرتبہ مین نے سنا کہ کوئی کہتا ہی یَا مُسْلِمُ لَا تَخْرُجْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَهٗ ای مسلم مت نکل
یہانتک کہ پہونچ جائے حکم اللہ کا اپنی مدت کو غرض حضرت مسلم ہانی کے گھر چھپے رہے جب ابن زیاد کو باوصف تجسس بسیار حضرت مسلم کا پتا
نہ ملا تو اُس بد نہاد نے معقل کو کہ اعیان کوفہ سے تھا اور جامع التواریخ مین ہی کہ وہ ابن زیاد کا غلام تھا بہ تقدیر اُسکو
بلا کر تین ہزار دینار دیے اور کہا شہر مین جا مسلم کو ڈھونڈھ اور شیعیان علی بن ابی طالب سے ملکر کہ مین دوستدار
علی ہون جو تجھے مسلم کے آگے لیجائین تو دوستی اور ہواخواہی اُنکے خاندان کی ظاہر کرنا اور رکھنا یہ تین ہزار دینار

۹ [illegible]

۱۰ [illegible]

[illegible]

لایا ہون اسکو آپ اپنے صرف مین لائین وہ لوگ جب تجکو مال نذر کرتے دیکھین گے تو زیادہ تجپر اعتماد کرینگے اور یقین مانینگے کہ تو اُس خاندانکا دوستدار ہی اُسکے بعد مجہسے آکر حال کہدینا چنانچہ معقل وہ دینار لیکر کوفہ کی گلی کوچون مین پھرنے لگا یہان تک کہ ایک مسجد مین جو ہانی کے پڑوس مین تھی گیا اور ایک مرد سے جو شیعیان حضرت علی سے تھا جس کا نام مسلم بن عوسجۃ الاسدی تھا جا ملا دیکھا کہ وہ نماز پڑھتا ہی جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اُس سے کہنے لگا کہ مین ایک مرد شام کا رہنے والا ہون اور محب اہل بیت ہون میرے پاس تین ہزار دینار ہین مین نے سنا ہی کہ کوئی شخص خاندان نبوت سے یہان آیا ہی اور لوگون سے فرزند رسول اللہ کی بیعت لیتا ہی مین نہین جانتا ہون کہ وہ حضرت کہان ٹھیرے ہین اور ایسا گمان ہوتا ہی کہ تم اُن کے یارون سے ہو اور موثقہ ہو اور اس حال سے بھی واقف ہو اگر یہ خیال میرا صحیح ہی تو مہربانی کرکے مجھے اُن صاحب تک لے چلو کہ مین یہ مال اُنکے نذر کرون مسلم بن عوسجہ نے کہا ہین یہ کیا کہتا ہی اب نہ کہنا مین ایسی باتین سننا نہین چاہتا اور نہ میرا یہ کام ہی کسی نے بہکانیکو یہ جھوٹ تم سے کہدیا ہی اُسنے کہا ای شیخ خفا نہو مجکو کسی نے بتلایا نہین ہی مین اپنے دل سے تمھارے پاس آیا ہون مجھے کیون ٹالتے ہو مفت مین کس لیے حیران و پریشان پھراتے ہو اگر تمکو میری طرف سے اطمینان نہو تو پہلے مین تمہی سے بیعت کرتا ہون مسلم بن عوسجہ سمجھے کہ بھلا مسلمان بھی کہین جھوٹی باتین کرتے ہین اُسکو ہانی کے گھر لیے چلے گئے اور حضرت مسلم کا سامنا کرا دیا اور اُسکے حسن ارادت کی توثیق اُسکی خود زبانی قسم غلیظ سے بیان کی اور اعتماد کرا دیا حضرت مسلم نے اُسکی بیعت لی اور مال قبول فرما کر اُسکو خرید لوازم حرب مین صرف کرنا شروع کیا معقل یہ دیکھتا رہا جب وہان سے رخصت ہوا تو آکے عبید اللہ بن زیاد سے سارا حال دیکھا بھالا بیان کر دیا شعر

برحضرت محمدؐ و برآل او مدام		از حق بود صلوۃ و زما ہت بود سلام

جب ابن زیاد کو بعد تحقیق حضرت مسلم کا حال معلوم ہوا تو اُسنے محمد بن اشعث اور اسما بن خارجہ فزاری اور عمر بن الحجاج الدیناری کو بلا کر کہا کہ ہانی سے مجکو کچھ پوچھنا ہی اُسکو بُلا لاؤ وہ سب گئے اور ہانی کو دیکھا کہ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھا ہی کہا ای ہانی چلو تمکو امیر کسی کام کو بُلاتے ہین ہانی دل مین کھٹکا اور سمجھا کہ مجھے مارنے کو بلاتا ہی گھر مین گیا اور حضرت مسلم سے سارا حال کہا پھر غسل کرا اور ہتیار لگا قوم کو ساتھ لیکر دارالامارۃ مین آیا اور ابن زیاد کو سلام کیا اُسنے کچھ جواب نہین دیا ہانی اس حرکت خلاف معمول کو دیکھکر متعجب ہوا اور تلوار ٹیکے ہوے تین گھڑی کھڑا رہا ابن زیاد نے اُسکی طرف رخ نہ کیا اتنے مین ایک شخص نے کہا ای امیر تو جانتا ہی کہ یہ شیخ اشراف مکہ سے ہی تو نہ اسکے سلام کا جواب دیتا ہی اور نہ اُسکو بیٹھنے کا حکم دیتا ہی یہ کیا ہی ابن زیاد منہ پھیر کر تمسخر سے کہنے لگا کہ تو نے مسلم بن عقیل کو گھر مین ٹھیرایا ہی اور اُسکو اپنا ملجا و ماوا بنایا ہی اُسنے ہزارہا لوگ ہتیار بند جمع کیے ہین اور تو جانتا ہی کہ مجھے اسکی خبر نہین ہی مین سب جانتا ہون ہانی نے کہا مین کچھ نہین جانتا کسی نے تجھسے جھوٹ کہدیا ہی کہتے ہین کہ ابن زیاد نے معقل کو بلا کر ایک ایک بات کی تصدیق کرا دی ہانی نے دیکھا کہ یہ تو جاسوس ہی نکلا کہا مین نے حضرت مسلم کو آدمی بھیجکر نہین بلایا بلکہ دیکھا

کہ آدھی رات کو ایک شخص مارا مارا حیران و پریشان پھرتا ہی اور پناہ مانگتا ہی مجھے خیال آیا کہ شرم کی بات ہی کہ میں اُسے پناہ نہ دوں اس خیال سے میں نے اپنے گھر جگہ دیدی ابن زیاد نے کہا فوراً اُسے حاضر کر ہانی نے کہا یہ تو مروت کے خلاف ہی کہ مہمان کو دشمن کے ہاتھ میں دیدوں یہ مجھسے ممکن نہیں ابن زیاد مارے غصہ کے لال ہو گیا اور کہا لا ورنہ تیری گردن مارونگا ہانی نے کہا یہ کسکی مجال ہی ابن زیاد نے کہا کہ تو اپنے ساتھیوں سے مجھے ڈراتا ہی یہ کہکر اُسکے کوڑے مارے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک گھونسا سر پر ایسا مارا کہ ناک اور بھوین اُسکی زخمی ہوگئیں اور اُن کو اور اور روسائے کوفہ کو قید کر دیا ہانی نے اسیر بھی حضرت مسلم پر اپنے تئیں فدا کرنے ہی کی ٹھیرائی اور کچھ نہ کہا شعر

بر سر کوے تو اول قدم خود داشتیم	ما بر سوائے علم روز یکی افراشتیم

یہان خبر اُڑی کہ ہانی مار ڈالے گئے یہ خبر سنتے ہی عمرو بن الحجاج الدیناری نے چار ہزار سوار لیکر دار الامارۃ کو جا گھیرا اور چاہا کہ ابن زیاد کو مار ڈالیں ابن زیاد نے یہ سنکر قاضی شریح سے کہا کہ تم جا کر قوم سے کہو کہ تمھارا سردار زندہ ہی مارا نہیں گیا ہمنے اُسکو ایک ضرورت سے روک رکھا ہی قاضی شریح نے یہ حال آ کر قوم سے بیان کیا عمرو بن الحجاج نے کہا اگر ہانی مارا نہیں گیا تو الحمد للہ اور یہ کہکر پلٹ آئے اور یہان جب ہانی کے گھر میں یہ خبر سنکر رونا پیٹنا پڑا تو حضرت مسلم وہان سے نکل کھڑے ہوے اور اِدھر اُدھر پھرنے لگے اور اپنے لیے کوئی مامن تلاش کرنے لگے اور بعضے رسائل میں ہی کہ جب یہ خبر اُڑی تو حضرت مسلم کی رگ ہاشمی نے جوش مارا دونون صاحبزادون محمد اور ابراہیم کو قاضی شریح کے گھر بھیجا اور خود تمام اتباع کو لیکر دار الامارۃ کو جا گھیرا ابن زیاد نے جب دیکھا کہ بڑی مصیبت پڑی لشکر آ پہنچا مکان گھر گیا تب ناچار حکم دیا کہ رؤسای کوفہ کو قید خانہ سے نکالکر ان سب کو کوٹھی پر لیجاؤ تا کہ یہ اپنے اپنے اقارب کو سمجھائیں کہ مسلم کا ساتھ نہ دیں اپنے گھرون کی راہ لیں میں اُنکو خوش کرونگا زر و جاگیر دونگا ورنہ مفت میں مارے جائینگے لڑکے بالے تباہ ہونگے چنانچہ اُن لوگون نے اپنی عادت قدیم کے موافق بیوفائی ظاہر کی اور سب بطمع مال و خوف جان آہستہ آہستہ دس میں آدمی کھسکنے لگے اور آپسمین کہنے لگے کہ واقعی ہمکو کیا پڑی ہی جو فتنہ انگیزی کرین جان دین عزت و آبرو برباد کرین اور پھر دنیا جو ہماری آنکھوں مین مقدم چیز ہی کچھ حاصل نہو یہ کہتے ہوے سب تتر بتر ہو گئے نہ کچھ عہد و پیمان کا پاس رہا نہ خدا و رسول کا خوف وہ آفتاب غروب ہونے نہیں پایا تھا کہ وہ اٹھارہ ہزار سب لوگ دم بھاگے اور بعضے لکھتے ہیں کہ پانسو رہگئے تھے جب حضرت مسلم نے کوفہ کی مسجد میں مغرب کی نماز کا سلام پھیرا تو باقی میں سے بھی ایک نتھا حضرت مسلم نے جب اپنے آپ کو تنہا دیکھا اور اُن کوفیون کی بیوفائی دیکھکر حیران و پریشان ہوے

ع شریح ابن حارث ابن قیس کندی کوفہ کے قاضی تھے [illegible] اور اعلام [illegible] تابعین [illegible] مین [illegible] اختلاف [illegible] الاضافہ [illegible]

کثیر بن نعمان [illegible] ابن حارث کندی کوفی [illegible] کثیر ابن ہانی کوفی مین اور ہانی [illegible] انکو صحبت نبوی تھی اور یہ سب حضرت علی کے اصحاب سے تھے اور ایکہی وقت مین [illegible] ۱۲ منہ

تو کہنے لگے استغفر اللہ یہ سب کیا ہوے کہان گئے گھوڑے پر سوار ہو کر کوفہ کی گلی کوچون مین پھرنے لگے محلہ محلہ پھرتے تھے کہ یہان سے نکل جائین جس گلی اور دروازہ کی طرف جاتے تھے سپاہیان ابن زیاد کو پھرتے پاتے تھے تنہائی اور بیکسی اسپر پیاس کا وہ غلبہ کہ خدا کی پناہ یہان ابن زیاد کی منادی کہ جو کوئی مسلم کی خبر لائے یا انکا سر لائے وہ بہشت کو فدپائے حضرت مسلم نے گھوڑا چھوڑا ایک گلی کی راہ لی جب سڑک چھوٹی تو ایک مسجد ویران ملی ناچار اُسمین جا بیٹھے تھکے ماندے اور شدت کے پیاسے حضرت امام کی درد مفارقت سے زار زار روتے تھے اور اپنے بیٹون کی جدائی اور کوفیون کی بیوفائی پہ بیتاب ہوتے اور فرماتے تھے کہ آہ تنہائی کا کوئی شریک نہین کس سے حال دل کہیے اب کہانتک درد مفارقت سہیے **شعر**

نہ قاصدے کہ سلامی بنزد یار برد	نہ محرمی کہ پیامی بآن دیار برد
کہ قصۂ ز غریبی شہر یار برد	فتادہ ام بشہر غریب یاری نیست

ایسا نہو کہ حضرت امام علیہ السلام یہانکا قصد فرمائین اور میری طرح وہ بھی مصیبت اُٹھائین روایت ہی کہ جب رات ہوئی تو حضرت مسلم اُس مسجد سے نکل کر ایک طرف کو چلے راہ مین قاضی شریح کے پاس سے لڑکون کو بھی لے لیا اور حال یہ تھا کہ مارے پیاس کے سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی بھوک کے مارے ہوش اُڑے جاتے تھے قدم آگے نہ بڑھتا تھا وہ دونون لڑکے بلک بلک کر روتے اور کھانا پانی مانگتے تھے سو وہ کہان آپ کلیجہ تھام کر زبانی تشفی دیتے چلتے تھے مگر دل سے پوچھیے کہ اُس زبانی تسکین پر کیا حال ہوتا رہا ہوگا اور کیا کیا دل مین ملال گذرتا رہا ہوگا القصہ چلتے چلتے ایک بڑھیا کے گھر پونچے جسکو طوعہ کہتے تھے وہ عورت اپنے دروازہ پر کھڑی تھی اُسکو سلام کیا اور کہا ای مادر مہربان ہم بڑے پیاسے ہین ایک چُلّو پانی پلاؤ اور کئی وقت کے یہ بچے بھوکے ہین انکو اگر ہو سکے تو کچھ کھلاؤ وہ پانی لے آئی اُنھون نے بیٹھ کر پیا اُس عورت نے کہا اب کہان جاؤگے اور کون ہو حضرت مسلم نے فرمایا مین مسافر بے یار و یاور ہون ساتھیون نے ساتھ چھوڑا اور دوستون نے مُنہ موڑا مین ایک مرد ہون خاندان اشراف سے اگر اپنے گھر مین تھوڑی جگہہ دو تو پڑ رہون اُسکا اجر خدا و رسول سے تمکو ملیگا جو کچھ ملیگا مین تو مفلس مسافر ہون طوعہ نے کہا نام تو فرمائیے آپنے بزبان حال فرمایا **شعر**

نام نہ پوچھو مرا گمنام ہون	کام نہ دیکھو مرا ناکام ہون

طوعہ نے کہا نام کیسے نہ پوچھون کہ آجکل یہان بلوائے عام ہی حضرت مسلم کی طلب مین کوفیون کا ازدحام ہے کسی مسافر کو کوئی ڈر کے مارے ٹھیرنے نہین دیتا آپنے کہا میرا نام مسلم بن عقیل ہی کیا بتاؤن کہ یارون نے مجھے بلا کر کیسا دھوکا دیا کیسی قسمین کھائین کیا کیا عہد و پیمان کیے افسوس ذراسی ابن زیاد کی دھمکی اور دنیا کے لالچ مین ایسے پڑگئے کہ مجھے اکیلا چھوڑ چلے گئے ایک بیان **شعر**

نہ مونسی نہ شفیقی نہ ہمدمی دارم	حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

میرا یہ حال ہی کہ ایک قدم راہ چلنا بھی مجھکو محال ہی ننھے ننھے بچے ساتھ ہین پیرون مین انکے آبلے پڑے ہین
بھوک پیاس سے یہ بلکتے ہین اور ہم انکا منھ تکتے ہین کیا کرین کہ اسکے سوا کچھ نہین کر سکتے اُس عورت نے کہا
مرحبا کہ اہلاً وسہلاً اور اپنے گھر مین لیگئی چراغ جلایا کھانا کھلایا رات کو طوعہ کا بیٹا جو محمد بن اشعث کا چیلہ تھا آیا
مان کو دیکھا کہ گھر کے کام مین مصروف اور گریہ وزاری سے مالوف ہی اسکا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ آج حضرت مسلم
بن عقیل میرے گھر مین آئے ہین مجھسے پناہ لی ہی انکی خدمت گذاری مین ہون کہ ثواب کا کام ہی وہ تھوڑی دیر
چپ رہا پھر بولا کہ کل ابن زیاد نے منادی کرادی ہی کہ جو مسلم کو پکڑ لائیگا یا اُنکا سر لائیگا وہ یہ کچھ انعام پائیگا اور
جو کوئی اُنکو اپنے گھر مین چھپائیگا وہ سولی پائیگا اور اُسکا گھر بار لوٹ لیا جائیگا پھر طوعہ کے بیٹے نے یہ سارا حال آقا سے جا کہا
اُس شیطان نے خوش ہوکر جو کچھ سنا تھا ابن زیاد سے کہدیا وہ مردود خوش ہوا اور عمر بن حریث کوتوال کوفہ اور
محمد بن اشعث کو مع تین سو سپاہ روسیاہ کے طوعہ کے گھر بھیجا کہ حضرت مسلم کو پکڑ لائین اُنھون نے جاکر طوعہ کا گھر گھیرا
اور قصد کیا کہ حضرت مسلم کو گرفتار کرلین حضرت مسلم صبح کی نماز پڑھکر جانماز ہی پر تھے کہ آواز گھوڑون کے
سمون کی اُنکے کان مین آئی **شعر**

آلاف تحیات و سلام بہ پیمبر | زان بعد نثار شہ دیندار تو انکرد

نور العین مین ہی کہ جب حضرت مسلم نے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنی تو اُس عورت سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز
ہی اُسنے کہا مین ایسا جانتی ہون کہ ابن زیاد کے لوگ آتے ہین آپ نے ایک لوٹا پانی اُس سے مانگ کر وضو کیا
اور دو رکعتین پڑھین اور ہتیار لگا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اُس عورت نے کہا کیا لڑنیکا ارادہ ہی فرمایا ذرا اُنکو تو
دیکھون ایسا نہو کہ وہ مجپر ٹوٹ پڑین میدان تنگ ہو جائے مجکو گھیر کر پکڑ لین قید کرکے ایک عورت کے گھر سے
لیجائین اور وہان لیجاکر قتل کرین وہ عورت رونے لگی اور کہنے لگی مین مرجاتی پر تمکو تو اکیلا نہ چھوڑتی حضرت مسلم
نے اُسسے رخصت کیا اور دروازہ کے باہر نکل آئے پھر اُن سوارون کے سامنے ہوئے اور للکار کر اُن سے
لڑنا شروع کیا اور ایسا لڑے کہ ڈیڑھ سو مبارز اُن مین سے قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے وہ عورت چھت پر سے
یہ شجاعت ہاشمی دیکھ رہی تھی محمد بن اشعث نے جب یہ حال دیکھا حیران و پریشان ہوکر ابن زیاد شقاوت بنیاد کے
پاس کہلا بھیجا کہ خدا کے لیے مدد کرو اور لشکر بھیجو مسلم نے تو مار کر ٹکڑے اُڑا دیے ابن زیاد نے یہ سنتے ہی پیچ و تاب
کھایا اور کہلا بھیجا کہ ایک مرد سے اتنا ڈرتے ہو یہ کیا کرتے ہو ایسا تو کہین نہ دیکھا اور نہ سنا کہ ایک مرد سو کو مار جائے
اور پھر وہ ہاتھ نہ آئے تب ابن اشعث نے کہلا بھیجا کہ کوئی ہوتا تو ایک بات بھی تھی یہ مرد ہی یا شیر ہمام دلیر ضرغام ہی
یا خدا کی تلوار جس سے کہین جائے فرار ہی نہین تب اُس شقی نے پانسو سوار اور بھیجے اب یہ اور وہ ملکر اُس غریب الوطن آوارہ
خان ومان ہاشمی خاندان والے پر آپڑے آپ نے للکارا اور اُن مین سے بھی بہتونکو مارا ان بیدینون نے جب یہ شجاعت
دیکھی تو آگ چھوڑنے لگے پتھر پھینکنے لگے یہان اللہ حافظ تھا کچھ پروا نہین تھی مارنا ہی کام تھا آخر کار ائین سے بھی

پچاس بھگئے اور باقی سب تلوار کے پانی مین بہ گئے دوزخ کی گھاٹ اُتر گئے ابن اشعث اور گھبرایا پھر اُس بدنہاد
کے پاس آدمی بدعا نگنے کو دوڑایا اُسنے آٹھ سو اور بھیجے اور کہلا بھیجا اگر یہی حال ہی تو اسکا ایک سے تمہارا نتیجہ پایمال
ہو بہتر ہی کہ اُنکو دغا سے پکڑو اور وہ یہ ہی کہ پناہ دو اور دھوکے مین لاکر پکڑ لو ورنہ یہ تو ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑیگا
سوا ابن اشعث کے پاس آئی یا دیکھا کہ پھر فوج کم رہگئی تب خود ابن اشعث نے آکر حضرت مسلم سے کہا ناحق لڑتے ہو
مین تمکو امان دیتا ہون آپ نے فرمایا اے خدا کے دشمنو تمکو پناہ کہان نہ یہان نہ وہان یہ فرمایا اور ایک حملہ کیا
کہ اُس ہزار مین پانسو کو دوزخ مین پہونچایا انتہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب اُن اشقیا نے یہ حال دیکھا تو سوچے
کہ اب بغیر کچھ فریب کیے نہین بنتی آخر محمد بن اشعث اور کوتوال دونون مردِ مکار فریب سے پیش آئے اور کہنے لگے
کہ آپ کیون بیوجہ لڑتے ہین ہم تو لڑنے کو نہین آئے ہین آپ کو پناہ دیتے ہین یہان آئیے حضرت مسلم نے فرمایا تجھ
اور تیری امان پر خدا کی پھٹکار اے بدکردار محمد نے کہا ایسا نہ کہو اپنے اوپر ظلم نکرو یہان ہمارے پاس چلے آؤ آپنے
فرمایا کیسے آؤن تم لوگون کا بھی کوئی عہد و پیمان ہی یا دین و ایمان ہمپر پتھر پھینکتے ہو جیسے کافر پتھر پھینکتے ہین
تم نہین جانتے کہ ہم اہلِ بیت رسالت اور خاندان نبوت سے ہین مسلمانون کے یہی کام ہین پیشوا زادون کی یہی اعزاز
و اکرام ہین مجکو تم کوفیون کے قول و فعل پر اب اعتماد نہین ہی یہ فرماکر پھر حملہ کیا اور بہتونکو قتل اور اکثرونکو زخمی کیا
سب سپاہ عاجز آئے اور سوار پیادہ ہوے اور اکثر کوٹھون پر چڑھے اور تیر اور پتھر آپ پر مارنے لگے یہان تک
کہ آپ کا بدن مبارک زخمی ہوگیا لکھا ہی کہ ایک پتھر آپکی پیشانی پر لگا اور چہرۂ منور تمام لہو سے سرخ اور تر ہوگیا شعر

چون شہیدانیم در ہر دو عالم سرخ روست	خوش دمی باشد کہ مارا کشتہ زین مہ شتر برند

نقل ہی کہ جب پیشانی مبارک حضرت مسلم
کی اُس سنگ جفا سے زخمی ہوئی اور خون بہکر روے مبارک پر آیا تب آپ نے روے مبارک مکہ کی طرف کرکے کہا
یا ابن رسول اللہ آپ کو کچھ اپنے بھائی کے حال کی بھی خبر ہی کہ اُسپر کیا گذرتی ہی باینہمہ کہ ان بیدینون نے
میرا یہ حال کیا ہی مگر مین اللہ کی راہ مین اسکی کچھ پروا نہین کرتا پھر ایک اور پتھر اُن اشقیا نے پھینکا یہ آپ کے
لب و دندان مبارک پر پڑا خون بہنے لگا تب آپکی زبان حال سے یہ اشعار جاری ہوے اشعار

ہر نشان کز خون دل بر جسم صد چاک منست	پیش اہل دل دلیل من پاکی منست
شد تنم آلودہ زیر سنگ جور کوفیان	کشتۂ عشقم من و این سنگہا خاک منست

جب حضرت مسلم زخمون کی کثرت سے تھک کر بکیر بن عمران کے گھر کی دیوار سے پیٹھ ٹیک کر بیٹھ گئے اُس
مردود نے گھر سے نکلکر ایک تلوار کا وار آپ کے سر پر کیا آپکا اوپر کا ہونٹھ کٹ گیا آپنے اُسی گرمی مین پھر کر
ایک تلوار ایسی ماری کہ اُس ناری کا سر دس قدم پر جا گرا اور پیٹھ ٹیک کر پھر وہین جا بیٹھے اور فرمانے لگے

[illegible]

کہ خداوندا ایک گھونٹ پانی مجکو دے اور پیاس سے بیتاب ہوکر کوفیون سے فرماتے کہ اے کوفیو ہم بہت پیاسے ہین افسوس ہی کہ تم تیغ و تبر کا مینہ برساتے ہو اور ساقی کوثر کے جگر گوشہ کو ایک قطرۂ آب کے لیے ترساتے ہو خدا کے لیے رحم کرو ایک چلو پانی دو کہ کچھ بڑی بات نہین ہے بہت سا آپ کوثر لے لینا اسوقت تو کچھ ہمارے ہاتھ نہین ہماری پیاس دیکھو ہمارے چہرہ کا رنگ دیکھو تعجب کی جا ہی کہ تمہین ہمپر رحم نہین آتا یہ فرماتے اور اپنے حال پر خود ہی روتے اور فرماتے اشعار

بیا ای اشک تا بر روزگار خویشتن گریم | چو شمع از محنت شبہای تار خویشتن گریم
ندارم مہربانی تا کسے بر حال من گریہ | ہمان بہتر کہ خود بر حال زار خویشتن گریم

ستم تو دیکھیے کہ کسینے کچھ جواب نہ دیا سب بت ہوگئے اور طرہ اسپر یہ کہ سبھون نے ایکبارگی حملہ کر دیا آپ نے اُس حال مین بھی شجاعت کی داد دی اِس مرے پر بھی مارا مگر چونکہ پیاس سے سخت مجبور و ناچار ہوے لہذا ہر شخص سے پانی ہی کا سوال کیا مسلم بن عمر باہلی نے کہا تم پانی پیکر کیا کروگے آب خنجر مرگ سے سیراب ہونا آخر عمر بن الحرث مخزومی کے غلام نے ایک سبو لاکر ایک پیالا پانی کا آپکو دیا آپ جو ہین مُنہ کے قریب لیگئے فوراً خون پیشانی اُسمین بھر گیا اور ہر چند گو ہر دندان پیالہ مین ٹوٹکر گرے آپ نے ہٹا لیا اور فرمایا کہ مجھ تشنہ کام کے مقدر مین اب یہانکا پانی نظر نہین آتا بہتر ہے مرضی مولی از ہمہ اولی اتنے مین ایک بیدین نے پیچھے سے آپ کے پیٹھ پر نیزہ مارا آپ مُنہ کے بھل گرے پھر اُن بیدینون نے اطراف و جوانب سے آکر گھیر لیا اور مثل ایک انار صد بیمار کے آپ کو پکڑکے عبید اللہ بن زیاد کے پاس لائے وہ مردود کوشکِ امارت مین سریر ایالت پر بیٹھا تھا جب حضرت مسلم آئے تو آپ نے سلام نہین کیا لوگون نے پوچھا کہ تمنے سلام کیون نہین کیا آپ نے فرمایا اس سلام مین نہ سلامتی دنیا کی ہی نہ عقبیٰ کی ابن زیاد نے آپ کو دیکھتے ہی سر جھکا لیا پھر تھوڑی دیر بعد سر اُٹھاکر کہا کہ کیون امام زمان پر خروج کرتے ہو اور فساد اُٹھاتے ہو حضرت مسلم نے فرمایا کہ امام زمان تو حسین بن علی ہین مین اُنہین کے فرمانے سے یہان آیا ہون اور جو کچھ مین نے کیا اُسمین رضای حق پیش نظر رکھی مگر اہل شقاوت نے نہ چاہا کہ حق حقدار کو ملے اے ابن زیاد مین خوب جانتا ہون کہ تو میرے مار ڈالنے کا حکم دیگا خیر کچھ مضایقہ نہین لیکن پہلے تیرے یہان جو قبیلۂ قریش سے ہو اُس سے کہدے کہ ذرا میرے پاس آئے میری یہ وصیتین سن جائے ناگاہ دیکھا کہ گروہ اشقیا مین عمر بن سعد کھڑا ہی آپنے فرمایا اے ابن سعد مین تو تم لوگون کے ہاتھ سے اب مرتا ہی ہون مگر بسبب قرب قرابت کے تجھسے یہ وصیتین کرتا ہون

۲ [illegible]

قصہ بہت سے متعدد ہین تصنیف کیا ہے جن مین بہتر اطراف بالسر در غلط اور صحیح موجود ہین اور جو قصہ مین ہے وہ صحیح ہی اور درست والون نے کہا کافی ہے انتہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ مدظلہ العالی

پہلی وصیت یہ ہے کہ فلانے کوفی کا سات سو درم میرے ذمہ قرض ہے سو میرے گھوڑے کو جو نعمان حاجب کے پاس ہے لیکر مع ان سب ہتیارون کے بیچکر دیدینا دوسرے یہ کہ مین جانتا ہون کہ سر آمد اشقیا مجھے شہید کرکے میرا سر کوفے کے شام مین یزید کے پاس بھیجیگا سو تم میری لاش کو ابن زیاد سے لیکر جہان مناسب جاننا دفن کر دینا تیسرے یہ کہ میرے شہید ہونے کے بعد میرے بھائی حسین کے پاس تم میری شہادت اور کوفیون کی بیوفائی کا سب حال لکھ بھیجنا اور لکھنا کہ مسلم تو آپ پر قربان ہوے اب آپ مکے سے کوفے مین ہرگز نہ آئین اور جو راہ مین ہون تو وہین سے پلٹ جائین عمرو بن سعد نے یہ سنکر کہا کہ تمنے جو وصیتین کین اُن مین سے دو مین تو ہمکو اختیار ہے چاہین کرین چاہین نہ کرین مگر حسین کو ہم کیون روکنے لگے وہ تو ضرور آئین اور سختیون سے اپنی جان رو بھی گنوائین ابن زیاد نے پوچھا مسلم نے کیا کہا ابن سعد نے سب باتین بیان کر دین اُسنے کہا کوئی اور کیا امین ہو سکتا ہے مجسے کہتے تو دیکھتے مین کیسی وصیتین پوری کرتا پھر بعد اس گفت و شنود کے ابن زیاد نے پکار کر کہا کہ ایسا کون ہے جو مسلم کو کوٹھے پر لیجا کر انکا سر کاٹے بکیر بن عمران کی خلف ناخلف نے کہا کہ یہ مین کر سکتا ہون کیونکہ انھون نے آج ہی میرے باپ کو مارا ہے پس حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر لیچلا آپ چلے اور ہر ہر قدم پر درود پڑھتے ہوے یہ کہتے جاتے تھے کہ الٰہی ہم مین اور ہماری قوم مین انصاف فرما کہ انھون نے مجھے بلایا جب مین آیا تو یہ پہلے کسطرح سے ملے اور اب مجھے کیسا تنہا چھوڑ دیا ہے اور جب کوٹھے پر پونہچے تو پھر مکے کی طرف رخ فرما کر یہ کہنا شروع کیا المولف

اے باد صبا برائے مولا
پونہچا دے سلام انکو میرا
اور کہدے کہ اے جفا رسیدہ
مسلم نے تو تجپہ جان فدا کی

کعبے کی طرف ذرا گذر کر
اور حال بیان بسر کر
از بہر خدا نہ رخ ادہر کر
تو چین سے کعبے مین بسر کر

فرزند نبی حسین ہین وان
سب کر دے عیان جفائے کوفہ
ظالم و بیوفا ہین کوفی

تو انکو تلاش در بدر کر
یعنی مرے قتل کی خبر کر
اک بات نہ انکی سن حذر کر

اور یہ بھی کہا کہ یا ابن رسول اللہ آرزو تو یہی تھی کہ ایک بار اور اس دیدہ محنت کشیدہ کو آپ کی زیارت سے منور کر لیتا لیکن افسوس کہ ممکن نہین اب وعدہ دیدار قیامت ہی پر ٹھیرا شعر

جان دادم و بہوائے لقائے تو در دلم
رفتم بخاک و تخم وفائے تو در گلم

نور الائمہ خوارزمی نے لکھا ہے کہ حضرت مسلم نے کوٹھے پر سے دیکھا کہ کوفے والے بہت سے کھڑے ہین اور آپ کا یہ حال دیکھ رہے ہین آپ نے انکی طرف دیکھکر چند اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے اشعار

ہر کاروان کہ جانب مکہ شود روان
نزد حسین جامۂ پر خون نشان برید
پرسند چون زحال من خاک و خون شدہ

اے کوفیان چو سر ز تن من جدا کنید
پیراہن مرا بسوے کاروان برید
رحمی بر آب چشم یتیمان من کنید
از من تحیتے سوے آن تشنگان برید

باری تن مرا بسوے خاکدان برید
گوئید کز برائے خدا بہر یادگار
آندم کہ یاد کشتن ما بر زبان برید

پھر آپ نے سخن تمام کر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا اور فرمایا خدایا نصرت دے دوستون کو اور چھوڑ دشمنون کو یہ کہکر مترصد قتل کے ہوے بکیر بن عمران کے

پیٹے نے چاہا کہ تلوار مارے خدا کی شان اُسکا ہاتھ سوکھ گیا حیران ہو کر رہ گیا یہ خبر ابن زیاد کو پونچی اُسنے بلا کر حال پوچھا اُس شقی نے کہا کہ مین نے ایک مرد باہیبت دیکھا کہ میرے مقابل آیا اور وہ اُنگلی یا ہونٹھ اپنے دانتون سے کاٹتا تھا مین اُس سے ایسا ڈرا کہ ساری عمر کسی سے نہ ڈرا تھا ابن زیاد ہنسا اور کہنے لگا تو بچہ ہی تو نے کبھی ایسا فعل نہین کیا اسواسطے ڈر گیا پھر ایک اور کو بھیجا اُسنے جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ وہان کھڑے ہین اُسکا پیٹ پھٹ گیا اور وہ فوراً مر گیا پھر ایک مرد شامی کو بھیجا اُسنے جا کر آپ کو شہید کیا اور تحریر الشہادتین مین ہی کہ حضرت مسلم تقدیر ازلی فریب سے واقف ہوے اور ساتھ اہل حال کے بمقتضاے حلم و مروت جبلی اُن گروہ شقاوت پژوہ کے ساتھ ابن زیاد کے پھاٹک کے قریب تشریف لائے ابن زیاد مایہ فساد نے پہلے ہی دربانون سے کہہ رکھا تھا کہ جب حضرت مسلم دروازے مین قدم رکھین تو اُنکا سر کاٹ لینا میرے پاس زندہ نہ لانا چنانچہ دروازے کے دونون طرف سب لوگ پرا باندھے کھڑے تھے جب حضرت مسلم رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ پڑھتے ہوے دار الامارہ کو مین داخل ہوے تو ناگاہ گروہ اشقیا نے اُس مہر سپہر خوبی کو ہالے کی طرح گھیر لیا تیسری ذی الحجہ منگل کے روز سنہ ہجری مین وہین اُس گلوے تشنہ نے آب خنجر شہادت سے سیرابی پائی إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اشعار

غبار از ساحت آفاق برخاست	بہ بام قبہ خضرا بر آمد
از ان زاری کہ روح مرتضیٰ کرد	غریو از مرقد زہرا بر آمد
فغان از عالم بالا بر آمد	خروش از عرصہ غبرا بر آمد
بسی دریاے آتشبار کز غم	بجاے موج از دریا بر آمد
ز بہر ماتم آل محمد	ز روح انبیا غوغا بر آمد

اُسکے بعد ابن زیاد نے ہانی ابن عروہ کو سولی دی اور تاریخ ابن ابی حاتم وغیرہ مین تقدیم قتل ہانی کی مذکور ہے واللہ اعلم بہر تقدیر پھر اُن نابکارون نے سرون کو نیزون پر کوچہ و بازار مین پھرایا اور نعش پاک اُن مظلومون کی قلعے کے اوپر سے باہر پھینکوا دی مین کہتا ہون کہ کامل ابن اثیر مین لکھا ہی کہ جب حضرت مسلم شہید ہو چکے تو ہانی کو ابن زیاد نے حکم دیا کہ بازار مین لیجاؤ چنانچہ لے گئے اور وہین اُنکی گردن ماری گئی ابن زیاد کے ترکی غلام نے اُنکو مارا تھا پھر سرون کو ہانی ابن حبرا اور سیری ابن ابا زوح تمیمی کے ساتھ مع ایک فتحنامہ کے یزید پلید کے پاس دمشق مین روانہ کیا یزید نے بہت خوشی کی اور حکم دیا کہ اُن سرون کو دروازۂ دمشق مین لٹکا دین

شعر

آلاف تحیات و سلام ہمہ پیمبر	زان بعد نثار شہ دیندار توان کرد

حال فرزندان حضرت مسلم رضؓ

اظہار السعادۃ مین ہی کہ ابن زیاد نے نہایت سنگدلی اور جفا کاری سے جو اُنکی فطرۃ تھی محمد اور ابراہیم فرزندان حضرت مسلم کو بھی ہمراہ حضرت مسلم کے شہید کیا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ تحریر الشہادتین مین بھی اُن دونون صاحبزادون کا باپ کے ہمراہ شہید ہونا لکھا ہی مگر جو تفصیل اُنکی واقعہ شہادت کے روضۃ الشہدا مین ہے

وہ اور کہین کسی کتاب معتبر مین اب تک میری نظر قاصر سے نہین گذری

کیفیت آمادگی حضرت امام دارین کی روانگی کوفہ پر

راویان اخبار جگر سوز اور حاکیان حکایت غم اندوز بیان کرتے ہین کہ شاہ دین پناہ باعتماد تحریرات اہل کوفہ جو مکرر آئی تھین پہلے ہی سے مستعد سفر تھے اس اثنا مین جو حضرت مسلم کا نامہ آیا تو اُس سے وہ عزیمت اور بھی مستحکم ہو گئی آج ہی کے دن تیسری ذی الحجہ ۶۰ھ کو جبروز حضرت مسلم نے شہادت پائی تھی اور بقول بعضے آٹھوین تاریخ آپ عازم کوفہ ہوئے اور اسباب سفر مہیا کرنے لگے حضرت عبداللہ بن عباس اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہم مانع ہوئے حضرت ابن عباس نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ حرم شریف سے باہر نہ جائیے اور کوفیون کے قول و فعل پر اعتماد نہ کیجیے آپ کو معلوم نہین ہی کہ ان لوگون نے آپ کے باپ اور بھائی کے ساتھ کیسا معاملہ کیا اور جو آپ کو یون ہی منظور ہو تو اہل و عیال کو ساتھ نہ لیجائیے مین ڈرتا ہون کہ آپ مبادا شہید ہون اور اہل و عیال اسیر ہو جائین اور مجکو گمان ہی کہ مثل حضرت عثمان بن عفان کے آپ کو اہل و عیال مین شہید کرینگے جب باینہمہ اصرار انکی عرض قبول نہوئی تب ابن عباس رنجیدہ ہوئے اور بہت روئے اور بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے آئے اور خبر پائی کہ امام حسین علیہ السلام حرم محترم سے جانب عراق جاتے ہین بیتاب ہو کر دوڑے اور اُس جگہ ملے جہان سے ربذہ دو منزل تھا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدا تعالی نے اپنے پیغمبر کو دنیا اور آخرت مین اختیار دیا تھا مگر حضرت نے دنیا کو اختیار نہ کیا اور آپ جگر گوشہ رسول مقبول ہین واللہ تمکو نملیگی آپ لوگون مین سے دنیا کسیکو کبھی اور اسمین آپکے واسطے بہتری ہی کہ حکومت دنیا نہ لیجیے آپ پلٹ چلیے حضرت نے نہ مانا تب عبداللہ بن عمر نے امام کو گلے لگایا اور کہا تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون اے شہید ہونے والے روایت ہی کہ عبداللہ بن زبیر نے منع کیا حضرت نے جواب دیا کہ تم لوگ راز نہانی سے واقف نہین ہو بے سبب رنجیدہ ہوتے ہو مین نے اپنے باپ سے سنا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک بکری مکے مین ذبح کیجائیگی جس سے خانہ خدا کی بیحرمتی ہو گی مین نہین چاہتا کہ وہ بکری مین ہون کہ میرے سبب سے حرمت کعبہ مین فرق آئے ترجمہ طبری مین ہی کہ مصداق اس حدیث کے آخر کو عبداللہ بن زبیر ہوئے سبحان اللہ کیا آپکی جودت طبع تھی اور کرامت صریح کہ عبداللہ کو وہ حدیث سنائی

وہو ذو الشیبتین پھر وہین کر کیا ہی جو عبدی نے لکھا ہی واللہ اعلم ۱۲ منہ ۵۳ ربذہ بذال معجمہ مدینے کے قریب ایک جگہ ہی جہان ابوذر غفاری کا مرقد ہی کذا فی المنتخب ۱۲ منہ مدظلہ العالی

جسکی مصداق وہ ہونیوالی تھی اور یہ احتیاط کا مرتبہ تھا کہ بے حرمتی کعبہ گوارا نکی گو درجہ شہادت تھا ترجمہ صواعق محرقہ
مین ہی کہ جب محمد بن حنفیہ کو خبر توجہ حضرت امام حسین کی جانب عراق معلوم ہوئی تو وہ اتنا روئے کہ طشت وضو
اشکون سے بھر گیا اور بعض روایات صحیحہ مین ہی کہ عبد اللہ بن جعفر اور محمد بن حنفیہ نے بھی خطوط منع متواتر لکھے
اور تہذیب التہذیب مین ہی کہ مسور ابن مخرمہ نے لکھا کہ آپ کوفیون کے فریب مین نہ آئیے اور عراق کی طرف قصد
نہ فرمائیے اور بعض خواص اہل مکہ نے التماس کیا کہ یوم عید اضحی قریب تر ہی مسلمان لوگ جمع ہونگے چندے اور توقف
فرمائیے کہ آپ کے ساتھ بہت سے مسلمان ہو جائین مگر امام حسین علیہ السلام کہ سہام تقدیر کے ہدف بنگئے تھے اور گردن
تسلیم قضاے ایزدی پر خم فرما چکے تھے رہنی برضاے الٰہی ہے کسی کا کہنا نہ مانا اور جو لوگ منع کرتے تھے انکو
یہ حال معلوم نہ تھا کہ اسی سفر پر خطر مین کارگذاران قضا و قدر احکام تقدیر جاری کرینگے والا عبد اللہ بن عباس اور
عبد اللہ بن جعفر اور محمد بن حنفیہ وغیرہ صحابہ کبار اور اقرباے نامدار ضرور ہی ہمراہ ہوتے اور سعادت رفاقت حاصل
کرتے اور جو ابن عباس سے حاکم نے روایت کی کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم شک کرتے تھے اور اور اہل بیت کثیر ہین کہ
بتحقیق حسین شہید ہونگے کربلا مین تو مفاد اسکا صرف اتنا ہی کہ کربلا مین شہادت حضرت امام کی ہم لوگون کے نزدیک
مشکوک فیہ نہ تھی لیکن تعیین سفر کہ اس سفر مین ہوگی یا دوسرے سفر مین یہ معلوم نہ تھا کیونکہ اگر ابن عباس وغیرہ
اہل بیت جانتے کہ اسی سفر مین سابقۂ ازلی کام اپنا کریگا تو بروقت عزیمت کوفہ رفاقت سے منہ نہ موڑتے اور وقت
عزم عراق آپکو ہرگز تنہا نہ چھوڑتے اور جو ابن السکن اور بغوی نے کتاب الصحابہ مین اور ابو نعیم نے سحیم سے روایت کی ہی کہ انس بن حارث نے کہا

[illegible]

[illegible]

ع۱ ابن زیاد جواد اور سعید بن عبد الملک ہی ۲ و اقدی ہیں انھون نے عطا ابن مسلم سے انھون نے اشعث بن سحیم سے انھون نے اپنے باپ انس بن حارث سے ۱۲ منہ مدظلہ العالی

مین نے سنا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ بیٹا میرا مارا جائیگا اُس زمین مین جسکا نام کربلا ہی سو جو شخص تم لوگون مین سے وہان موجود ہو وہ اُسکی مدد کرے پس گئے انس بن حارث کربلا مین اور شہید ہوے سو یہ حدیث آحاد ہی اسپر عمل ہر ایک کو واجب نہ تھا ہان جسنے کہ اس بات کو زبان مخبر صادق سے سنا تھا اسپر شریک ہونا بے شک واجب تھا لہذا انس بن حارث گئے اور عبد اللہ ابن عمر کا کلمۂ تاسف زبان پر لانا اُسی وجہ سے تھا ایک شہرۂ خبر شہادت امام حسینؑ کہ مدت سے تھا دوسرے بنظر بیوفائی اور بدعہدی اہل کوفہ کی تیسرے بسبب بے سامانی جناب امام کی انتہی منہیہ اظہار السعادت مین ہی کہ واضح ہو کہ منع کرنا صحابہ کا حضرت امام کو اسلیے تھا کہ وہ خبر انکی شہادت کی رسول خدا سے سن چکے تھے اور کوفیون کی بدعہدی اور بیوفائی اور حضرت کی بے سروسامانی ظاہر تھی صحابہ بھی سامان جہاد و مقابلہ کچھ نہین رکھتے تھے سبب اسکا یہ تھا کہ جماعہ صحابہ یزید کے اطوار سے خوش نہ تھے اور حضرت امام حسن کے مصالحہ کے بعد سے کم کوئی ان حضرات سے دیکھا گیا اور شریک جا کم ہوا خصوصاً عہد شقاوت مہد یزید پلید مین تو سب بیٹھے ہی رہے تھے چنانچہ سنا نہین گیا کہ فوج ابن زیاد مین کوئی فرد اس جماعۂ احرار سے رہا ہو بلکہ اوساط الناس ساکنین حرمین شریفین مین سے بھی نتھے اور جو بباعث مصالحہ حضرت امام حسن کے خوف فتنہ کا اصحاب کے دلون سے جاتا رہا تھا تو سب آرام سے اپنے گھرون مین خدا کی عبادت اور یاد مین مصروف تھے سامان حرب کے جمع کرنے کی ضرورت نہین جانتے تھے اور اکثر بوڑھے بھی ہو گئے تھے اور یہ بھی معلوم نتھا کہ یہی سفر آخر ہوگا اور اسی مین دنیا کچھ کی کچھ ہو جائیگی ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور خود حضرت محمد بن حنفیہ اور عبد اللہ بن جعفر آپ کے اعزۂ خاص آپکو اکیلا اسطرح سے جانے نہ دیتے آپ کی جان عزیز کے مقابلے مین اپنی جانون کو کبھی عزیز نہ جانتے انتہی **فائدہ** حضرت شاہ عبد العزیز محدث رح اپنے فتاوی مین جواب سوال پنجم مین فرماتے ہین کہ نکلنا حضرت امام حسین علیہ السلام کا بنا بر دعوی خلافت راشدۂ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تیس برس گذرنے سے منقضی ہو گئے تھے تھا ہی نہین بلکہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی تخلیص منظور تھی کہ صِيَانَةُ الْمَظْلُومِ عَنِ الظَّالِمِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ اور وہ مضمون جو مشکوۃ مین ہے کہ حضرت نے بادشاہ وقت پر اگرچہ وہ ظالم ہو بغی و خروج سے منع فرمایا ہی وہ اُسوقت مین ہی جب اُس بادشاہ ظالم نے بلا منازع اور مزاحم کی تسلط تام پیدا کر لیا ہو اور یہان تک اہل مدینہ اور اہل مکہ اور اہل کوفہ یزید کے تسلط پر راضی ہی نہین ہوئے تھے اور حضرت امام حسین اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمر جیسے اصحاب نے بیعت نہین کی تھی بالجملہ خروج حضرت امام حسینؓ کا واسطے دفع تسلط سلطان جابر کے جائز تھا وَالْفَرْقُ بَيْنَ الدَّفْعِ وَالرَّفْعِ ظَاهِرٌ مَشْهُورٌ فِي الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ انتہی جناب مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مغفور دیوبندی رح اپنے مکتوب نہم مین فرماتے ہین کہ امیر معاویہ نے یزید پلید کو جسوقت اپنا ولیعہد کیا تھا

اُسوقت تک وہ فاسق معلن نتھا اگر کچھ کرتا رہا ہوگا تو درپردہ کرتا رہا ہوگا حضرت معاویہ کو اُس سے خبر نہ رہی ہوگی
غایۃ ما فی الباب بسبب پنہانی خرابیون کے جو کہ یزید مین موجود تھین مثل اُن منافقون کے جو بیعت الرضوان مین
شریک تھے اور بوجہ نفاق کے رضوان اللہ اُنکو نصیب نہوا یزید بھی اِس بشارت کے فضائل سے محروم رہا
اور اِسطرف مذہب حضرت امیر معاویہ کا دربارہ خلافت کے یہ تھا کہ جسکو سلیقہ انتظام مملکت کا اورون سے
زائد ہوگو اور باتون سے افضل ہون مگر ولیعہدی مین وہی دوسرے سے افضل ہی اِسی نظر سے اُسکو اُنھون نے
اورون سے افضل جانا اور اگر افضل نہین جانتے تھے تو بیش از ین نیست کہ اُنھون نے ترک افضل کیا جیساکہ
مقدمات سابقہ مین واضح ہوا کہ استخلافِ افضل فضل ہی نہ واجب اور ترک افضل کوئی ایسا گناہ نہین جس سے
سب وشتم کے ساتھ ہم امیر معاویہ سے پیش آئین اور اِس طرف ہم اُن کو اجلۂ صحابہ سے شمار نہین کرتے کہ بسبب
ترک افضل و اولی کے بھی ایسے امور مین معذرت کرین ہان اُنکے انتقال کے بعد یزید نے البتہ پیٹ سے پاؤن
نکالے اور دل بیگام اور دست بیجام سونپا اعلان فسق کیا نماز چھوڑ دی تو بحکم بعض مقدمات سابقہ وہ بے شک
قابل عزل ہوگیا اور اِس قسم کا تحول حال مین پہلے لکھ آیا ہون کہ ممکن ہی محال نہین مگر اُسوقت مین اہل رائے
وتدبیر کی رائے مین اختلاف پڑا جسکو اندیشۂ فتنہ وفساد غالب معلوم ہوا اُسنے مجبوری سے اُسکی بیعت کے لیے ہاتھ
پھیلا دیا احترازا عن المعصیۃ اور شرط اتباع معروف درمیان رکھی اور جسکو بوعدہ ایک جماعت کثیرہ کے مثلاً امید
غلبہ اور رجاے شوکت نظر آئی وہ حسبۃً للہ اُٹھا اور اُسنے تہیہ کارزار کا کیا پس جو کچھ حضرت عبد اللہ بن عمر اور اُنکے
امثال نے کیا وہ بجا کیا اور جو کچھ حضرت سید الشہدا نے کیا وہ عین حق اور صواب تھا بنا اِس اختلاف کی اختلاف
امید و رجا پر ہی نہ اختلاف جواز و عدم جواز اصل فعل پر مگر انجام کار بوجہ نقض عہد کوفیون کے تیر تدبیر حضرت
سید الشہدا کا نشانہ پر نہ بیٹھا اور عاشورا کے دن قیامت سے پہلے میدان کربلا مین قیامت اُٹھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور اِس قسم کے برہمی کار نہ فقط حضرت سید الشہدا کو پیش آئی بلکہ جہاد مین اکثر ایسے امور پیش آتے
ہین جیسے واقعہ اُحد اور حنین کا سنا ہوگا پس جیساکہ شہیدان اُحد درجۂ شہادت پر پہونچے ہین اور اُس برہمی کار سے کسی
خلل نے اُنکے فضائل مین راہ نہین پائی ہی یون ہی شہیدان کربلا کو بھی جاننا چاہیے اور پھر یہ سب اُسوقت ہی کہ جب
بمجرد استخلاف امیر معاویہ کے یا بیعت لوگونکی یا اُسکے تسلط کی اُسکے خلافت کو ہم عام اور شامل جانین اور اگر اُسقدر
سے جو کہ واقع ہوا ہم فقط اُسکی انعقاد خلافت کے قائل ہون اور اُسکی خلافت کے عموم اور شمول کو نہ تسلیم کرین او کہین
کہ حضرت امام حسین اور اُنکی اتباع اُسکے ربقۂ اطاعت سے ہنوز خارج تھے تو حاجت کسی کے عزل کی بھی نہین اور نہ امام
کے خروج سے یزید پر کوئی محذور لازم آتا اور یہ فرق انعقاد مطلق اور عموم انعقاد کا ہرچند آج کے دن کم فہم لوگ
نہین سمجھتے ہین مگر معاملات سابقین کے تتبع سے واضح ہی کہ اہل حل وعقد مین سے ہر شخص کی بیعت کو صرف موجب

اطاعت کا اُسکے حق مین اور اُسکے خادمون کے حق مین گنتے ہین ورنہ حاجت حضرت علی کی بیعت کی حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر اور اُسکے اہتمام کی کیا تھی اسی طرح بعد بیعت اہل شام او اہل حل وعقد کی یزید کو حضرت امام حسینؓ اور اوروں سے بیعت لینے کی حاجت ہوتی اور جب اسقدر جانا گیا تو معلوم ہوا کہ مدار کار نیت پر ہے اور حسن نیت حضرت امام قابل اسکے نہین کہ اُسمین تردد کیا جائے اس صورت مین شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام مین کیا تردد ہے یزید اُن کے حق مین خلیفہ نتھا او نہ خروج اُسپر ممنوع تھا اور اگر خلیفہ ہوتا تو بھی خروج ممنوع نہ تھا اور اگر خروج ممنوع ہوتا تو عزل ممنوع نہ تھا بالجملہ وجوہ ممانعت مفقود اور موجبات جہاد موجود حسن نیت مین کوئی کلام نہین پھر اگر وہ شہید نہون تو اور کون ہوگا اور اگر اسسے بھی ہم درگذر کرین تو کہسکتے ہین کہ آپ جہاد کے لیے آئے ہی نہ تھے چاہتے تھے کہ اپنی راہ پر جائین لشکریان یزید نے نہ چھوڑا محاصرہ کرکے شہید کیا وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ عِرْضِهٖ وَمَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ باقی رہا یہ کہ خروج اجماع کی مخالفت کی سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول اجماع ہی نہین مسلّم ہے اور اگر ہو تو عدم مخالفت ہوگی اور باینہمہ اجماع عدم جواز الخروج علی الفساق اسکے معنی جو کچھ ہین عرض کیے گئے اجماع عدم جواز الخروج علی نفس الفسق سے لازم نہین آتا ہے کہ اس کلی مشکک کے مراتب کے خصوصیات زائد بھی موجب خروج ہوسکین باینہمہ اجماع غیر مسلم ہے جسوقت کہ حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیر اور اہل مدینہ نے کوئی کام کیا ہو اُسکے مخالف کو مجمع علیہ کیسے کہین گے اور اگر بالفرض اجماع کو تسلیم کرین تو وہ اجماع اگر منعقد ہوا تو بعد حضرت امام کے منعقد ہوا مخالفت اس اجماع کی حضرت امام کو کیا مضر ہے انتہی بقدر الضرورۃ اور جلد دوم مجموعۂ فتاوی مولوی عبدالحی صاحب مغفور کے صفحہ ۱۷۰ مین ایک استفتا چھ سوالونکا ہے چھٹے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی دعوی کرے کہ یزید علیہ ما یستحقہ خلیفہ برحق تھا اور خروج امام علیہ السلام کا اُسپر ناحق ہوا تو وہ شخص گنہگار ہے تو بہ اُسپر واجب ہے انتہی شیخ ابن حجر مکی نے منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ کے صفحہ ۲۱۷ مین لکھا ہے کہ جیسا کہ نقل کیا گیا ابن العربی مالکی سے جسکے سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین وہ یہ کہ کہا ابن العربی نے کہ نہین قتل کیے گئے حسینؓ مگر اپنے جد کی تلوار سے یہ قول ابن العربی کا اس اعتقاد باطل پر ہے کہ یزید خلیفہ تھا اور حسین اُسپر بغاوت کرنے والے تھے حالانکہ خروج امام کا یزید پر بسبب اُسکے ظلم اور بُری باتون کے تھا جنسے کان بھرے ہوے ہین پس امام حسین ہی ائمہ محق ہین بسبب اس چیز کے جو اُنکے نزدیک ہے خصوصًا موافق رائے امام احمد کے اور نیز اُسیکے صفحہ ۲۱۴ مین ہے کہ لو کہنا بعضون کا یہ کہ نہین کوئی ملال ہے قاتلین حسین پر کیونکہ اُنھون نے تو اُنکو قتل کیا اُنکے جد کی تلوار سے جو حکم کرنیوالی تھی اسکی کہ وہ کھینچی جائے باغیون پر اور اُن کے قتال پر ہرگز قابل اعتبار نہین کیونکہ یزید کی بیعت منعقد ہی نہین مع امام علیہ السلام کے نزدیک اور نہ اُنکے نزدیک جن لوگون نے اُسکی بیعت نہین کی اور جنھون نے اُس سے بیعت کی وہ جبرًا اور قہرًا تھی جیسا کہ مشہور ہے غایۃ الامر یہ ہے کہ یزید ظالم اور فاسق اور متغلب تھا اور حرمت خروج کی

امام ظالم پر جسپر اجماع جاری ہوا ہی اُسکا محل جب ہی کہ جب استقرار امور اور انقضاء اُن عصار کا ہولے اور اُس زمانے والے مجتہد تھے اُسکے حیطہ رلے مین غیرون کی رلے شریک ہی نہ تھی اسواسطے یزید کی خلافت کو ابن زبیر نے بھی نہین مانا اور نہ پرواکی اُسکی بیعت کی اور نہ کچھ پرواکی مثل اُن کے اور گروہ نے جو اُس سے رُک رہے اور ہرب کر گئے انتہی قول مستحسن مین لکھا ہی کہ لیکن جو مشہور ہوا ابن العربی سے کہ اُسنے ایک کتاب لکھی شان مولانا حسین رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ و آخر ہی شانئہ مین اور اُسمین گمان کیا گیا ہی اس امر کا کہ حضرت امام مارے گئے اپنے جد کی تلوار سے نعوذ باللہ من ھذا الخذلان جیساکہ ذکر کیا برزنجی نے اشاعہ مین اور مناوی نے شرح جامع صغیر مین اور ابن حجر نے شرح قصیدہ ہمزیہ مین اور صاحب تم الملوین نے اپنی کتاب مین مع ابطال اس قول کے پس گمان نیک یہ ہی کہ اُسنے اس سے توبہ کی جب امام غزالی کی ملاقات سے مشرف ہوا انتہی کاتب الحروف کہتا ہی کہ اصل یہی ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے توان جھگڑون سے یکسوئی اختیار فرمائی تھی بلکہ مجبوری سے وطن ہی چھوڑ اٹھاتھی اللہ اللہ کرنے کو اللہ ہی کے دروازے پر آپڑے تھے مگر کرم طبعی اور رحم جبلی سے کیا کرتے جب یزید کے مظالم حد سے بڑھے اور لوگ تنگ آئے تو ارادتمندان خاص اور جان نثاران بالاختصاص نے حضرت امام علیہ السلام کے حضور مین بیحد زار اور نالے کیے آپ کی تشریف آوری کوفہ کے بارے مین مکرر خطوط بھجوائے آپ کو بوعدہ اُس جماعت کے نتیجہ مظالم سے اُن مظلومون کے چھوڑانے مین امید غلبہ ہوئی اور بمعاینہ کمال اعتقاد اہل کوفہ خیال رہا کہ یہ سب ہمارے آبائی فرمانبردار ہین کہان تک اپنی جان و مال سے ہماری حفاظت جان و مال و آبرو مین کوشش نہ کرین گے یہ کیونکر خیال آتا کہ نیرنگی تقدیر سے یہی اُلٹے ہمارے ہی خون کے پیاسے ہوجائین گے گھر سے بلاکر اور آپ سب مل ملاکر پھر ڈر کر اور دنیا کی طمع مین آکر یون ہی علیحدہ ہوجائین گے ہمکو بیبس کردین گے اور اور اعزہ و احباب واصحاب کوفیون کی بیوفائی اور اُن کے فریب جانتے تھے اور دیکھا ہوا حال یاد رکھتے تھے اس سبب سے وہ لوگ توقف ہی کے مُصر تھے اور اسکو اصلح وانسب جانتے تھے اور پھر دفعۃً آپ کے اس ارادے کے سننے سے بلا درستی اسباب سفر وتحفظ جان و مال و آبرو ساتھ ہو لینے سے باز رہے اور مصلحت وقت یہی سمجھے کہ جہان تک ہو آپ ہی اس ارادے کو فسخ فرمائین پس ان حضرات کے ہمراہ نہ جاسکنے مین معاذ اللہ اُن کے ارادت اور محبت خاندانی مین کسیطرحکا نقصان کوئی عاقل خیال نہین کرسکتا ہی غرض آپ بھی قضا و قدر سے مجبور تھے تشریف نہ لیجاتے تو کیا کرتے چنانچہ آپ نے یہی عذر فرمایا قصہ مختصر پھر وہی معاملہ پیش آیا کہ کوفیون کی اُس جماعت نے بیوفائی کی اور باینہمہ آپ نے خود ہی یہ خیال خسران مآل کوفیان عاقبت پریشان کا دیکھکر کنارہ کشی کی تھی اور ایک نہین صدہا کے سامنے کہین اور چلے جانے کی خواہش اُن بیدینون سے فرمائی مگر اُنھون نے مانا ہی نہین محاصرہ کرکے آپ کو شہید ہی کر ڈالا پھر اسپر ستم دیکھیے کہ گھر بار لوٹا اہل بیت کو اسیر کیا اور جو کچھ کیا اچھا نہین کیا اللہ ہی کے ہاتھ

اُن ظالمون کا حساب ہی پس حضرت کی شہادت اور اِس مرتبہ مین بھی آپ کی سیادت مین کوئی مسلمان شک و شبہہ نہین کرسکتا خوارج وغیرہ اگر کرتے ہون توکرین کہ خارجین ملت سے بحث ہی کیا ہی حق تعالی ایسے خیالات سے ہر دیندار کو بچائے بالجملہ حضرت امام حسین علیہ السلام مع اہل بیت اور دوستون اور غلامون کے بیاسی آدمی سے کوفہ کی طرف روانہ ہوے فصول المہمہ مین ہی کہ جب آپ موضع سفاح مین جو ایک موضع ہی درمیان مکہ اور کوفہ کے پونچے تو وہان فرزدق شاعر مع جماعۃ جبہ پوش کے ملا وہ کوفہ سے آتا تھا اُسنے سلام کیا حضرت امام نے کوفہ کا حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت اتنا تو مین جانتا ہون کہ کوفیون کے دل آپ کے ساتھ ہین اور تلوارین اُن کے بنی امیہ کے ساتھ اور قضا و قدر آسمان سے نازل ہو رہی ہی حضرت امام حسین عؑ نے فرمایا سچ ہے قضا کسیطرح ٹل نہین سکتی اور تہذیب التہذیب مین ہی کہ جب امام علیہ السلام نے مکے کے باہر فرزدق سے ملاقات کی اور کوفیون کا حال پوچھا تو فرزدق کہتا ہی کہ مین بیماری کے سبب بات نہ کرسکتا تھا مین نے اشارے سے کہا کہ آپ کوفے نہ جائیے مکے کی طرف پلٹ جائیے آپ یہ پوچھکر آگے تشریف لیچلے صواعق محرقہ مین ہی کہ راہ مین آپ نے خبر پائی کہ اہل کوفہ نے بد عہدی کی اور ابن زیاد بدنہاد نے حضرت مسلم اور اُن کے صاحبزادون کو شہید کیا اور جماعت مسلم بالکل متفرق ہو گئی کسینے ساتھ نہین دیا آپ نے بعد سننے اس سانحہ وحشت انگیز ونمونہ رستخیز کے بمقتضاے رعایت اسباب ظاہری کہ عالم اسباب مین لوازم بشریت سے ہی مراجعت کا قصد فرمایا حضرت مسلم کے بھائی جو آپ کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ ہم تو ہرگز نہ پھرینگے یہان تک کہ اپنے بھائی کا بدلا لین یا شہید ہون حضرت نے اُنکا قصد مصمم دیکھکر فرمایا لَا خَیْرَ فِی الْحَیٰوۃِ بَعْدَکُمْ یعنی تمھارے بعد جینے کا کیا مزا ہی

شعر

زندگی بہر دیدن یار است ❊ یار چون نیست زندگی عار است

بسم اللہ چلو اور روانہ ہوئے جب نواحی عراق مین جہان سے کوفہ دو منزل رہجاتا ہی پونچے تو اُس مقام پر حربن یزید ریاحی کہ ہزار سوار مسلح ابن زیاد کے اُسکے ساتھ تھے ملا اُسنے عرض کیا کہ عبید اللہ ابن زیاد نے مجکو اسواسطے بھیجا ہی کہ جسطرح سے ہو آپ کو اُس شقی کے پاس لیچلون مگر واللہ مین اس کام کو سخت بُرا جانتا ہون لیکن اب سخت مشکل ہی نہ تو آپ کو لیجا سکتا ہون اور نہ چھوڑ سکتا ہون حضرت نے فرمایا کہ مین خود ہی تمھارے شہر کی طرف نہین آیا ہون جب تم لوگون نے مکرر خطوط لکھے قاصد بھیجے تب مین نے قصد کیا ہی اگر تم اپنے عہد پر قائم ہو تو مین تمھارے شہر کو چلتا ہون ورنہ یہین سے پلٹا جاتا ہون حر نے کہا واللہ مجکو نہ خطون کی

[illegible]

[illegible]

خبر ہو کہ کسنے لکھے اور نہ یہ معلوم کہ قاصد کسنے بھیجے اور کیون آپ کو بلایا مین نے سنا بھی نہین مجکو بغیر آپکے
بے جائے مکے کوئی مفر نہین اسواسطے کہ عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے تاکید شدید آپ کے اسیر کرنے کی ہے
اور میری اس ملاقات کا حال بھی مخفی نہین ہوسکتا کیونکہ اسکے ہزارون سوارون کے سامنے یہ معاملہ واقع
ہوا اب اگر ابن زیاد کو میری بے اعتنائی ثابت ہوگی تو خدا جانے وہ کیا سزا دے جب آپنے دیکھا کہ اب
پھر سکتے ہین نہ کوفے کو جانا مناسب ہی تو کنارے ہو کر ایک جگھ پر اتر پڑنا چاہا اور بعضے کہتے ہین کہ حر نے
بعد قیل و قال لسیاہ بمقتضاے سعادت ازلیہ یہ عرض کیا کہ آپ کا جہان دل چاہے تشریف لیجائیے مین
کوفہ پھرا جاتا ہون ابن زیاد سے کہونگا کہ مجکو حضرت امام علیہ السلام نہین ملے چنانچہ دنکو یہ باتین ہوئی تھین
کہ رات کو ابن زیاد شقاوت بنیاد کا ایک خط اس مضمون کا حر کے نام پونچا کہ اگر تو حسین ابن علی کی گرفتاری مین
پہلو تہی کریگا تو مین ایسی سزا دونگا کہ تو اسکا تحمل نہ ہوسکیگا پھر حر حاضر ہوا اور اسنے اس نامے کا حال عرض کیا
اور کہا کہ یا حضرت آپ کسی اور طرف چلے جائین تو بہتر ہی پھر جو گذریگا دیکھ لونگا چنانچہ حضرت امام حسین دوسری
محرم سالہ ہجری کو کربلا مین پونچے ترجمہ طبری وغیرہ مین لکھا ہی کہ جب امام علیہ السلام کربلا مین پونچے تو حر نے
بطریق خیر خواہی کے عرض کیا کہ عبید اللہ بن زیاد کی فوجین پہونچی جاتی ہین آپ کوچ کر کے شبا شب اور کہین
تشریف لیجائیے چنانچہ آپنے کوچ کر کے تمام شب قطع مسافت کی صبح کو جو دریافت فرمایا تو وہی زمین
کربلا موجود تھی اور بعضی روایتون مین ہی کہ اسدن سے سات راتین آپ کو برابر چلنے کا اتفاق ہوا پھر صبح کو
وہین تھے جہان سے کوچ کیا تھا اور آخر کو یہ نوبت پونچی کہ اونٹون کو مارتے تھے اور وہ اپنی جگھ سے نہ ہلتے تھے
اور جہان میخ گاڑتے تھے یا درخت سے لکڑی توڑتے تھے تو وہان سے خون جاری ہوتا تھا اور حق یہ ہی کہ شعر

پھرے تھے کربلا کی راہ کچھ سوچا حقیقت	دگرنہ رہبر عالم کہین رستہ بھٹکتا ہی	آپ نے پوچھا کہ یہ کون جگھ ہی لوگون نے
کہا کہ ہمکو کربلا کہتے ہین آپنے فرمایا شعر	این زمین ہست کہ آلودہ خون خواہد شد	علم سید ابرار نگون خواہد شد

بلا شک یہ مقام کرب و بلا ہی اور یہ مقام اونٹون کے بندھنے کا ہی اور یہ جگھ ہی اسباب رکھنے کی اور یہ مقتل اعوان
و انصار کا ہی جب آپ اس مقام پر اترے تو خاک کربلا زردہ ہوگئی اور ایک غبار عظیم اٹھا کہ چہرہ مبارک گرد آلود
ہوگیا اسوقت حضرت سیدہ زینب آپ کی بہن نے کہا اے بھائی اس جگھ میرا جی گھبراتا ہی آپنے فرمایا یہ مقام
شہیدون کا ہی صبر کرنا لازم ہی ترجمہ تاریخ طبری مین ہی کہ اس اثنا مین حضرت امام نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم با جماعت ملائکہ تشریف لائے ہین اور مجھے گود مین لے کے فرماتے ہین کہ اے نور العین مین
خوب جانتا ہون کہ دشمنان دین تیرے مارنے پر مستعد ہین یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہین اور تجکو درجہ

شہادت ملیگا بہشت تیرے واسطے آراستہ ہی اور تیرے والدین تیرے منتظر ہین اور دست مبارک اپنا میرے سینے پر رکھا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا چنانچہ یہ خواب حضرت امام نے اپنی اہل بیت سے بیان کیا سبنے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور رونے لگے **شعر** از حق بود صلوٰۃ و زحمت بود سلام بر حضرت محمد و بر آل او مدام

جب حضرت امام علیہ السلام کربلا مین نزول کش ہوے تو حر ابن یزید ریاحی مع اپنے لشکر کے حضرت امام کے مقابل اُترا اور ابن زیاد مایہ فساد کو خبر ہوئی اُسنے حضرت کو خط لکھا کہ مجکو یزید نے لکھا ہی کہ میری بیعت امام حسین سے طلب کر اگر بیعت کرین تو بہتر ورنہ لڑائی کے واسطے مستعد ہو حضرت نے وہ نامہ ابن زیاد کا پڑھا اور ڈالدیا اور قاصد سے کہا کہ اسکا جواب میرے پاس نہین ہی ہرکارہ ابن زیاد نے پلٹ کر حقیقت حال بیان کی اُس ناری کے غضب کی آگ بھڑک اُٹھی اور کہنے لگا کہ کون شخص مقابلہ حسین علیہ السلام پر جاتا ہی جب کسی نے اقبال نہ کیا تب تجویز ہوئی کہ عمر وبن سعد حاکم رے بڑا قسی القلب ور مکار ہی اُسکو بھیجنا چاہیے سو اُسکو پروانہ بھیجا اولاً اُسنے انکار کیا کہ مین سبط رسول اللہ کے مقابلے مین نہ جاؤنگا اور کسی کو تجویز کیجیے تب ابن زیاد بدنہاد نے ناراض ہوکر دوسرا پروانہ بھیجا اور کہا کہ اگر تجکو حکومت رے کی منظور ہو تو امام حسینؑ کے مقابلے پر جا ورنہین تو سند حکومت پھیر دے اور اپنے گھر بیٹھ مین دوسرے کو حاکم رے کا مقرر کرتا ہون جب نوشتہ ابن زیاد حامی طریقۂ نمرود و شداد کا ابن سعد بدکردار کے پاس پونہچا تو اُسنے دنیا کی طمع مین آکر اپنے لیے ذخیرۂ وبال و نکال اخروی جمع کیا اور اُسی دن کوفے کی طرف روانہ ہوا اور بہت جلد ابن زیاد کے پاس پونہچا اُسنے بائیس ہزار پیادہ وسوار اُسکے پاے نام کرکے کربلا کی طرف بھیجدیے اور کہدیا کہ پیچھے سے اور بھی فوج تیری کمک کو پونہچے گی اور یہی قصہ تھوڑی سی تغیر سے سبط ابن جوزی نے بھی تذکرۂ خواص الامہ فی ذکر حضرت الائمہ مین لکھا ہی اور بعضے محققین نے لکھا ہی کہ جب نامۂ اول ابن زیاد ملعون کا ابن سعد کو پونہچا تو اُسنے جواب مین لکھا کہ اس مقدمے مین بعد مشورے کے مین عرض کرونگا بعد اُسکے اپنے گھر آیا اور بیٹون سے صلاح پوچھی اُنھون نے کہا ای عمرو تیرے باپ سعد بن ابی وقاص جان نثار رسول اللہ حضرت امام حسین پر عاشق تھے تجکو یہ زیبا ہی کہ تو اُن کے مقابلے کو جائے تجکو شرم نہین آتی پس اُسنے انکار لکھا جب دوسرا نامہ ابن زیاد کا تاکیدی آیا اور حکومت رے کے جانیکا اندیشہ ہوا تب وہ دین کو دنیا کے بدلے کھو بیٹھا حمزہ ابن مغیرہ بن شعبہ اُسکے بھانجے نے کہا ای ابن سعد دنیا چندروزہ ہی حکومت اور سلطنت کچھ کام نہ آئیگی آخرت مین اسکا محاسبہ سخت ہوگا مقابلۂ امام سے اور کچھ تو نہ ملیگا مگر سرداری دوزخ کی البتہ ملیگی لیکن ابن سعد نے کچھ خیال نہ کیا اور پانچ ہزار سوار لیکر سیدھا کربلا مین آیا اور امام حسین علیہ السلام کے پاس پیغام بھیجا کہ تم اس مقام مین کیونکر آئے آپنے جواب دیا کہ مجھے تمھارے قاصد اور ہرکارے یہان لائے نہین تو مین کیون آتا مجھے کیا کام تھا تم لوگون نے

اپنا عہد توڑ دیا اب بھی اگر کوئی مانع نہو تو چلا جاؤن عمرو بن سعد خوش ہوا کہ شاید ابن زیاد سے صلح ہو جائے
اسواسطے یہ معاملہ ابن زیاد کو لکھا اُس شقی نے لکھا کہ تو بیعت یزید کی طلب کر اگر قبول کرین تو مجکو اطلاع دے
اور تا صدور حکم ثانی انتظار کر اس تحریر سے ابن سعد نے جانا کہ ابن زیاد صلح پر راضی ہی سو اُسنے وہ نامۂ سیاہ
اُس روسیاہ و بدخصال کا حضرت امام علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا حضرت نے فرمایا کہ مین ابن زیاد کے
قول پر عمل نہ کرونگا یہ خبر بھی ابن زیاد کو پہونچی اُسنے حصین ابن نمیر اور شبث ابن ربعی اور شمر ذی الجوشن
وغیرہ کو با فوج قاہرہ روانہ کیا اب بائیس ہزار پیادہ و سوار بمقابلۂ اولاد حیدر کرار اور اہل بیت رسول مختار
دشت کربلا مین جمع ہوگئی روایت ہی کہ عمرو بن سعد کو ابن زیاد نے لکھا کہ پانی کا بندوبست کرنا چاہیے حسین
اور اُنکے ہمراہی بالکل پانی نہ پائین چنانچہ ساتوین محرم الاسنہ ہجری مین انھین اشقیا مین سے پانسو سوار نہر فرات
پر مقرر کیے گئے اور پانی کی بندش ہوئی اور اہل بیت رسول اللہ پر عرصۂ زندگی تنگ ہوا اسوا لق ودق
ریت کا میدان جسپر خیمے کھڑے تھے نہ وہان کوئی درخت تھا جسکا سایہ ہو نہ کوئی صورت حیوان کی جسکو دکھا کے
بچون کے دل بہلائین وہ ریت کی گرمی وہ دوپہر کی دھوپ رات کی اوس اور دن کی پیاس اُسپر پانی سے
یاس اور پھر ننھے ننھے بچے غرضکہ خیمے مین ایک تلاطم پڑا تھا ہر طرف العطش العطش کا غل مچا تھا بعضے پیاس کے
مارے بیہوش اور بعضے سکتے کے عالم مین خاموش تھے انھین حضرت علی اصغر شیر خوار تھے **شعر**

کہا بانو نے شہ سے تیر چلتے ہین کلیجے پر — مر اُسنہ جب یہ بچہ تری سین آنکھو نسے تکتا ہی
درزمین کربلا ازبسکہ قحط آب بود — آب در چشم یتیمان گوہر نایاب بود

اور حضرت زین العابدین بیمار تھے **شعر** سارے اہل بیت کی زبانین بارے پیاس کے
سوکھ کر کانٹا ہوگئی تھین حتی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اشارے سے باتین فرماتے تھے **شعر**

پژمردہ غنچہ لب بگوئی تشنہ از عطش — در جوش آب خوردہ خس و خار کربلا

آپ کے انصار مین ایک شخص یزید ہمدانی
نام نے دوڑ کر عرض کیا یا ابن رسول اللہ ابن سعد مردود مدت کا میرا یار ہی یقین تو ہی کہ میری مروت سے
پانی دینے مین مضایقہ نہ کرے اگر ارشاد ہو تو اُس سے پانی کی استدعا کرون فرمایا اختیار ہی یزید ہمدانی ابن
سعد کے پاس گئے اور بغیر ادائے رسم سلام علیک بیٹھ گئے ابن سعد نے کہا بھائی ہمدانی تو نے رسم سلام
سنت اسلام کیون چھوڑ دی کیا مین مسلمان نہین ہون خدا و رسول کو نہین مانتا ہون ہمدانی نے کہا تیرے
اسلام کو اپنا سلام ہی تو دعوی مسلمانی کا کرتا ہی اور جگرپارۂ رسول نور دیدۂ بتول کا دشمن جانی بن کے
اُن کے خون کا پیاسا ہوا ہی بڑے افسوس کی جا ہی کہ کتے اور اور جانور فرات سے پانی پئین اور اہل بیت
نبوی ایک قطرۂ آب کو ترسین یہ کیا اسلام ہی اور کیا ایمان ابن سعد یہ سنکر دل مین پشیمان ہوا اور کہنے لگا

[illegible]

یہ تو سچ ہی لیکن حکومت رے سے مین دست بردار ہونہین سکتا ناچار یزید ہمدانی بغیر پانی لائے واپس آئے
اور سارا حال حضرت سے آکر عرض کیا امام علیہ السلام نے ستر ستر ہاتھ تک کنوئین کھدوائے مگر پانی نہ نکلا
نور العین مین ہی کہ حضرت نے اہل بیت کو جو پیاس سے پریشان دیکھا تو خود تلوار ٹیک کر اُن اشقیا سے متوجہ ہوکر
پوچھنے لگے کہ ای لوگو تم جانتے ہو کہ مین کون ہون اُنھون نے کہا ہان تم حسین ابن علی ہو فرمایا میرے جد کون تھے
کہا تمھارے جد پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ تھے فرمایا میری مان کون تھین کہا فاطمہ زہرا فرمایا یہ سب جانتے ہو
اور پھر میرے خون کے پیاسے ہوے ہو اور مجھے اور میری اہل بیت کو پیاسوں مارتے ہو اشقیا بولے کہ یہ ہم سب
جانتے ہین پر تھین پانی تو ایک بوند بھی نہ دین گے یون ہی پیاسا مارینگے آپ نے فرمایا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ رَبِّیْ وَ
رَبِّکُمْ مِنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ اور خیمے مین پلٹ ائے اُدھر اہل بیت کا یہ حال دیکھا کہ مارے
پیاس کے غش آنے لگے ہین عورتون کے دودھ خشک ہو گئے آنکھون سے آنسو چلنا موقوف ہو گیا ہی اطفال شیرخوار
ماؤن کی گود مین ماہی بے آب کی طرح پیاس سے تڑپتے ہین **شعر** | ای آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند
ہز ار رفت از تو لب تشنۂ حسین | رسالہ عبھری مین لکھا ہی کہ عمر وسعد نے آب فرات کو پس پشت کر کے
اپنا پڑاو ڈالا تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا خیمہ ریت مین تین کوس پر پانی سے دور تھا اُدھر
باوصف کھدوائے کنوؤن کے ستر ستر ہاتھ تک بھی پانی نہ نکلا اور ادھر قوم اشقیا سے فرزندان آل عبا
مالکان بر و بحر جگر گوشگان ساقی کوثر پر پانی کی روک تھی تمام لوگ پیاس سے بیتاب ہوے اور سب کے
حلق خشک ہو گئے کسی مین طاقت بات کرنے کی نتھی اشارہ و نیز بول چال کا مدار رہگیا تھا تین روز اہل بیت
رسول خدا نے تیمم سے نمازین پڑھین جب حضرت امام تشنہ کام سے اُن پیاسون کی تفتگی اور اُن بچون کی
تڑپ نہ دیکھی گئی تو آپ نے عباس علمدار کو تیس آدمی ساتھ کر کے پانی لینے کے لیے بھیجا لشکر عمر وسعد نے
پانی نہ لینے دیا بائیس آدمی شہید ہوے اور حضرت عباس زخمی ہو کر پلٹ آئے **شعر** | آلاف تحیات و سلام ہمیر
زان بعد شمار شہ دیندار توانکرد | ابن الاخضر نے یحیی ابن ابی بکر سے اور اُنھون نے اپنے بعضے مشایخ سے
نقل کیا ہی کہ حضرت امام اپنے مقام سے نکلکر اُن اشقیا کے روبرو کھڑے ہوے اور بعد حمد و ثنا ے خدا و نعت
محمد مصطفیٰ کے فرمایا ای لوگو کیا تم جانتے نہین ہو کہ مین کون ہون اور کس کی اولاد سے ہون اپنے دلون مین
سوچو تو کہ میری خون ریزی اور میری بیحرمتی تمھین روا ہی یا نہین کیا مین نبی کی بیٹی کا بیٹا نہین ہون کیا مین
رسول اللہ کے چچا کی بیٹے کا بیٹا نہین ہون کیا حمزۂ سید الشہدا میرے جد کے چچا نہین ہین کیا رسول اللہ نے
میرے اور میرے بھائی کے حق مین نہین فرمایا ہی کہ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یعنی حسن اور حسین جوانان بہشت کے

سردار ہین اور اسیطرح اور فضائل و مناقب بہت سے آپنے فرمائے اور یہ ارشاد صرف دشمنان دین کی قطع حجت کو تھا تاکہ دشمنون کو خدا کے سامنے کوئی حجت نہ رہی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا تہذیب التہذیب مین ہو کہ جعفر بن سلیمان زید سے روایت کرتے ہین کہ حضرت کا خیمہ جنگل مین ریت پر کھڑا تھا اور اعدا ہر طرف سے قتل پر آمادہ تھے آپ قرآن مجید پڑھتے تھے اور چشم مبارک سے بے اختیار آنسو بہتے تھے مین نے پوچھا کہ آپ یہان کیون آئے آپ نے فرمایا مین خود نہین آیا ہون کوفیون نے خط لکھے نہایت اصرار سے مجھے بلایا اب یہان اس حال کو پہونچایا کہ ہر طرف سے باران ظلم و ستم برساتے ہین اور ایک ایک قطرہ آب ہمکو اور ہمارے ساتھ والونکو ترساتے مین فسوس کیا ہو شعر

کشتی شکست خوردہ زطوفان کربلا	در خاک وخون فتادہ بمیدان کربلا	از آب ہم مضایقہ کردند کوفیان
خورش دشتند حرمت مہمان کربلا	باشند دیوود وہمہ سیراب زفرات	لب تشنہ باشد آہ سلیمان کربلا

اور اسی قصہ کو تھوڑی تغیر اور زیادتی کے ساتھ ابن حجر عسقلانی نے بھی تسدید القوس فی تلخیص مسند الفردوس للدیلمی مین یزید الرشک سے نقل کیا ہی اور نیز تہذیب التہذیب مین ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابن سعد کو لکھا کہ تو تین باتون مین سے ایک بات اختیار کر یا مجکو مکے جانے دے کہ مین وہان جا کر بیٹھ رہون یا ترکستان کی طرف کہ وہان کفار ترک سے جہاد کر کے شہید ہون اور اگر یہ دونون باتین منظور نہین تو مجکو یزید کے پاس بھیجدے وہان جو کچھ ہونے والا ہی ہوگا ابن سعد مردود نے جواب لکھا کہ مین ابن زیاد کو لکھتا ہون جو کچھ وہ کہیگا عرض کرونگا تامل کیجیے جب اُسنے لکھا تو ابن زیاد سرمایہ فساد نے کمال تہدید سے لکھا کہ مین نے تجکو لڑنے کے واسطے بھیجا ہے کہ صلح کے واسطے اگر حسین ابن علی بیعت کرین تو بہتر ورنہ قتل کر اور اگر تجکو تامل ہو تو مین تجھے معزول کر کے دوسرکو تیرا قائم مقام کر کے بھیجون جب نامہ ابن زیاد علیہ ما علیہ الی یوم التناد ابن سعد بدمآل کو پہونچا تو اُسنے صف قتال آراستہ کی اور حضرت امام عالی مقام سے کہلا بھیجا کہ مین نے ہر چند چاہا کہ تم یزید کی بیعت قبول کرو کہ مین تمھارے خون مین گرفتار نہون پر تمنے قبول نکیا اب لڑنے پر مستعد ہو جاؤ حضرت نے فرمایا آج مہلت دے ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے کہ جب حضرت امام علیہ السلام پر یہ سختی گذری اور مصیبت پڑی تو آپ کو نصیحت بھائی کی یاد آئی کہ اُنھون نے

سمجھایا تھا کہ ای حسین کوفیان بدعہد کے قول و فعل پر اعتماد نہ کرنا اور اُنکے بلانے سے زنہار کوفے نہ جانا وہ لوگ سخت نالائق ہین وہان جانا تمھارے حق مین بہتر نہین اور باعث کمال پریشانی کا ہوگا ترجمہ طبری مین ہی کہ حضرت امام علیہ السلام خیمہ مبارک مین تشریف لائے اور اہل حرم کو نصیحت کی کہ صبر بہت اچھی چیز ہی اور اللہ نے صبر کا بڑا اجر رکھا ہی خبردار ایسا نہو کہ تم صبر اور استقلال کو ہاتھ سے دو اور ہماری ثابت قدمی مین کسی طرح سے فرق آئے اور رونا نہین پھر آسمان کی طرف مُنہ کر کے کہا کہ خداوندا تو جانتا ہی کہ کوفیون نے مجھسے بیعت کی اور پھر عہد شکنی کی اسکا انصاف تیرے ہاتھ ہی اور خیمے سے باہر آکر انصار سے فرمایا کہ مین تمسے نہایت راضی اور خوش ہون تمنے حق رفاقت جیسا چاہیے ادا کیا اسکی جزا اللہ تمکو دے اب کیفیت یہ ہی کہ ہم لوگ کم ہو اور دشمن بہت اس سے میرے نزدیک مناسب ہی کہ مین تمکو بیعت سے علیحدہ کرون جدھر تمھارا جی چاہے چلے جاؤ مجکو یہ منظور نہین کہ میرے ساتھ تمھاری بھی جان جائے اور مین تو اپنی زندگی سے ناامید ہی ہون خیر جو کچھ میرے باب مین منظور الٰہی ہوگا وہ ہوگا بہر کیف مین تابع فرمان حق ہون انصار نے یہ سُنکر آنسوؤن کے دریا بہا دیئے اور عرض کیا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین یہ کوئی بات ہی کہ ہم ایسے وقت مین آپکا ساتھ چھوڑ دین تنہا آپ رہجائین آخر جناب رسول خدا اور علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کو کیا مُنہ دکھا ئینگے دولت شفاعت محمدی کیونکر پائینگے ہم آپ پر قربان ہین پہلے ہم ہی اپنی جان نثار کرینگے انصار کی جان نثاری کی تیاری دیکھکر آپ نہایت خوش ہوے اور آپنے واسطے ادا کرنے سنت اپنے جد پیغمبر علیہ السلام کے جیسا مدینے مین جنگ احزاب مین ہوا تھا خندق گرد اپنے لشکر کے کھدوائی اور فرمایا کہ اُسمین آگ بھر دو کہ کوئی اعدا مین سے اندر نہ آنے پائے اور ایک راہ آمد و رفت کی رہے جب خندق اسطرح کے تیار ہوگئی تو مالک ابن حوزہ لشکر عمرو بن سعد سے آیا اور اُس خندق کے مقابل کھڑا ہو کر پکارا کہ ای حسین بن علی تمنے بڑی جلدی کی ابھی سے آگ لے لی آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہی ای خدا کے دشمن اور لوگون سے پوچھا کہ اِسکا نام کیا ہی لوگون نے کہا مالک ابن حوزہ آپ نے بددعا کی کہ خداوندا اسکو دنیا ہی مین جلا فوراً آپ کی دعا قبول ہوئی مالک نے گھوڑا کدایا وہ دوڑا لگام اُسکے ہاتھ سے جاتی رہی وہ ہر طرف سے کودتا پھرتا تھا یہان تک کہ وہ مردود زین پر سے گر پڑا رکاب مین پیر اُسکا اٹکا گھوڑا یہ دیکھکر اور بھڑکا دوڑتا پھرتا اور اُسے گھسیٹتا جب خندق کے کنارے پر پونھچا تب اُسکا پیر رکاب سے نکلا وہ خندق مین گرا اور چلاتے چلاتے اُسی آگ مین جل بھُن کر مر گیا حضرت نے سجدۂ شکر ادا کیا اور با آواز بلند فرمایا کہ الٰہی مین اہل بیت رسول ہون تو میرا انصاف کر محمد بن اشعث نے پکارا کہ آپ کو پیغمبر خدا سے کیا قرابت ہی جسپر اتنا لاف و گزاف کرتے ہین آپ کا دل کڑھا دعا فرمائی کہ الٰہی مجکو ابن اشعث فرزند رسول نہین جانتا اور بیجا یا قطع نسب کرتا ہو اسکو ذلیل فرما اُسی وقت

ابن اشعث پیشاب کو بیٹھا بچھوے نیش مارا اسکی تکلیف سے تمام لشکر مین وہ ننگا پھرا اور اسی حال مین وہ بھی داخل نار ہوا لکھا ہی کہ لشکر ابن سعد سے ایک مرد نکلا اُسنے حسینی لشکر والون سے کہا دیکھتے ہو پانی فرات کا کیسا چمکتا ہی مگر واللہ تم ایک قطرہ نپاؤگے پیاسے ہی دنیا سے جاؤگے حضرت امام حسین علیہ السّلام نے یہ سنکر کہا الٰہی اسکو آج ہی پیاسا مار اُسکو اُسیوقت پیاس شروع ہوگئی اور اُسکی شدت مین ایسا بدحواس ہوا کہ گھوڑے سے گرا گھوڑے سنے روندکر اُسکی ہڈیان اور پسلیان چورکردین بعد اُسیوقت داخل نار ہوا کامل ابن اثیر مین بعد نقل قصہ ابن حوزہ کے لکھا ہی کہ مسروق بن وائل حضرمی نے کہا ای کاش اگر مین حضرت امام کا سر کاٹ لیتا تو ابن زیاد کے یہان میری وقعت زیادہ ہوتی جب اُسنے ابن حوزہ کا یہ حال دیکھا تو اِس خیال سے فوراً پلٹ گیا اور کہنے لگا کہ مین نے آپ کی یہ کرامت دیکھی ہی اب مین آپسے نہ لڑونگا انتہیٰ مگر اُسمین یہ حکایت اتنی ہی ہی کہ ابن حوزہ نے آگے بڑھکر پوچھا کہ تم مین حسین ہین کوئی نہ بولا اُسنے تین مرتبہ پوچھا تب لوگون نے کہا کہ ہین تیری کیا حاجت ہی کہنے لگا ای حسین تمکو بشارت ہو دوزخ کی نَعُوذُ بِاللہِ آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہی مین بہشتی کرونگا رب رحیم اور شفیع مطاع کے پاس تو کون ہی کہا ابن حوزہ تب آپ نے ہاتھ اُٹھاکر یہ بددعا کی نقل ہی کہ نوین محرم کو ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو بتاکید تمام لکھا کہ آج ہی سے لڑائی شروع ہو خبردار امام کی رعایت کا نام بھی نہونے پاے یہ خط پڑھکر وہ نابکار مستعد کارزار ہوا جنگ کا نقارہ بجا آپ نے عباس علمدار سے فرمایا کہ ای بھائی جاؤ اور اُس قوم سے پوچھو کہ کیون آئے ہو کیا کام ہی حضرت عباس علمدار کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر مقابل لشکر عمرو بن سعد آئے اور فرمایا تمھاری غرض آنے سے کیا ہی کہا ابن زیاد کا فرمان آیا ہی کہ آپ سے بیعت لو اگر کرین تو بہتر ورنہ لڑو حضرت عباس نے فرمایا ٹھیرو مین جاکر خبر کرتا ہون آپ نے آکر حال بیان کیا حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا اُن سے آج کی مہلت کو کہدو اُنھون نے آکر کہا مجبوری اشقیا نے مہلت دی اب حال کیا لکھون کہ خود سیاہی اس غم مین سیہ پوش ہی اور دوات رنج والم سے مدہوش جو بیان ہی وہ نشتر رگ جان ہی جو بیت ہی وہ بیت احزان ہی ہر مصرع مصرعۂ غم ہی ہر نقطہ قطرۂ دم ہی ہر سطر صف ماتم ہی ہر حرف حلقہ نشین الم ہی **اشعار**

فریاد کہ یارای سخن نیست زبان را | بربستہ غم و غصہ و نطق و بیان را
حکایتہاے خون کربلا بہ | کہ از شنجرف اشک خون نویسم

ظہور صبح عاشورا جب صبح عاشورای مصیبت نے افق شہادت سے طلوع کیا اور خورشید خنجر گذار اس واقعہ کی دہشت سے بام نیلی حصار پر لرزان نکلا تو امام تشنہ کام نے تیمم کرکے نماز آخر فجر کی ادا کی ہنوز دعا سے فارغ نہوے تھے کہ لشکر اعدا مین نقارہ بجنے لگا اُدھر اشقیا آمادۂ ستمگاری تھے اُدھر شوق شہادت کی بیقراری آپ ناقے پر سوار ہوکر لشکر ابن سعد کے مقابل تشریف لائے پہلے خطبہ پڑھا بعد حمد و نعت کے اُن اشقیا سے مخاطب ہوے کہ ای لشکریان یزید مرید سمجھو تو کہ نصاری سُم خر عیسی علیہ السلام کی اب تک تعظیم کرتے ہین اور یہود جو کوئی

اثر آثار موسی علیہ السلام مین سے پاتے ہین تو اسکو دل و جان سے عزیز رکھتے ہین اور مین تمھارے نبی کا نواسہ شیر خدا کا بیٹا فاطمہ زہرا کا لخت جگر حسن کا برادر ہون مجکو تمھارے پیغمبر نے بیٹا کیا ہی سو تم میرے قتل پہ آمادہ ہو مین نے کسی کا خون کیا ہی جسکا عوض لیتے ہو کسیکا کچھ مال لیا ہی جسکے مطالبے مین مجکو تنگ پکڑتے ہو یا اور کوئی دعوی ہی جسپر مجھے اتنا عاجز کرتے ہو مین دنیا سے منہ پھیرے مدینے مین اپنے جد کے مزار پر بیٹھا تھا وہان تم نے بیٹھنے نہ دیا آخر وطن چھوڑا مکے مین قیام کیا تمنے وہان سے بھی خطوط بھیجکر بلوایا یہان بلاکر اب ہزار طرح کا ریج پونہچایا کیا نبی زادے کی یہی قدردانی کرتے ہین کیا مسافر غریب کی یہی مہمانی کرتے ہین کچھ تو بھی خدا کو کیا جواب دوگے عجب تماشا ہی کہ کئی دنون کا پیاسا ہون کوئی ایک قطرۂ آب بھی نہین دیتا ہر شخص خون ہی کا پیاسا ہی اچھا بتاؤ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوگے اشعار

بیا بہ بین کہ چہا کردۂ بجای حسین
روا بود کہ بخاک و بخون کنی غرقہ

خدا است حاکم و دعوی گر است پیغمبر
رخ منور و گیسوی مشک سای حسین

بروز واقعہ اے ظالم خدا ناترس
چگونہ میدہی انصاف ماجرای حسین

پس جب اس اتمام حجت کا جواب دشمنان بے دین نے کچھ نہ دیا تب امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی حجت اب تمپر ہی مجھپر نہین یہ فرماکر ناقے سے اترے اور گھوڑے پر سوار ہوکر صف لشکر آراستہ فرمائی اور سب سے فرمایا کہ تم کوئی اپنی طرف سے لڑنے مین سبقت نہ کیجیو اسی طرف سے ابتدا ہونے دو شمر علیہ الستحقہ نے ابن سعد سے کہا کہ وقت مہلت ہو چکا اور خود آگے بڑھا اور ایک تیر لشکر پر مارا اور فخریہ کہنے لگا کہ سب گواہ رہو کہ اول لشکر امام حسین پر مین نے تیر مارا ہی بعد اسکے دو غلام ابن زیاد کے زیاد و سالم نکلے اسطرف سے دو بہادر ایک حیدر ابن مطہر دوسرے یزید ابن حسین ان کے مقابل ہوے اور دونون کو قتل کر آئے پھر معقل ابن یزید لشکر یزید سے نکلا اسکو بھی یزید ابن حسین نے مارا بعد اسکے دوسرا نکلا وہ بھی انھین کے ہاتھ سے مارا گیا پھر مزاحم ابن حرث نکلا اسکو نافع ابن ہلال نے تہ تیغ کیا اسی طرح جو کوئی فوج مخالف سے نکلا مارا گیا با اینہمہ ہر مرتبہ امام علیہ السلام خود بسبب شجاعت طبعی کے مقابلے کا قصد کرتے تھے اور انصار جانے نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہم لوگون مین سے ایک بھی باقی رہیگا تب تک آپ جانے نہ پائینگے انصار کی مردانگی کی یہ کیفیت تھی کہ مخالف کو اسطرح جھٹ پٹ مار لیتے تھے جیسے کتے کو مارتے ہین جب شامیون نے دیکھا کہ اسطرحکا مقابلہ کہ ایک شخص ایک شخص کا مقابلہ کرے سخت مشکل ہی اور ایسی حالت مین ایک ہی انصاری سارے لشکر کو کافی ہوگا تب یہ تجویز کی کہ دس دس آدمی ایک ایک انصاری کے مقابل ہون چنانچہ دس آدمی ایک مسلمان کے مقابل ہونے لگے مگر تاہم یہ حال تھا کہ کوئی نامرد نزدیک نہ آتا دور ہی سے تیر اندازی کرتا اور جو بہادر صف اسلام سے نکلتا کئی نامردونکو شہید کر ڈالتے یہان تک کہ پچاس انصار سے زائد شہید ہوے تنزل لا برا مین ہی کہ جب ادھر سے پچاس آدمی سے زیادہ نے شہادت پائی تو حضرت سید مظلوم نے

بآواز بلند فرمائی کہ اَمَا مِنْ مُغِیثٍ یُغِیثُنَا بِوَجْہِ اللّٰہِ اَمَا مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
یعنی ہی کوئی فریاد کو پہونچنے والا کہ خدا کے واسطے آئے اور حرم رسول اللہ کو بچائے تمپر افسوس ہی کہ نبی کا کلمہ
پڑھتے ہو اور نبی کی تصویر مٹانے سے باز نہیں آتے سبحان اللہ کیا شفقت تھی آپکے اپنے نانا کی امت پر کہ
اس حزن وبکا سے بھی غرض یہی رہی کہ شاید کوئی با ایمان یون ہی راہ پر آجائے رونے ہی پر ترس کھاکر
اپنے آپ کو دوزخ سے بچائے اب بھی چہرہ نگار سعادت ہو جائے یہ فرماتے اور شعر | شہ یہ ہی کہتے تھے شوق جرمین یون سوئے میدان
مجھے کوئی آنے کی کسیکے راہ تکتا ہی | **شہادت حر** ناگاہ حر بن یزید ریاحی نے جو لشکریان عمرو بن سعد
کے سرداروں مین سے تھے یہ فریاد امام کی سنکر گھوڑا دوڑایا اور عمرو بن سعد سے کہا کیا تو امام سے ضرور لڑیگا
اُسنے کہا بیشک ضرور لڑونگا حر نے کہا کل خدا کے سامنے کیونکر جائیگا رسول خدا کو کیا مُنہ دکھائیگا یہ کہکر
گھوڑا کودتا امام تشنہ کام کے پاس آیا اور کہا یا ابن رسول اللہ پہلے جو تمسے لڑنے آیا تھا مین تھا اب
پھر مین ہی آیا ہون کہ سب سے پہلے جان نثاری کرون میری توبہ قبول ہو آپنے فرمایا ای حر جب بندہ توبہ کرتا ہی
اور بعجز واستغفار پیش آتا ہی تو حق تعالی اُسکے سب گناہ معاف فرماتا ہی **رباعی**

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ	گر کافر وگبر وبت پرستی باز آ
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ	این درگہ ما درگہ نومیدی نیست

مین تجھسے راضی ہوا تیرا قصور معاف کیا حر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو کہ آپ کے لشکر مین پہلا مقتول مین ہون
اور آپ کے جد کی شفاعت پاؤن آپ نے اجازت دی اور حر بن یزید لشکر اشقیا پر شیر کی طرح جھکا نقل ہی کہ
کہ جب عمرو بن سعد نے یہ دیکھا تو گھبرایا اور پوچھا یَا وَیْلَکُمْ مَنْ ھٰذَا ای لوگو افسوس تمکو یہ کون ہی لوگون نے
کہا حر بن یزید ہی اور اُسکا بیٹا جو تم سے پھر گئے اور حضرت امام علیہ السلام کی مددگارون مین مل گئے
ابن سعد نے انھین سے ایک شیطان صفوان بن حنظلہ نام کو بھیجا کہ تو حر کو سمجھا کر یہان پھیر لا اگر نہ آوے تو
قتل کر صفوان نے آکر بہت نصیحت کی حر نے کہا یہ تیری عقل سے بعید ہی تو جانتا ہی کہ یزید فاسق اور شارب خمر
ہی اور حسین پاک اور صادق اور نور دیدۂ رسول مقبول مین پس اُنکی رفاقت کرنا چاہیے یا یزید طرید کی
صفوان نے کہا یہ تو سچ ہی مگر دولت تو یزید کے پاس ہی اور ہم لوگ سپاہی پیشہ مال کے محتاج ہوتے ہین
نہ تقوی اور طہارت کی حر نے کہا ای صفوان تو حق پوشی کرتا ہی تیرا کلام منافقانہ ہی تب صفوان نے نیزہ مارا
اور حر بن یزید بچا گئے اور وہی نیزہ چھین کر اُس سے صفوان کو ہلاک کیا بعد اُسکے صفوان کے اور دو بھائی
دوڑے اور صفوان پر آگرے حر نے اُن دونون کو بھی قتل کیا غرض جو شقی ہاتھ لگا اُسکو تہ تیغ کیا حر میدان
سے پھر کر خدمت امام برحق مین حاضر ہوے اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ تم مجھسے راضی ہو آپنے فرمایا تجھسے
خدا اور رسول راضی ہین پھر میدان مین آئے اور لڑنا شروع کیا پھر تھوڑی دیر مین کشتون کے پشتے لگا دیے

اسمین مخالفین نے حر کی گھوڑے کو پی کیا حر گھوڑے سے جدا ہوکر نیزہ و تلوار سے وار کرنے لگے مخالف اسکو دیکھکر دنگ تھے جب حضرت نے دیکھا کہ حر پیادہ پا لڑتے ہین تو آپ نے ایک گھوڑا حر کی سواری کے واسطے بھیجا وہ اسپر سوار ہوکر لڑنے مین مصروف ہوگئے اور اسقدر لڑے کہ نیزہ اُنکا ٹوٹ گیا تلوار آبدار ہاتھ مین لی جسکی کمر مارتے دو ٹکڑے کر دیتے جسکے سر پر مارتے سینے تک شگاف کر دیتے یہان تک کہ عمرو بن سعد کے علمدار تک پہونچے اور جا پاکر اُسکے علم اور علمدار کو بھی دو قلم کر دین کہ شمر ملعون نے فوج کثیر سے حملہ کیا اور سب طرف سے تیر اور نیزے پڑنے لگے قصور ابن کنانہ نے حر کے سینۂ بے کینہ پر نیزہ مارا زخم تو کاری لگا مگر اُس مرد کارزاری نے جھپٹ کر ایک تلوار اُسکے سر پر ایسی ماری کہ سینہ تک کاٹ گئی قصور پر قصور وصل جہنم ہوا حضرت امام علیہ السّلام گھوڑا دوڑا کر حر کے پاس پہونچے اور اُسکو اُٹھا کر اپنے لشکر مین لائے اور اپنے زانوے مبارک پر حر کا سر رکھا اور آستین مبارک سے اُسکا منہ پاک کرتے تھے کہ حر نے آنکھین کھولکر حضرت کی طرف نظر کی اور نقد جان کو رونما اُس رخ زیبا کا بنایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضرت اور آپ کے یار بہت روئے بعد اُسکے مصعب و علی وغیرہ بھی اسیطرح شہید ہوے جب اعوان و انصار سب شہید ہوگئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اب میری نوبت ہے اور لشکر امام مین سوا اُنیس ۱۹ آدمیون کے کوئی لڑنے والا نتھا اور وہ سب بھائی بھتیجے بھانجے آپ کے تھے اُن عزیزون نے عرض کیا کہ جب تک ہم مین سے کوئی باقی رہیگا تب تک آپ مقابلہ مخالف کو جانے نہ پائین گے ہم ہی اُن اشقیا کو جا کر ماریںگے آپ سب کی طرف بنظر شفقت دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے خود بھی روئے اور سب حضار بھی روئے اور فرمایا افسوس تم سب ہمارے سامنے مارے جاؤ گے اور ہم یہ حال کھڑے دیکھتے رہین گے ہم سے کیسے ہوگا آخر کلیجے کو تھام کر ہر ایک کو اجازت لڑنے کی دی

شہادت حضرت عبد اللہ بن مسلم

حضرت کے اقارب قریبہ مین سے پہلے جو لڑنے کو آئے وہ عبد اللہ بن مسلم تھے اُنھون نے آکر عرض کیا یا ابن رسول اللہ مجکو اجازت ہو کہ مین اسپ ہمت میدان سعادت مین دوڑاؤن اور سلام آپکا مسلم بن عقیل کو پہونچاؤن آپ نے فرمایا یہ کیا کہتے ہو تمھین تو ایک بھائی کی نشانی رکھے ہو تمھارے باپ کی داغ جدائی سے ابھی دل خالی نہین ہوا ہے ستم ہے کہ اسپر اب تم اپنا داغ بھی دوسرا جایا چاہتے ہو تم اپنی مان کو لیکر کسی اور طرف چلے جاؤ کہ تمھارا بچ جانا غنیمت ہے یہ لوگ میرے ہی خون کے پیاسے ہین مجھے چھوڑکر دوسری طرف نظر نہ ڈالین گے اُنھون نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین مین آپ کو چھوڑکر کہین اور جا سکتا ہون مین تو آپ ہی کے پاس رہونگا اور لڑکر درجۂ شہادت لونگا حضرت امام علیہ السلام اُن کی اس جان نثاری کی تیاری کو دیکھکر خوش ہوے اور گود مین اُٹھایا اور رو کر اُنکو اجازت دی عبد اللہ نے گھوڑا میدان مین ڈالا اور رجز پڑھکر لڑنا

شروع کیا کشتون کے پشتے لگادیے عمرو بن سعد نے قدامہ بن اسد فزاری کی طرف دیکھکر کہا اے قدامہ اب تو ہی دلیرانہ اس جوان کی طرف متوجہ ہو کہین یہ بلاے ناگہانی ٹلے ورنہ یہ ایک لاکھون پہ بھاری ہے قدامہ نے ہتیار لگائے اور میدان کارزار مین آیا عبداللہ نے اسپر حملہ کیا اُسنے خالی دیا اسیطرح جب عبداللہ اُسپر حملہ آور ہوتے تو وہ داہین بائین گھوڑا بچا جاتا اور یہ اُسکے گھوڑے کی رکاب پہ نہ پاتے کہ تا ہی اپنا گھوڑا تیز دوڑاتے اسواسطے کہ انکا گھوڑا کئی دن سے بے آب ودانہ تھا دو قدم چلکر تھک جاتا جب عبداللہ دوڑسے تھکے تو نیزہ ہاتھ سے پھینکدیا اور تلوار کھینچکر ایک گوشۂ میدان مین کھڑے ہو گئے قدامہ نے جب دیکھا کہ عبداللہ نے نیزہ پھینکدیا تو خوش ہوا اور گھوڑا اٹھاکر آیا اور نیزہ انکے سینۂ بے کینہ پر مارا آپ نے اپنے آپکو خم دیکر اس وار کو خالی دیا اُسنے جو چاہا کہ دوسرا حملہ کرے آپ نے لپک کر ایک تلوار ماری اسکا آدھا کلا اُڑ گیا پھر ایک ہاتھ اور مارا اور کمربند پکڑ کر گھوڑے سے زمین پر پٹکا اور اُسکے گھوڑے پر خود سوار ہوے اور اپنا گھوڑا اعلام کو دے دیا پھر نیزہ زمین سے اُٹھاکر مبارز طلب کیا اور یہ رجز پڑھا جسکے بعض کا ترجمہ یہ ہے **اشعار**

امروز بہ بینم جان سوختہ جانرا	پیش شہ مظلوم کشم روح روانرا	با دولت جاوید در آغوش در آرم
در روضۂ فردوس عروسان جنانرا	زان پیش کہ بن سیر بخلوت نشینم	با خاک برابر کنم این جملہ سگانرا

راوی لکھتا ہے کہ سلامہ بن قدامہ عبداللہ کی شجاعت دیکھکر عمرو بن سعد سے کہنے لگا کہ مین بہت لڑائیان لڑا اور بہت مبارزان کارزار اور دلیران کارزاری کو دیکھا مگر اس ہاشمی جوان کا سا جری مین نے نہین دیکھا القصہ تمام سپاہ روسیاہ یہ حرب وضرب دیکھکر ترسان وہراسان تھے کسی مین اتنی ہمت نہ تھی کہ سامنے آئے پہلے عبداللہ ذرا ٹھیرے پھر جب دیکھا کہ اب کوئی بھی سامنے نہین آتا تب پیاس سے بیتاب ہو کر حملہ کرنے لگے اور میمنہ و میسرۂ لشکر اہل کین کو زیر وزبر کرتے ہوے چلے کہ اپنے لشکر مین آئین ناگہان پیادگان لشکر اشقیا نے اُنکو گھیر لیا اور ضراع دمشقی نے پیچھے سے آکر ایک تلوار ماری کہ اُنکے گھوڑے کے پیر کٹ گئے عبداللہ آہستہ آہستہ اُترے اتنے مین نوفل بن مزاحم حمیری نے نیزے سے اور بعضے کہتے ہین کہ عمر بن صبیح صدائی نے زخم تیر سے اس خلاصۂ خاندان عقیل کو قتل کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ **اشعار**

دریغ و درد کہ خورشید آسمان کمال	نزول کرد زاوج شرف ببرج زوال	ہمای روح شریفش کشاد بال و برفت
ازین نشیمن فانی باشیان وصال		

نور العین مین ہے کہ عبداللہ نے نوے آدمی مارے **فائدہ** عبداللہ بن مسلم اور انکے ایک بھائی اور تھے علی بن مسلم ان دونون کی مان حضرت رقیہ بیٹی جناب امیر کرم اللہ وجہہ کی تھین کذا فی معارف ابن قتیبہ اور حضرت رقیہ کی والدہ ام حبیب صہبا تغلبیہ ام ولد تھین یہ حضرت خالد بن ولید کی

لڑائی مین جو عین التمر پر مرتدون سے ہوئی تھی قید ہو کر آئی تھین جناب امیر علیہ السلام نے ان کو مول لے لیا
یہ اور عمر اکبر دونون حقیقی بھائی بہن ہین کذا فی نور الابصار حاشیہ کبیر مین جو منہج پر ہی باب لوصایا مین لکھا ہی کہ
تغلبی نسبت ہی ایک قبیلے کی طرف جسکو تغلب کہتے ہین اور فصول المہمہ مین ہی کہ یہ دونون توام پیدا ہوے تھے
اور عمر اکبر کا سن پچاسی برس کا تھا انتہی بقدر الضرورۃ جمہور مورخین اور اہل سیر اسپر متفق ہین کہ حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی رقیہ نام ایک ہی تھین جو حضرت فاطمہ کے سوا اور بی بی سے تھین مگر لیث بن سعد
اور دارقطنی کہتے ہین کہ حضرت رقیہ حضرت فاطمۂ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہین اور مین نے دیکھا
بعضون کو کہ اُنھون نے صاف لکھا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دو صاحبزادیون کا نام رقیہ تھا ایک رقیہ
کبریٰ اور دوسری رقیہ صغریٰ پہلی حضرت فاطمہ سے تھین اور دوسری ام حبیب سے واللہ اعلم شیخ اجہوری نقل
کرتے ہین کہ سیدہ رقیہ جب مدینے سے تشریف لائین تو اُن کو ایک شخص آل یزید سے ملا اُسنے اِن کے مار ڈالنے کا
ارادہ کیا جب ہاتھ اُٹھایا تو اُسکا ہاتھ ہوا مین اُٹھا ہی رہگیا اور وہ گر کر مرگیا شعرانی نے منن کے دسوین
باب مین لکھا ہی کہ حضرت علی خواص نے فرمایا کہ حضرت رقیہ اُس مشہد مین ہین جو قریب ہی جامع مسجد خلیفہ
امیر المومنین کے گھر سے اور اُنکے ساتھ ایک گروہ اہل بیت کا ہی اب اُسکو جامع شجرۃ الدر کہتے ہین اور یہ جامع
بائین جانب حضرت سیدہ نفیسہ کی ہی اور جس مکان مین سیدہ رقیہ ہین وہ اُسکی داہنی جانب ہے اُس کے
دروازے کے پتھر پر یہ شعر لکھا ہی **شعر**

بُقعَۃٌ شَرُفَت بِآلِ النَّبیّ	وَبِنتِ الرِّضَا عَلِیٍّ رُقَیَّۃ

صاحب نور الابصار کہتے ہین کہ مجھسے بعض شامیون نے کہا کہ سیدہ رقیہ بنت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ضریح دمشق
شام مین ہی اُن کے مزار کی دیوارین خراب ہوگئی تھین لوگون نے چاہا کہ اُنکو گروا کر نئی بنوائین مگر کسیکو مارے
ہیبت کے جرأت نہوئی کہ اُسمین در آئے پس اہل بیت مین سے ایک صاحب سید ابن مرتضیٰ نام اُنکے مزار مین اُترے
اور اُنکی لاش پر کپڑا ڈالکر اُسکو نکالا معلوم ہوا کہ جب اُنکی وفات ہوئی تھی تو وہ صغیرہ ہی تھین اور مین نے
بعض افاضل سے جو یہ معاملہ بیان کیا تو اُنھون نے بھی اپنے بعضے شیوخ سے مجھسے یہی نقل کیا انتہی اور اسعاف الراغبین
سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ انکا انتقال صغر سن ہی مین ہوا قبل بلوغ کے مگر معارف ابن قتیبہ سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ یہ صاحب اولاد ہوئین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور نیز معارف مین ہی کہ نکلی تھی اولاد عقیل کی حضرت امام حسین کے ساتھ
اور ان مین سے نو آدمی مارے گئے تھے اور مسلم بن عقیل اُن سب مین بڑے بہادر اور شجاع تھے

شہادت پسران عقیل

جب جعفر بن عقیل نے اپنے بھتیجے کو کشتہ اور خون مین آغشتہ دیکھا تو بہت روئے اور حضرت امام علیہ السلام
سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آئے اور یہ رجز پڑھا جسکا ترجمہ ابو المفاخر نے یون لکھا ہی **اشعار**

قرة العین عقیل و من مولای حسین
قرة العین نبی چشم و چراغ ثقلین

دل و دین پاک ز آلایش ہر تہمت و شین
این حسین ابن علی ست کہ جبریل امین

پسر عم منست این شہ و شہزادہ کہ ہست
پرورش دادہ و راد رجلال اجتبین

اور لڑنا شروع کرد یا جو مبارز آتا تھا فوراً جان دیجان سے جاتا تھا خون اشقیا سے میدان کارزار لالہ زار ہو گیا
نورالعین مین ہی کہ انھون نے پندرہ آدمی مارے آخر اُن لوگون نے آپ کو گھیر کر نیزہ و تیر کی بوچھار کردی غرض عاقبت کار
اُس تشنہ دہن کی کشتی حیات گرداب اضطراب مین پھنسکر دریاے شہادت مین غرق ہوئی اور گوہر شرف شہادت
اُس غواص بحر شہامت کے ہاتھ آیا اُن کے بعد اُن کے بھائی عبدالرحمن بن عقیل لڑنے آئے وہ بھی اپنی جلادت
اور شجاعت مین اپنے بھائی کے بھائی نکلے اُنھون نے پچاس آدمی مارے آخر عبداللہ بن عروہ خثعمی کی تیر سے
شہادت پائی کامل مین ہی کہ جعفر بن عقیل کا قاتل بشر بن خوط ہمدانی تھا اور عبدالرحمن بن عقیل کا قاتل عثمان
بن خالد جہنی تھا **فائدہ** عقیل بن ابی طالب دس برس اپنے بھائی جعفر سے بڑے تھے حدیبیہ سے پہلے
مسلمان ہوے اور شـنہ مین مدینے مین ہجرت کر کے آئے انکی وفات خلافت امیر معاویہ مین ہوئی اِن کی
بصارت جاتی رہی تھی قبر انکی بقیع مین ہی ابن قتیبہ نے کہا کہ عقیل کی اولاد یہ تھی مسلم عبداللہ محمد رملہ
عبیداللہ یہ ام ولد سے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت مسلم بن عقیل کی والدہ نبطیہ تھین آل فرزندا سے اور
عبدالرحمن اور حمزہ اور علی اور جعفر اور عثمان اور زینب اور فاطمہ اور اسما اور ام ہانی یہ اور مختلف بطنون سے ہین
اور یزید اور سعد اور جعفر اکبر اور ابو سعید یہ اور سے ہین اور اسما ریاہی تھین عمرو بن علی ابن ابی طالب کو

شہادت فرزندان حضرت عبداللہ بن جعفر طیار

جب اولاد عقیل سب شہید ہو گئے تو نوبت فرزندان عبداللہ ابن جعفر طیار کی آئی سب سے پہلے محمد بن
عبداللہ بن جعفر حاضر حضور امام علیہ السلام ہوے اور عرض کیا کہ ای شاہباز بلند پرواز اوج ولایت
واے عنقاے آسمان ہمایے قاف قرب و ہدایت مجھے بھی اجازت ہو حضرت نے اجازت دی اُنھون نے میدان
کی طرف رخ کیا اور رجز پڑھا نورالایمہ نے اُس رجز کا ترجمہ یون لکھا ہی کہ ای کوفیان بدانجام و ای نااہلان شام

شما با شما کارزار خواہم کرد
تا کنم دست ظالمان کوتاہ
شکوہ در پیش جعفر طیار

بر شما کارزار خواہم کرد
پا بجرب استوار خواہم کرد
از شما بیشمار خواہم کرد

وز برای حسین ابن علی
کین خود از شما بخواہم خواست

جان خود را نثار خواہم کرد
خشم خویش آشکار خواہم کرد

پھر لڑے اور روے میدان کو مغز سرہاے اشقیا سے
چرب کر کے آخر شہادت پائی اِنھون نے دس آدمی مارے ان کے بھائی عون بن عبداللہ بھائی کا حال دیکھکر
بے اختیار ہو گئے اور لڑنے لگے اُنھون نے ستائیس آدمی مارے آخر کار رخت حیات مستعار سر پر اُٹھا کر منزل
بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ مین جا اُتارا کامل مین ہے

کہ محمد بن عبداللہ بن جعفر کا قاتل عامر بن نہشل تیمی تھا اور عون بن جعفر کا قاتل عبداللہ بن قطبۂ طائی تھا
فائدہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب انکی کنیت ابو جعفر ہی حبشہ مین پیدا ہوے اور یہ اجود عرب تھے انکی
وفات مدینے مین ہوئی یہ قول ابی الیقظان کا ہی اور اورون نے کہا کہ انکی وفات ابوا مین ہوئی اور وہین
سنہ ۸۰ مین دفن ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت کی وفات کے وقت یہ دس برس کے تھے پس سال ہجرت مین
پیدا ہوے ہون گے اور انکی عمر نوے برس کی تھی ان پر سلیمان بن عبدالملک نے نماز پڑھی انکی اولاد یہ ہی
جعفر اکبر اور علی اور عون اکبر اور عباس اور ام کلثوم بطن حضرت زینب بنت علی سے اور محمد اور عبداللہ اور ابوبکر
بطن خوصار بنت حفصہ ایک بنی تیم اللہ بن ثعلبہ سے اور صالح و موسیٰ و ہارون و یحییٰ بطن لیلیٰ بنت مسعود
بن خالد نہشلی سے اور معاویہ و اسحق و اسمٰعیل و قاسم اور مختلف بطون سے اور حسن اور عون اصغر یہ بطن جمانہ
بنت مسیب فزاریہ سے ہین حضرت ام کلثوم بنت حضرت زینب قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب کو بیاہی
تھین پھر اُن کے بعد ابان بن عثمان نے اُن سے نکاح کیا پھر حجاج بن یوسف ثقفی نے کذا فی المعارف

شہادت حضرت عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام

جب حضرت امام مظلوم کے دونون بھائیون نے شہادت پائی تب نوبت برادر زادگان امام علیہ السلام
کی آئی پہلے حضرت عبداللہ نے آکر عرض کیا کہ اے عم مکرم اب ہمکو اجازت دیجیے کہ ہم بھی اپنے قافلے والون کا
ساتھ دین آپ نے انکو گلے لگا کر بہت سمجھایا مگر بالآخر سوائے اجازت دینے کے کچھ بن نہ آیا وہ شیر بیشۂ شجاعت
میدان مصاف مین آکر رجز پڑھنے لگے **اشعار** پدرم محترم و عالی جاہ — نور بینائے زہرا حسن — وین شہنشاہ گرامیہ حسین
ہادی راہ حق و عم من ست — پھر یہ کہکر تلوار چمکائی ایک حملے مین بیاسی اشقیا کو راہ عدم دکھائی عمرو بن سعد
گھبرایا اور اپنے سوارون مین جا چھپا اور سب کو خلعت و انعام کا لالچ دلا کر کہا کہ اس جوان ہاشمی کو کسیطرح
مارنا چاہیے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ حضرت عبداللہ بن حسن قلب لشکر مین آپڑے بختری بن عمرو شامی
نے عمرو بن سعد سے کہا کہ یہ دعوی سپہ سالاری و اس جوان سے یون بھاگنا اور اسکی ہیبت سے اتنا ڈرنا اور
کانپنا وہ بے تمیز بولا کہ جان سبکو عزیز ہوتی ہی مین نہ بھاگتا تو کیا کرتا اے بختری اگر تجھکو اس بات مین شک ہو تو
یہ جوان ہی اور یہ میدان سامنے جا تو ہی اپنی بہادری دکھلا بختری غصے مین آیا اور دلاوری تو دیکھیے کہ پانسو سوار
لیکر عبداللہ پر حملہ آور ہوا ادھر حضرت امام علیہ السلام نے یہ حال دیکھکر عبداللہ کی مدد کو محمد بن انس اور اسد بن
ابی دجانہ کو کہ آپ کے یارون مین یہی رہگئے تھے اور فیروزان اپنے غلام کو بھیجا ان چارون سوارون نے
پانسو کو آگے دھر لیا اور بھگاتے ہوے قلب لشکر تک لے گئے پھر شیث بن ربعی پانسو سوار سے بختری کی مدد کو آیا

غرض ہزار سوار و پنج اُن چار کو بیچ مین سے لیا عبد اللہ نے شیث کی طرف رخ کیا اور فیروزان نے بختری کی طرف اور پھر ان اشقیا کو زیر و زبر کرنا شروع کیا عمرو بن سعد سے نقل ہی کہ وہ کہتا تھا خدا کی قسم فیروزان اُس روز ایسا لڑتا تھا کہ اگر ایک پیالہ پانی پاتا تو ہمارے لشکر مین سے ایک بھی اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا ایک سو تیس آدمی نیزے سے اور بیس آدمی تلوار سے اُسنے قتل کیے تھے آخر فیروزان کثرت حرب و شدت تشنگی سے بیطاقت ہو گیا اور ایک مردود کا نیزہ کھا کر اور سپر سر پہ رکھکر مخالفون سے لڑتا تھا کہ اسد بھی اُسکے پاس آ ہی پونہچا اور چاہا کہ فیروزان کو اپنے گھوڑے پہ سوار کرے کہ ایک جماعت نے اُن دونون کو گھیر لیا اور ہر طرف سے طعن و ضرب نیزہ و شمشیر کے دیے اُس اسد نے تو نیستان شہادت کی راہ لی حضرت عبد اللہ نے آکر قاتل اسد کو قتل کیا اور فیروزان کو کہ زخمون سے چور تھا اپنے گھوڑے پر اپنے آگے بٹھایا گھوڑا کئی دن کا بھوکا پیاسا تھا دو آدمی کا بوجھ نہ اٹھا سکا کھڑا ہو رہا حضرت عبد اللہ پیادہ ہوے اور فیروزان کو اپنے لشکر مین لیچلے راہ مین فیروزان نے بھی بہشت کی راہ لی حضرت عبد اللہ بہت روئے نقل ہی کہ اُسوقت تک عبد اللہ کے ستره زخم لگ چکے تھے آپ پھر میدان مین آئے اور مبارز نا لگا مارے خوف کے ایک بھی نہ نکلا ابن سعد کی للکار سے ابن الاحجار بڑی گفتگو کے بعد نکلا اور مارا گیا پھر اُسکے بیٹے اور بھتیجے میدان مین آکر آب شمشیر کی گھاٹ سے دریاے مرگ مین غوطے اور دوزخ کی گھاٹ جا اُترے حضرت عبد اللہ نے پھر مبارز نا لگا کوئی نہ نکلا یہ تنگ ہوکر داہنے بائین لشکر کے دیکھنے لگے اور نیزہ پھراتے ہوے اپنے لشکر مین آئے اور حضرت امام علیہ السلام سے آکر عرض کیا کہ چچا مین پیاسا ہون آپ نے فرمایا بیٹا یہان پانی کہان ہی نانا اور باپ کے ساتھ بہشت ہی مین پینا حضرت عبد اللہ پیاسے پھر میدان مین آئے اور زخم کاری نیزہ و تلوار کا کھا کر جام شہادت نوش کیا حضرت امام اور مخدرات عصمت کو اپنے درد و غم مین بیہوش کیا

رباعی

ای آنکه رسیده بود بر خاک افتاد	نوبادهٔ باغ عمر از شاخ امید	در دیدهٔ زمین شکل خاشاک افتاد	و آنکه دل از حادثه غمناک افتاد

شہادت حضرت امام قاسم علیہ السلام

حضرت امام قاسم ابن امام حسن علیہ السلام کہ اُنکی عمر اُنیس برس کی تھی مسلح ہو خیمے سے نکلے اور چچا سے عرض کیا کہ مجکو رن کے جانے کی اجازت دیجیے آپ نے منع فرمایا کہ ای نور چشم اور ای لخت جگر یہ کیا کہتے ہو تم ہرگز رن کو نہ جاؤ اپنا داغ ہمکو نہ دکھاؤ اور حضرت قاسم کی والدہ نے بھی لپک کر اُنکا دامن پکڑا اور آہ سرد کے ساتھ خیمے مین کھینچا اور رو کر فرمایا

شعر

ای بدلم گرفته جا لطف کن باز نظر مرا	مرہم سینہ چون توئی مرہم پیدا ہم تو شو

حضرت قاسم خیمے مین سر بزانو ہو کر رونے لگے آخر اجازت پائی اور تقدیر آلہی کشان کشان حضرت قاسم کو ہجوم اعدا مین لے آئی خوب لڑے اور بہتون کو دوزخ مین پونہچایا لشکر عمرو بن سعد آپ کے بہادری دیکھکر لرزان تھا کوئی شقی آپ کے مقابل مین نہ آتا تھا عمرو بن سعد نے ازرق شامی سپہ سالار کو بلا کر کہا کہ اس جوان کے

سامنے کوئی نہین جاتا تو ہزار پیادہ و سوار لیکر جا اور اُسکو مار آ اُسنے کہا ای عمرو بن سعد تجھے شرم نہین آتی کہ
مجھ ایسے پہلوان کو جسکا غلغلہ مصر و شام مین ہی ایک بچے کے مقابلے مین بھیجتا ہی عمرو بن سعد نے کہا اسکی کم سنی پر نجا
یہ شیر دلیر حضرت امام حسن علیہ السلام کے بیٹے ہین اور حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور علی مرتضی کے
پوتے ہین یہ بھوکے پیاسے جدھر رخ کرتے ہین سوار و پیادہ کا یکسان سر کاٹ کر پھینک دیتے ہین ازرق نے
کہا جو تو چاہے کر مین لڑکے سے لڑنے کو نہ جاونگا اگر ایسا ہی تیرا اصرار ہی تو میرے چار بیٹون مین سے کہ ہر ایک
عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا کسی ایک کو بھیج وہ اُسکو مار آئیگا عمرو بن سعد نے منظور کیا ازرق کا بیٹا گھوڑے پر
سوار ہوکر تیغ آبدار ہاتھ مین لیکر میدان مین آیا حضرت قاسم نے اُس سے کچھ خوف نہ کھایا اور گھوڑے کو چمکا کر
ایک خنجر ایسا مارا کہ وہ شیطان زخمی ہوکر زمین پر گرا اور تھوڑی دیر مین ٹھنڈا ہو گیا اُسکا دوسرا بھائی آیا
آپ نے پہلے ہی وار مین ایسا نیزہ اُسکے پہلو مین مارا کہ وار پار ہو گیا وہ بھی اپنے بھائی کے ساتھ واصل نار ہوا
تیسرا بھائی آیا اُسکے بھی پیٹ پر ایسا نیزہ لگایا کہ پیٹھ سے توڑ کر نکل گیا ازرق یہ حال دیکھتا اور کلیجہ چٹکیون سے
ملتا تھا آخر مین جو چوتھا بیٹا اُسکا مقابلے مین آیا آپ نے ایک ہاتھ اُسپر بھی چھوڑا وہ زخمی ہوکر لشکر مین آیا
اور وہین سے عدم کا راہی ہوا ازرق تو بیٹون کے غم مین چور تھا ہی طیش مین آکر میدان مین آ حضرت قاسم
کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ چلایا گھوڑا اگر پڑا آپ پیادہ ہو گئے اور ویسے ہی لڑنے مین مصروف رہے اور اُسکو
للکار کے جوش دلایا فرمایا تو سپاہی کہلاتا ہی دیکھ تیرے گھوڑے کی خوگیر ڈھیلی ہو گئی ازرق اِدھر اُدھر دیکھنے لگا
آپ نے پھرتی سے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ اُسکی گردن کٹ گئی لشکر عمرو بن سعد حضرت کی دلاوری دیکھ حیران
ہوا اشقیاے شام کی طبیعت بگڑ ہی گئی اتنے مین حضرت قاسم ازرق کے گھوڑے پر سوار ہوکر حضرت امام کے
پاس آئے اور صداے العطش العطش زبان پر لائے اور عرض کیا کہ افسوس پانی نہین پاتا اگر ایک گھونٹ بھی
پانی مل جاتا تو سارے لشکر کو ابھی کاٹ کر ڈالدیتا غرض یہ کہکر آپ پھر لشکر کے مقابل آئے اور پھر تیس پیادہ
اور پچاس سوار مارے عمرو بن سعد کے لشکر مین زلزلہ پڑ گیا جب اُسنے خفا ہوکر للکارا اور غیرت دلائی تو ہر طرف
سے شامیون نے آپ کو گھیر لیا اور پتھر برسانا شروع کیے شیث بن عمرو بن سعد ملعون نے سینہ مبارک پر
آپ کے ایسا نیزہ مارا کہ پشت مبارک کے پار ہو گیا پھر آپ نے ستائیس زخم متواتر کھائے اور پکارا ادرکنی
یا عماہ یا چچا جان میری خبر لیجیے آپ یہ سُنکر کسی طرح اُنکو خیمے مین اُٹھا لائے یہان آکر حضرت قاسم نے شہادت
پائی کامل مین ہی کہ حضرت قاسم کا قاتل سعد بن عمر بن نفیل ازدی تھا اور سعادت الکونین مین ہی کہ ایک
بیدین نے لشکر اعدا سے آپ پر حملہ کیا اور آپ کو تلوار سے وہین شہید کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
اور روایت نکاح حضرت سکینہ دختر امام کی حضرت امام قاسم سے فریقین کے نزدیک غلط اور بے سر و پا ہی

اسوقت اس کام کی فرصت ہی کہان تھی پھر عمر اور ابوبکر جناب امام حسنؑ کے صاحبزادے حضرت امام قاسم کے بھائی باری باری کوفیان ناری کے سرون پر گئے اور دس پانچ کو مار کر شربت شہادت نوش فرمایا

شہادت ابوبکر بن علیؑ

پھر حضرت ابوبکر بن علی نے میدان مین آنے کی اجازت حضرت امام علیہ السلام سے چاہی آپ نے فرمایا آہ تم ایک ایک سدھارتے چلے جاتے ہو آخر اجازت لیکر میدان مین آئے اور لڑنا شروع کیا جدھر بڑھتے کشتونکے پشتے لگادیتے آخر قدامہ موصلی کے نیزے یا زخم تیر عبداللہ بن عقبہ عنصری یا زحیر بن بدر نخعی سے شعر

زشعلۂ زمین منزل فانی برست	بطرب بخانۂ جاوید نشست	اُنکے بعد عمر بن علی نے اجازت لی اور

لڑنے کو آئے آخر روضۂ رضاے پروردگار مین جاکر قرار پکڑا اور بعضے لکھتے ہین کہ عمر بن علی اُس لڑائی مین نتھے وھو الاصح عند علماء النسب پھر عثمان ابن علی آئے اور وہ بھی خوب لڑے آخر یزید ابطحی کے زخم گران سے اُس چراغ دودمان ولایت کے شمع حیات کو ہواے اجل سے بجھایا اُن کے بعد جعفر بن علی آئے اور شربت شہادت پیکر راہی فردوس برین ہوے اُن کے بعد عبداللہ بن علی بادیدۂ گریان و سینۂ بریان لڑنے کو آئے لکھتے ہین کہ ایک سو تیرہ مخالفونکو مار کر زخم ہانی بن ثوبیب حضرمی سے گھوڑے سے گرے شعر

نجات یافت ازین دامگاہ رنج و عنا	نزول کرد با یوان جنت الماوا

شہادت حضرت عباس علمدار

حضرت امام علیہ السلام کے جب سب بھائیون نے یکے بعد دیگرے شہادت پائی تو اب بارے حضرت عباس علمدار کی آئی آپ نے بھائیون کا حال دیکھکر اشکہاے پرخون دیدۂ حسرت کشیدہ سے روان کیے اور فرمایا کہ شعر

آیا برادران و عزیزان کجا شدند	در دشت کربلا ہمہ از ہم جدا شدند	پھر آمادۂ قتال اہل جدال ہوے

امام تشنہ کام نے اُنکا ارادہ ملاحظہ فرماکر کہا بھائی تم تو میرے لشکر کے علمدار ہو ایک تم ہی برادر غمخوار رہگئے ہو دل نہین مانتا کہ تمکو بھی صف اعدا مین جانے دون اُنھون نے عرض کیا کہ کیا نامردی ہی کہ بھائیون کے سر کٹین اور مین سر سلامت لیکر پھرون اُنکا ساتھ نہ دون اسکے سوا اب تو سکینہ اور علی اصغر کی پیاس دیکھی نہین جاتی زندگی سے دل اوداس کیے دیتی ہی اُنکا بلکنا دل تڑپاتا ہی اور اُنکا پچھاڑین کھانا مارے ڈالتا ہے اب تو رہا نہین جاتا فرات سامنے ہو اور افسوس یہ بچے پانی کو ترسین جاتا ہون جسطرح ہو گا پانی لاتا ہون غرض آپنے اجازت پائی اور مشک لے کر میدان مین آئے اور بھر بامید رحم و اتماما للحجۃ اُن بیدینون سے مخاطب ہو کر فرمایا اے کوفیو خدا سے ڈرو اور اپنے شامیو رسول سے شرماؤ حیف ہی کہ نور نگاہ رسالت پناہ کو یون بلاؤ اور اُن کے اعزا و اقربا کے سر کاٹو اور باقی ماندون کو قطرۂ آب سے ترساؤ یہ کیا کرتے ہو حضرت امام علیہ السلام اب بھی

[حاشیہ:] کامل ابن اثیر ... ابوبکر بن الحسن ... قتیل ... ۱۱ ... ابوبکر ... شہید ہوے اور ... بھائی عبداللہ و محمد ... دونون ... ۱۲

فرماتے ہین کہ ہماری قتل سے باز آؤ ہمکو چھوڑ دو کہ ہم اور کہین چلے جائین گوشے مین بیٹھ کر خدا کی یاد کرین ہین
رہجائین قیامت تک پھر ادھر نہ آئین جب لشکر اشقیا نے یہ کلام حسرت التیام حضرت عباس سے سنا تو کچھ تو
چپ رہے اور کچھ سنگدل بے اختیار رونے لگے آخر شمر فاجر اور شیث خبیث اور حجر بدگمان تینون نے
سامنے آکر کہا کہ اے عباس اپنے بھائی سے کہدو کہ اِسوقت دریاے فرات کیا اگر تمام روے زمین پانی ہوجائے
تو بھی ہملوگ ایک قطرۂ آب آپ کے خیمے مین نہ لیجانے دینگے جب تک آپ یزید کی بیعت قبول نکرینگے اور
آپ کہین جانے بھی نہ پائینگے حضرت عباسؑ سنکر بادل مغموم حضرت امام مظلوم کی خدمت مین آئے اور سارے
اعدا کی کینہ پروری اور سرکشی کی تقریر بیان فرمائی اُسوقت ناامید ہوکر تشنہ کامان اہل بیت نے اور بھی
نعرے العطش العطش کے بلند فرمائے ننھے ننھے بچے پیاس کے مارے تڑپنے لگے حضرت عباسؑ سے یہ نہ دیکھا گیا گھوڑے پر
سوار ہوکر ہزارون اشقیا کو مارتے ہوے فرات کے کنارے پونہچے وہان پیادہ اور سوارون کے پرے جمے
تھے اُنھون نے دیکھتے ہی روکا حضرت عباس نے پوچھا اے لوگو تم کون ہو مسلمان یا کافر سبھون نے کہا ہم
مسلمان ہین آپ نے فرمایا آیا ایمان یہی ہے کہ فرات پر چرند و پرند پانی سے سیراب ہون اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ایک قطرۂ آب کو ترسین اور تم ہی ترساؤ شعر

مسافرونکو نہ دو ایک بوند پانی کی
بلاکے گھر مین غرض خوب میہمانی کی

ارے اب بھی شرماؤ اس حرکت سے باز آؤ اسی کو شجاعت کہتے ہین یہ کہکر
سپاہ نے حضرت عباس کو چارون طرف سے گھیر لیا اور تیغ بید ریغ کا مینھ برسنا شروع ہوگیا حضرت عباس
زخم پر زخم کھاتے ہوے اکیلے اُن ہزارون کو کاٹتے ہوے فرات مین گھسے مشک مین پانی بھرا اور چاہا کہ ایک
چلو پانی پئین کہ تشنگی امام تشنہ کام اور ننھے بچون کی یاد آئی طبیعت بگڑی پانی پھینکدیا آہ سرد بھر کر مشک کو
کندھے پر رکھکر رہوار کو خیمے کی جانب خیز کیا اور فرمایا شعر

اگر پہونچتے ہین کہ سرتن سے جدا ہوتا ہے
دیکھین اب پیاسونکی تقدیر سے کیا ہوتا ہے

ناگاہ سپاہ شام نے آپ کو حلقے مین کرلیا نوفل نے دھوکا دیکر ایک تلوار
ماری داہنا ہاتھ آپ کا کٹ گیا فوراً آپ نے جرأت کرکے وہ مشک بائین کاندھے پر رکھلی یکایک ایک شقی نے
پیچھے سے ایک ایسا خنجر چلایا کہ بایان ہاتھ بھی کٹکر زمین پر گرا پھر مشک دانتون سے پکڑلی اور باوجود اسکے
کہ بھوک کا غلبہ اور پیاس کی شدت تھی اور دونون ہاتھ کٹ گئے تھے اور ہر طرف سے تیر اور تیغ بید ریغ کے
برسنے کی وجہ سے جسم پرزے پرزے تھا مگر اُس دلیر نے مشک نہ چھوڑی دانتون سے دابے ہی رہا اچانک
مردودون نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ مشک کے پار ہوگیا سب پانی بہ گیا شعر

جسم عباس کا زخمی ہوا شمشیرون سے
مشک خالی ہوئی پانی بھی بہا تیرون سے

اُسوقت آپنے ایک آہ کی اور فرمایا کہ الٰہی تیری قدرت کی بھی عجب تماشے
ہین کچھ سمجھ مین نہین آتے اشعار

پھر تو عباس سے بیٹھا نہ گیا گھوڑے پر
گر پڑے خاک پہ وہ ہاے حسینا کہکر

بھائی دوڑو تمھین عباس کی بھی کچھ ہی خبر | پڑ گیا شور کہ ٹوٹی شہ بیکس کی کمر
آسمان کانپا زمین خوف سے تھرانے لگی | عرش اعظم سے رونے کی صدا آنے لگی

حضرت امام تشنہ کام یہ آواز سنکر وہان تشریف لائے اور سارا جسم عباس کا زخمون سے چور اور بازو کٹے ہوئے دیکھکر بہت روئے اور اُنکی نعش خیمے مین اُٹھا لائے حضرت عباس نے آنکھ کھولکر بھائی کو دیکھا اور الله کہا اور پھر آنکھ بند کر لی شعر

جان گئی جان کے جویا کے پاس | پوچھا مریض اپنے مسیحا کے پاس

کامل مین ہی کہ حضرت عباس کا قاتل زید بن اکو جہنی اور حکیم بن طفیل سنبی تھا حضرت امام علیہ السلام کو شہادت حضرت عباس کا بڑا رنج و ملال ہوا فرمایا شعر

بر فرقت آن ماہ و من بیچارہ گشتم | ز کوے خوشدلی آوارہ گشتم

اور یہ بھی فرمایا کہ اب ہماری کمر ٹوٹ گئی شعر

سب یار و جان نثار چلدیے آہ | ساحل دکھائی دیتا ہی مجکو نہ تھاہ ہی | دریاے غم مین کشتی ہماری تباہ ہی

آلاف تحیات و سلام بہ پیمبر | زان بعد نثار شہ دیندار توانگرد

شہادت حضرت علی اکبرؑ

مسلمانو حضرت امام تشنہ کام کی بیکسی اور بے بسی اور تنہائی کو غور کرو اور آپ کے اس صبر پر قربان ہو ایک تو سرپرستونکا سر سے اُٹھ جانا دوسرے شامیان پر دغا کی بدولت کنبہ بھر کے سرون کا کٹنا اور پھر بیٹھے بیٹھے آنکھون سے دیکھنا یہ کیا قیامت بالاے قیامت ہی اور کیسی مصیبت و آفت ساری دنیا ایک جنگل مین مٹی دم بھر مین عمر بھر کی کمائی لٹی قربان ایسی ہمت خداداد کی کہ باانیہمہ آپ سر تسلیم جھکائے اور قدم رضا جمائے ہی رہے اب کوئی باقی نرہا جو تصدق حضرت شاہ شہیدان ہو بجز آپ کی ذات بابرکات اور تینون شاہزادون کے اُن مین سے حضرت سجاد تو بیمار ہی تھے حس و حرکت سے ناچار ہی تھے اور حضرت علی اصغر شیرخوار قابل کارزار کہان تھے البتہ منجھلے صاحبزادے حضرت علی اکبر علیہ السلام تھے یا آپ پھر حضرت نے مجبور ہوکر خود میدان جانیکا ارادہ کیا اہل بیت سے رخصت ہونیکو خیمے مین تشریف لائے حضرت عابد کو گلے لگا کر رخصت یہ فرمایا

اشعار

اے عابد تری مظلومی کے صدقے بابا | سب کو سونپا تجھے اور تمکو خدا کو سونپا
علی اکبر علی اصغر ترا حامی ہی خدا | تابع مرضی حق اے مرے عابد رہنا
ہمتو اب جاتے ہین یا میرا لال کٹانے کو گلا | باپ کی بیکسی و پیاس کے شاہد رہنا

اتنے مین حضرت علی اکبر آئے **روایت** ہی کہ حضرت علی اکبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے چنانچہ جب کبھی اہل مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے مشتاق ہوتے تو حضرت علی اکبر کو دیکھ لیتے غرض کہ حضرت علی اکبر نے سب سے اجازت اور رخصت چاہی مگر کوئی راضی نہوتا تھا اور کسی طرح نہ مانتا تھا آخر جب بہت اصرار کے بعد سب مجبور ہوے تو کہا بسم اللہ اور حضرت امام تشنہ کام نے کلیجہ تھام کے دعا دی اور گھوڑے پر چڑھا کر اسطرح پر رخصت فرمایا شعر

جاؤ میدان مین اگر مجھپہ فدا ہوتے ہو | آخری وقت مین افسوس جدا ہوتے ہو

حضرت علی اکبر کا سن اٹھارہ برس کا تھا آپ آراستہ ہو ہتیار لگا گھوڑے پر سوار ہوکر

علم آرای معرکہ ہوے **اشعار**	جسوقت رزمگاہ مین ابن شہ زمان	پونہچا سوار اسپ کے اور لیے سنان
کانپی زمین خوف سے تھرایا آسمان	تھا شور فوج شام مین بھاگو ستمگران	پوتا علی کا آج کھڑا رزمگہ مین ہے

لڑنے کی کسکو تاب بھلا اس سپہ مین ہے نور العین مین ہے کہ حضرت علی اکبر نے یہ اشعار پڑھے **اشعار**

اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیْ	نَحْنُ وَحَقِّ اللّٰہِ اَوْلَادُ النَّبِیْ	اَطْعَنُکُمْ بِالرُّمْحِ طَعْنَ صُیَّبِ
اَضْرِبُکُمْ بِالسَّیْفِ اَحْمِیْ عَنْ اَبِیْ	ضَرْبَ غُلَامٍ ہَاشِمِیٍّ عَرَبِیْ	مِنْ آلِ بَیْتِ الْہَاشِمِیِّ الْیَثْرِبِیْ

نقل ہی کہ جب اشقیا نے حضرت علی اکبر کو دیکھا تو انکی ہیبت اور جلالت شان سے سبکی صورتین زرد ہوگئین

اور دل پانی پانی ہوگئی لشکر ابن سعد نے پوچھا	اشقیا این کیست اے کہ بلای دل و دین ست	صد خانہ برانداختہ از خانہ زین ست
ماہی ست درخشندہ چو بر پشت سمندست	سرویست خرامندہ چو بر روی زمین ست	عمرو بن سعد نے دیکھکر کہا کہ یہ فرزند

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا سے مشابہ ہین انکی شجاعت اور بہادری دیکھنا چاہیے چنانچہ آپ نے مبارز طلب کیا کوئی شخص مقابلے پر نہ آیا آپ نے خود اُس لشکر پر حملہ کرکے بجلی کی طرح تلوار چمکائی دس حملے حضرت نے کیے ہر حملے مین فوج اشقیا کے دس بیس آدمی مارے تیس یا چبیس شقی آپ کے ہاتھ سے سیدھے دوزخ کو گئے اس یا منت شاقہ سے پیاس نے غلبہ کیا زبان مبارک خشک ہوگئی لشکر مخالف سے لوٹے اور حضرت امام سے پیاس کی شکایت فرمائی کہ بابا جان مارے پیاس کے بیتاب ہون ایک چلو بھی پانی اگر پی لیتا تو آپ دیکھتے کہ پھران اشقیا کو موت کے گھاٹ کیسا اُتارتا حضرت نے فرمایا ای جان پدر کیا کرون پانی کہان سے لاؤن کربلا مین جو آب ہی وہ ہمکو سراب ہی سکینہ اور علی اصغر گود مین تڑپ رہے ہین کئی روز کے پیاسے اور بھوکے ہین لو میری زبان مُنہ مین رکھ لو کہ تسکین ہوجائے حضرت علی اکبر نے زبان مبارک چاٹی اور پھر لشکر اعدا پر حملہ کیا عمرو بن سعد نے طارق بن شیث سے کہا تو جا اور اُسکا کام تمام کر آ تجکو حکومت موصل وغیرہ کی دونگا اُسنے کہا ڈرتا ہون کہ مین فرزند رسول اللہ کو مارون اور تو اس وعدے سے مکر جائے اُسنے قسم غلیظ کھائی آخر اُسنے ہتیار لگا کر میدان مین آکر ایک نیزہ حضرت علی اکبر پر مارا آپ نے اُسکا وار خالی دیا اور اُسکے سینے پر نیزہ مارا دو بالشت اُسکی پیٹھ سے نیزہ باہر نکل آیا طارق گھوڑے سے گرا اور مرگیا پھر اُسکا بیٹا عمرو بن طارق آیا وہ بھی مارا گیا پھر دوسرا بیٹا طلحہ ابن طارق آیا اُس نے بھی اُنھین باپ اور بھائی کے قدم نامبارک پر قدم رکھا لشکر میں تہلکہ پڑگیا کہ یہ کیا ہوا عمرو بن سعد ڈرا اور مصراع بن غالب کو بھیجا وہ بھی مارا گیا پھر محکم بن طفیل یا ابن نوفل کو

بھیجا آپ نے انکو بھی مار الشکر مین عجب آفت قائم ہوگئی آپ پھر کر اپنے والد ماجد کے پاس آئے اور فرمانے لگے العطش العطش حضرت کا اضطرار اور جوش شفقت اُس وقت جو کچھ ہوا ہوگا اُسکو کچھ جاننے والی ہی خوب جانتے ہین آپ کیا کرتے پانی کہان سے لاتے فرمایا بیٹا پانی کہان سے لاؤن جو تمھین پلاؤن لڑو اپنے جد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جلد جاؤ تمکو اب وہی بھر پیالہ پانی پلائین گے یہ پھر آئے اور بار دیگر حملہ آور ہوے اب انکا ستی آدمیون نے لشکر اشرار مین سے دائین بائین انپر حملہ کیا اس مرتبہ آپ کے زخم بہت لگے آخر طعن نیزۂ ابن نمیر سے اور بقولے ضرب تیغ منقذ بن مرۂ عبدی سے گھوڑے سے گرے اور نعرہ مار اکہ اے باپ اپنے گرے بچو کو اٹھاؤ آپ انکی آواز سنکر فوراً دوڑے ہوے آئے اور انکو خیمے مین اٹھا لائے آخر وہ خورشید آسمان ولایت جو ابھی افق امامت سے طالع ہوا تھا اور ہنوز مدارج منازل کمالات طے نہ کیے تھے کہ دفعۃً شفق غروب اور سحاب افول مین مختفی ہوگیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اس درد کی سوزش سے وہی غمزدہ باخبر ہی جو آتش جانسوز رحلت فرزند دلبند ارجمند لخت جگر نور بصر مین مبتلا ہوا ہوگا

اشعار

که روزی نوجوانی بود ماندہ است
ہر اِک سے کہتے تھے غم مین بدیدۂ پرنم

امام تشنہ زبانکا بیان کرون کیا غم
مسافری نرسیدا نہ عدم کز و پدرم

ہلاک جان ہین آن پیر داند
پسر کے نعش پہ روتے تھے خیمے مین ہردم
که پیر حسرت کجا برد نوجوان مرا

لمولفہ فرماتے تھے حضرت سے دلبر علی اکبر افسوس صد افسوس
مرنے سے ترے زخم لگا میرے جگر پر افسوس صد افسوس

تم نیزہ مین جاتے ہو اب جینے پہ ہی خاک سب خلق ہے غمناک
آئیگی نظر ہاے کہان شکل پیمبر افسوس صد افسوس

اے نور نگہ آنکھون مین تاریک ہی عالم کس سے کہین یہ غم
یاد آتا ہی رہ رہ کے ترا روے منور افسوس صد افسوس

سمجھاؤن مین کس کس کو نہین کوئی سمجھتا پردیس مین بیٹا
برپا تری رحلت سے ہوا خیمے مین محشر افسوس صد افسوس

سب بیکسے ہو جاتے تھے دیوانہ و شیدا وہ چاند سا مکھڑا
آفت تھے وہ بکھرے ہوے گیسوے معنبر افسوس صد افسوس

منظور ہوئی تھی جدائی تری زنہار اے مونس دلدار
اب دیکھتا ہون ہاے تراتن سے جدا سر افسوس صد افسوس

ہمشکل نبی عارض پر نور کو دیکھا کچھ رحم نہ آیا
بے مہر ہین بیدین مین کیسے یہ ستمگر افسوس صد افسوس

بے گور و کفن ہاے پڑا ہے ترا لاشا ہون بیکس و تنہا
کچھ بن نہین پڑتی ہی مجھے واے مقدر افسوس صد افسوس

یہ کون خبر میری سنے کون یہ فریاد اب ہی دل ناشاد
نانا مرے احمد ہین نہ بابا مرے حیدر افسوس صد افسوس

اور بعض رسائل معتبرہ مین ہی کہ حضرت علی اکبر جب زمین پہ گرے تو ظالمون نے تلوارون سے وہین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا واللہ اعلم بالصواب

شعر

آلاف تحیات و سلام بر پیمبر
زان بعد نثار شہ دیندار توانگر

شہادت حضرت علی اصغرؑ

جب سب بھائی بھتیجے کہ ہر ایک ثمرۂ شجرۂ رسالت اور غرۂ جبہۂ ولایت تھے بھوکے پیاسے

شربت شہادت پی چکے اور ساغر ماء معین کف حور عین سے لے چکے اور آپنے اپنے سب ساتھیون کو دیکھا مردہ پڑا دیکھا اور زبان حال سے یہ کہا شعر | زمین کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہین | شہید ونکی یہ خوشبو ہی کہ سب جنگل مہکتا ہی | تو آپ اپنی تنہائی کو خیال کر کے روئے اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کے فرمایا اَللّٰھُمَّ تَرٰی اَنَّھُمْ مَا صَنَعُوْا ای خدا تو خوب دیکھتا ہی جو ان لوگون نے کیا ہی اتنے مین اشقیا نے سید الشہدا پر بلوا کیا اور ایک تیر چلایا کہ حضرت کے گھوڑے کے لگا آپ گھوڑے سے اُترے اور زمین پر بیٹھ گئے پھر علی اصغر کو کہ شدت تشنگی سے خیمے مین روتے تھے آپ نے جا کر گود مین لیا اور زبان مبارک اُن کے مُنھ مین ڈالی جس سے فی الجملہ تسکین ہوئی اور رسالہ نور العین مین ہی کہ آپ خیمے مین تشریف لائے اور اپنی بہن سے فرمایا کہ ای بہن میری چھوٹے لڑکے کو لاؤ کہ مین اُنکو دیکھ لون حضرت زینب نے حضرت علی اصغر کو لا کر کہا کہ اس بچے نے تین دن سے پانی نہین پیا ہی اشقیا سے ایک چلو پانی مانگو یہ کہکر علی اصغر کو حضرت کی گود مین دیدیا آپ اُنکو چومتے جاتے اور وہ مارے پیاس کے کمال بیقراری مین گود سے نکلے جاتے پھر آپ اُنکو گود مین اُٹھائے ہوئے اُن اشقیاے جفا کار کے سامنے لے گئے اور فرمایا ای قوم سرا پا لوم تمنے تو سبکو میرے ساتھیون سے حتیٰ کہ بھائی اور بھتیجے اور بیٹون کو بھی مار ڈالا اب ایک مین ہی تمھارا گنہگار باقی ہون اس طفل صغیر نے کیا تقصیر کی ہی اسکو ایک گھونٹ پانی کیون نہین دیتے ہو کہ بچہ بغیر پانی کے ہلاک ہوا جاتا ہی اُن جفا کارون نے کہا کہ ہم تمکو اور تمھارے بچون کو بغیر اجازت ابن زیاد کے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ دینگے یہ گفتگو حضرت سے ہو ہی رہی تھی کہ اِس اثنا مین ایک ظالم بیدین نے ایسا تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق مین ترازو ہو گیا اور وہ کنار پدر مین شہید ہو گئے آپ اُنکا خون اپنے ہاتھ سے پونچھتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ ای اللہ مین تجھی کو اِس قوم پر گواہ کرتا ہون پھر پلٹ کر خیمے مین آئے اور اُنکو ام کلثوم کو دیدیا اور بعضے رسائل مین ہی کہ آپنے علی اصغر کی نعش اُنکی والدہ کے حوالے کی اور کہا لو یہ لڑکا آب کوثر سے سیراب ہوا ہی اور آپنے رو کر بزبان حال یون فرمایا شعر | ای فلک پیر و جوانم ہمہ بر چیدی تو | طفل بی اہم بکنارم نپسندیدی تو | سارے اہل بیت بے اختیار رونے لگے اور زبان حال سے یہ ابیات حسب حال پڑھنے لگے

مؤلفہ تیر اصغر معصوم پہ اعدا نے لگایا فریاد خدایا | بیدردی و بیرحمی سے ہی خون بہایا فریاد خدایا

کس طرح جگر اُسکے محبون کا نہ شق ہو کیونکر نہ قلق ہو | تڑپا کیا بیچین رہا پانی نہ پایا فریاد خدایا

بچون پہ ترحم کی نظر رسم جہان ہی مشہور عیان ہی | افسوس لعینون نے ذرا ترس نکھایا فریاد خدایا

مرنے پہ بھی کچھ رحم نہین کرتے ستمگر لے وائے مقدر | پانی نہ ملا غسل کو وہ خون مین نہایا فریاد خدایا

فرماتے تھے شبیر ابھی عرش بھی ہلجائے مظلوم جو چلائے | ہی ہی مرے اعدا کو ذرا رحم نہ آیا فریاد خدایا

لب خشک ہی دم بند ہی کچھ کہ نہین سکتا ہی حالت سکتہ | ان آنکھون سے دیکھا جو مقدر نے دکھایا فریاد خدایا

پانی کے لیے ہائے تڑپتے رہے سادات اور ہائے ناگاہ تو ہیہات
بیدینون نے آب دم شمشیر پلایا فریاد خدایا

سچ ہی غم فرزند اُٹھائے نہین اُٹھتا یہ سب پہ ہی بالا
ٹوٹی ہی کمر ہائے یہ صدمہ جو اُٹھایا فریاد خدایا

پھٹتا ہی جگر کیا کرین تدبیر بھلا ہم دارو ہی نہ مرہم
یہ زخم تو کاری دل مجروح پہ کھایا فریاد خدایا

کہتے ہین شقی آپ جو بیعت نکرینگے ہم پانی نہ دینگے
ہی آل محمدؐ کو لعینون نے ستایا فریاد خدایا

افسوس کہ اب ہوگئے ہم بیکس و تنہا منظور جو یہ تھا
کیون کوفیون نے ہمکو دغا دیکے بلایا فریاد خدایا

ابن غنم صاحب کتاب الفتوح نے نقل کیا ہی کہ جب حضرت کے صاحبزادۂ صغیر کے تیر لگا اور وہ شہید ہوے تو آپ نے اُنکو لیٹیا اور اپنی تلوار سے اُنکی قبر کھود کے اُنپر نماز پڑھی اور جب دفن فرمایا تو کچھ اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہی کہ بیوفائی کی قوم نے اور مونہ پھیرا اُنھون نے پروردگار عالم کے ثواب سے پہلے قتل کیا حضرت علی اور اُن کے صاحبزادے کو جنکا نام حسن تھا اور سخی تھے اُن کے ماں باپ اور برگزیدہ خلق خدا کے ہین میرے ماں باپ اور مین بیٹا دو اچھون کا ہون وہ چاندی جو صاف ہو سونے سے تو مین چاندی ہون اور بیٹا ہون دوسونون کا دنیا مین میرے جد کے سے کسی کے جد مین ہین بیٹا دو قمر کا ہون فاطمۂ زہرا میری ماں ہین اور میرے باپ وہ تھے جنھون نے توڑ ڈالا کفر کو بدر اور حنین مین انتہیٰ وہ اشعار عربیہ نور الابصار مین لکھے ہین بخوف تطویل یہان نقل نہین کیے گئے اب واقعۂ قیامت خیز اور سانحۂ عبرت انگیز شہادت خاص حضرت شہید کربلا محصور محاصرۂ اعدا نور نظر مصطفیٰ حدقۂ چشم علی مرتضیٰ خشک لب بر عین فرات جان بلب تیر بار ان ممات دور از یار و دیار سید زادۂ کونین سیدنا و مولانا ابو عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہ مین قلم مصائب رقم اُٹھاتا ہون اور محبان خاندان نبوت کو مرغ بسمل کی طرح لٹاتا ہون محبین جسقدر اس سانحۂ جان گداز مین دل سے رو وینگے اُسیقدر مستحق فلاح دارین ہونگے اور جتنے قطرات اشک اس نازلۂ عظیم الشان کی یاد مین نکلینگے بیشک وہ اُنکے دامان معصیت دھوئینگے **شعر**

آلاف تحیات و سلام بہ پیمبر	زان بعد نثار شہ دیندار تو انکر

واقعۂ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت نے بعد شہادت حضرت علی اصغر کے فرمایا الٰہی مجکو ان مصائب مین صبر عطا فرما اور خیمۂ مبارک مین تشریف لائے اور اہل بیت کے حال پر تاسف فرمایا کہ اب انکا سوائے عابد بیمار کے کوئی پرسان حال نہین فسوس **اشعار**

ای دریغا دیدۂ انصاف گر بینا بُدی
حضرت ختم المرسلین گر در آن صحرا بُدی
فاطمہ از حسرت و اندوہ آن تشنہ لبان
از غم سوز برادر والہ و شیدا بدی

سبط پیغمبر چرا در کربلا تنہا بُدی
کی توانستی کشیدن تیغ بر وی شمر کسی
جامہ بر تن چاک کردی گر در آن غوغا بُدی

بر غریبی حسین و درد وی بگریستی
گر علی مرتضیٰ با ذو الفقار آنجا بدی
گر حسن بودی در آن صحرای پر کرب و بلا

حضرت امام زین العابدین نے عرض کیا کہ اب مجکو بھی اجازت دیجیے کہ مین بھی

آپ کے سامنے شربت شہادت پیون حضرت نے فرمایا کہ ابھی تمھین بہت کام درپیش ہین تمھاری ہی نسل قیامت تک باقی رہیگی میرے بعد کسی سے لڑنا نہین صبر اور شکر ہی سے بسر کرنا اور **اشعار**

شفقت والفت ہماری ہے جتنی اہلبیت پر
بعد میرے تم بھی رکھیو بلکہ اُس سے بیشتر
اتباع مصطفیٰ ملحوظ رکھیو نور عین
یہ امانت سونپتا ہون تمکو اے جان حسین
پنجۂ اعدا سے آخر صبر مین ہو مخلصی
بے پدر ہونیکا غم دل پر سکینہ کے نہو
رنج تنہائی نہ آئے زینب و کلثوم کو
آئی جب نوبت ہماری بیقدر کھیو وان
رفتہ رفتہ تا وطن تم لوگ پونچھوگے کبھی
واقعات کربلا کیجو حضور جد بیان
گو بہ تن از بارگاہت بسکہ دور افتادہ ام
لیکن از جان جہان سر بر درت بنہادہ ام

ناچار امام زین العابدین اسی حالت علالت مین خیمے مین پڑے رہے **روایت** ہی کہ جب آپ نے مستورات کے رخصت کرنیکا قصد کیا تو پہلے حضرت زینب سے ملاقات ہوئی پھر پکارا کہ اے رقیہ وغیرہ تمپر میرا اسلام ہی ایک بی بی نے عرض کیا کہ اے حضرت آپ موت کے پنجے مین چلے فرمایا کیسے بچاؤن کچھ بین اپنے اختیار مین نہین **شعر**

ماہیم گوی چوگان او ہم بہت یار است
ادمی برد بہر سو مارا چہ اختیار است

حضرت سکینہ اسکو سنکر رونے لگین آپ کو بھی اُنکے رونے پر رقت آئی اور فرمایا تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہون کہ بیکسون کا چارہ ساز وہی ہی اور بے سامانون کا مسبب الاسباب وہی ہی **اشعار**

واہ رے شوق ترا واہ رے تسلیم و رضا
کہکے یہ خانۂ زین پر ہوئی رونق افزا
دلکو تھا شوق لقا پیش نظر روی قضا
لب پہ تھا صل علی ورد زبان شکر خدا
غل ہوا لشکر مین وہ شیر آیا
رن پکارا کہ عجب صاحب شمشیر آیا
اور جب دست بقبضہ ہوئی تو فرمایا **شعر**
بودہ ام ابن علی از آل ہاشم باوقار
انیقدر کافیست مارا اعتبار و افتخار
جد من باشد رسول اللہ محبوب خدا
بر سر فرش زمین ہستم چراغ کردگار
مادرم زہراست بنت مصطفیٰ وعم حسن
جعفر طیار ملک مکرمت را تاجدار
درمیان ما کتاب اللہ نازل بودہ است
ذکر حق و وحی و رشد و خیر جملہ یادگار

پھر مبارز طلب کیا کسیکی جرأت نہ پڑی آخر کئی نامرد نکلے اور دست مبارک سے داخل نار ہوے پھر اور کئی سردار نکلے وہ بھی جہنم واصل ہوے اب لشکر مخالف مین زلزلہ پڑ گیا شمر علیہ ما علیہ اور ابن سعد ملعون جو بہادری کے جوہر دیکھ رہے تھے کہنے لگے کہ ہمنے حسین کا سا شجاعت اور مردانگی مین کوئی آدمی نہین دیکھا سب اہل بیت انکے شہید ہو گئے اور خود زخمون سے چور ہین اور اتنی فوج گھیرے ہوے ہی اور یہ پیاس کی شدت ہی مگر لڑنے سے باز نہین آتے آخر جب لشکر کے لوگ تنگ آئے اور کسی کے ہوش وحواس باقی نہ رہے اور سب مرد مقابلے سے جی چرانے لگے اور سرداران لشکر نے دیکھا کہ اب لڑائی بگڑی قریب ہی کہ سب لوگ بھاگین تب شمر نے یہ حیلہ کیا کہ چند آدمی لیکر خیمے کے قریب پونچا حضرت نے یہ حال دیکھکر

[illegible]

نعرہ مارا کہ ویلکم یا شیعۃ الشیطان ارے بیدینو مین تمسے لڑتا ہون یا عورتین شمر نے کہا ای پسر فاطمہ یہ تمہارا کہنا منظور ہی اور اپنے سپاہیون کو پکارا کہ ادھر نجاؤ خیمے سے کیواسطے ہو انھین کو لو وہ سب اشقیا ادھر جھک پڑے اور متواتر حملہ کرنے لگے اور آپ انکو دفع فرماتے رہے کہتے ہین کہ جب وہ ریحان روضۂ رسالت یاسمن گلشن جلالت گلدستۂ باغ لافتی الا لالۂ شایستۂ چمن ہل اتی یادگار خاندان نبوت سلالۂ دودمان رسالت شہباز بلند پرواز اوج جلالت عنقای گوشہ گیرای قاف قناعت شہسوار مضمار شجاعت شاہ وشاہزادہ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام زخمون سے چور اور نشاء شراب عشق حقیقی مین مخمور ہوسے تو ایک جگہ ٹھیرے اور چاہا کہ کسی بندۂ خدا سے لا دیا آپ نے چاہا تھا کہ پہین اتنے مین حصین بن نمیر نے آپ کے دہن مبارک پر تیر مارا ایک بوند پانی بھی نصیب حلق خشک نہوا آپ نے گھوڑے کو فرات کی طرف دوڑایا لشکر شام فرات پر جانے سے مانع آیا اتنے مین ابو الحنوق نے ایک تیر پیشانی پر مارا آپ نے پیشانی انور سے تیر کھینچکر پھینک دیا اور منہ پر ہاتھ پھیرا تو خون ہاتھ مین آیا آپ نے فرمایا الٰہی تو دیکھتا ہی کہ مین اس قوم کے ساتھ کس حال مین ہون اور پھر وہی حملہ فرماتے رہے اشقیا تیر برساتے تھے آپ وہ سب سینے پر لیتے تھے اور فرماتے تھے اے امت بد تمنے اپنے پیغمبر کا بھی پاس نکیا اسکی اولاد کے مارنے مین کیا دیری کرتے ہو اتنے مین ایک طرف سے شمر اور دوسری طرف سے اور فوج نے حملہ کیا آپ گھر گئے چارون طرف سے تیر اور نیزے برسنے لگے جسم شریف زخمون سے چور ہو گیا **روایت ہی** کہ جب تک آپ پشت زین پر تھے کسی شقی کی جرأت نہوئی کہ آپ کے پاس آکر تلوار سے مقابلہ کرے بلکہ نیزے کی زد پر بھی نہ آتا اور جب جسم مبارک زخمون کی کثرت سے مضمحل ہوا تب بھی کسی نامرد کی یہ جرأت نہ پڑی کہ آپ پر تلوار کا حربہ کرے حتی کہ شمر شقی نے اپنے سوارون سے للکار کر کہا کہ زوف تمھاری بہادری پر کہ یہ شخص زخمون سے چور ہی اور کوئی شخص مقابلے پر نہین جاتا اسپر بھی کوئی نہ گیا ہان تیرون اور نیزونکا تار البتہ باندھ دیا تھا یہانتک کہ ایک شقی کا تیر حلق مبارک پر لگا اور

بلند مرتبہ شاہی زصدر زین افتاد	اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

مولوی برہان الدین صاحب اپنے رسالۂ واقعات شہادت مین لکھتے ہین کہ حلق مبارک مین تیر لگنے کے بعد جب آپ اُس بے آب ودانہ گھوڑے پر سے ضعیف ہوکر زمین پر گرے تو پہلے شمر نامرد نے آپ کے عارض مبارک پر تلوار کا حربہ کاری مارا بعد اُسکے مالک ابن انس نخعی نے ایک نیزہ مارا کہ سینے کے پار ہو گیا اور اُس سے روح مبارک نے پرواز فرمایا انتہی اور تحریر الشہادتین مین ہی کہ ایک روایت مین آیا کہ جب تن مبارک تیرون اور نیزون کے زخمون سے چھلنی ہو گیا تو شمر ملعون نے اپنے ساتھیون کو للکارا کہ باوجودیکہ اسکا بدن زخمون سے چھلنی ہو گیا ہی مگر اب تک تمنے

برہانیہ ... ہین اور صواب ... ملی بھا کلہ ... بخاری اور ... ابن حبان ... تقریب التہذیب لابن الحجر العسقلانی ... منہ مد ظلہ العالی ... الایام واللیالی

حصین ... [illegible]

اسکو زندہ چھوڑ دیا ہی تب ناگاہ ایک شقی کا تیر آپ کے حلق مبارک پر لگا جس سے آپ نڈھال ہو کر پشت زین سے گرے اور چشم زدن مین وہی ہوا جو اوپر بیان کیا گیا فآہا ثم آہا ثم آہا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر تو صوامع ملکوت مین غلغلہ پڑ گیا اور حظائر جبروت سے شور اُٹھا آفتاب عالمتاب تیرہ و تار ہو گیا آہ جہان آرا چاہ محاق مین پڑا زہرہ نے بخت جگر زہرا کے غم مین طرب سے ہاتھ اُٹھایا زمین لرزنے لگی جن وانس اور چرند پرند نالہ و زاری کرنے لگے سبحان اللہ شعر

چه کربلاست امروز چه پربلاست امروز | فرق حسین مظلوم از تن جداست امروز

گریید ای محبان در ماتم شهیدان | لیکن گریه از برای آل عباست امروز | فرزند شاه مردان افتاده در بیابان

غلطان بخاک و خون چو بر جفاست امروز | دل بر و غابست لیکن جان بلاست این | غوغای روز محشر در کربلاست امروز

نقل ہی کہ پہلے دو ایک ملعون سر مبارک تن سے جدا کرنے کو آتے تھے مگر خدا جانے کیا دیکھکر پلٹ جاتے تھے لیکن کہتا ہون کیسے پلٹ جاتے شعر

سہل کاری نیست خون آل احمد ریختن | خاک غم بر فرق فرزند محمد ریختن

اب اسمین اختلاف ہی کہ سر مبارک جسد اطہر سے کسنے جدا کیا سبط ابن الجوزی تذکرہ مین لکھتا ہی کہ ہشام بن محمد نے کہا کہ سنان بن انس نخعی تھا اور اورون نے کہا کہ حصین بن نمیر اور بعضے کہتے ہین مہاجر بن اوس تمیمی اور بعضے کثیر بن عبداللہ شعبی کو کہتے ہین اور بعضے شمر ذی الجوشن کو کہ کوڑھی تھا مولوی برہان الدین صاحب اپنے رسالے مین ناقل کلام صاحب بہجۃ المجالس کا یون نقل کرتے ہین کہ حضرت رسول مقبول نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک کتا سفید میری اہل بیت کے خون مین منہ ڈالتا ہی آپ نے تعبیر فرمائی تھی کہ کوئی کوڑھی حسین کو ماریگا حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہی کہ آپ فرماتے تھے یہ تعبیر خواب کی پچاس برس کے بعد ظاہر ہوئی کہ شمر ابرص نے آپ کا خون بہایا انتہی ابن عساکر نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے پوتے محمد بن عمر سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہین ہم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین تھے رات کے دونون سوتون پر سو دیکھا امام نے شمر ذی الجوشن کو کہ وہ کوڑھی تھا پھر فرمایا کہ سچا ہی اللہ اور اسکا رسول فرمایا تھا حضرت نے کہ ابلق کتا میری اہل بیت کے خون مین منہ ڈالتا ہی اور شیخ علی متقی نے کنز الاعمال فی سنن الاقوال والافعال مین یہی حدیث کو ابن عباس سے روایت کیا ہے اور نور الابصار مین ہی کہ سُدی سے صحیح طور پر یہ منقول ہی کہ آپ کا قاتل سنان تھا انتہی اور فی الواقع شمر ملعون بہ نسبت اورون کے زیادہ تر خون اہل بیت رسول اللہ کا حریص تھا اور اگرچہ اکثر شقی اس شقاوت جسیم مین سہیم ہوے مگر پرواز روح مبارک کا ملأ اعلی کی طرف شمر ملعون ہی کی تلوار اور سنان بن انس ہی کے نیزے سے

[illegible]

[illegible]

واقع ہوا اس سبب سے یہ دونون قاتل مشہور ہین تحریر الشہادتین مین ہی کہ اصح یہی ہی کہ یہ شقاوت ازل سے ناصیۂ حال خولی بن یزید مین لکھے تھے نزل الابرار اور سر الشہادتین اور سعادت الکونین ودر اظہار السعادت اور اور رسائل معتبرہ مین ہی کہ خولی شقی نے گھوڑے سے اتر کر چاہا کہ سر انور کو جسد مطہر سے جدا کرے مگر اسکے ہاتھ مین رعشہ پڑ گیا تب اسکا بھائی شبل بن یزید گھوڑے سے اترا اور اسنے سر مکرم کو جسد معظم سے جدا کر کے اپنے بھائی خولی بن یزید کے حوالے کیا وللہ در صاحب اظہار السعادت

مخمس

درکربلا چه ظلم عظیم آفریده اند
تیغ جفا و خنجر کین برکشیده اند
اعدای دین چه طرز شقاوت گزیده اند
فرزند و نور چشم ترا سر بریده اند
یا ایها الرسول شکیبا چگونه

هیهات منکسف شده آن آفتاب دین
تاریک و تیره گشت سراسر قباب دین
از رحلت شهنشه عالی جناب دین
باقی نماند هیچ از آن آب و تاب دین
یا ایها الرسول شکیبا چگونه

امروز رفته است بمیدان کربلا
از دست باغیان ستمگار بربلا
ظلمی بخاندان شرف ناکند تعنی
کزوی گریست جن و ملائک بهای ها
یا ایها الرسول شکیبا چگونه

باد خزان وزیده به بستان اهل بیت
شد غارت ستم گل خندان اهل بیت
پژمرده گشت لاله و ریحان اهل بیت
از پا فتاده سرو خرامان اهل بیت
یا ایها الرسول شکیبا چگونه

بی سر فتاده است بدشت بلا حسین
شاه شهید و سید آل عبا حسین
سالار اولیا و امام الهدی حسین
جان جهان حضرت خیر النسا حسین
یا ایها الرسول شکیبا چگونه

از دست باغیان شقاوت شعار حیف
بی سر فتاده این شه ذو الفقار حیف
درخاک و خون طپیده شه نامدار حیف
شد تشنه کام جانب دار القرار حیف
یا ایها الرسول شکیبا چگونه

جعفر بیاد واقعهٔ شاه کربلا
خون کن بگریه های جگر سوز و جانگزا
باسوز دل بحضرت سلطان انبیا
بینالد آن که با همه این جور و این جفا
یا ایها الرسول شکیبا چگونه

مولوی برہان الدین صاحب نے لکھا ہی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ وعلی آبائہ السلام سے منقول ہی کہ اندام گلفام امام عالی مقام مین تینتیس ۳۳ نیزے اور تیر اور اسیقدر بلکہ اس سے زیادہ تیغ کی ضربین پہونچی تھین اور یافعی بھی ضروب تیغ کو تینتیس ۳۳ لکھتے ہین تذکرہ سبط ابن الجوزی مین ہی کہ آپکے جسد مطہر پر تینتیس ۳۳ زخم نیزون کے اور چالیس ۴۰ یا سینتالیس زخم تلوار کے تھے اور آپکے پیراہن شریف مین ایکسو اکیس ۱۲۱ سوراخ تیر کے تھے انتہی ابن حجر مکی نے شرح قصیدۂ ہمزیہ مین لکھا ہی کہ آپ کے اکتیس ۳۱ نیزے اور چونتیس ۳۴ ضربین لگی تھین پھر اسکے ساتھ پیاس کا غلبہ ہوا یہان تک کہ آپ زمین پر گر پڑے اور پیراہن شریف آپ کا جو جبہ تھا خز مصری کا قیس بن محمد بن اشعث ملعون نے تن بے سر سے اتار لیا اور حبیب بن ابی موسیٰ نے تلوار اپنے قبضے مین کی رسالہ نور العین مین ہی کہ عمامہ مبارک عمرو بن یزید نے لیا اور چادر یزید بن شبل نے

اور زرہ و خاتم سنان بن انس نخعی نے اور نعل شریف محمد بن اشعث کندی نے اور تلوار مالک بن بشیر نے اور سراویل بحیی بن کعب نے واللہ اعلم انتہی اور سبط ابن الجوزی نے تذکرے مین لکھا ہی کہ پاجامہ آپ کا بحیر بن کعب نے لیا اور قمیص اسحق بن حویۃ الحضرمی نے اور تلوار قلافس ہنشلی نے اور قطیفہ قیس بن اشعث کندی نے اور پاپوش اسود بن خالد نے اور عمامہ جابر بن یزید نے لیا انتہی اور یہ سانحہ بعد زوال آفتاب کے نقطہ دائرہ نصف النہار سے کہ جزو اول اجزاے ظہر کا ہی دسوین محرم روز جمعہ سالسنہ ہجری مین واقع ہوا گویا یہ حال اس بات پر دال ہی کہ تکبیر افتتاح گھوڑے کے پشت پر اور رکوع اُس سے جدا ہونے کے بعد اور سجدہ زمین پر پہونچنے کے وقت حاصل ہوا اور اس صورت اور ہیئت مجموعی نماز ظہر پر آپ نے وصال فرمایا **فائدہ** زخمون سے چور ہو کر حضرت کا گھوڑے سے گرنا جیسا کہ کلام حضرت شاہ صاحب وغیرہ سے لکھا گیا ہی یہی صواعق محرقہ مین بھی ہی مگر زمین پر گرنے کے بعد آپ کے مقدار حیوٰۃ مین لوگون کو اختلاف ہی اظہار السعادت مین لکھا ہی کہ کہتے ہین کہ عمرو بن سعد نے خود اُس سردار عرب و عجم اور سبط رسول اکرم کی سر مبارک کو جدا کرنے کی جسارت کی حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ای ابن سعد تجھے بھلا معلوم ہوتا ہی کہ تو میرا سر کاٹے ابن سعد پشیمان ہو کر پھر گیا پھر آپ نے باوجود بیطاقت ہونے کے اُس جماعۃ اشرار مین سے بہتون کو جہنم مین پونچایا ابن سعد نے شمر شقی سے کہا کہ تو دیکھتا ہی بنی ہاشم کی بہادری کو کہ حسینؑ باوجود بیطاقت ہونے اور سب دوستون اور عزیزون کے مارے جانے اور شدت سے پیاسے ہونے اور اپنی زندگی سے نا امید ہونے کی اور باوصف کثرت زخمون کے اتنی بہادری رکھتا ہی اگر ایک قطرہ کہین پانی کا پائے تو باوجود اپنے مرنے کے تم مین سے ایک کو بھی جیتا نچھوڑے شمر شقی نے اپنے ساتھیون کو حکم دیا انہین سے ایک ملعون تلوار کھینچکر آپ کی داہنی جانب آیا اور آپ زمین پر بیٹھے تھے سنان بن انس نخعی نے ایک نیزہ سینۂ مبارک پر مارا آپکے روح نے اُس سے پرواز فرمایا انتہی اور اسی کے قریب ہی رسالہ نور العین اور سعادت الکونین اور اور رسائل مین واللہ اعلم بالصواب **للمؤلف**

رحلت شہ سے ہوا شیر رب بطحا خالی
ہو کا عالم ہی ہوا عالم بالا خالی
آج عالم مین نظر آتا ہی سناٹا سا
ہاے مقتل مین شہنشاہ کا جانا خالی
شق ہوا جاتا ہی سینہ مرا ای اہل عزا
ایک دن مین ہوا امید امہ وسلا خالی
وہ مہ برج شرف جبکہ ہوا آہ غروب

مومنو آج نظر آتی ہی دنیا خالی
لحد اُس سر کے لیے ہاے بصد حسرت و یاس
آپ جنت کو سدھارے ہی زمانا خالی
آہ سب قتل ہو آل نبی وائے نصیب
کہ بھرا خانۂ زہرا ہوا کیسا خالی
جزو اوراق رسالت ہو تہ مشق جفا
غم سے جاتا ہی نہین کوئی مہینا خالی

مقتل شہ مین ہوا روح محمد کا نزول
لیے بیٹھی رہی آغوش تمنا خالی
کوئی ہمراہ نہ مونس نہ انیس و یاور
نہوا ایسا کوئی گھر بار خدایا خالی
رن مین یورش تھی ستمگارون کی سیہ افسوس
کبھی جاتا نہین تقدیر کا لکھا خالی
فکر ارشاد سے اعدا کے نتھی وقت دعا

قرۃ العین و جگر گوشۂ زہرا خالی
حفظ ناموس تھا دشوار تو خالق نے کیا
لہرین ہر چند کہ لیتا رہا دریا خالی
طشت زہرہ میں غم و رنج کے سوا ہاتھ لگا
نہیں غم سے بنا میں سپہ روئی اعدا خالی
لب پہ ہر آہ و فغان آنکھ سے بہتا ہی لہو
نہ فلک پر ہی شفق خون کا دھبا خالی
شور محشر ہی ملائک کے فغان سے برپا
سیل اشک ایسی ہی ہو گیا دریا خالی
در و مسند کو نہ ہمراہ لیا وائے نصیب
خاک مقتل کے عوض خون بھرا تھا خالی
نگہ رحمت حضرت ہو بڑھی نور نگاہ
پردۂ دیدۂ تر کا ہی مصلا خالی
سایۂ قامت حسنین ہو جنت میں نصیب
تھی غم و صدموں سے کہیں جا ئے درد یا خالی

دل ہوے بی بیونکے دیکھ کے پامال الم
پردہ داری کے لیے دامن صحرا خالی
کچھ نہ تھا زاد سفر دشت مصیبت میں لیے
لے گیا شمر لعین قبر میں دھبا خالی
فرقت شاہ میں تر مردہ ہلی یسا دل زار
غم شہ میں نہیں پھٹتا ہی کلیجا خالی
سخت دل ساتھ ہیں یہ سخون جگر بھی ہی شریک
ماتم شہ سے نہیں عرش معلی خالی
بزم عالم ہی غم شاہ میں درہم برہم
چل دیے ملک عدم ہائے مسیحا خالی
شغل ہو آہ کا اور سوز غم انو کا خیال
اشک سے گر نہ رہیں دیدۂ مینا خالی
دیکھتا جلوۂ دیدار تو قربان ہوتا
نہیں خواہش ہی کہ ہو سایۂ طوبیٰ خالی
آل احمد پہ فدا ہوں یہ دعا ہی یارب

آیا خیمے میں شہ دین کا جو گھوڑا خالی
خیمۂ غم میں کسی طور نہ پانی پوچھا
گھٹے والی مرے مولا مرے آقا خالی
ہوں گے محروم شفاعت سے بروز محشر
ہی ہمیں گلشن ہستی نظر آتا خالی
مہر سوختہ جان ہی بہ سیلاب اشک فشان
کوئی آنسو نہیں اس دیدۂ تر کا خالی
چشم گریان ہی غم شہ میں ہر اک موج حباب
خم کے خم اوندھے ہوئے ساغر و مینا خالی
روز عاشور جو دیکھا گیا شیشۂ افسوس
خانۂ تن میں اگر دل ہو اکیلا خالی
آپکا گھر ہی آنکھوں میں ہی اے نور خدا
دل مضطر ہی یہ پہلو میں تڑپتا خالی
خون دل دیدۂ حسرت سے جو دریا رویا
ہو نہ شبیر کے غم سے دل شیدا خالی

نور العین میں ہی کہ اُسی وقت ایک غبار سیاہ ظاہر ہوا اور پھر سرخی آگئی سارے عالم میں اندھیرا ہو گیا لوگ سمجھے کہ عذاب نازل ہوا ہلال ابن نافع کہتے ہین کہ مین عمرو بن سعد سے کھڑا باتین کر رہا تھا کہ شور ہوا کوئی کہتا ہی اے عمرو ابن سعد تجکو خوشخبری ہو کہ حسین مارے گئے پس خدا کی قسم مین نے ایسا کوئی مقتول اپنے خون خوشبودار مین لتھڑا نہین دیکھا اُسکے ساتھ آپ کے روے مبارک کے نور اور جمال اور ہیبت نے مجکو مشغول کر رکھا پھر مین نے گنے آپ کے بدن پر تلوارون اور نیزون وغیرہ کے زخم کہ اکیسو بیس تھے اور کہا راوی نے کہ گھوڑا آپ کا معرکے مین کودتا پھرتا تھا اور ہر شہید کے پاس جاتا اور پلٹ آتا جب آپ کے جسد شریف پر پونچا تو اُسکو بغیر سر کے دیکھ کے گرد پھرنے لگا اور اپنی پیشانی اُس خون مین رگڑنے لگا جب عمرو بن سعد نے یہ دیکھا تو اُس نے اپنی قوم سے کہا اِسکو پکڑ لاؤ اونھون نے گھوڑے پیچھے دوڑائے جب اُسکو اسکا احساس ہوا تو وہ لاتین پھینکنے لگا اور کاٹنے کو منہ بڑھانے لگا یہانتک کہ اُن اشقیا مین سے ستّرہ سوار اور نو گھوڑے کام آئے عمرو بن سعد نے پکار کر کہا اے لوگو جانے دو اسکو مت پکڑو دیکھین تو اب یہ کیا کرتا ہی وہ سب اُسکے پاس سے ہٹ گئے

پھر وہ جسد شریف کی طرف پلٹا اور اپنا منہ رگڑنے لگا اور چلانے لگا پھر خیمے کی طرف چلاتا ہوا چلا جب عورتوں نے اسکی آواز سنی تو حضرت زینب نے حضرت سکینہ سے فرمایا کہ شاید بابا آتا ہی جاؤ نکل کے دیکھو جب وہ نکلیں تو دیکھا کہ زین خالی ہی اور گھوڑا چلاتا ہوا آتا ہی تب رونے لگیں اور فرمانے لگیں وَاقَتِیلَاہٗ وَاغَرِیبَاہٗ وَاحُسَیْنَاہٗ هٰذَا الْحُسَیْنُ بَیْنَ الْاَعْدَاءِ مَسْلُوبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ بَدَنُہٗ بِالْاَرْضِ وَرَاْسُہٗ مُنْقَطِعٌ وَاَبَتَاہٗ وَاغَرِیبَتَاہٗ وَاضَیْعَتَاہٗ بَعْدَكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ

قتل برچھی سے جب سبط پیمبر ہو گئے
واں اہل حرم اشکوں سے سب تر ہو گئے
بیچلے نیزے پہ جب ظالم سر شبیر کو
نقطہ موہوم سب عصیاں کے دفتر ہو گئے
حملۂ شبیر سے بھاگے یہاں تک اشقیا
گو شہید آخر بہتر کے بہتر ہو گئے
لوٹ پر اس حرص سے ٹوٹے کہ سمجھے تھے لعین
سامنا ہی موت کا چیونٹی کے جب پر ہو گئے
ای قمر بس تف ہی امت پہ جسکے ہاتھ سے

قبل محشر آشکارا آثار محشر ہو گئے
ہو گیا جس دم عمامہ آپکے سر سے جدا
دشت سب گیسوے سرور سے معطر ہو گئے
پتھروں کے فرط رقت سے سیاہی بہ گئی
داخل نار سقر لشکر کے لشکر ہو گئے
خوش ہوا ابن زیاد جس دم کہ قتل شہ یہ جب
جل کے خیمے سب کے سب جا ندی کے تیر ہو گئے
رن کا میدان پٹ گیا پوچھ کیا دلدل نے قضا
ذبح سرور سے امام اللہ اکبر ہو گئے

جبکہ مرکب آیا زین بے راکب چلا
فرش سے تا عرش سب اس غم سے بے سر ہو گئے
جب غم سرور میں اشک آلی جانیں چشم تک
سنگ موسی شہ کے غم میں سنگ مرمر ہو گئے
قتل لاکھوں ہی لعین شہ کے فرعونی کیے
ثبت مہریں ہو چکیں تیار محضر ہو گئے
جو شقی آیا بڑھا کر آپ پہ بولی قضا
ڈھیر لاشوں کے کچل کر سب برابر ہو گئے

روایت ہی کہ عبداللہ بن قیس نے کہا کہ میں نے دیکھا وہ گھوڑا خیمہ حرم سے نکلا اور دوڑتا ہوا جسد شریف تک پہنچا اور اپنی پیشانی جسد حضرت سید الشہدا افتادہ خاک کربلا کے قدموں پر رکھی گویا اسکو وداع کرتا تھا پھر فرات میں چلا گیا اور وہیں ڈوب گیا اسکا پتہ نہ لگا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی کے وقت میں وہ برآمد ہوگا اور آپ اسپر سوار ہونگے انتہی واللہ اعلم **فائدہ** حضرت کے گھوڑے کا نام ذوالجناح تھا جیسا اور رسائل میں ہے اور یہی ملا نعمت اللہ جزائری شیعی نے بھی شرح تہذیب میں لکھا ہی اور رسالہ نور العین میں ہی کہ اصح یہ ہی کہ وہ گھوڑا میمون نام تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال خطط میں لکھا ہی کہ جب حضرت سیدہ زینب کا گذر حضرت امام علیہ السلام کے جسد مبارک پر ہوا اور آپ نے انکو شہید پڑا دیکھا تو یوں چلا کر فرمایا یَا مُحَمَّدُ هٰذَا حُسَیْنٌ بِالْعَرَاءِ ای محمد یہ حسین ہیں اس جنگل میں جہاں نہ درخت ہی نہ گھانس کہ وہاں کوئی کسی چیز کے

آخر مین بیان کی مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ لپٹے ہوے ہین خون مین مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ کٹے ہوے ہین جوڑ یا محمد بناتک سبایا
وَذُرِّیَّتُکَ مَقْتُولَۃٌ اے محمد آپ کی بیٹیان قیدی ہین اور آپ کی اولاد ماری پڑی ہے ان بیانات سے ہر شخص دشمن و دوست روتا تھا

وقائع بعد شہادت

جب شجرۂ رسالت اور دوحۂ نبوت تیشۂ ظلم سے کٹ گیا تو شمر اور ابن سعد ملعون نے خیمۂ اہل بیت لوٹ لیا بارہ لڑکے اہل بیت نبوت کے اور عورتین جنمین حضرت زینب بھی تھین ان سب کو قید کر لیا اور جو کچھ اسباب ملا اُسکو لوٹ لیا اسی اثنا مین اُن اشقیا کی نظر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پر پڑی تو شمر شقی نے چاہا کہ اُنکو بھی شہید کرے ایک شخص نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کافرون کے لڑکون کو نہیں مارتے ہین یہ تو مسلمان کا لڑکا ہی اور بیمار ہے شمر نے کہا کہ ابن زیاد کا حکم ہی کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نرہے اُسنے کہا تو ان سبکو ابن زیاد کے پاس روانہ کر جیسا وہ چاہیگا کریگا یہان نمار تب شمر باز رہا پھر شمر اور ابن سعد نے کہا کہ گھوڑے اس لاش پر دوڑانا چاہیے چنانچہ بیس سوارون نے تن مبارک حضرت سید الشہدا پر گھوڑے دوڑا کر لاش کو ایسا روندا کہ ہڈیان تن مبارک کی چور چور ہو گئین نَعُوذُ بِاللّٰهِ اور اُسیدن اہل بیت نبوت کو بے پردہ اونٹون پر سوار کر کے سر مبارک سید الشہدا اور کئی سر اور شہدائے کربلا کے نیزے پر رکھ کے بشیر ابن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد سرمایۂ فساد علیہ ما علیہ الی یوم التناد کے پاس روانہ کیا کذا فی تحریر الشہادتین و سعادت الکونین اور ابن سعد نے خود ایک روز کربلا مین قیام کر کے اپنے دوزخیون کا گور و کفن کیا اور لاشین اہل بیت کی یونہی بے گور و کفن پڑی رہنے دین لکھا ہی کہ تین دن تک نعش بے سر حضرت نور دیدۂ زہرا سید الشہدا کی بے گور و کفن پڑی رہی تیسرے روز قریۂ عامریہ کے لوگ کہ ایک کنارۂ فرات پر واقع ہی آئے اور تن مبارک کو ایک جگہ دفن کیا اور اور شہدا کو ایک جگہ جمع کیا عباس اور علی اور محمد اور عبداللہ اور جعفر فرزندان حیدر کرار اور قاسم بن حسن اور عبداللہ بن حسن اور ابوبکر بن حسن اور عمر بن حسن اور علی اکبر منجھلے صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور محمد و عون پسران زینب بنت حضرت فاطمہ یعنی عبداللہ بن جعفر طیار کے صاحبزادے اور عبداللہ بن مسلم اور عبدالرحمن اور جعفر دونون بیٹے عقیل بن ابی طالب کے پہلوے امام حسین علیہ السلام مین دفن کیے گئے صرف عباس ابن علی جو علمدار تھے اُنکا روضہ ایک تیر پرتاب[سکہ] کے فاصلے پر واقع ہوا اور اولاد مہاجرین و انصار اور جو لوگ کہ اُسدن شہید ہوے تھے ایک جا مدفون ہوے

[illegible]

ہوا ان کے نام سے مسمی ہین بھی [illegible] کذا فی مجالس الاخیار ۱۲ منہ
[illegible] کام مین [illegible] بہار عجم مین [illegible]
قسم کا ہتھیار ہی جو دور سے [illegible]
۵ تیر پرتاب [illegible] نقیح اللغات [illegible]
طور نشہ دور جائے انتہی ۱۲ منہ
دسوین سال ۶۲ھ [illegible]

اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰاتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ شعر آلاف تحیات وسلام بہ پیروز
زان بعد شمار شد دیندار توانگروہ امام احمد اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی کہ کہا اُنھون نے مین نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب مین دیکھا کہ آپ کے بال بکھرے ہوے گرد آلودہ مین
اور ہاتھ مین شیشہ ہی مگر خون مین بھرا ہوا مین نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا ہی فرمایا کہ حسین اور اُسکے ساتھیونکا خون
ہی مین اُسے آج صبح سے اُٹھاتا ہون ابن عباس کہتے ہین کہ مین نے وہ وقت اور دن یاد رکھا یہان تک کہ
مجکو خبر ملی کہ حسین شہید ہوے اُسیدن یعنی جسروز کہ مین نے یہ خواب دیکھا تھا انتہی حاکم اور بیہقی نے حضرت
ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی کہ کہا اُنھون نے مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب مین
کہ آپ کا سر اور داڑھی خاک آلودہ ہی مین نے کہا یارسول اللہ یہ کیا حال ہی فرمایا مین مقتل حسین پر ابھی گیا تھا
اور اسحق بن راہویہ اور ابونعیم نے بھی اس حدیث کو نکالا ہی مین کہتا ہون کہ اس حدیث کو ترمذی نے سلمٰی
زوجۂ ابورافع سے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی اور سلمٰی ایک عورت تھی جو بعض ازواج مطہرات کے
خدمت کرتے تھے اور دایہ ابراہیم علیہ السلام بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور اسی نے غسل دیا تھا
فاطمہ زہرا کو اور ہمراہ تھی اسماے بنت عمیس کے اور کہا سلمٰی نے کہ آئی مین ایک روز ام سلمہ کے پاس تو دیکھا کہ
وہ رو رہی ہین مین نے پوچھا کیون کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا الی آخر الحدیث
ہکذا ذکرہ الشیخ عبدالحق المحدث الدہلوی فی ترجمۃ المشکوۃ وہذا ملخصہ انتہی اور صاحب صواعق نے بھی
صحیح ترمذی سے یہ روایت نقل کی ہی **فائدہ** اشعۃ اللمعات مین ہی کہ حضرت ام سلمہ نے ۵۹ سنہ مین
وفات پائی اور یہی صحیح تر ہی اور ایک روایت کے موافق ۶۲ سنہ مین اور یہ واقعہ ۶۱ سنہ مین ہوا تو بنظر روایت
ثانی کچھ اشکال نہین اور بر روایت اول بھی کچھ اشکال نہین اسواسطے کہ ہوسکتا ہی کہ قبل وقوع اس واقعے کے
اُنکو خواب مین یہ معاملہ دکھایا گیا ہو اور آنفاً یعنی ابھی کہنا باعتبار تحقیق اُس واقعے کے ہی اُسوقت مین
مین کہتا ہون کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ فی تمییز الصحابہ مین حضرت ام سلمہ کے حال مین لکھا ہی کہ واقدی
نے کہا کہ انکا انتقال شوال ۵۹ سنہ مین ہوا اور انپر نماز پڑھی ابوہریرہ نے اور کہا ابن حبان نے کہ انکی وفات آخر
۶۱ سنہ مین بعد خبر شہادت حضرت امام علیہ السلام کے ہوئی اور کہا ابن ابی خیثمہ نے کہ انکی وفات خلافت یزید
بن معاویہ مین ہی مین کہتا ہون کہ تھی وہ خلافت اواخر ۶۰ سنہ مین اور کہا ابونعیم نے کہ انکی وفات ۶۲ سنہ مین ہی
یہ آخر امہات المومنین ہین موت مین مین کہتا ہون کہ بیشک یہی آخر امہات المومنین ہین وفات مین بتحقیق

[illegible]

ثابت ہوا ہی صحیح مسلم مین کہ حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عبد اللہ بن صفوان دونون داخل ہوے
خلافت یزید مین حضرت ام سلمہ کے پاس اور پوچھا اُس لشکر سے اور یہ اُسوقت تھا جب کہ یزید نے لشکر آراستہ
کر کے مسلم بن عقبہ کے ساتھ مدینۂ منورہ کی تخریب کے واسطے بھیجا تھا اور یہ واقعۂ حرّہ تھا جو سنہ ۶۳ ہجری
مین ہوا یہ سارا بیان دفع کرتا ہی قول واقدی کو اور اُسکو جو نقل کیا ہی ابن عبد البر نے کہ حضرت ام سلمہ نے
وصیت کی کہ سعید ابن زید میری جنازے کی نماز پڑھین کیونکہ سعید سنہ ۵۰ یا باون یا ترپن مین مرے تو
اس سے لازم آتا ہی کہ حضرت ام سلمہ کا انتقال اُسکے پہلے ہوا ہوا اور یہ تحقیق نہین ہی اور اُسکی تاویل یون ممکن ہی
کہ حضرت ام سلمہ نے کسی اپنی بیماری مین یہ وصیت کی ہوگی پھر اُس بیماری سے وہ صحت پا گئی ہوگی
اور سعید کا انتقال ہو گیا ہوگا تب ام سلمہ نے وفات پائی ہوگی واللہ اعلم انتہی اور رسالہ الدرۃ المضیۃ فی الشجرۃ
المحمدیہ مین حضرت ام سلمہ کی وفات زمانۂ یزید مین لکھی ہی اور سیوطی نے تاریخ الخلفا مین واقعۂ حرّہ کے زمانے
مین اُنکی وفات لکھی ہی جیسا کہ تاریخ مطبوع کلکتہ کی صفحہ ۲۱۰ مین ہی اور یافعی نے مرآۃ الجنان مین سنہ ۶۱
لکھے ہین اور اُنسٹھ کو بلفظ قیل نقل کیا ہی مفتاح النجا مین ہی کہ عامر بن سعد بجلی روایت کرتے ہین کہ بعد
شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے جناب رسالت مآب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین
ای عامر براء بن عازب کے پاس جا اور میرا سلام اُسکو کہہ اور خبر دے کہ جنھون نے حسین کو مارا وہ دوزخی ہین
پس مین نے براء بن عازب سے آکر یہ خواب کہا اُنھون نے کہا سچ کہا اللہ نے اور اُسکے رسول نے انتہی
مین کہتا ہون کہ یہ خواب مطابق اِس حدیث کے ہی جسکو حافظ ابن حجر نے نقل کیا کہ عَنْ طَرِيقٍ وَاہٍ عَنْ
عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ فِي تَابُوتٍ مِّنَ النَّارِ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ أَهْلِ النَّارِ
یعنی قاتل حسین کا ایک آگ کے صندوق مین ہی کہ اُسپر آدھے جہنمیون کا عذاب ہی کذا فی اسعاف الراغبین
امام سخاوی مقاصد حسنہ مین اس حدیث کے قائل ہوے ہین اور ملا محمد طاہر فتنی صاحب مجمع البحار
تذکرۃ الموضوعات مین اپنے شیخ سے نقل کرتے ہین کہ یہ حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے وارد ہوئی ہی
اسی عبارت سے واللہ اعلم **نقل** شیخ نصر اللہ بن یحیی جو ثقات معتبرین سے تھے بیان کرتے ہین کہ مین نے جناب
امیر علیہ السلام کو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ ای امیر المؤمنین آپ تو فتح مکہ کے دن فرماتے تھے کہ جو شخص
ابی سفیان کے گھر مین داخل ہوگا وہ امن مین رہیگا خدا کی قدرت ہی کہ اب سفیانیون سے جو کچھ آپ کے
صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ السلام پر گذرا وہ ایسا ہوا ہی کہ کسی کے ہاتھ سے خدا ایسا ظاہر نکرائے
آپ نے فرمایا کیا تو جانتا ہی جو اِس معاملے کو ابن صیفی تمیمی نے نظم کیا ہی مین نے عرض کیا نہین فرمایا اُس کے

پاس جاکر وہ اشعار سن یہ خواب دیکھکر مین جاگا اور حیران ہوا کہ یہ کیا ہی مین نے جاکر اُسکا دروازہ کھٹکھٹایا
وہ باہر نکل آیا مین نے اُسکو اپنا خواب کہہ سُنایا وہ اُچھل پڑا اور رونے لگا اور قسم کھانے لگا کہ مین نے یہ
اشعار رات کو نظم کیے تھے کسی نے ابھی تک اُنکو سُنا ہی نہین لو اب سُنو وہ اشعار یہ ہین **اشعار**

ملکنا فکان العفو منا سجیۃ | فلما ملکتم سال بالدم ابطح | یعنی ہم جب مالک ہوے تھے تو ہمارا
طریقہ یہی رہا کہ ہم معاف کیا کیے اور جب تم مالک ہوے تو تمنے خون کی ندیان بہا دین | واحللتم قتل الاساری وطالما
غدونا علی الاسری فنعفو ونصفح | تمنے قیدیونکا قتل حلال جانا اور اکثر ہم جو گذرے قیدیونپر تو ہم معاف
کرتے رہے اور درگذر کرتے رہے | وحسبکم هذا التفاوت بیننا | وکل اناء بالذی فیہ ینضح

اور کافی ہی ہم مین تم مین یہ فرق بیشک ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہی جو اُسمین ہوتا ہی انتہی اس نقل کو شیخ
نورالدین بن علی بن محمد بن الصباغ مالکی مکی متوفی ۸۵۵ھ نے اپنی کتاب فصول المہمہ فی احوال الائمہ مین لکھا ہے
کذا فی رسالہ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار **فائدہ** اوپر اس حکایت مین جو ابن صیفی
لکھا ہی تو وہ وہی حیص بیص شاعر ہی جسکا لقب شہاب الدین ہی مین کہتا ہون کہ حیص بیص کا نام ابوالفوارس
سعد بن محمد تمیمی شاعر ہی یہ وافر الادب تھا اور متضلع لغت سے اور بصیر فقہ اور مناظرہ مین اور کہا شیخ نصراللہ
بلخی نے مجمل اور ابن خلکان نے کہا کہ یہ ثقات اہل سنت سے تھا اسکو حیص بیص اسواسطے کہتے ہین کہ اسنے
ایک دن لوگون کو ایک امر شدید اور حرکت اضطراری مین دیکھا اور کہنے لگا ان لوگون کو اس حیص بیص مین
کیا ہی لہذا یہی اسکا لقب ہوگیا اور ان دونون لفظون کے معنی شدت اور اختلاط کے ہین انتہی اسکا انتقال
۵۷۴ھ مین ہوا کذا فی تاریخ الیافعی اور شیخ ابن حجر عسقلانی تسدید القوس فی تلخیص مسند الفردوس مین
لکھتے ہین کہ صالح شحام نے روایت کی کہ مین نے حلب مین خواب دیکھا کہ ایک کالا کتا پیاس کے مارے زبان
نکالتا ہی مین نے ارادہ کیا کہ اسکو پانی پلاؤن کہ ہاتف نے آواز دی خبردار اسکو پانی ندے کہ یہ قاتل حسین کا
ہی اسکا یہی عذاب ہی کہ قیامت تک یہ یونہین پیاسا رہے حضرت امام غزالی اپنی کتاب الدرۃ الفاخرہ فی
کشف علوم الآخرہ مین فرماتے ہین کہ چوتھی قسم مُردون کی انبیا اور اولیا اور نیک بندے ہین بعضے
اُن مین وہ ہین جنھون نے اختیار کر لیا ہی زمین کو کہ قیامت تک اُسمین پھرینگے پس اکثر وہ خواب مین
دیکھے جاتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہی عوالم ثلثہ مین اور اسی ارادے سے لوگون کو
آگاہ کرنے کے واسطے آپ نے فرمایا کہ مین بزرگتر ہون خدا کے نزدیک اس سے کہ چھوڑے مجکو زمین پر زیادہ
تیس سال یا تین عشرے سے کیونکہ امام حسین نے شہادت پائی تیس برس کے بعد اس ارشاد سے پس غضب کیا
رسول خدا نے اہل زمین پر اور آپ غصے کے ساتھ اس عالم سے تشریف لے گئے اور بعضے صالحین نے آنحضرت کو

[illegible] منتہی الارب

خواب مین دیکھا اور عرض کیا یارسول اللہ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ آپ نے اپنی امت کے فتنے کو کیسا دیکھا فرمایا اللہ انکے فتنے کو بڑھائے رکھے اُنھون نے حسین کو قتل کر ڈالا اور میری قرابت کا کچھ پاس نکیا پھر آپ اور کچھ بات مکرر فرمانے لگے جو مشتبہ ہی راوی پر انتہی اور آخر کتاب احیاء العلوم مین منامات کے ذکر مین لکھتے ہین کہ ابن عباس ایک روز جاگے اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ مارے گئے حسین لوگون نے اس خواب کا انکار کیا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول خدا کو مین نے خواب مین دیکھا کہ آپکے ہاتھ مین ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا ہی آپ فرماتے ہین اے ابن عباس تم نہین جانتے کہ میری امت نے میرے بعد کیا کام کیا میرے بیٹے حسین کو مار ڈالا یہ خون اُسکا اور اُسکے یارونکا ہی اسکو خدائے عزوجل کے پاس لیے جاتا ہون اس خواب کے چوبیس دن کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر آئی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا پانیکو دیکھو حالت زندگی و موت دونون مین اس واقعۂ عظمیٰ اور داہیۂ کبریٰ سے آپ کے اندیشے کو خیال کرو کیونکہ مردے کو جس چیز سے زندگی مین ایذا پہونچتی ہی اُس سے بعد مرنے کے بھی پہونچتی ہی حالانکہ آپ زندہ ہین اور اپنے غیرون سے کہین زائد شنوا اور بینا چنانچہ اخبار و آثار اُسکے ناطق ہین انتہی شیخ جلال الدین سیوطی نے خصائص الحبیب اور انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیا مین اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا ہی مسلمانو غور کا مقام ہی کہ حضرت تو رحمۃ للعالمین تھے مگر آپ کو بعد وفات اس واقعۂ شنیعہ کے وقوع سے کسقدر رنج اندوہ اور کسقدر حزن و ملال پونچا اور باوجود اسکے کہ آپ ارحم انبیا ہین اپنی امت کے حق مین اور حالانکہ غزوۂ اُحد مین دندان مبارک آپ کے شہید ہوے اور طرح طرح کی اذیتین آپ کو کفار سے پونچین حتی کہ بعضے صحابہ نے جب عرض بھی کیا کہ آپ بددعا فرمائین تو آپ نے فرمایا کہ مین لعنت کرنیوالا نہین بھیجا گیا ہون مین تو رحمت بھیجا گیا ہون لیکن یہان غایت حزن و ملال اور اندوہ کمال سے آپ کے قلب مبارک کو ایسی ایذا پونچی کہ آپ نے دعاے بد کی اُس گروہ پر جو ظاہر مین کلمہ گو تھے اور باطن مین لشکر نمرود و ہامان سے نعوذ باللہ من غضبہ وغضب رسولہ صواعق محرقہ مین ہی کہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ شب شہادت کو مین نے ایک آواز غیب سے سنی کہ کوئی کہتا تھا اشعار

أَيُّهَا الْقَاتِلُونَ جَهْلًا حُسَيْنًا ۔ أَبْشِرُوا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْكِيلِ

قَدْ لُعِنْتُمْ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ ۔ وَمُوسَى وَحَامِلِ الْإِنْجِيلِ

اے حسین کے قاتلو نادانی سے مژدہ ہو تمکو عذاب کا بیشک تم ملعون ہوے داؤد اور موسیٰ اور عیسیٰ کے زبانو نپر یعنی قاتلین حسین پر موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد علیہم السلام نے بھی لعنت کی ازالۃ السعادۃ مین ہی کہ کتب صحیحہ تواریخ مین دیکھا گیا کہ جب مروان نے بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدینۂ منورہ مین خطبہ پڑھا اور آپ کی شہادت سے اظہار بشاشت کیا تو اُس رات اور دن کو مدینے والے یہ آواز مذکور سنتے تھے اور کہنے والا معلوم نہین ہوتا تھا کہ کون ہی علامۂ انصاری منہاج مین لکھتے ہین کہ ان اشعار مین

اشارہ ہی اسطرف کہ اس قصہ ہائلہ کا مذکور کتب منزلہ سابقہ مین بھی تھا اور قاتلین حضرت امام حسین علیہ السلام انبیاے کرام کی زبانون پر بھی مطرود وملعون تھے انتہی ابونعیم نے حبیب بن ابی ثابت سے روایت کی ہی کہ اسنے کہا مین نے جنون کو سنا کہ روتے تھے حسین علیہ السلام پر یہ پڑھکر اشعار

مسح النبی جبینہ	ولہ البریق فی الخدود	ابواہ فی علیا قریش	وجدہ خیر الجدود
ابتیا اس حسین کو نبی نے چوما تھا	تھی چمک کیا ہی اسکے چہرے پر	اسکے مان باپ تھے قریش کی جان	اسکا نانا جہان سے بہتر

شیخ ابن حجر عسقلانی نے تسدید القوس مین لکھا ہے کہ اس جواب دیا مرثیہ خوانونکو ایک مرد نے قبیلہ ہمدان سے اشعار

خرجوا بہ وفدا الیہ	فہم بہ شر الوفود
قتلوا ابن بنت نبیہم	سکنوا بہ نار الخلود

یعنے باہر آئے اسکے ساتھ اور پیشوا ہوے پہلے اسکی طرف پس وہ شریرترین وفود ہین کہ قتل کیا اپنے نبی کے نواسے کو اور ٹھیرے اسکے سبب سے ہمیشہ کی آگ مین یعنی دوزخ مین اور سنا اور نہ دیکھا کہنے والے کو کہ کہتا تھا کونچین کاٹی لوگونے ناقہ صالح علیہ السلام کی پس جڑسے کھودے گئے وہ اور بلاہی پر روان ہوے اور بنایا اللہ نے حرمت رسول خدا کو اعظم اور بزرگتر حرمۃ صالح علیہ السلام سے پس تعجب ہی انکے لیے کہ ایسے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوے اور مسخ نہوے مثل قاتلین ناقہ کی اللہ مہلت دیتا ہی باغیان منکر کو انتہی اور نیز ابونعیم ابن ابی ثابت سے روایت کی کہ حضرت ام سلمہ نے کہا مین نے نہین سنا رونا جنون کا جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا مگر آج کی رات تو مین نے جانا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا پھر کہا ام سلمہ نے اپنی لونڈی سے کہ تو گھر سے نکل کر لوگون سے پوچھ اسنے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حسین شہید ہوئے اور جن یہ کہکر روتی تھی اشعار

الا یا عین فابتہلی بجہد	ومن یبکی علی الشہداء بعدی	علی رہط تقودہم المنایا
الی متجبر فی ملک عہدی	ترجمہ ہوسکے جتنا رولے نوای چشم	کون روئیگا پھر شہیدون کو
پاس ظالم کے کھینچتی لائی	موت ای وائے ان عزیزون کو	پوشیدہ نرہے کہ نوحہ عبارت ہی

اس سے کہ میت پر گریہ کرے اور اوصاف پسندیدہ اسکے ذکر کرے مگر واویلا اور وامصیبتا کرنا اور بے صبری وسینہ کوبی اور طمانچہ زنی یہ حرام ہی جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ النیاحۃ من عمل الجاہلیۃ یعنی نوحہ کرنا رسوم کفر و شرک سے ہی اور آنکھون سے رونا اور دل سے غم کرنا پسندیدہ ہی اور رونا مصیبت مین احادیث سے ثابت ہی اور بیہقی اور ابونعیم نے زہری سے روایت کی کہ جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام تو اسدن جو پتھر بیت المقدس مین اٹھایا گیا اسکے نیچے سے خون سرخ نکلا مین کہتا ہون کہ بعد قتل حضرت یحیی کے بھی بیت المقدس مین بعضے کنوؤن مین خون جوش کرآیا تھا چونکہ اکثر حالات خصوصًا

حال شہادت حضرت امام حسینؑ کا مشابہ حال شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تھا لہذا ان امور مین بھی مشابہت انکی چھوڑی نگئی بیہقی نے ام حبان سے روایت کی ہی کہ وہ کہتی ہین جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام اُسدن سے تین دن تک ہمپر اندھیرا رہا اور جسنے زعفران ملی مُنہ پر اُسکا مُنہ جل گیا اور بروایت صحیح ثابت ہی کہ یزیدیون نے کئی اونٹ لشکر حسینی کے پکڑے تھے جب اُنکو ذبح کیا اور پکایا تو گوشت ایسا کڑوا نکلا جیسے اندراین کا پھل کوئی اُنکو کھا نسکا سبط ابن الجوزی نے تذکرے مین بیان کیا کہ جس اونٹ پر سر مطہر امام علیہ السلام اور اُنکے یارونکا اُٹھایا گیا تھا جب اُسکو ذبح کرکے پکایا تو وہ گوشت تلخی کے مارے کھایا نگیا واللہ اعلم ترجمہ صواعق مین ہی کہ ایک قافلہ ورس عطر کے یمن سے عراق جاتا تھا راہ مین یزید کے لشکریونکا جو ساتھ ہو گیا تو انکی شامت سے انکی ورس اکھ ہو گئی اور جس اونٹ کو ذبح کیا اُس سے آگ نکلی اور بیہقی نے علی بن مُسہر سے روایت کی کہ انھون نے کہا مین نے سنا اپنی دادی سے کہ وہ کہتی تھین کہ مین نوجوان لڑکی تھی جب امام حسینؑ شہید ہوے تھے مین نے دیکھا کہ چند روز آسمان اُنپر رویا کیا ابن جوزی اور ابن سیرین سے روایت ہی کہ تین دن عالم مین تاریکی رہی آسمان سرخ ہو گیا ثعلبی سے منقول ہی کہ آسمان حضرت امام حسینؑ پر رویا چھ مہینے تک اُسکی نشانی یعنی سرخی رہی اور ابن سیرین اور ابن سعد کہتے ہین کہ شفق کی سرخی بعد قتل حضرت امام علیہ السلام کے ظاہر ہوئی پہلے اسکا وجود نہ تھا منح مکیہ مین ابن جوزی سے منقول ہی کہ اسکا سر یہ تھا کہ جب کوئی غصہ ہوتا ہی تو خون جوش کرتا ہی اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہی اور حق تعالی جملہ عوارض جسمانی جیسے غصہ وغیرہ سے پاک ہی سو اُسنے اپنے غضب کے اظہار کے واسطے سارے آسمان کو سُرخ کر دیا اور اُسکا قیامت تک نشان رکھا تا کہ ظاہر ہو جائے کہ قاتلین حسین سے یہ بڑا گناہ واقع ہوا ہی روایت ہی کہ سات روز تک آسمان کی سرخی سے دیوارین گویا لحاف گلنار ہو گئی تھین اور جو کپڑا اُس سے سرخ ہوا پھر وہ سُرخی ہرگز نگئی یہانتک کہ پارہ پارہ ہو گیا اور شہاب آسمان سے بکثرت گرے اور اُسی روز کسوف کامل واقع ہوا کہ دوپہر کو ستارے نظر آئے گویا قیامت قائم ہو گئی **نقل ہی** کہ غزوہ بدر مین جب کفار قید ہو کر آئے تو اُن مین حضرت عباس بھی تھے کہ وہ اُس زمانے مین ایمان نلائے تھے حضرت نے اُن کے بازو بند صوائے اُنھون نے تمام رات نالے کیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام شب اُن کے شور سے نیند نہ آئی بسبب حضرت عباس کی قرابت کے کہ آپ کے چچا تھے اور بعد اسکے پھر حضرت عباس مسلمان ہوے اور اسکا قصہ اپنی جگہ پر مذکور ہی تو مسلمانو غور کا مقام ہی کہ جب چچا کا شور آنحضرت کو سونے ندے تو حضرت امام حسینؑ کہ آپکے لخت جگر تھے انکی مصیبت کا اثر کیا کچھ آپکو ہوا ہوگا اور نیز جب حق تعالی

قاتل سید الشہدا حضرت حمزہ کا ایمان لایا تو حضرت نے فرط ملال کے باعث فرمایا کہ تو اپنا مُنہ مجھے نہ دکھا
کہ مجھے تیرا دیکھنا ناگوار ہی حالانکہ وہ مسلمان ہوگیا تھا اور حدیث مین ہی کہ اسلام کفر وغیرہ گناہان ماقبل کو
دور کر دیتا ہی پس غور کرنا چاہیے کہ حضرت کے دل پر ذبح حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور اُنکی اہل بیت
کی اہانت اور ایذا سے کیا کچھ صدمہ نگذرا ہوگا اور آپ کیسے غضب مین ہون گے فَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ
غَضَبِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ حقیقت مین اسطرح کا سانحہ ہوش ربا حضرت آدم کے وقت سے اسوقت تک
کسی نبی کی اہل بیت پر نہین گذرا ہی تو پھر خون رونا آسمان اور زمین کا اور تیرہ و تار ہونا عالم کا اور ٹپکنا
خون کا شجر اور حجر اور دیوار اور در سے کون تعجب کی بات ہی بلکہ اگر اُسی وقت قیامت آجاتی اور ہر شقی اپنی
منزا کو پہونچ جاتا تو کچھ تعجب تھا اشعار

ابتلائے انبیا و اولیا بسیار بود
چون بلائے کربلا کرب و بلائے کس ندید

در جہان این صعب امر ہرگز بلائے کس ندید
لیک در عالم از نیسان ابتلائے کس ندید

در سرا دہر تا شد رسم ماتم آشکار
دل شکن چون زین عزا ہرگز عزائے کس ندید

چشم گردون چون بگرید چونکہ در دوران او
ہیچو دشت کربلا ماتم سرائے کس ندید

تعداد عمر شریف و کشتگان کربلا

سن شریف آپ کا روز شہادت چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن کا تھا اسلیے کہ ولادت باسعادت پانچوین
شعبان ۴ سنہ مین ہی اور شہادت دسوین محرم روز جمعہ بعد زوال آفتاب کے ۶۱ سنہ ہجری مین پس عمر شریف
بے کم و کاست اتنی ہی ہوتی ہی اور اگرچہ بعضے اس سے زائد اور بعضے اس سے کم کہتے ہین لیکن صحیح اور معتمد
اسیقدر ہی کذا فی تحریر الشہادتین انتہی مین کہتا ہون کہ استیعاب مین ہی کہ حضرت کے سن شریف مین
اختلاف ہی بعضے ستاون اور بعضے اٹھاون برس کہتے ہین اور قتادہ نے کہا کہ آپ روز شہادت چون برس
چھ مہینے کے تھے انتہی اور تاریخ یافعی مین سن شریف اٹھاون برس اور معارف مین چھپن برس کا لکھا ہی
اور نور الابصار مین ہی کہ آپ کی عمر روز شہادت پچپن برس یا اس سے زائد کی تھی انتہی اور آپ کے
ساتھ آپ کے عزیز و قریب مین سے سولہ یا سترہ آدمی شہید ہوئے ابن عبد البر نے استیعاب مین
محمد بن الحنفیہ سے نقل کیا ہی کہ امام علیہ السلام کے ساتھ ایک روز مین سترہ آدمی اولاد فاطمہ سے شہید
ہوئے اور حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہین کہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ سولہ آدمی اہل بیت
مین سے ایسے مارے گئے کہ جنکا مثل پردۂ زمین پر اسوقت نتھا اور یہی ہی رسالہ نور العین اور اور
بعضے رسائل معتبرہ اور تاریخ ابو حاتم مین لیکن ابو حاتم نے چند اور اشخاص کو بھی حضرت ہی والون مین شمار
کیا ہی جیسے سلیمان اور سلیح غلامان حضرت امام علیہ السلام اور محمد بن سعید بن عقیل بن ابی طالب و اولاد
مہاجرین و انصار مین سے بہت سے لوگ شہید ہوے اور علی برادر رضاعی امام علیہ السلام کے بھی

اُسیوقت شہید ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ انکو قید کرکے کوفے مین لیجا کر دار الامارۃ کے اوپر سے پھینکدیا اُنکے
پیر ٹوٹ گئے اُسپر بھی وہ اُٹھ کھڑے ہوے ایک کوفی نے آکر انکو تلوار سے مارا اور عثمان بن علی اور اسد
بن جعفر اور عمر بن حسن بھی اُسی روز شہید ہوے کذا فی سعادت الکونین انتہی مین کہتا ہون کہ حضرت
شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے وفیات الاعلام مین عبداللہ بن یقطر کو رضیع حضرت امام علیہ السلام کا لکھا ہی
اور آپ کے غلام کا نام منجح ہو تو عجب نہین سعادت الکونین کے اِس نسخے مین جو میرے پیش نظر ہی لفظ سلیح
اور علی کا سہو کاتب سے ہوگا واللہ اعلم اور منجح بفتح میم وسکون نون وکسر جیم وحاے مہملہ اور آخر مین جیم ہی
کامل ابن اثیر مین ہی کہ آپ کے غلام کا نام منجح تھا انکو سلیمان بن عوف حضرمی نے مارا تھا اور عبداللہ بن یقطر
آپ کے رضاعی بھائی کی شہادت کا قصہ یون ہی کہ حضرت امام نے انکو حضرت مسلم کی خبر لینے کے لیے راستے
سے روانہ کیا تھا راہ مین حصین بن نمیر کے سوارون نے انکو پکڑا اور قادسیہ سے لیکر ابن زیاد کے پاس لائے
اُسنے کہا قصر پر چڑھ اور لعنت کر نعوذ باللہ کذاب بن کذاب پہ پھر اُتر کر آ کہ مین دیکھون اُنھون نے انکار کیا
آخر مجبور ہو کر چڑھے اور لوگون کو حضرت کے آنے کی خبر دی اور ابن زیاد اور اُسکے باپ پر لعنت کہی اُسنے اِنکو
کوٹھے پر سے گروا دیا انکی ہڈیان چور ہو گئیں ابھی ان مین یون ہی سانس باقی تھی ایک نابکار نے جسکو عبدالملک بن عمیر
لخمی کہتے تھے آکر عبداللہ بن یقطر کو ذبح کر ڈالا جب لوگون نے اُس مردود کو لعنت ملامت کی کہ تو نے یہ کیا کیا
کہنے لگا کہ مین نے تو انکو آرام دیا جان کندنی کی تکلیف سے چھوڑایا اور بعضے کہتے ہین کہ عبدالملک نے عبداللہ کو
ذبح نہین کیا تھا بلکہ وہ اور ہی ایک شخص تھا جو اُسکے مشابہ تھا بہرحال سگ زندہ برادر شغال کوئی کیون نہو
آخر اُنھیں اشقیا مین سے کسی نے انکو ذبح کیا صواعق محرقہ مین ہی کہ حضرت سید الشہدا کے بھائی اور بھتیجے
اور بھانجے اور بیٹے اور عقیل کی اولاد سب اُنیس آدمی معرکۂ کربلا مین شہید ہوے اور بعضے اکیس کہتے ہین
اور اُنیس آدمی کا اولاد حضرت فاطمہ زہرا سے اُس معرکے مین شہید ہونا تذکرۂ سبط ابن الجوزی مین بھی
محمد بن حنفیہ سے بروایت محمد بن سعد منقول ہی صاحب احسن القصص نے سب ناموں کی تفصیل مع تعداد مقتولین
مخالفین کی لکھی ہی اور اُسکے بعد لکھا ہی کہ مجموعۂ شہداے کربلا اُناسی آدمی تھے اور مخالفین کے سترہ ہزار
دو سو چوراسی آدمی تھے جو مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے اور حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے وفیات الاعلام
مین اسماے شہداے کربلا کو علی اختلاف الاقوال سو سے زائد لکھتے ہین غرض کتب سیر کی سیر سے تعداد شہداے
عالی تبار اہل بیت اطہار و مہاجرین و انصار مین بہت اختلاف معلوم ہوتا ہی اور ایک امر خاص پر تعین نہین
ہو سکتا لہذا مین اِس مختصر مین اسامی خاص اہل بیت اطہار کے تبرکا درج کرتا ہون اور باقی جسکا جی چاہے
کتب مصائب اور تواریخ مین کہ حال کثیر ونکا مفصل مذکور ہے دیکھ لے وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق

اسامی شہداے اہل بیت اطہار جو میدان کربلا مین شہید تیغ جفا ہوئے مع اختلافات

برادران امام علیہ السلام سے چھ آدمی شہید ہوے ایک حضرت عباس علمدار انکو سقا بھی کہتے ہین
عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب مین لکھا ہی کہ عباس کی کنیت ابوالفضل ہو اور لقب سقا اس لیے
کہ اپنے بھائی حسین کے لیے پانی ڈھونڈھنے روز طف کو نکلے تھے اور بغیر دستیاب ہوے پانی کے مارے
گئے اور یہ اپنے بھائی حسین کے اُسدن بھی علمدار تھے شیخ ابونصر بخاری نے مفضل بن عمر سے روایت کی کہ کہا
اُنھون نے کہ کہا حضرت صادق جعفر بن محمد نے کہ تھے علمدار ہمارے چچا عباس بن علی نافذ البصیرۃ اور
صلب الایمان یہانتک کہ مارے گئے وہ اور اُنکا سن چونتیس برس کا تھا انتہی اور محمد بن الحنان
المکی نے تاریخ ابوحاتم مین لکھا ہی کہ حضرت عباس علمدار کو سقا اسواسطے کہتے ہین کہ اُنھون نے امام
علیہ السلام کو پانی لادیا تھا آپ نے جوہین چاہا کہ پیین ایک ملعون نے گلوے مبارک پر تیر مارا کہ وہ پانی
گر پڑا آپ کو پینا میسر ہنوا نورالابصار مین ہی کہ دوسرے حضرت عثمان[۱] تیسرے حضرت جعفر چوتھے حضرت
عبداللہ یہ ام البنین بنت حزام وحیدیہ کلابیہ سے تھے یہ سب کربلا مین شہید ہوے اور حضرت محمد اصغر انکی
والدہ ام ولد[۲] تھین یہ بھی شہید ہوے اور حضرت ابوبکر بن علی یہ بھی کربلا مین شہید ہوے انکی والدہ لیلی
بنت مسعود نہشلی تھین اور تحریر الشہادتین مین پانچ کا شہید ہونا لکھا ہی حضرت عباس حضرت عثمان
حضرت محمد حضرت عبداللہ حضرت جعفر اور فرزندان حضرت امام حسن سے حضرت قاسم حضرت عبداللہ
حضرت عمر حضرت ابوبکر یہ سب نوجوان تھے اور بعض کتابون مین پانچ صاحبزادے لکھے ہین پانچوین
عثمان بن حسن ہین اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تین ہی لکھتے ہین حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ
اور حضرت عمر اور تحریر الشہادتین مین ہی کہ بعضے ابوبکر بن حسن کو بھی کہتے ہین اور اولاد حضرت عقیل
سے حضرت مسلم مع محمد اور ابراہیم اپنے دونون بیٹون کے کوفے مین تیسری ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ مین شہید
ہوے تھے اور عبداللہ بن مسلم کربلا مین اظہار السعادت شرح سر الشہادتین مین ہی کہ پہلے اقربا سے
حضرت امام حسین ع مین سے جو معرکے مین لڑنے آئے وہ عبداللہ بن مسلم تھے اور عبداللہ بن مسلم کا قاتل
عبداللہ بن عمر بن صبیح صیداوی تھا اور عبداللہ کی ماں رقیہ دختر علی بن ابی طالب تھین انتہی ما فی
اظہار السعادت واللہ اعلم اور عقیل کی تیسرے بیٹے کا نام مدائنی نے عون لکھا ہی اور صاحب فصول المہمہ نے

[۱] [illegible]

[۲] [illegible]

جعفر واللہ اعلم باقی اوپر بیان ہوا ہی اور فرزندان عبداللہ بن جعفر طیار سے محمد اور عون پسران حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام کے اور پوتے حضرت جعفر طیار کے تھے کہ حضرت امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے اور اور اولاد مہاجرین و انصار سے متعدد اشخاص بھی اُس روز شہید ہوئے اور صاحبزادگان حضرت امام حسین سے حضرت علی اکبر اٹھارہ برس کے سن مین شہید ہوئے اور حضرت علی اصغر شیر خوارہ شہید ہوئے اور علی اوسط یعنی امام زین العابدین بائیس برس کے تھے بیمار خیمۂ مبارک مین تشریف رکھتے تھے شہید نہین ہوئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ایک سائل کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ منجملہ صاحبزادگان اہل بیت سترہ آدمی کربلا مین شہید ہوئے اور حضرت امام زین العابدین اور عمر بن الحسن اور محمد بن عمر بن علی وغیرہ صاحبزادگان صغیر السن بندیون مین تشریف لے گئے اور حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام اور حضرت شہر بانو زوجہ امام اور حضرت سکینہ دختر امام زنان اہل بیت مین سے ہمراہ کربلا مین تھین اور قیدیون کے ساتھ روانۂ شام ہوئین انتہی اور اظہار السعادت مین ہی کہ حسن مثنی بن الحسن سبط اکبر اور عمر بن الحسن نے بسبب صغیر السن ہونے کے قتل سے نجات پائی انتہی واللہ اعلم بالصواب اسعاف الراغبین مین ہی کہ حضرت حسن مثنی اپنے چچا کے ساتھ کربلا مین آئے اور زخم کاری کھا کر گر پڑے جب وہ لوگ سرون کو لینے آئے تو اُنکو پڑا دیکھا اور ابھی کچھ جان باقی تھی تو اسماء بن خارجہ فزاری نے کہا کہ انکو میرے کہنے سے چھوڑ دو وہ انکو کوفہ مین اُٹھا لے گئے اور وہان علاج کیا یہ اچھے ہو گئے اور مدینے مین تشریف لائے انتہی باقی او تحقیق اسکے اوپر اولاد حضرت امام حسن مین گذرا اور حضرت رباب کا ہونا بھی کربلا مین ثابت ہوا ہی جیسا آیندہ آتا ہی اُولٰئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

حضرت سیدہ زینب کا حال

یہ بنت علی سبطۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادی ہین ابن الاثیر نے کہا کہ یہ حضرت کی زندگی مین پیدا ہوئین انکے والد نے انکا نکاح اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے کر دیا اُنسے اولاد ہوئی یہ اپنے بھائی کے ساتھ کربلا مین تھین پھر دمشق مین آئین اور یزید کے پاس تشریف لائین اور جب ایک شامی نے حضرت سیدہ فاطمہ کو طلب کیا تھا تو انکا اُسوقت کا کلام مشہور ہی جو دلیل ہی انکی عقل اور قوت دل پر انتہی کذا فی اصابہ فی تمیز الصحابہ مین کہتا ہون کہ یہ سارا قصہ کامل ابن اثیر مین بھی ہی انکے چار صاحبزادے ہوئے

۳ عقد الفرید مین ہی [illegible] ابن زیاد [illegible] حضرت [illegible]

صاحبزادے ساتھ تھین محمد بن الحسین اور علی بن الحسین [illegible] بنی ہاشم [illegible] حسین بن علی [illegible] شہید ہوئے [illegible] ابی عبداللہ [illegible] غلام بنایا [illegible]

علی اور عون اور عباس اور محمد اور ایک صاحبزادی ام کلثوم اُنکی ذریت بکثرت موجود ہو شعرانی نے لطائف المنن
مین لکھا ہی کہ خبر دی مجھے سید علی خواص نے کہ سیدہ زینب جو مدفون ہین قناطیر سباع مین وہ بیٹی حضرت علی کی ہین
اور وہ یہان بیشک ہین اور سید علی خواص جب وہان جاتے تھے تو آستانۂ درب سے جوتا اُتارتے تھے اور
ننگے پیر چلتے یہان تک کہ انکی مسجد تک آتے اور حضرت سیدہ کی روے مبارک کی طرف آکر ٹھہرتے اور انکو وسیلہ
اپنی مغفرت کا کرتے اللہ کے حضور مین اور لواقح الانوار مین فرماتے ہین کہ حضرت سیدہ زینب جو قناطیر سباع مین
مدفون ہین حضرت امام حسین کی بہن ہین اور طبقات مین حضرت امام علیہ السلام کے ترجمے مین فرماتے ہین کہ
پڑھا آپ کی بہن سیدہ زینب مدفونۂ قناطیر سباع محروسۂ مصر نے انتہی درب دروازۂ فراخ اور کوچہ و محلے کو کہتے ہین
اور اسکے معنی اور بھی ہین کذا فی المنتخب **فائدہ** شیخ عبدالحق محدث رح رسالہ تحقیق الاشارۃ فی تعمیم البشارۃ کے
خاتمے مین لکھتے ہین کہ شیبان بن مخرم سے روایت ہی کہ وہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین آگئے حضرت
امیر نے فرمایا کہ یہان مارے جائینگے وہ شہید جنکا مثل سواے شہداے بدر کے نہین رواہ الطبرانی عبد ضعیف
کہتا ہی کہ پس شہداے کربلا تمام اہل بہشت ہین مانند شہداے بدر کے جس دلیل سے کہ خبر دی جناب امیر نے اور ہوگی
یہ خبر حضرت امیر سے مگر اسطرح پر کہ اُنھون نے حضرت رسول اللہ صلعم سے سنی ہوگی یا وہ بات سُنی ہوگی جس سے
یہ امر وہ سمجھے ہونگے تو یہ حکم مرفوع مین ہی پس جب شہداے کربلا شہداے بدر کے سے ہوئے تو اُنکے اعدا کا حال کیا چاہیے کہ کیا ہوگا اور کس
فرقے مین وہ شمار ہونگے اور اعدا کی شناعت حال مین تو آثار کثیرہ آئے ہین جو تواتر بالمعنی کو مفید ہین کذا فی اظہار السعادۃ

بیان اولاد شریف حضرت امام علیہ السلام

حضرت سید الشہدا علیہ السلام کی اولاد مین اختلاف ہی طبقات مناوی اور صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی
مین ہی کہ آپ کے تین بیٹے تھے حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر اور حضرت جعفر علیہم السلام اور دو
بیٹیان فاطمہ اور سکینہ اور یہی طبقات شعرانی مین بھی ہی اور ابن الاخضر نے معالم العترۃ مین لکھا ہی کہ
چار صاحبزادے اور دو بیٹیان تھین چوتھے صاحبزادے حضرت عبداللہ تھے اور حافظ محب الدین ابوالعباس
ذخائر العقبیٰ مین لکھتے ہین کہ آپکے چھ بیٹے تھے اور تین بیٹیان صاحبزادگان مذکور حضرت علی اوسط اور حضرت محمد ہین اور صاحبزادی
حضرت زینب ہین اور یہی کمال الدین بن طلحہ اور ابن الخشاب بھی کہتے ہین اور منازل اثنا عشر مین چھ صاحبزادون
کی تفصیل یون مذکور ہی حضرت علی اکبر حضرت علی اوسط حضرت علی اصغر حضرت عبداللہ حضرت جعفر اور حضرت محمد
سعادت الکونین مین ہی کہ حضرت محمد اور حضرت جعفر کا حال معلوم نہین ہوا گمان یہ ہی کہ وہ قبل از بلوغ انتقال
کر گئے ہونگے اور جعفر کی والدہ قضاعہ سے تھین انتہی اور تاریخ معالم مین ہی کہ بعضون نے بجاے حضرت محمد کے
حضرت عمر ذکر کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علی اصغر اور صاحبزادے تھے اور حضرت عبداللہ شہید کہ کربلا

اور صاحب الارشاد نے کہا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی چھ اولادین تھین ایک حضرت علی اصغر اُنکی کنیت ابو محمد تھی اور لقب زین العابدین اُنکی والدہ شاہ زنان بنت کسریٰ تھین اور دوسرے حضرت علی اکبر جو کربلا مین شہید ہوئے اُنکی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھین تیسرے حضرت جعفر اُنکی والدہ بنی قضاعہ سے تھین یہ اپنی والدہ کی زندگی مین فوت ہوئے اُنکی کوئی نسل نہین چوتھے حضرت عبداللہ جو کربلا مین تیر سے مارے گئے پانچوین حضرت سکینہ اُنکی والدہ رباب بنت امرء القیس تھین چھٹے حضرت فاطمہ اُنکی والدہ ام اسحٰق بنت طلحہ بنت عبداللہ تمیمیہ تھین انتہی شیخ جمال الدین طاہر بن حسین بن عبدالرحمن اہدل اپنی کتاب بغیۃ الطالب لمعرفۃ اولاد ابی طالب مین لکھتے ہین کہ حضرت امام علیہ السلام کے چھ بیٹے تھے اور تین بیٹیان حضرت علی اکبر حضرت علی اوسط حضرت عبداللہ اور حضرت علی اصغر زین العابدین اور بعضے انہین کو بڑا سمجھتے ہین اور حضرت محمد اور حضرت جعفر اور حضرت زینب اور حضرت سکینہ اور حضرت فاطمہ پس حضرت محمد اور حضرت جعفر یہ دونون باپ کی حیات ہی مین انتقال کر گئے اور حضرت علی اکبر اور حضرت عبداللہ باپ کے ساتھ کربلا مین شہید ہوئے اور حضرت علی اوسط کی بھی اُسیدن تیر لگا وہ بھی اُس سے شہید ہوئے انتہی نور الابصار مین ہی کہ بعضون نے ایک صاحبزادہ اور بڑھایا ہی جنکا نام حضرت عمر ہی انتہی مطالب السئول فی مناقب آل الرسول مین بھی ہی کہ آپ کے چھ صاحبزادے تھے حضرت علی اکبر حضرت علی اوسط حضرت علی اصغر اور حضرت محمد اور حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر حضرت علی اکبر تو لڑکر شہید ہوئے اور حضرت علی اصغر کے تیر لگا اور بعضے کہتے کہ حضرت عبداللہ بھی شہید ہوئے اور تین صاحبزادیان حضرت زینب اور حضرت سکینہ اور حضرت فاطمہ تھین یہ تو مشہور ہی اور بعضے کہتے ہین کہ چار صاحبزادے اور دو بیٹیان تھین وَالْاَوَّلُ اَشْهَرُ وَكَانَ الذِّكْرُ الْمُخَلَّدُ وَالثَّنَاءُ الْمُنَضَّدُ مَخْصُوْصًا مِنْ بَنِيْهِ بِعَلِيٍّ الْاَوْسَطِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ دُوْنَ بَقِيَّةِ الْاَوْلَادِ انتہی رسالہ زیدیہ مین ہی کہ حضرت امام علیہ السلام کی چار یا پانچ بیبیان تھین ایک شہربانو دوسری لیلیٰ دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی اور لیلیٰ کی مان میمونہ دختر ابی سفیان بن حرب تھین تیسری رباب دختر امرء القیس چوتھی ام اسحٰق دختر طلحہ بن عبداللہ تیمی پانچوین ایک عورت تھی قضاعہ کی انتہی حافظ عبدالعزیز جنابذی نے کہا کہ حضرت کی چھ اولادین تھین چار صاحبزادے دو صاحبزادیان علی اکبر اور علی اصغر زین العابدین اور جعفر اور عبداللہ اور سکینہ اور فاطمہ اور شیخ مفید شیعی نے بھی یہی کہا ہی اور اسی طرح سے رسالہ زیدیہ مین بھی ہی اور کہا کہ حضرت

۱؎ اور تھا دوسرا [illegible] جو کربلا مین [illegible] حضرت [illegible] علی اوسط [illegible] زین العابدین [illegible] ۱۲

۲؎ منضد بالضم و فتح نون و ضاد [illegible] ۳؎ [illegible] فی المنتخب ۱۲ قضاعہ [illegible] فی المنتخب ۱۲

علی اصغر بطن لیلی سے اور حضرت عبداللہ بطن رباب سے اور حضرت جعفر بطن قضاعہ سے تھے اور فاطمہ بطن شہر بانو سے کہ وہ حسن مثنیٰ کے نکاح مین تھین اور حضرت سکینہ بطن ام اسحٰق سے تھین اور بعضے کہتے ہین بطن رباب سے اور حضرت ام اسحٰق کا مزار دمشق مین ہو انتہی مگر امین کہ حضرت فاطمہ بطن شہر بانو سے تھین کچھ گفتگو ہو جو ابھی بیان ہو چکی ہو

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا حال

آپ کا نام مبارک علی ہو اور لقب آپ کا زین العابدین حضرت امام مالک کہتے ہین کہ آپ کو زین العابدین سبب کثرت عبادت کے کہتے ہین انتہی سعید بن المسیب ور ابی حمزہ کہتے ہین کہ آپ ہر روز رات دن مین ہزار رکعتین پڑھتے تھے اور جب آپ وضو کرتے تھے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا لوگون نے اسکی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا تم نہین جانتے ہو کہ مین کسکے سامنے کھڑا ہونگا اور طاؤس سے منقول ہو کہ کہا اُنھون نے کہ مین ایک رات حجرے مین آیا پس اچانک علی بن الحسین داخل ہوئے اور نماز مین پڑھنے لگے جسقدر کہ خدا نے چاہین یعنی بیشمار پھر آپ نے ایک سجدۂ طویل کیا مین نے کہا یہ مرد نیک ہو خاندان نبوت سے لاؤ سنین تو سہی کہ یہ کیا کہتا ہو پس مین نے اُنکو سنا کہ وہ کہتے تھے عُبَیْدُكَ بِفِنَائِكَ مِسْكِينُكَ بِفِنَائِكَ سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ فَقِيرُكَ بِفِنَائِكَ طاؤس نے کہا کہ قسم اللہ کی مین نے کسی شدت مین اس دعا کے ساتھ دعا نہین مانگی مگر اللہ نے وہ مصیبت مجھسے دور کردی انتہی **فائدہ استطرادیہ** حضرت علیؓ سے مروی ہو کہ آپ کو جب کوئی امر مہم پیش آتا تھا تو آپ دونون ہاتھون کو آسمان کی طرف اُٹھا کر فرماتے تھے یا کٓھیٰعٓصٓ اَعُوذُبِكَ مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي بِهَا تُزِيلُ النِّعَمَ وَاَعُوذُبِكَ مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي بِهَا تُحِلُّ النِّقَمَ وَاَعُوذُبِكَ مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي بِهَا تُثِيرُ الْاَعْدَاءَ وَاَعُوذُبِكَ مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي بِهَا تَحْبِسُ غَيْثَ السَّمَاءِ اور شدت وسختی کے دفع کے لیے یہ دعا مجرب ہو انتہی من قُرَّةِ الْعَيْنِ فِي مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ فصل الخطاب مین ہو کہ فرزند اکبر حضرت امام حسینؑ کے حضرت علی اصغر ملقب بسید الساجدین اَلْمُلْهَمُ مِنَ الْهَاتِفِ بِزَيْنِ الْعَابِدِينَ بیمار رہگئے اُنھین سے کثرت اولاد کی ہوئی اور وجہ تسمیہ آپ کی یہ ہو کہ آپ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیدا ہوئے تھے آپ نے اپنے نام پر انکا نام رکھا تھا حضرت علی اصغر اور اپنے جد کی شہادت کے دن یہ دو برس کے تھے کذا فی التواریخ المعتبرة عند العلماء اور بروز مصیبت اندوز شہادت کربلا انکا سن شریف بائیس برس کا تھا نور الابصار مین ہو کہ حضرت امام زین العابدین کی ولادت مدینہ شریف مین

پنجشنبے کے دن پانچوین شعبان ۹۵ سنہ مین ہوئی انتہی اور بعضے نوین تاریخ دوشنبہ کو ۹۴ سنہ یا ۹۲ سنہ
یا ۹۳ سنہ مین کہتے ہیں اور اول صحیح ہی حضرت امام زین العابدین گندم گون لاغر بدن کوتاہ قد تھے اور بڑے
عابد و متقی اور خاشع اور خائف اللہ سے اور اُنکے خاتم کا نقش وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰہِ تھا اور اُنکی والدہ
سلافہ یا شہر بانو تھین جنکا لقب شاہ زنان تھا اور شاہ زنان بفتح شین معجمہ و کسر ہا و فتح زا و نون ثانیہ
بعد الف کے یہ فارسی لفظ ہی وہ بیٹی تھین یزدجرد کی یزدجرد بفتح یاے مثناۃ و سکون زا و فتح دال مہملہ
و کسر جیم و دال مہملہ بعد رائے ساکنہ ہی اور وہ بیٹا شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان عادل
بادشاہ فارس کا تھا زمخشری نے ربیع الابرار مین لکھا ہی کہ جب حضرت عمر رض کے زمانۂ خلافت مین فارس کے
قیدی مدینے مین آئے تو اُن مین یزدجرد کی تین بیٹیاں بھی تھین جب اور قیدی بیچ ڈالے گئے تو حضرت
عمر نے اُنکے بیچنے کا بھی حکم دیا حضرت علی رض نے فرمایا کہ یہ اولاد شاہی سے ہین انکے ساتھ اورون کا سا
معاملہ نہ کرنا چاہیے حضرت عمر نے فرمایا کہ پھر کیا کیا جائے جناب امیر نے فرمایا کہ انکی قیمت لگائی جائے جو ٹھیرے
وہ دیکر کوئی شخص لے لیوے چنانچہ قیمت لگائی گئی اور جناب امیر نے وہ قیمت دیکر انکو خرید لیا اور انہین سے
ایک حضرت امام حسین رض کو دی اُن سے حضرت امام زین العابدین پیدا ہوئے اور ایک حضرت عبد اللہ بن
عمر کو دی اُن سے حضرت سالم پیدا ہوئے اور ایک محمد بن ابی بکر کو دی اُنسے حضرت قاسم پیدا ہوئے پس یہ
تینون خالہ زاد بھائی ٹھیرے انتہی حضرت شہر بانو کا یہ حال کہ آپ بعد واقعۂ کربلا ملک شام مین رہین یا
یا مدینے تشریف لائین کسی تاریخ معتبر اسلام سے صحیح طور پر اور لائق اعتماد کے دریافت نہین ہوا مگر صحیح یہی
معلوم ہوتا ہی کہ آپ اہل بیت مین رہین کبھی جدا نہین ہوئین اور یہ جو بعضون نے لکھا ہی کہ ایک شخص اُنکے
وطن کا انکو اپنے ساتھ لے گیا اور ملک نوشیروان مین انکے گھر پہنچا آیا یہ محض غلط ہی اظہار السعادۃ
مین ہی کہ بعضے علماے نسب نے اپنے رسائل مین لکھا ہی کہ امام زین العابدین نے جمع کیا ہی درمیان نبوت
اور ملک کے اور چونکہ فاطمہ خواہر امام زین العابدین کی شہر بانو سے تھین اور حضرت حسن مثنی کو بیاہی تھین
لہذا اولاد حسن مثنی کے لیے بھی پیغمبری اور بادشاہی ہو گی انتہی مین کہتا ہون کہ یہ رسالۂ زیدیہ سے منقول
معلوم ہوتا ہی جیسا اوپر گذرا حضرت فاطمہ صغری تو بیٹی ام اسحٰق بنت طلحہ کی ہین جیسا معارف ابن ابی قتیبہ
مین ہی اور ایسا ہی لکھا ہی خطیب بغدادی نے اور فصول المہمہ وغیرہ کتب معتبرہ مین بھی ہی پس یہی صحیح و لائق
اعتبار کے ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حضرت امام زین العابدین کربلا مین اپنے والد ماجد کے ساتھ تھے اور بیمار
صاحب فراش تھے شہید نہین ہوئے یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہی اور یہی صحیح ہی اور جو یہ کہتا ہے کہ

[illegible]

یہ چھوٹے تھے اسواسطے شہید نہین ہوئے تو اُسکا کہنا معتبر اور ماننے کے لائق نہین ہی آپ نے حدیث
روایت کی اپنے والد اور چچا اور جابر اور ابن عباس اور مسور بن مخرمہ اور ابی ہریرہ اور صفیہ و عائشہ وام سلمہ
امہات المومنین سے ذہبی اور ابن عُیینہ نے کہا کہ ہم نے کوئی قریشی اُنسے افضل نہین دیکھا زہری نے کہا کہ
مین نے اُن سے زیادہ فقیہ نہین دیکھا ابن المسیب نے کہا مین نے اُن سے زائد پرہیزگار نہین دیکھا قرۃ العین
مین ہی کہ حافظ مزی تہذیب الکمال مین ابن سعد سے نقل کرتے ہین کہ کہا اُنھون نے کہ تھے علی بن الحسین
ثقہ مامون کثیر الحدیث عالی رفیع ورع مین کہتا ہون کہ اسمین رد ہی زہری کے قول کا جو اُنھون نے کہا
کہ مین نے کسی کو فقیہ زیادہ علی بن الحسین سے نہین دیکھا لیکن وہ تھے قلیل الحدیث امام نووی نے تہذیب الاسماء
واللغات مین لکھا ہی کہ اجماع کیا لوگون نے اُنکی جلالت پر ہر چیز مین اور تھے یہ ثقہ مامون کثیر الحدیث عالی رفیع
اور کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے اصح الاسانید کلہا الزہری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم
انتہی انکے فضائل اور مناقب بہت سے ہین افضل مناقب وہ ہی جو صاحب صواعق نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
کے مناقب مین لکھا ہی کہ ابن المدینی نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ کہا اُنھون نے کہ تھا مین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اور حضرت امام حسین آپ کی گود مین تھے آپ اُن سے کھیل کر رہے تھے پس مجھسے
فرمایا ای جابر حسین کے ایک لڑکا ہوگا کہ اُسکا نام علی ہوگا پس جب قیامت قائم ہوگی تو پکارنیوالا پکاریگا
کہ اُٹھ ای سید العابدین پس اُٹھیگا بیٹا حسین کا اور اُس علی کے بھی ایک بیٹا ہوگا جسکا نام محمد ہوگا پس اگر
پائے تو اُسکو اے جابر تو میرا سلام پہونچا ئیو انتہی ابن جوزی نے اِسکو موضوعات مین لکھا ہی بزیادت و
اختلاف لفظ طریق محمد بن زکریا الغلابی سے اور ابن مندہ نے کہا کہ اسمین کلام کیا گیا ہی اور دار قطنی بھی
اس حدیث کی موضوعیت کا قائل ہی مین کہتا ہون کہ ابن جوزی نے اسکو بدلیل ثابت نہین کیا اور شاید
اِس گمان سے کہ غلابی سے اِس قسم کی روایت مستبعد ہی موضوع کہدیا ہی حالانکہ غلابی وہ ہی جس سے حدیث
کی طبرانی اور ایک گروہ نے اور ابن حبان نے اُسکو ثقات مین لکھا ہی اور کہا کہ اسکی حدیث کا اعتبار ہی جب
ثقہ سے روایت کرے اور اُسکی روایت مین مجاہیل سے البتہ بعضے مناکیر ہین اور اسکے سوا یہ قصہ صوفی کے نزدیک بھی ہی جیسا کہ روایت
کیا اِسکو ابراہیم بن بشار الرمادی نے اُنھون نے روایت کی سفیان بن عُیینہ سے اُنھون نے ابی الزبیر سے کہا

تھے ہم جابر کے پاس کہ داخل ہوئے علی بن الحسین پس کہا جابر نے کہ داخل ہوئے حسین پس اوٹھا لیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اور فرمایا کہ اس لڑکے کے ایک لڑکا ہوگا جسکا نام علی ہوگا الی آخر القصۃ اور یہ سند
صحیح ہو آپ دیکھنا چاہیے کہ یہ اسناد آیا غلابی کی طرف سے ہی یا اُسکے غیر کی طرف سے اور روایت کی ابن
عساکر نے کہا خبر دی مجکو محمد بن احمد بن عبد اللہ الکبریتی نے اور انھین ابو بکر عاطر فانی نے املاءً اُن سے
بیان کیا عبد الرحمن بن محمد بن ابراہیم مدینی نے اُن سے ابن عقدہ نے اُن سے محمد بن عبد اللہ بن ابی نجیح
نے اُن سے علی بن حسان قرشی نے اُن سے اُن کے چچا عبد الرحمن بن ابی کثیر نے اُن سے جعفر بن محمد نے کہ کہا
ابو جعفر محمد بن علی نے کہ بٹھلایا مجھے میرے دادا حسین نے اپنی گود مین اور فرمایا کہ رسول اللہ نے تجکو سلام کہا ہی
اور کہا مجسے علی بن الحسین نے کہ بٹھلایا مجکو علی بن ابی طالب نے اپنی گود مین اور فرمایا کہ رسول اللہ یقرئک
السلام اور اس قصہ کے راویون مین کوئی جرح کے ساتھ ذکر نہین کیا گیا ہی نہ میزان مین و نہ لسان المیزان
مین و رسکوت کیا ہی اسپر ابن عساکر نے اور درج کیا ہی اسکو سیوطی نے جمع الجوامع مین انتہی **فائدہ**
لسان المیزان مین ہی کہ محمد بن یحیی بن عبد اللہ بن العباس بن محمد بن صول ابو بکر صولی محدث ادیب مشہور ہی ابو احمد
بن ابی العیار نے اسکو متہم بکذب کیا ہی اور سکوت کیا ہی خطیب نے اور کہا کہ تھا صولی فنون ادبیہ کے عالمون مین
ایک شخص اور تھا حسن المعرفۃ باخبار ملوک و خلفاء و اشراف و شعراء پھر ذکر کیا اُسکا حدیث کرنا ایک جماعت سے
جسمین ابی داود سجستانی ہین پھر کہا کہ تھا یہ واسع الروایۃ حسن الحفظ یہان تک کہ کہا اور تھا یہ حسن الاعتقاد
جمیل الطریق مقبول القول مر گیا ۳۳۵ھ مین انتہی حضرت امام کی تواضع اور سخاوت کا یہ حال تھا کہ **نقل ہی**
سفیان کہتے ہین کہ ایک شخص نے آکر حضرت امام زین العابدین سے کہا کہ فلان شخص میرے سامنے آپ کو
برا کہہ رہا تھا آپ نے فرمایا اُسے بلا لاؤ وہ جاکر بلا لایا اور دل مین سوچا کہ آپ اُسپر خفا ہونگے جب وہ
شخص آیا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ اے شخص تو میرے حق مین جو کہتا تھا اگر وہ سچ ہی تو مین اللہ سے معافی
مانگتا ہون اور اگر ایسا نہین ہی اور تو جھوٹا ہی تو اللہ تجھے بخشے یہ فرما کر ارشاد کیا کہ جا **نقل ہی** شیخ عبد الجواد
شربینی نے اپنی کتاب درر الاصداف فی مناقب الاشراف مین لکھا ہی کہ حضرت امام ایک دن مسجد سے تشریف
لائے ایک مرد سے ملاقات ہوئی اُسنے نہایت مغلظ گالیان آپ کو دین آپ کے غلام اُسکی طرف جھپٹے کہ اُسے
پکڑ کر مارین آپ نے انکو روکا اور خود اُسکے سامنے جاکر فرمایا کہ کیون بگڑتے ہو کیا حاجت ہی کہو تو سعی کر کے ہم
تمھاری اعانت کرین وہ مرد شرما گیا اور اپنی کملی آپ کی طرف ڈالدی آپ نے انھین پانچہزار درم ڈالدیے
اُسنے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہو **نقل ہی** لکھا ہی کہ ایک اوندبان جہاز
نے آپ کے سامنے آکر آپ کو گالیان دین آپ نے فرمایا کہ مجھ مین اور جہنم مین عقبہ ہی اگر مین اُس سے پار ہو گیا

تو کچھ پروا نہین ہی اور اگر وہین رہا تو مین اُس سے زیادہ کا مستحق ہون جو تو کہتا ہی نقل ہی آپ کی عادت تھی کہ روٹیون کا تھیلا آپ اپنی پیٹھ پر لاد کر راتون کو صدقہ دیتے پھرتے تھے جب آپ کو بعد وفات کے نہلایا تو لوگون نے پشت مبارک کی سیاہی جو اُسکے اُٹھانے سے پڑ گئی تھی دیکھی کسی نے پوچھا یہ کیا ہی لوگون نے کہا یہ سیاہی اُس بوجھ کے اُٹھانے کی ہی جو آپ روٹیون کا تھیلا رات کو فقرا کے دینے کو اُٹھایا کرتے تھے اور نیز جب آپ کا وصال ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ سَو گھرون مین قوت پہنچایا کرتے تھے نقل ہی سفیان نے کہا کہ ایک مرتبہ آپ نے حج کا ارادہ کیا تو آپ کی ہمشیر حضرت سکینہ نے ہزار درم بھیجے اتفاقاً وہ آپ کو حرہ کے اندر جا کے ملے آپ نے وہین سب مسکینون کو بانٹ دیے نقل ہی ہشام بن عبد الملک نے اپنے باپ کے وقت مین حج کیا طواف کر کے اس فکر مین تھا کہ ذرا ہجوم کم ہو جائے تو حجر الاسود کو بوسہ دون کیونکہ وہان ہجوم کی باعث پہونچنا دشوار تھا پس اُسکے لیے حطیم مین زمزم کی جانب منبر قائم کیا گیا وہ اُسپر بیٹھا لوگون کو دیکھ رہا تھا اور اُسکے گرد ایک گروہ شامیون کا تھا اتنے مین حضرت امام زین العابدین طواف کے ارادے پر تشریف لائے جب آپ حجر الاسود کی طرف مُڑے تو سب لوگ ادباً یکسو ہو رہے یہانتک کہ آپ نے حجر الاسود کا بوسہ لیا اور پھر ایک مرد شامی نے پوچھا یہ کون ہی جنکا لوگون مین یہ وقار ہی ہشام نے اس خیال سے کہ اہل شام کہین حضرت امام پر جھک پڑین کہدیا کہ مین نہین جانتا ہون فرزدق شاعر بھی وہان موجود تھا اُسنے کہا مین پہچانتا ہون اُس مرد نے کہا ای ابا فراس کہہ تو سہی یہ کون ہین اُسنے وہ قصیدہ پڑھا جسکو مولانا جامی نے سلسلۃ الذہب مین بزبان فارسی ادا کیا ہی وہ یہ ہی **قصیدہ**

آنکس ست این کہ مکہ و بطحا / زمزم و بوقبیس و خیف و منا
حرم و حل و بیت و رکن و حطیم / ناودان و مقام ابراہیم
مروہ سعی و صفا حجر عرفات / طیبہ و کعبہ کربلا و فرات
ہر یک آمد بقدر او عارف / بر علوِ مقام او واقف
قرۃ العین سید الشہدات / زہرۂ شاخ و دوحۂ زہرات
میوۂ باغ احمد مختار / لالۂ راغ حیدر کرار
چون کند جای در میان قریش / رود از فخر بر زبان قریش
کہ بدین سرور ستودہ شیم / بہ نہایت رسید فضل و کرم
ذروۂ عزتست منزلِ او / حاملِ دولت ست محمل او
از چنین عز و دولتِ ظاہر / ہم عرب ہم عجم بود قاصر
جد او را بمسندِ تمکین / خاتم الانبیاست نقش نگین
لائح از روی او فروغ ہدی / فائح از خوی او شمیم وفا
طلعتش آفتاب روز افروز / روشنائی فزای ظلمت سوز
جد او مظہرِ حقائق حق / از چنین مصدری شدہ مشتق
ز حیا نایدش پسندیدہ / کہ گشاید بروی کس دیدہ
خلق اندو نیز دیدہ خوابانند / کز مہابت نگاہ نتوانند
نیست بی سبقتِ تبسم او / خلق را طاقتِ تکلم او
در عرب در عجم بود مشہور / گو ندانش مغفلِ مغرور
ہمہ عالم گرفت پرتو خور / گر ضریری ندید از چہ ضرر
شد بلند آفتاب بر افلاک / بوم از آن گر نیافت بہرہ چہ باک

بر نکوییشان گواه کاران	دست او ابر رحمت باران	فیض آن ابر بر همه عالم	گر بریزد همی نگردد کم
هست ازان عشر بلند آیین	که گذشتند زاوج علیین	حب ایشان دلیل صدق و وفاق	بغض ایشان نشان کفر و نفاق
قرب شان مایه علو و جلال	بعد شان مایه عتو و ضلال	گر شمارند اهل تقوی را	طالبان رضای مولی را
اندران قوم مقتدا باشند	واندران خیل پیشوا باشند	گر بپرسد ز آسمان یا فرض	سائلی من خیار اهل الارض
همچنان کواکب و انجم	هیچ لفظی نیاید الا هم	هم غیوث الندی اذا وهبوا	هم لیوث الشری اذا نهبوا
ذکر شان واجب است در افواه	بر همه خلق بعد ذکر الله	سر بهر نامه را رواج فزای	نام ایشان است بعد نام خدای
ختم هر نظم و نثر را لایق	باشد از یمن نام شان رونق	انتهی بقدر الضرورة باقی سارا حال انہیں منظوم ہو ہشام	

یہ قصیدہ سنکر خفا ہوا اور فرزدق کو پکڑ کر عسفان مین قید کر دیا یہ خبر حضرت علی بن الحسین کو پہنچی آپ نے فرزدق کو چار ہزار درم بھیجے اُس نے واپس کیے اور عرض کیا کہ مین نے یہ مدح آپ کی بیچ بیچ بنظر اظہار امر واقعی کی ہی کچھ شاعری نہین کی اور نہ صلۂ شاعری کی غرض سے آپ نے اُنکو پھر واپس کیا اور لکھا کہ انکو لے اور خرچ کر ہم اہل بیت جسکو کوئی چیز دیتے ہین تو پھر واپس نہین لیتے اور ایک روایت مین ہی کہ آپ نے بارہ ہزار درم اور ایک روایت مین ہی کہ دس ہزار درم بھیجے تھے اور لیجانے والے کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ عذر کر دینا کہ ای ابا فراس اگر میرے پاس اس سے زائد ہوتے تو مین اور بھی تجھے دیتا القصہ پھر فرزدق نے قید خانے مین ہشام کے ہجو کرنی شروع کی آخر اُسنے قید خانے سے اُسکو نکالدیا انتہی نقل ہی مناوی نے کہا کہ حضرت کے پاس مرض الموت مین محمد بن اسامہ بن زید گئے اور رونے لگے آپ نے پوچھا کیون روتے ہو کہا میرے اوپر پندرہ ہزار دینار قرض ہین آپ نے فرمایا وہ مجھپر ہین اور وہ دیدیے انتہی محمد بن اسحق کہتے ہین کہ مدینے مین کئی شخص بلا معاش ظاہری خوش و خرم بصورت امرا رہا کرتے تھے اور کوئی انکی بسر اوقات کے حال سے واقف نتھا جب حضرت امام نے وفات پائی تو وہ لوگ محتاج اور بے مایہ ہوگئے آخر کار دریافت ہوا کہ حضرت رات کو چھپا کر اُنکو خرچ پہنچاتے تھے اُس سے وہ بسر اوقات بخوشی و خرمی کرتے تھے اور آپ کے صبر و استقامت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ آپ نماز پڑھتے تھے اُسی حال مین ایک بیٹا آپ کا کنوئین مین گر پڑا اہل مدینہ نے بڑا شور کیا اور بمشکل تمام اُسکو نکالا لیکن آپ خبر بھی نہوئے جسطرح نماز پڑھتے تھے اُسی طرح پڑھتے رہے اور اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ جب کسیکو دنیا کی مصیبت پہنچے یا فاقہ ہو یا کوئی اور امر مکروہ پیش آوے تو لازم ہی کہ وضو کرے نماز کے واسطے اور پڑھے چار یا دو رکعت اور بعد سلام کے کہے

[illegible] عسفان [illegible]

[illegible] ابا فراس [illegible] کمال البر ان العطی [illegible] کذا فی حلیة [illegible]

یا موضع کل شکوی یا سامع کل نجوی یا شافی کل بلوی یا عالم کل خفیۃ و یا کاشف کل بلیۃ ادعوک دعاء من اشتد فاقتہ وضعف قوتہ وقلت حیلتہ دعاء الغریب الفقیر الذی لا یجد لکشف عن ما ہو فیہ الا بک وانت ارحم الراحمین لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پس اللہ اسکو بلا سے نجات بخشیگا اور آپ اکثر دعا مین فرماتے تھے کہ اللھم اساءت فاحسن فان عذبت فعدلا علی **نقل** ہو کہ آپ بیمار ہوئے آپ کی عیادت کو ایک جماعت صحابہ نبوی کی آئی پوچھا کہ کیسی صبح کی تمھاری صاحبزادے رسول اللہ کے تمپر ہم سب کی جانئین قربان آپ نے فرمایا صبح کی مین نے عافیت سے اور خدا کا شکر ہو اسپر تم سب نے کیسی صبح کی انھون نے کہا صبح کی ہمنے اور قسم خدا کی تمکو دل سے دوست رکھنے والے ہین آپ نے فرمایا جو ہمکو دوست رکھیگا اللہ کے لیے تو اللہ اسکو جگہ دیگا قیامت کے دن ایک بڑے سایے مین کہ اسدن سوا اس سایے کے اور کوئی سایہ نہوگا اور جو ہمکو دوست رکھیگا اور اس دوستی کا بدلا چاہیگا تو اس کے عوض مین اسکو جنت ملے گی اور جو کسی غرض دنیاوی سے دوست رکھیگا تو اسکو اللہ وہی دیگا وہان سے جہان سے گمان بھی نہین ہو **لطیفہ** حضرت امام کے پاس چند آدمی عراق کے آئے اور کچھ خلفاء اربعہ کی شان مین کہنے لگے حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم کن لوگون مین ہو یہ تو کہو مہاجرین اولین مین ہو جنکی شان مین ہو الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون ان لوگون نے کہا نہین فرمایا کیا تم ان مین ہو جنکو حق تعالی فرماتا ہو والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ان لوگون نے کہا نہین فرمایا کہ تم انمین ہو جو ان دونون مین سے ایک مین ہونے کو برا جانتے ہین کہا ہان آپ نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون کہ تم ان لوگون مین سے ہو جنکو حق تعالی نے فرمایا ہی والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رءوف رحیم نکلو میرے پاس سے کر چکا اللہ تمھارے ساتھ جو کچھ کر چکا انتہی کذا فی الفصول المہمہ

حضرت امام علیہ السلام کی وفات بارھوین محرم ۹۴ سنہ اور بعضے کہتے ہین آٹھوین محرم ۹۴ سنہ خواہ ۹۵ سنہ ۹۲ سنہ
ہجری مین زمانہ ولید بن عبدالملک مین ہوئی کذا فی تاریخ الخلفاء و اخبار الدول فی احوال الاول و ابن
خلکان اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث رح نے مصفی شرح فارسی موطا مین آپ کی وفات ۹۴ سنہ مین
لکھی ہی اور تاریخ الخلفاء اور فصول المہمہ اور سبائک الذہب مین ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ ولید بن عبدالملک نے
آپ کو زہر دلوایا تفریح الاذکیا مین ہی کہ تاریخ صحیح وفات کی اٹھارہ محرم ۹۴ سنہ ہی انتہی اور ترجمہ صواعق مین
۹۵ سنہ لکھے ہین عمر شریف آپ کی ستاون برس کی تھی اور بعضے پچپن اور بعضے ستاون اور اٹھاون کے
بھی کہتے ہین اور آپ جنۃ البقیع کے اندر حضرت امام حسن علیہ السلام کے مزار مین اور حضرت عباس بن
عبدالمطلب کے قبہ مین دفن ہوے آپ کی اولاد مین بھی اختلاف ہی فصول المہمہ مین ہی کہ آپ کی پندرہ
اولادین ہوئین گیارہ بیٹے اور چار بیٹیان صاحبزادون کی تفصیل یہ ہی اول محمد جنکی کنیت ابی جعفر
اور لقب باقر ہی انکی والدہ ام عبداللہ حضرت امام حسن کے صاحبزادی ہین مین کہتا ہون کہ امام محمد باقر معرکۂ
کربلا سے چار برس پہلے پیدا ہوے ۵۷ سنہ ہجری مین ابن خلکان مین ہی کہ انکو باقر اسواسطے کہتے
ہین کہ بقر کے معنی توسع کے ہین اور یہ واسع العلم تھے انکی وفات ماہ ربیع الاول ۱۱۳ سنہ مین حمیمہ کے
اندر ہوئی اور بعضے تیئیسوین صفر ۱۱۴ سنہ یا ۱۱۷ سنہ یا ۱۱۸ سنہ کہتے ہین پھر نقل کرکے اپنی والدہ کے
مزار مین دفن کیے گئے کذا فی وفیات الاعیان انکی عمر اٹھاون برس کی ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ زمانہ
ابراہیم بن الولید مین انکو زہر دیا گیا واللہ اعلم دوسرے زید تیسرے عمر انکی والدہ ام ولد تھین چوتھے عبداللہ
پانچوین حسن چھٹے حسین انکی والدہ بھی ام ولد تھین ساتوین حسین اصغر آٹھوین عبدالرحمن نوین سلیمان
انکی والدہ بھی ام ولد تھین دسوین علی یہ سب سے چھوٹے تھے اور صاحبزادی خدیجہ ان دونون کی ماں بھی
ام ولد تھین اور فاطمہ اور علیہ اور ام کلثوم انکی والدہ بھی ام ولد تھین انتہی مؤلف کہتا ہی کہ اصل کتاب مین
یون ہی ہی یعنی صاحب کتاب نے مقام اجمال مین گیارہ صاحبزادے بتائے ہین اور مرتبہ تفصیل مین رہ
گیا رھوین صاحبزادے کا نام نہین لکھا اور بغیۃ الطالب مین ہی کہ حضرت اما[illegible]ہزادے
دس تھے واللہ اعلم انتہی اور سعادۃ الکونین مین ہی کہ بعضے کہتے ہین حضرت کے آٹھ صاحبزادے تھے
محمد باقر اور زید اور عبداللہ اور حسن اور حسین اور علی اور عمر اور عبیداللہ اور ابن طلحہ نو کہتا ہی مگر نوین کا
نام نہین لکھا اور دونون کہتے ہین کہ کوئی صاحبزادی نتھی واللہ اعلم رسالہ اصل النامی و فرع السامی مین
ہی کہ آپ کے چھ صاحبزادے تھے امام محمد باقر اور عبداللہ باہر انکی والدہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی

بیٹی تھین اور عمر اشرف اور زید شہید انکی مان مختار بن عبیدہ ثقفی کی بیٹی تھین اور حسین اصغر انکی والدہ ام ولد تھین اور علی اصغر انکی والدہ بھی ام ولد تھین اور رسالہ زیدیہ مین پندرہ صاحبزادے لکھے ہین اور لکھا ہی کہ جنسے کوئی اولاد نہین ہوئی حسن و عبدالرحمن و محمد اصغر و قاسم و عیسی و سلیمان و عبداللہ و اصغر و داؤد بے اولاد گذرے انتہی اور نیز اسی مین ہی کہ خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب مین لکھا ہی کہ معرکہ کربلا کے دن حضرت امام کی اولاد مین سے سوا حضرت امام زین العابدین کے کوئی باقی نہین رہا تھا حق تعالی نے انکی پشت سے جتنی چاہی اہل بیت نبوت ظاہر فرمائی اور شرق و غرب بلکہ جملہ اکناف عالم مین پھیلائی حتی کہ اب تغلیباً کوئی قصبہ شہر انسے خالی نہین اور یزید اور اسکے اخلاف مین سے ایک آدمی کو بھی نہ چھوڑا کہ گھر مین آگ جلائے حق تعالی سچ فرماتا ہی اپنے حبیب سے کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ یعنی تیرا دشمن ہی بے اولاد ہی انتہی ابن الاثیر جزری نے نہایہ مین حدیث علی رضی اللہ عنہ مین کہ وہ وَاللہِ یَوَدُّ مُعَاوِیَۃُ اَنَّہٗ مَا بَقِیَ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ نَافِخُ ضَرَمَۃٍ ہی یعنی قسم خدا کی معاویۂ کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ بنی ہاشم مین سے کوئی آگ کا پھونکنے والا باقی نرہے لکھا ہی کہ ضرمہ حرکت والی آگ کو کہتے ہین اور یہ اسوقت مین کہا جاتا ہی جب لوگون کے ہلاکت مین زیادہ انہماک ہوتا ہی کیونکہ جب کوئی بھی نہین رہیگا تو آگ کون جلائیگا یہان سے معنی فصل الخطاب کے لَا یَبْقٰی مِنْ یَزِیْدَ وَاَخْلَافِہٖ نَافِخُ نَارٍ واضح ہوگئی اور جو تیشۂ عداوت کہ دشمنان اہل بیت نے اہل بیت کے لیے بنایا تھا غیرت الٰہی نے یدِ قدرت سے انھین کے پیرون پر مارا وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ برائی کا داؤ لٹیگا انھین داؤ والون پر عاص بن وائل نے حضرت طاہر صاحبزادۂ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وفات مین آپ کو ابتر کہا تھا اور عموماً عرب جسکے بیٹا نہین ہوتا اُسکو ابتر کہتے ہین تو حق تعالی نے آپ کی تسکین کے واسطے سورۂ کوثر نازل فرمائی اور ارشاد ہوا کہ تیرا دشمن منقطع ہی خیر سے اور بے نسل و بے ذریت ہی اور تیری ذریت بہت ہوگی اور تیرا شہرہ یوم القرار تک برقرار رہیگا انتہی فائدہ کوثر کہ بروزن فوعل ہی اُس سے مراد کثرت ہی یہ مبالغہ کے لیے آیا ہی غرض ذکور مین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اور اناث [illegible] فاطمہ صغرا سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد کا سلسلہ جاری ہوا

حضرت علی اکبر وغیرہ کا حال

آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کے منجھلے صاحبزادے ہین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین کہ حضرت علی اکبر کی والدہ لیلی بیٹی ابی مرہ بن عروہ بن مسعود کی تھین اور یہ سردار بنی ثقیف کا تھا یہ ۲۸ برس کے تھے جب کربلا مین شہید ہوئے اور ایک سائل کے جواب مین لکھتے ہین کہ حضرت کے ہمراہ کربلا مین تین صاحبزادے تھے اول حضرت علی اوسط دوسرے حضرت علی اکبر تیسرے حضرت علی اصغر کہ شیرخوار

شہید ہوئے انکے نام مین اختلاف ہی بعضے عبداللہ کہتے ہین اور بعضے جعفر اور بعضے علی اصغر انتہی بقدر الضرورۃ اور سعادت الکونین ہی کہ جو لوگ قائل ہین تین صاحبزادے ہونے کے وہ کہتے ہین کہ علی اوسط وہی امام زین العابدین ہین اور جو کہتے ہین کہ آپ کے دو لڑکون کا علی نام تھا وہ کہتے ہین کہ امام زین العابدین ہی علی اصغر تھے اور جو زین العابدین کو علی اوسط کہتے ہین وہ کہتے ہین کہ علی اصغر دوسرے تھے کربلا مین انکے تیر لگا اور وہ شہید ہوئے اور عبداللہ کربلا کے روز باپ کے ہاتھ مین تھے کہ ناگہان تیر پہنچا اور وہ بھی شہید ہوئے انتہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

سیدہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہما کا حال

آپ کی والدہ ام اسحق تیمیہ بنت طلحہ بن عبداللہ ہین ایسا ہی کہا خطیب بغدادی اور صاحب فصول المہمہ نے اور یہی معارف ابن ابی قتیبہ وغیرہ مین بھی ہی حضرت حسن مثنیٰ کو بیاہی تھین عبداللہ محض اور ابراہیم القمر اور حسن مثلث انسے پیدا ہوئے اور بعد وفات حضرت حسن مثنیٰ کے اُنسے عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان نے نکاح کیا کذا فی معارف ابن ابی قتیبہ یہ بڑی فاضلہ تھین روایت حدیث اپنے والد ماجد اور اوروں سے کی ہی یہ حضرت سکینہ سے بڑی تھین اور بڑی سخیہ تھین فصول المہمہ مین ہی کہ یزید نے بعد واقعہ شہادت جب اہل بیت کو مدینے روانہ کیا تو اُن کے ساتھ ایک مرد امین تھا اہل شام مین سے جب وہ سب مدینے مین تشریف لائے تو حضرت فاطمہ نے اپنی بہن سکینہ سے فرمایا کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہی تمھارے پاس ہو تو اسکو کچھ صلا دو اُنھون نے کہا قسم اللہ کی ہمین صلا دینے سے کوئی مانع نہین ہی مگر ہمارے پاس سوا اس زیور کے اور کچھ نہین ہی فرمایا یہی دیدو اُنھون نے دو کنگن اور دو اور چیزین اُتار کے بھیجدین اُس شخص نے عرض کر بھیجا کہ واللہ مین نے جو کچھ کیا ہی وہ للہ کیا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے خیال سے مین نے مزدوری کی نیت سے نہین کیا ہی انتہی شعرانی نے شیخ علی خواص سے نقل کیا ہی کہ سیدہ فاطمہ درب احمر مین دفن ہین اور شیخ عبدالرحمن اجہوری نے کہا کہ سیدہ فاطمہ درب احمر مین دفن نہین ہین بلکہ عقبہ درب احمر کے زقاق مین جسکو زقاق فاطمہ نبویہ کہتے ہین وہان ایک بڑی مسجد ہی اور وہ جگہ بزرگ ہی وہان مہابت اور جلال اور وقار ایسا ہی جس سے دیکھنے والون کے دل ہی آ گا[illegible] جو مشہور ہے کہ سیدہ فاطمہ درب سعادت مین ہین یہ صحیح نہین ہی یہ ہو سکتا ہی کہ وہ انکا مسجد ہو وہان کوئی اور فاطمہ خاندان نبوت سے ہون انتہی اور یہ موافق اُسکے ہی جو اُن لوگون نے کہا ہی کہ حضرت امام حسین کی اولاد مین تین صاحبزادیان تھین سکینہ اور زینب اور فاطمہ واحدہ پھر مین نے درر الاصداف مین دیکھا جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت امام کی بیٹیون مین فاطمہ دو ہین صغریٰ اور کبریٰ اور اسناد سے اُس کتاب مین لکھا ہی کہ جب

حضرت امام نے شہادت پائی تو ایک کوا آیا اُسنے آپ کے خون مبارک مین چونچ ڈبوئی اور سامنے اُڑا یہانتک کہ
مدینے مین پونچکر حضرت فاطمہ کے گھر کی دیوار پر جا بیٹھا اُنھون نے سر اُٹھا کر اُسکی طرف دیکھا اور بہت
روئین اور یہ اشعار پڑھے **اشعار**

نَعَقَ الغُرَابُ فَقُلْتُ مَنْ | تَنْعِیْهِ وَیْحَکَ یَا غُرَابُ

آواز دی کوے نے پس کہا مین نے کسکے مرنے کی خبر دیتا ہی تو افسوس تجھ پر اے کوے

قَالَ الاِمَامُ فَقُلْتُ مَنْ | قَالَ المُوَفَّقُ لِلصَّوَابِ

اُسنے کہا کہ امام مین نے کہا کون کہا وہ جو توفیق دیے گئے ہین صواب کے

قُلْتُ الحُسَیْنُ فَقَالَ لِیْ | بِمَقَالِ مَحْزُوْنٍ اَجَابَ

مین نے کہا حسین تو کہا مجھسے اور مغموم کی سی گفتگو کے ساتھ جواب دیا

اِنَّ الحُسَیْنَ بِکَرْبَلَا | بَیْنَ الاَسِنَّةِ وَالضِّرَابِ

تحقیق حسین علیہ السلام کربلا مین درمیان ریت اور ٹیلے کے ہین

اَبْکِی الحُسَیْنَ بِعَبْرَةٍ | تُرْضِی الاِلٰهَ مَعَ الثَّوَابِ

روتا ہون حسین پر ایسے آنسوؤن سے کہ راضی رکھے اللہ کو مع حصول ثواب کے

ثُمَّ اسْتَقَلَّ بِهِ الجَنَاحُ | فَلَمْ یُطِقْ رَدَّ الجَوَابِ

پھر ایسے اُسکے بازو جم گئے کہ اُسکو جواب دینے کی طاقت نہی

فَبَکَیْتُ مِمَّا حَلَّ بِیْ | بَعْدَ الرَّضِیِّ المُسْتَجَابِ

پس روئی مین ان مصیبتون کے سبب جو مجھ پر نازل ہوئین بندۂ پسندیدہ اور مقبول شخص کے بعد پس حضرت فاطمہ نے مدینے والون کو شہادت کی خبر پونہچائی سب نے کہا کوئی سحر ہوا ہی یا کیا کسطرح آپ کی شہادت کی خبر جلد آگئی انتہی نیز اور ابھی گذرا ہی کہ حضرت فاطمہ اپنے والد ماجد کے ساتھ کربلا مین تھین اور وہ بڑی تھین حضرت سکینہ سے اور کامل ابن اثیر سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہی اگر کوئی کہے کہ جب حضرت امام کی دو صاحبزادیان فاطمہ صغری وکبری ہوئین تو اب کیا مانع ہی اسسے کہ جو فاطمہ درب سعادت مین ہین وہ انھین دو مین سے ایک ہون تو ہم جواب مین کہین گے کہ یہ تو محتاج نقل کا ہی اور شیخ اجھوری حجۃ ہین کذا فی نور الابصار تقریب التہذیب مین ہی کہ حضرت فاطمہ کی وفات سنہ [illegible] کے بعد ہوئی اور نور الابصار مین ہی کہ انکی وفات سنہ [illegible] مین ہوئی کذا فی کتاب التواریخ انتہی اور یہی تاریخ یافعی مین بھی ہے

حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کا حال

یہ چھوٹی صاحبزادی حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہین انکی والدہ رباب امرأ القیس بن عدی بن اوس کلبی کی بیٹی تھین وہ نصرانی تھا حضرت عمر کی خدمت مین آکر مسلمان ہوا اسکی بیٹی سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے نکاح کیا ان سے عبداللہ اور سکینہ پیدا ہوئے اسکو نقل کیا ہی خطیب بغدادی نے اور ابی الفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی مین اور سکینہ بضم سین وفتح کاف وسکون یا ہی یون ہی سمجھا جاتا ہی قاموس سے یہ وہ لقب ہی جس سے ملقب کیا ام الرباب نے اپنی بیٹی کو اور سکینہ کا نام امیمہ تھا اور بعضی امینہ

اور بعضے امیہ اور بعضے آمنہ کہتے ہین کہا ابوالفرج نے یہی صحیح ہی کذا فی تاریخ ابن خلکان و کتاب الاغانی ابوالفرج نے مالک بن اعین سے نقل کیا کہ کہا اُنھون نے کہ مین نے سنا حضرت سکینہ کو کہ وہ بیان کرتی تھین کہ میرے چچا حضرت امام حسن میری والدہ کے بارے مین کچھ اپنے بھائی حسین پر خفا ہوے تو میرے والد نے فرمایا شعر

لعمرك انني لاحب دارا	تكون بها سكينة والرباب	قسم ہو تمھارے بقا کی مین اُس گھر کو دوست
رکھتا ہون جس مین سکینہ اور رباب ہون شعر	احبهما وابذل جل مالي	وليس لعاتب عندي عتاب

مین اُن دونون کو دوست رکھتا ہون اور اُنپر اپنا سارا مال خرچ کرتا ہون کسی غصے والے کا غصہ میرے نزدیک کچھ نہین ہی شعر

ولست لهم وان عابوا مطيعا	حياتي او يغيبني التراب	اور نہین ہون مین واسطے اُن

لوگون کے عیب کرنے والا اگرچہ وہ عیب کرین اپنی زندگی مین مٹی کے اندر غائب ہونے تک ہشام بن کلبی نے کہا کہ تھین رباب نیک ترین عورات سے اور بعد واقعۂ شہادت اُنسے لوگون نے نکاح کرنا چاہا اُنھون نے فرمایا مین رسول اللہ کی بہو بنکر دوسرے کی بہو بننا نہین چاہتی حضرت امام کی شہادت مین حضرت رباب نے بھی یہ چند بیتین مرثیہ کے طور پر کہی تھین اشعار

ان الذي كان نورا يستضاء به		
بكربلاء قتيل غير مدفون		یعنی وہ صاحب جو سراپا نور تھے اور اُنسے روشنی لیجاتی تھی وہ کربلا
مین مارے پڑے ہین بنے گور کے	سبط النبي جزاك الله صالحة	عنا وجنبت خسران الموازين

اے نواسے نبی کے اللہ تمکو اچھا بدلا دے ہمارے جانب سے اور دور رکھے تول کی گھاٹی سے

قد كنت لي جبلا صعبا الوذ به	وكنت تصحبنا بالرحم والدين	تم ایک پہاڑ دشوار گذار تھے

میرے لیے کہ مین ڈراتے تھے اُس مین اور تم صحبت رکھتے تھے ہمارے ساتھ دین اور رحم کے ساتھ

من لليتامى ومن للسائلين ومن	يغني ويأوي اليه كل مسكين	اب کون ہی یتیمون اور مانگنے والون کا اور
اب کون ہی جسکے پاس غریب آئیگا	والله لا ابتغي صهرا بصهركم	حتى اغيب بين الرمل والطين

قسم اللہ کی مین نہ ڈھونڈھون گی کوئی قرابت تمھاری قرابت کے بعد یہانتک کہ غائب کی جاؤن ریت اور مٹی مین یعنی مر بھی جاؤن گی پر دوسرا شوہر نہ کرونگی فصول المہمہ مین ہی کہ رباب بعد واقعہ کربلا ایک برس زندہ رہین اور اتنی مدت مین سایے مین نہین بیٹھین یہانتک کہ انتقال کر گئین کامل ابن اثیر مین بھی ہی کہ حضرت رباب حضرت امام کے ساتھ تھین اور بھی اہل بیت کے ساتھ شام مین آئین پھر مدینے مین وہان اشراف قریش نے اُنسے نکاح کرنا چاہا مگر اُنھون نے نہین مانا سال بھر زندہ رہین چھت کے نیچے نہین بیٹھین حتی کہ انتقال کیا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سال بھر کربلا مین رہین پھر مدینے آکر شوہر کے غم مین مر گئین رحمہا اللہ

ورضی اللہ عنہا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین کہ کربلا مین حضرت سکینہ باپ کے ساتھ تھین
سات برس کی حضرت امام قاسم سے منسوب تھین اُن کے نکاح کی روایت غلط ہو اور انکا شام کے
راستے مین وفات پانا یہ بھی غلط ہو وہ بعد واقعہ کربلا مدت تک زندہ رہین مصعب بن زبیر سے انکا
نکاح ہوا انتہی جب عبدالملک بن مروان نے مصعب کو مارا تو آپ کوفے مین قید ہوکر آئین انکو اہل کوفہ
دیکھنے کو آئے حضرت سکینہ نے فرمایا ای اہل کوفہ خدا انکو برکت نہ دے تمنے مجھے لڑکپن مین یتیم اور جوانی مین
بیوہ دیکھا اور بعد مصعب کے قتل کے انکا نکاح عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا
اُن سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور وہ بھی صاحب اولاد ہوا جب وہ مرے تو نکاح کیا اُنسے اصبغ بن عبدالعزیز
بن مروان نے اور اُسنے قبل از دخول طلاق دیدی پھر اُنسے نکاح کیا زید بن عمرو بن عثمان بن عفان نے
پس سلیمان بن عبدالملک نے انکو حکم کیا انکی طلاق دینے کا اُنھون نے طلاق دیدی اور انکا انتقال ہوگیا
مدینے مین خلافت ہشام مین ابن ابی قتیبہ نے بعد اس ترتیب ازواج کے ذکر کرنے کے کہا کہ یہ قول
ابی الیقظان کا ہی اور کہا ہشیم بن عدی نے کہ بیان کیا مجھسے صالح بن حسان وغیرہ نے کہ تھین سکینہ
عمرو بن حکیم بن حزام کے پاس اُن کے بعد اُنسے نکاح کیا عمرو بن عثمان بن عفان نے پھر اُن کے بعد
نکاح کیا اُن سے مصعب بن زبیر نے اور کہا ابن الکلبی نے کہ اول شوہر حضرت سکینہ کے اصبغ بن عبدالعزیز
بھائی عمر بن عبدالعزیز کے ہین وہ مصر مین مرے اُن کے بعد نکاح کیا زید بن عمرو بن عثمان بن عفان نے
اُنکے بعد مصعب بن زبیر نے اُنکے بعد عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام نے اُنسے پیدا ہوئے
عثمان جنکو قرین کہتے ہین اور مصعب سے ایک لڑکی ہوئی تھی پھر نکاح کیا اُنسے ابراہیم بن عبدالرحمن
بن عوف جد ابراہیم بن سعد فقیہ نے انتہی بترجمہ تاریخ ابن خلکان مین ہی کہ حضرت سکینہ سیدہ اور اجمل
زنان عصر اور اظرف اور احسن اخلاق ہین تھین اور طرہ سکینہ انکی طرف منسوب ہی اُسکے تو اور حالات اور عجیب
حکایات ہین اور نیز تاریخ ابن خلکان مین ہی کہ حضرت سکینہ کی وفات مدینے مین جمعرات کے دن پانچوین
ربیع الاول ۱۲۶ سنہ مین ہوئی اور درر الاصداف سے معلوم ہوتا ہی کہ انکی وفات اُسی دن و تاریخ و ماہ
متقدمہ بالا مین ہوئی مگر مکے مین اور ۱۲۶ سنہ مین اور انکے جنازے کی نماز شیبہ بن نطاح المقری نے
پڑھی امام نووی تہذیب الاسماء واللغات مین فرماتے ہین کہ صحیح اور اکثر کا قول یہی ہی کہ حضرت سکینہ
نے مدینے مین وفات پائی اور یہی شیخ عبدالرحمن اجہوری نے بھی مشارق الانوار مین لکھا ہی کہ اکثر لوگ
ادھر ہین کہ حضرت سکینہ نے مدینے مین وفات پائی نور الابصار مین ہی کہ طبقات شعرانی مین ہی کہ
حضرت سکینہ مراغہ مین دفن ہین قریب سیدہ نفیسہ کے مصر قاہرہ مین اور ایسا ہی طبقات مناوی مین بھی ہی

لیکن صحیح وہی ہی جسپر اکثر لوگون نے اتفاق کیا ہی انتہی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین کہ ازواج مطہرات حضرت امام حسین سے صرف حضرت شہر بانو والدہ علی اصغر ہمراہ تھین اورونکا حال معلوم نہین کہ زندہ تھین یا مردہ انتہی مگر اور معتبر کتابون سے حضرت رباب کا بھی ہونا سمجھا جاتا ہی جیسا ابھی اوپر گذرا

	زان بعد نثار شہ دیندار تو اگرد	الاف تحیات و سلام ہمہ پیر	

جانا اہل بیت رسالت کا ابن زیاد ہمزاد شداد کے پاس

جاحظ نے اپنی کتاب البیان و التبیین مین ابی اسحق سے اُنھون نے خزیمہ اسدی سے نقل کیا ہی کہ خزیمہ نے بیان کیا کہ مین سنہ ۶۱ میں کوفے گیا تھا وہان کربلا کے ایک ناکہ پر مین نے حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ ابن زیاد کی طرف کوفے جاتے تھے اور کوفے کی عورتون کو مین نے دیکھا کہ کھڑی ہوئی ہاے واے کرتی تھین اور جیبین پھاڑتی تھین حضرت امام زین العابدین شدت علالت سے ضعیف ہوگئے تھے باواز پست یہ فرماتے تھے کہ اے کوفے والو تم ہمپر کیون روتے ہو تمھین نے یہ حرکات ظالمانہ ہمارے ساتھ کیے اور پھر تمھین روتے ہو یہ کیسی بات ہی خزیمہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت زینب آپ کی پھوپھی کو دیکھا اور قسم ہی خدا کی کہ اُنسے زیادہ گویا آدمی مین نے نہین دیکھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ حضرت امیرالمومنین کی زبان سے باتین فرماتی تھین اُنھون نے لوگون سے فرمایا کہ چپ رہو جب سب چپ ہوگئے تو حضرت زینب نے فرمایا کہ سب تعریفین اللہ کو ہین جو عالم کا پروردگار ہی اور درود وسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولون کے سردار ہین اے کوفے والو اے فریبیو اے ذلیل مددنہ دینے والو تم روتے ہو کیا تمھارے رونے سے عبرت جاتی رہیگی تمھاری مثال اُس عورت کی سی ہی جس نے توڑ ڈالا ہی اپنے کاتے ہوئے کو ریزہ ریزہ بعد مضبوط کرنے کے ٹھیراتے ہو اپنی قسمون کو اپنے بیچ مین دخل دینے والے خبردار ہو کہ تم مین تکبر اور برائی ہی اور تمھارے دلون کی بیماری دشمنی ہی تم خوشامدی اور ظاہردار لوگ ہو تم نے یہ کام بہت بُرا کیا قسم خدا کی رؤو بہت اور ہنسو کم تھین تو ہو کہے گئے ہو بُرے کامون و عیب والی باتون کو اور تمنے قتل کروادیا خلاصۂ خاتم النبوت اور معدن رسالت اور مدار حجت اور سید شباب اہل جنت کو افسوس ہی اے کوفیو تم پر بہت بُرا ہوا وہ جو تمھارے نفسون نے تمھین اچھا کر دکھایا اللہ تمنے بگاڑا تمکو اور تم عذاب مین ہمیشہ رہوگے کیا تم یہ نہین جانتے ہو کہ تم نے کیسے جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قطع کیا اور کسطرح اُنکا خون بہایا بیشک تمنے ایسا بھاری گناہ کیا ہی کہ جس سے قریب ہی کہ زمین و آسمان پھٹ جائے اور گرپڑین پہاڑ کانپ کر تم نے یہ بہت بُرا کیا اور کچھ عجب نہین کہ تمھاری اِس حرکت سے آسمان سے خون برسنے لگے بیشک آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کرنے والا ہی اور آخرت مین تمکو کوئی مدد نہ دیگا خبردار سچ ہی تحقیق میرا اور تمھارا رب

گھات مین ہی یہ فرماکر حضرت زینب روانہ ہوئین خزیمہ کہتی ہین کہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ حیران تھے اور
اپنے منھون پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور ایک بوڑھا شخص حضرت زینب کے قریب کھڑا ہوا اتنا رویا تھا
کہ اسکی داڑھی تر ہوگئی تھی وہ کہنے لگا میرے مان باپ تم پر قربان ہون تمھارے بوڑھے بہترین سب کے
بوڑھون سے اور تمھارے جوان بہترین سب کے جوانون سے اور تمھاری نسل کبھی منقطع نہوگی اور ہمیشہ
معزز اور محترم رہیگی انتہی نقل کامل ابن اثیر مین ہی کہ آپ کے سر مبارک کو مع اور دوسرے سرون کے
خولی بن یزید اور حمید بن مسلم ازدی لیکر ابن زیاد کے پاس چلے خولی نے قصر کا دروازہ بند پایا اپنے گھر آکر
سر مبارک کو مرتبان کے نیچے رکھکر اپنے بچھونے پر آیا اور بیوی سے کہنے لگا کہ مین تیرے لیے وہ چیز
لایا ہون جو زمانہ بھر کے چیزون سے بے پروا کردینے والی ہو دیکھ تیرے یہان یہ سر حسین کا رکھا ہی بیوی
بولی ارے بچہ خدا کی مار لوگ سونا چاندی لاتے ہین غضب ہی کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادیکا
سر لایا ہی خدا کی قسم اب میرا اور تیرا سر یہان اکٹھا نہوگا یہ کہکر بچھونے سے اُٹھی اور گھر چلی آئی وہ کہتی ہی
کہ مین دیکھتی تھی کہ ایک نور مثل ستون کے آسمان سے اُس مرتبان تک چمکتا تھا اور مین نے دیکھین
سفید چڑیان اُسکے گرد پھر صبح کو سر مبارک ابن زیاد کے پاس آیا اور بعضے کہتے ہین کہ سر لانے والے شمر
اور قیس بن الاشعث اور عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس تھے انتہی غرض جب اہل بیت رسالت
مع سر مبارک حضرت سید الشہدا با دیگر سرہاے آل عبا ہمراہ اشقیا کوفے مین رونق افروز ہوئے
تو ابن زیاد ہمزاد شداد نے مطلع ہوکر مجلس آراستہ کی اور خود با ہیبت و وقار صدر مجلس بنکر بیٹھا اور
اہل کوفہ کو جمع کرکے قیدیون کو طلب کیا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَرَّبَ وَاَکْرَبَ یعنی شکر خدا کا ہی کہ
اُسنے دشمنون پر سختی ڈالی حضرت زینب نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَرَّمَنَا بِمُحَمَّدٍ وَطَهَّرَنَا تَطْهِیْرًا
یعنی سب تعریف خدا کو ہی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہمکو بزرگی دی اور بخوبی پاک کیا
ابن مرجانہ نے کہا کَیْفَ رَاَیْتُمْ قُدْرَةَ اللّٰهِ کیسی دیکھی تمنے قدرت اللہ کی آپ نے فرمایا کہ قریب ہی
کہ اللہ تعالی ہمکو اور تجھکو جمع کرکے انصاف فرمائے ابن زیاد اس کلمے سے برآشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ
اب تک تم مین دلیری باقی ہی اور چاہا کہ بے ادبانہ پیش آوے حضار مجلس نے کہا کہ عورتون کے کلام پر کچھ
خیال کرنا نچاہیے ناچار جانب علی بن الحسین متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ کون ہی اور کس کا لڑکا ہی کسی نے کہا
حسین بن علی علیہ السلام کا بیٹا ہی کہا اسکو بھی قتل کرنا لازم ہی کیونکہ مین نہین چاہتا کہ آل عبا مین سے
کوئی فرزند باقی رہے کوتوال نے چاہا کہ امام زین العابدین کو قلعے کے باہر لیجاکر شہید کرے اُسوقت حضرت
زینب نے اپنی گود مین لے لیا اور کہا پہلے مجکو قتل کر تب اُسپر ہاتھ ڈال یہی ایک لڑکا نسل فاطمہ سے ہمارا

محرم باقی ہو اگر اسکو قتل کرتے ہو تو ہم سب بے محرم رہے جاتے ہین اس کلام سے ابن زیاد کو ایک گونہ ہیبت لاحق ہوئی اور خون ناحق سے درگذرا لکھا ہی کہ پھر جب نظر اُس ملعون کی سیدالشہدا کی سر مبارک پر پڑی تو وہ مردود ہنس پڑا اور ایک چھڑی سے جو اُسکے ہاتھ مین تھی لب مبارک کو مس کیا اور دندان پیشین کو توڑنے لگا مشکوٰۃ شریف مین حضرت انس سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے کہ جب سر مبارک عبیداللہ ابن زیاد کے سامنے طشت مین لاکر رکھا گیا پس وہ ناپاک لکڑی سے بے ادبی کرتا تھا اور انکے حسن مین کچھ کلام کیا اور عیب نکالا یعنی بطور انکار وانتقاد کے اُسنے کہا کہ حسین چندان حسن نہین رکھتے اور روایت ترمذی سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُسنے مدح و مبالغہ کیا آپ کے حسن وجمال مین مگر بطریق استہزا و تمسخر کے اُس مسرت کے سبب سے جو اُس بدبخت کو حاصل ہوئی تھی حضرت کے قتل سے انس کہتے ہین کہ مین نے کہا قسم خدا کی حسین مشابہ ترین لوگون کے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تھا سر مبارک آپ کا رنگا ہوا وسمہ سے رواہ البخاری اور ترمذی کی روایت مین یون آیا ہی کہ کہا انس نے کہ مین ابن زیاد کے پاس تھا کہ لایا گیا سر مبارک امام علیہ السلام کا پس تھا ابن زیاد مردود کہ مارتا تھا اُس شاخ سے جو اُسکے ہاتھ مین تھی حضرت کی بینی مبارک مین اور کہتا تھا کہ مین نے ایسا حسین نہین دیکھا پس مین نے کہا خبردار تحقیق وہ مشابہ ترین لوگون کے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح حسن غریب ہی مین کہتا ہون کہ یہ روایت ترمذی مین حفصہ بنت سیرین سے ہے اور اُنھون نے انس سے نقل کی ہی انتہی اور ابن ابی الدنیا زید بن ارقم سے روایت کرتے ہین کہ کہا اُنھون نے کہ مین اُس مجلس مین تھا جب وہ ناپاک سر اقدس سے بے ادبی کرنے لگا تو مین نے رو کر کہا کہ ای ابن زیاد یہ لکڑی لب و دندان شریف سے علیحدہ رکھ سجدا کعبہ مین نے بارہا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنپر بوسہ دیتے دیکھا ہی اور بہت رویا اُس مردود نے تانا اور کہا قسم ہی اُس خدا کی جسنے تیری آنکھ پر آب رکھی اگر تو ضعیف نہوتا تو مین تیری گردن مارتا مین نے کہا کہ ایک کلام اور زیادہ غصہ دلانے والا سن کہ مین نے دیکھا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حسن کو داہنی ران پر اور حسین کو بائین ران پر بٹھلائے ہوئے تھے اور ہاتھ سرون پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ الٰہی مین تیرے مومنین صالحین کے پاس انکو امانت کے طور پر سپرد کرتا ہون تو ای بدنہاد تونے امانت رسول خدا سے یہ کیسا سلوک کیا ای لوگو خدا تم سے خوش نہو کہ تمنے ابن فاطمہ کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا سردار بنایا اور اسدالغابہ مین اتنا زائد ہی کہ زید ابن ارقم جب رونے لگے تو ابن زیاد نے کہا کہ تم ہمیشہ رویا ہی کرو قسم خدا کی اگر تم بوڑھے نہوتے اور خرف نہو گئے ہوتے تو مین تمھاری گردن مارتا وہ یہ کہتے ہوئے نکلے کہ ای عرب تمنے حسین ابن فاطمہ کو مارا اور ابن مرجانہ کو امیر بنایا اچھا کیا وہ تمھارے اچھون کو ماریگا اور بُرونکو چھوڑ دیگا انتہی مین کہتا ہون کہ

اسی جگہہ سے ابوالاسود دُئلی نے کہاہی اشعار	اَقُولُ وَذَاكَ مِنْ جَزَعٍ وَوَجْدٍ	اَزَالَ اللّٰہُ مُلْكَ بَنِیْ زِیَادٍ
وَاَبْعَدَهُمْ بِمَا غَدَرُوْا وَخَانُوْا	كَمَا بَعُدَتْ ثَمُوْدُ وَقَوْمُ عَادٍ	یافعی نے لکھاہی کہ یہ فعل ابن زیاد کا

دلالت کرتا ہی اُسکے عظم زندقہ پر اور جو مصائب و تکالیف اہل بیت کو پہونچے وہ دلیل انکی ہین رفعت درجات ائمۂ اطہار پر اور واسطے قوم ابن زیاد کے گرپڑتا ہی درکات جہنم کے اندر عذاب ایزد تعالیٰ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ انتہی علامہ سید مومن بن حسن شبلنجی نے اپنی کتاب نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار مین لکھا ہی کہ عبید اللہ بن زیاد نے جب حضرت پر فتح پائی تو منبر پہ چڑھکر کہنے لگا کہ سب تعریفین ثابت ہین اُس اللہ کو جسنے حق کو ظاہر کیا اور مدد دی یزید بن معاویہ کو اور اُسکے لشکر کو حسین رض جھوٹے پر نعوذ باللہ من ہذا القول تو عبد اللہ بن عفیف رضی اللہ عنہ کہ انکی بائین آنکھ جمل کے دن حضرت علیؑ کے ساتھ جاچکی تھی اور دوسری آنکھ صفین کے دن گئی تھی اور جب سے انھون نے ایک مسجد مین عزلت اختیار کرلی تھی اسمین رات تک نماز پڑھا کرتے تھے یہ سنکر کود پڑے اور کہنے لگے کہ ای ابن مرجانہ کیا کہتا ہی تو جھوٹا ہی اور تیرا باپ اور وہ جھوٹا جسنے تجھے امیر کیا غضب خدا کا نبیون کی اولاد کو مارتے ہو اور سچون کی ایسی باتین کرتے ہو ابن زیاد نے کہا کہ ای اللہ کے دشمن یہ تو کیا کہتا ہی بھلا تو کیا کہتا ہی عثمان کے حق مین یہ کہنے لگے تو اللہ کا دشمن ہی اُس شخص نے نیکی کی یا بدی صلح کی یا تباہی ڈالی اللہ مالک ہی اپنے خلق کا وہ فیصلہ کرلیگا حضرت عثمان اور انکے غیر مین حق اور عدل سے لیکن اگر تو چاہے تو اپنا اور اپنے باپ اور یزید اور اُسکے باپ کا حال مجھسے پوچھلے کہنے لگا مین تو حال نہین پوچھونگا مگر تجکو مار ڈالونگا عبد اللہ کہنے لگے بہتر ہی مین نے تیرے پیدا ہونے سے پہلے اللہ سے دعا کی تھی کہ مین شہید ہون ایسے شخص کے ہاتھ سے جو دشمن ترین خلق اللہ ہو مگر جب میری آنکھین جاتی رہین تو مجھے ناامیدی ہوئی تھی کہ اب کیونکر شہید ہونگا بارے الحمد للہ کہ خدا نے مجھے ناامیدی کی حالت مین شہادت نصیب کی اور اپنے اگلی دعا کے قبول ہونے کی پہچان عطا فرمائی پس اُسنے انکو اُتارا اور مارکر کوفے مین سولی پر چڑھایا انتہی اور سعادۃ الکونین مین ہی کہ ابن زیاد نے آدمیون سے کہا کہ انکو پکڑو انکی قوم کے سات سَو آدمی جمع ہوگئے اُنھون نے انکو اُن اشقیا کے ہاتھ سے چھڑا لیا مگر جب رات ہوئی تو ابن زیاد نے ایک آدمی بھیجا اُس نے عبد اللہ کو گھر سے نکال کر انکی گردن ماری انتہی اور اظہار السعادۃ مین ابن ابی الدنیا سے یہ قصہ یہین تک منقول ہی کہ انکی قوم کے سات سو آدمی آکر انکو گھر مین لے آئے انتہی **نقل** ابن سعد نے طبقات مین لکھا ہی کہ مرجانہ ابن زیاد کی مان زندہ تھی اُسنے اپنی بیٹے سے کہا ای خبیث تو نے قتل کیا رسول خدا کے بیٹے کو واللہ تو بہشت کو

کبھی نہ تھے کا بعد اُسکے ابن زیاد نے سرونکو لکڑیون پہ کوفے مین نصب کیا اور وہ ستر سر تھے اور یہ پہلے سر تھے جو اسلام مین بعد حضرت مسلم کے سر کے کوفے مین نصب ہوئے کذا فی اظہار السعادۃ مین کہتا ہون کہ طبقات مناوی مین جو یہ لکھا ہی کہ سر سید الشہدا سے بے ادبی کرنے والا لکڑی سے یزید مرید تھا اور صواعق مین ہی کہ وہ مردود ابن زیاد تھا اور اُسکے پاس انس بن مالک بیٹھے تھے وہ اس حرکت کو دیکھکر رونے لگے اور کہنے لگے کہ یہ تو رسول اللہ کے بہت مشابہ تھے انکے ساتھ تو یہ حرکت کرتا ہی رواہ البخاری وغیرہ وسیلہ تطبیق ان اقوال کی یہ ہی کہ یہ فعل اولاً ابن زیاد سے واقع ہوا پھر ثانیاً یزید اُسکے ہمزاد سے واقع ہوا فتاوای قرطبی مین لکھا ہی کہ جب ظالم لوگ امام زین العابدین کو گردن مین ہاتھ باندھکر اور حضرات اہل بیت نبوت کو محبس مین لیے جاتے تھے تو کوفیان سیہ کار اور ظالمان شقاوت شعار اُنکے ساتھ تھے اور مطلقاً شرمندہ نتھے تفریح الاذکیا مین ہی کہ حیا و شرم تو لازمہ ایمان ہی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ وہان اُسوقت اہل کوفہ بے ایمان محض تھے شرم کہان سے آتی انتہی ہان سچ ہی

قطعہ

مگر یہ کہہ کے ہین جو بیٹھنے والے قیامت ہی
بلا مین مبتلا ذی قدر کمتر ایسے ہوتے ہین
نہ ہی صبر جناب زینب و کلثوم حق یہ ہی
مصیبت پڑتی ہی بہنون پہ بھی ہمراہ بھائی کے
نہین وہ لوگ ذی مقنع و چادر ایسے ہوتے ہین
ردا سر پر نہ تھی محمل نہ تھا پردہ نہ تھا ہی ہی
کہ بہنین ایسی ہوتی ہین برادر ایسے ہوتے ہین
ہمیشہ سے یہان مخلوق اکثر ایسے ہوتے ہین
کہ سر بھائی کا نیزے پہ ہو اور ڈھونڈتی ہون بہنین
جو اندر گھر مین بیٹھے ہون وہ باہر ایسے ہوتے ہین

فائدہ جب اشقیا سر مبارک کو ابن زیاد کے پاس لائے اور ابن زیاد بہت خوش ہوا اور اُسی طرح یزید پلید بھی تو اس قصہ مین تصدیق ہوئی ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اہل بیت میرے بعد میرے عنقریب میری امت کے ہاتھ سے ڈالے جاوینگے قتل اور نافرمانبرداری کیے جانے مین اور تحقیق میرے لیے سخت تر میری قوم مین از روے بغض کے بنو امیہ اور بنو مغیرہ اور بنو المخزوم ہین صحیح کہا اس حدیث کو حاکم نے لیکن اسمین اسمعیل ہی جسکو جمہور کہتے ہین کہ وہ ضعیف ہی بسبب سوء حفظ کے اور ثقہ کہا اسکو بخاری نے اور اُس سے نقل کیا ترمذی نے اس بات کو کہ اسمعیل ثقہ مقارب الحدیث ہی اور گذری احادیث مہدی مین یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک گروہ بنی ہاشم کو پس آبدیدہ ہوئے آپ اور رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہو گیا پھر فرمایا کہ ہم اہل بیت ہین پسند کر لیا اللہ نے ہمارے لیے آخرت کو دنیا پر اور تحقیق اہل بیت میرے قریب ہی کہ ڈالے جاوینگے میرے بعد بلا اور نافرمانبرداری اور جھڑکی اور راندگی مین کذا فی الصواعق المحرقۃ اور مروی ہی عمران بن حصین سے کہا اُنھون نے کہ وفات پائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس حالت مین کہ آپ ناخوش رکھتے تھے تین قبیلون کو ایک ثقیف جسمین سے حجاج تھا دوسرے بنی حنیف جسمین مسیلمہ کذاب تھا

تیسرے بنی امیہ جیسے عبید اللہ بن زیاد تھا جو مباشر قتل امام شہید حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما ہوا
کذا قیل آور عجب ہی اس قائل سے کہ اسنے یزید کو نکھا جو عبید اللہ بن زیاد کا امیر تھا اسنے جو کچھ کیا اسکے
حکم اور رضا سے کیا اور باقی بنی امیہ سے بھی اپنے کامون مین تقصیر نہین کی یزید اور عبید اللہ کو کیا کہین
اور حدیث مین آیا ہی کہ حضرت سے خواب مین دیکھا کہ آپ کے منبر پر بندر بازی کرتے ہین آپنے تعبیر
اُسکی بنی امیہ سے کی اور ایسی خبرین بہت سی ہین کہان تک کہیے ۔ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب
کذا فی المشکوۃ و ترجمۃ للشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی سبط ابن جوزی نے شعبی سے ۔ روایت کی کہ حضرت
عبد اللہ بن زبیر نے بعد پہونچنے خبر شہادت حضرت امام حسین ؑ کے مکہ معظمہ مین خطبہ پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہی
کہ ای قوم جانو کہ اہل عراق دغاباز اور مکار اور فاجر لوگ ہین اور تحقیق جانو کہ اہل کوفہ اشرار
اہل عراق ہین اُنھون نے امام حسین ؑ کو آپ ہی بلایا کہ اپنے امور کا اُنکو والی کرین اور وہ نصرت دین
اُنکو اُنکے دشمنون پر اور بلند کرین اسلام کے جھنڈون کو پس جب حسین ؑ نے تکلیف گوارا فرمائی اور
تشریف لائے اور احسان کیا کوفے والون پر تو وہ سب کے سب اُنسے پھر گئے اس لیے کہ آپ نے اطاعت فاجر
ملعون ابن زیاد کی قبول نکی اور اختیار کیا آپ نے اپنی زندگی ذمیمہ پر اپنی وفات کریمہ کو رحمت کرے
اللہ حسین ؓ پر اور خوار کرے اُن کے قاتل کو اور لعنت کرے اُسپر جسنے اُنکے مارنیکا حکم کیا اور راضی ہوا
اُنکے قتل پر پس بعد اسکے کہ جو کچھ گذرا حسین ؓ پر آیا کوئی اطمینان کرسکتا ہی اس قوم پر اور قبول کرسکتا ہی قول
وقرار اس قوم فجار غدار کا واللہ تحقیق تھے حسین صائم الدہر قائم اللیل اور قسم خدا کی نہ تھے وہ جو بدلتے
قرآن کو غنا کے ساتھ اور بکا کو خوف خدا سے پس قریب ہی کہ پڑینگے اُنکے مارنے والے چاہ جہنم مین
الا لعنۃ اللہ علی الظالمین یہ کہکر منبر پر سے اُتر آئے انتہی من التذکرۃ کذا فی اظہار السعادۃ سعادۃ الکونین
مین ہی کہ جب خبر شہادت حضرت امام حسین ؑ کی مدینے مین پہونچی تو تمام بنی امیہ خوش ہوئے جسوقت بعض
غلام عبد اللہ بن جعفر کے کربلا سے مدینے مین آئے اور عبد اللہ کے دونون بیٹون کے مارے جانے کا
حال بیان کیا تو عبد اللہ بن جعفر نے انا للہ کہا مگر ابو السلاسل غلام عبد اللہ کا بولا کہ ان دونون بیٹون
کے مارے جانے کے باعث امام حسین ہوئے عبد اللہ نے اُس غلام کو جوتا مارا کہ ای ابن اللخناء تو حسین ؑ کو ایسا
کہتا ہی اگر مین اُنکے ساتھ ہوتا تو اپنی جان سے دریغ نکرتا خدا کا شکر ہی کہ مین نتھا تو میرے بیٹون نے
حضرت امام کے ساتھ جانبازی کا رتبہ پایا مین کہتا ہون کہ یہ حکایت کامل ابن اثیر مین بھی اسیطرح سے
مذکور ہی منتخب اللغات مین ہی کہ لحن بفتحتین گندہ ہونا مشک کا ہی ابن زیاد بدنہاد نے بعد ملاحظہ حال اسیران
اہل بیت حکم دیا کہ انکو قید خانے مین رکھو اور سر سید الشہدا کو نیزے پر بلند کرکے کوچہ کوچہ مین پھراؤ

چنانچہ اُن مردودون نے امام زین العابدین کے ہاتھ باندھے اور زنان اہلِ بیت کو پکڑ کر قید خانے مین کیا اور سرِ مبارک کو نیزے پر چڑھا کر گلیون مین پھرایا جب اشقیا سرِ مکرم کوفے مین پھرا چکے تو ابن سعد نے سرِ مبارک کو عمر مخزومی کے سپرد کیا اسمین مشک و کافور لگا دے وہ ہنوز لگا نہین چکا تھا کہ اُسکے ہاتھ مین ایک مرض پیدا ہوگیا جس نے سارا ہاتھ گلا دیا تاریخ یافعی مین لکھا ہے کہ جب بلاد اخیار مارے گئے تو فجرۂ اشرار اہل بیت کے خیمون کی طرف دوڑے بعض حاضرین نے کہا افسوس تمکو اگر تم اپنے دینون مین پرہیزگار نہین ہو پس دنیا مین تو احرار رہو اور وہ لوگ عمل مین لائے وہ بات جو بہت بڑی ہے زندقہ و فجور مین وہ یہ کہ عبید اللہ بن زیاد نے حکم دیا کہ سرِ مکرم کو تقبیر کر کے نیزے پر چڑھاؤ لوگون نے اس سے انکار کیا مگر اُن اشقیا مین سے ایک شخص آیا جسکو طارق بن المبارک کہتے تھے اور درحقیقت اسکو ابن المشوم مذموم کہنا چاہیے اُسنے اپنا مُنہ کالا کر کے سرِ مبارک کو دروازۂ مسجد جامع مین نصب کیا اور خطبہ پڑھا جسکا کسی طرح ذکر کرنا درست نہین ہے پھر بلایا زیاد بن حر بن قیس جعفی کو اور اُسکو سرِ مبارک مع اُنکے بھائیون اور بھتیجون اور بیٹون وغیرہم کے سرون کے سپرد کیے اور امام زین العابدین کو بلایا اور اُنکو اور اُنکی پھوپھیون اور بہنون کو بے پردہ کجاوون پر سوار کر کے یزید پاس روانہ کیا انتہی شعر

آلات تحیات وسلام پیمبر ... زان بعد نثار شہِ دیندار تو انکرد

روانگی قافلہ جانب دمشق

ابن زیاد سرمایۂ فساد نے جب یزید کو حضرت کی شہادت اور اہل بیت کے قتل اور باقی ماندون کے قید ہونے کی خبر لکھی اور قاصد بھیجا تو یزید نے فی الفور لکھا کہ سرون کو نیزون پر مع اسیران اہل بیت دمشق مین بھیجدو ابن زیاد نے خولی بن یزید اور شبیب بن ربعی اور حجر بن حصین اور شمر کو وہ سب سر سپرد کیے اور اہل بیت کو بھی حوالے کیا اور تاکید بلیغ کی کہ جو گاؤن یا شہر راہ مین پڑے اُسمین ضرور سرِ مبارک کو نیزے پر لٹکا کر تشہیر کیجیو مین کہتا ہون کہ اس بدنہاد کی پیش نہاد خاطر یہ ہوگا کہ اس جگہ کے لوگ بھی آگاہ ہو جائین اور حضرت سید الشہدا اور اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت قرار واقعی ہو اور جو لوگ یہ گمان رکھتے ہون کہ یزید اور ابن زیاد مسلمان ہین وہ مطلع ہو جائین کہ انکو اسلام سے کچھ کام نہین ہے اور یہ منظور تھا کہ سب جگہ کے لوگ بلا واسطہ آگاہ ہون کہ پیغمبرِ خدا کی وفات سے تھوڑے عرصے کے بعد ان لوگون نے بعوض اپنے اعزا اور اقارب کے جو بسبب شرک و کفر کے مارے گئے تھے پیمبر کی اولاد سے کیا خوب عوض لیا ہے کذا فی تفریح الاذکیا

مخمس

اسطرح قافلے پھرتے ہوئے کم جاتے ہین
جسطرح آج کے دن اہل حرم جاتے ہین
کفِ افسوس سبھی ملتے بہم جاتے ہین
تربتر اشک سے سرتا بقدم جاتے ہین
کاروانند و ندارند درا و جرسی
نہ رفیقی نہ انیسی نہ کسی ہم نفسی
پیش رو اشک تھا یہ قافلہ جاتا تھا جہان
علم اس طبل مین تھا آہ جگر سوختگان
ہاتھ سے ظالمون کے صبر جو تھا دل مین نہان

توشۂ راہ نتھا اسکے سوا اور یہان
رحمت و عیش تھی بقدر برابر خاک
منہ پہ تھی گرد الم آنکھین تھین آنسو سے نمناک
ساز و سامان سفر بے سر و سامانی تھی
تھی اُٹھی سبکے دل و جان سے تمنائے خوشی
طرفہ یہ قافلہ ہی جسمین نہ آواز درا
نہ کبھی ذکر حکایت نہ سخن باخود ہا
دل کو راحت نہ کسی طرح نہ شب کو آرام
ایکدم بھی نہین ملتا تھا یہ آرام تمام
غم شبیر نہان دل مین کیے جاتے تھے
جان غمدیدہ کو گو صبر دیے جاتے تھے
سر شبیر سوا علم اعدا اتھا
دل گرا جاتا تھا اور پاؤن اُٹھا جاتا تھا
دل پر از حسرت و لب آہ و فغان سے خاموش
باہم اکٹھا ہوئے جاتے تھے سبھی وحش و وحوش
راہ مین شہر جو ملتے تھے وہان کی خلقت
آج ایمان مین پاتے ہین ہم اپنی قوت
جاتے جس شہر مین پہلے یہ وہ خلق شہری
بعد ازان پوچھتے باوضع عقیدت مندی
ہاشمی گھر سے ہو یا اور قبیلہ سے کہو
بود و باش اپنی کہو راز نسب کا کھولو
خوبیان سب مین ہین پر ایسی وجاہت کم ہی
پارسا ہین سبھی یہ زور کرامت کم ہی
بولے عابد کہ اسیران بلا ہین ہم سب
روز آنکھون مین مری تیرہ ہی جسطرح سے شب

بوالعجب قافلۂ بوالعجب سامانی
گرد کین سے تھا دل و سینۂ آئینہ پاک
بزمینی کہ فتادی کف پای ایشان
دست تقدیر ہین سینے پہ دھرے تھے کام سبھی
رہروانند شکستہ دل و خستہ جگری
نہ یہان بانگ حدی تھی نہ علم ہاتھ مین تھا
نہ زہمدرد و رفیقان وطن ہیچ کسے
ساتھ خیمہ نہین جسمین کبھی ہو راتون کو مقام
سایۂ ستر بجز افلاک دگر ہیچ نبود
داغ غم تحفۂ احباب لیے جاتے تھے
لیکن این داغ غم شاہ نہفتن نتوان
گرد و پیش و پس سر قافلہ شبیر کا تھا
نی رہ تاب خموشی و نہ یارای فغان
اشکباری سے قدم غیرت ابر پر جوش
ہر کہ میدید ہمی گفت کہ یارب باہم
دو رخستہ ہوتی ادھر اُنکی نگاہ عبرت
می فتادی زدر کس چو گذاری ناگاہ
پاؤن پر گرکے سبھی خاک کف پا انکی
از کجائید و چہ نام ست و کدامی خیلید
دو دمان اپنا کہو کون گھرانے سے ہو
بندگانیم و ندانیم چرا بندہ شدیم
سب مین ہی لطف ولے ایسی لطافت کم ہی
ما غلام تو ازین نوع در کرامت شدہ ایم
ہم غریبان وطن کو سفر شام ہی اب
می برد قصۂ ما خواب ز چشم احباب

نی گریبان بسلامت نہ بجا دامانی
آستین اشک سے تر جیب گریبان بھی چاک
سرزدی چشمۂ خوننابہ زجاہی ایشان
سب کی آنکھون سے تھا خوننابہ کا دریا جاری
جز غم و درد ندارند نہ انیس دگری
نہ کبھی ہنسنے کی آواز نہ رونے کی صدا
نہ کسی مونس تنہائی و نی وادرسی
صبح سے رنج جو ہوتا تھا وہی تھا تا شام
فرش آرام بجز خاک دگر ہیچ نبود
رنج تازہ بھی جو آتے تھے پیے جاتے تھے
بود این گر مصیبت ز ہمہ چہرہ عیان
سب کی آنکھون سے روان خون کا دریا تھا
نیشتر بر رگ جان بود ازان نوک سنان
جانکو اندوہ تھا ویسا ہی لیکن باہوش
ہست این قافلہ یا قافلۂ درد و الم
کہتے اس قافلے سے پاتے ہین دل کو راحت
روی نادیدہ سر چشم نہادی براہ
چشم و رخسار پہ وہ لوگ لگاتے تھے سبھی
کز شما میرسد ایمان مرا تازہ نوید
دل کھنچا جاتا ہی کیا انس ہی تم سے ہمکو
نشناسیم و براہ تو سر افگندہ شدیم
ہی شرف سب مین ولے ایسی شرافت کم ہی
گو ندیدیم ترا گاہ غلامت شدہ ایم
سرگذشت اپنا ہی طومار غم و رنج و تعب
می کند آہ و فغانم دل ہمسایہ چو آب

قافلہ مدنی لوگ ہین اولاد علیؑ
کیا کہین ہم یہ جو کچھ دشت بلا مین گذری
ہاشمی نخل ہین یارو آل رسول عربی
گم نمودیم درین بادیہ سرمایۂ خویش
ہم نبی فاطمہ زہرا ہین مسے جدین نبی
میر ومم بی سر و سرمایہ خود با دل ریش

قافلہ ہی یہ پراگندہ و لونکا ہا ہم
بیکسی فرصت نہین اتنی کہ ہو جی کا دش غم
رنج و غم آگئے اکبار جو پیش آمد ہم
دل پراگندہ و ظاہر ہمہ جمعیم بہم
ہو گیا سوز والم یہ سر و سامان علم
ز آتش دل ہمہ در سوز چو شمعیم بہم

قافلہ بدنصیبونکا ہوا ہی اہل بلا
ہم یتیمونکا سر و برگ ہی تاراج جفا
اہل بیت نبوی ہین یہ اسیران بلا

سر و سامان ہی یہان بے سر و سامانی کا
کیا کہین آگئے ہم اس دشت مین کیا کھو کے چلے
سر و سرمایۂ اہل حرم بود حسینؑ
گھر سے آئے تھے یہان ہنستے ہوئے رو کے چلے
آہ اینک سفر خلد بفرمود حسین
دست امید سر اکبر یہان دھو کے چلے

ہائے کیا آگئے تھے گھر بار سے کیا ہو کے چلے
پیش ازین دل مین تمنائے سفر رکھتے تھے
ما درین جا نہ ہمین ساز و سفر گم کردیم
ہر کہ این وزیاست سے خبر رکھتے تھے
وائے بر ما کہ درین دشت پدر گم کردیم
اقربا ساتھ تھے سب گویا کہ گھر رکھتے تھے

شب ہجر آئی تو امید سحر رکھتے تھے
شاہ سیراب ہوئے جام شہادت سے یہان
ناگہ افتاد بسر ورد سیاہی عجمی
اقربا ساتھ گئے لیکے شہادت کا نشان
کہ ازین ورد سیہ نبود ہیچ شبی
جن یتیمونکا تھا چارہ کہو ن ساتھ روان

اسطرح بے سر و سردار ہین سب سرگردان
ضبط نالہ کرین تو سینہ پھٹا جاتا ہی
ما بجا ماندیم و رفت از سر ما آہ حسینؑ
نکرین گریہ تو دل غم سے جلا جاتا ہی
ماند چون گریۂ یتیم تر ما آہ حسینؑ
ناتوانی سے بدن اپنا گھلا جاتا ہی

صبر کا تاب و توان دل سے اٹھا جاتا ہی
بسرم چون پدر مشفق و غمخوار نماند
رہ درازست و در طاقت رفتار نماند
سایہ گستر بسرم یک سر و سردار نماند
تا بہ عمرم بجز از رنج سر و کار نماند
سر و شد آتش با گرمی بازار نماند

قصہ کوتہ شبم آخر شد و بسیار نماند
ما غریبان بسر پنجۂ ظلمیم اسیر
سوے شامیم روان ہرچہ قضا و تقدیر

جب شمر وغیرہ بدگہر و بد انجام ایک منزل چلکر اُترے تو اتفاقاً وہان ایک درویش بنی اسرائیل کا عبادتخانہ ملا اسکی دیوار پر یہ شعر لکھا تھا **شعر**

أَتَرجُو أُمَّةٌ قَتَلَت حُسَيناً ۔ شَفَاعَةَ جَدِّہ یَومَ الحِسَابِ

شعر شبیر کے قاتل کیا فردائے قیامت مین
امید بھی رکھتے ہین نانا کی شفاعت کی

سو یہ شعر اُن لوگون نے دیکھکر درویش سے پوچھا کہ یہ کسنے لکھا ہی اُسنے کہا اتنا تو مین جانتا ہون کہ پانسو برس قبل تمھارے نبی کی بعثت سے یہ شعر لکھا ہی اور بعضے لکھتے ہین کہ اُس دیر کی دیوار پھٹی اور ایک ہاتھ نکلا اُسنے یہ شعر لکھا ابو نعیم نے طریق عبد اللہ بن لہیعہ سے اور اُسنے ابی قبیل سے روایت کی ہی کہ جب سر مبارک شام کی طرف لیچلے تو اشقیا پہلی منزل مین بیٹھکر خرمے کا شیرہ پینے لگے اس حالت مین ایک قلم غیب سے لوہے کا نمودار ہوا اُسنے خون سے یہ شعر لکھا بہر تقدیر غیب سے اِس شعر کے لکھے ہونے مین کلام نہین **نقل ہی** کہ اُس درویش نے سر مبارک کو دیکھکر کہا کہ یہ لوگ نہایت بد ہین کہ اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کر کے اُسکی اہل بیت کو اس ذلت و خواری سے لیے جاتے ہین پھر اُس جماعت

اشقیاسے کہنے لگا کہ اگر ایکرات سر مبارک حسین کو میرے پاس رہنے دو تو مین تمکو دس ہزار درم دیتا ہون اُنھون نے قبول کیا درویش نے سر مبارک دونون ہاتھون مین لیا اور خلوت مین خوشبو سے معطر کرکے اپنے زانو پر رکھا اور دیکھکر روتے لگا اور رات بھر انوار غیبیہ جمال حق نما سے مشاہدہ کرتا رہا اور دیکھتا رہا ساری رات آسمان سے طبقات نور اُترتے تھے ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکھا ہی کہ وہ راہب نصرانی حسین سر امام علیہ السلام سے اعزاز واکرام حاصل کیا اس کرامت کی دیکھتی ہی مسلمان ہوا اور تمام عمر اپنے اہلبیت کے محبت مین گذرانی اور دس ہزار درم بھی اُسنے وعدے کے موافق اُن ظالمون کو دیے تھوڑی دور چلکر اُن کمبختون نے تقسیم کرنے کے واسطے تھیلیون کے مُنہ جو کھولے تو دیکھا کہ وہ سب ٹھیکریان ہوگئی ہین اور ایک طرف لکھا ہی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ یعنی تم نجانو اللہ کو غافل اُس سے جو کرتے ہین ظالم لوگ اور دوسری طرف لکھا ہی سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ یعنی اب معلوم کرینگے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ اُلٹتے ہین اور صواعق محرقہ مین ہی کہ اُس قوم سراپا لوم نے بہت سے دینار لشکر حسینی کے لوٹے تھے جب تھیلی کھولکر چاہا کہ تقسیم کرینے کو نکالین دیکھا کہ وہ ٹھیکریان ہوگئی ہین اُنکے ایک طرف پہلی آیت لکھی ہی اور دوسری طرف دوسری آیت لکھی ہی

پہونچنا قافلے کا دمشق مین

تحریر الشہادتین مین ہی کہ بعد طے منازل اور قطع مراحل کے جب اسیران کربلا مع سر مبارک حضرت سید الشہدا کے دمشق[۱۲] مین پونہچے اور یزید مرید کو خبر آمد اہل بیت نبوت کی پونہچی تو اُسنے قصر امارت آراستہ کیا اور عظماے شام کو جمع کرکے مجلس عام مین سب کو طلب کیا اور نہایت خوشی سے ایک ایک پر نظر ڈالی اور سبکے نام پوچھے شمر ذی الجوشن نے نام بتلائے یہانتک کہ اُس نے سر مبارک سید الشہدا بھی پیش کیا اور حالات لڑائی کے بہا بات ونتیجا اسطرح بیان کیے کہ مجکو عبید اللہ بن زیاد نے حسین بن علی کے مقابلے مین بھیجا سو مین لشکر جرار لیکر اُنپر ٹوٹ پڑا اور ہر طرف سے اُنکے ساتھیون کو گھیرا اور ایک ایک کو ذبح کر چلا یہان تک کہ مین نے سبکو کوشش سے مارا اُن سب کے یہ سر حاضر ہین اور یہ سر حسین کا ہی یزید پلید یہ کلام سنکر بہت خوش ہوا اور بوتل شراب کی ہاتھ مین لیکر پینے لگا اور انواع اہانت سے پیش آیا اور ایک لکڑی چھوٹی درخت خیزران[۱۳] کے اُس شقی کے ہاتھ مین تھے وہ آپکے لب دندان پر مارتا تھا اور اشعار ابن زبعری[۱۴] کے پڑھتا تھا اور اُن شعرون مین یہ دو شعر کہ بصراحت کفر پر دلالت کرتے ہین

---

۱۴ عقد الفرید مین ہی کہ ... سر ابن عبداللہ ... [illegible] ... حسین ... [illegible] ... شام ... [illegible] ... دمشق مین پہنچا ... [illegible]

۱۲ دمشق مین ... [illegible] ... ۱۳ خیزران ... [illegible] ... ۱۴ زبعری ... عبد اللہ صحابی ... [illegible] ... القاموس ... [illegible]

زیادہ کرتا تھا وہ شعر یہ ہے **اشعار**	لَیْتَ اَشْیَاخِیْ بِبَدْرٍ شَہِدُوْا	وَقْعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْاَسَلْ
قَدْ قَتَلْنَا الْقَرْمَ مِنْ سَادَاتِہِمْ	وَعَدَلْنَا قَتْلَ بَدْرٍ فَاعْتَدَلْ	یعنی کہا یزید نے ای کاش یزید

کے بزرگ عتبہ و شیبہ جو غزوۂ بدر اور خزرج مین مارے گئے اگر آج زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ مین نے اُنکا بدلا لیا اور
تحقیق مین نے مارین گردنین سادات اُنکے کی شعبی نے کہا یزید نے دو شعر ہین اور اپنے بڑھائین **اشعار**

لَعِبَتْ ہَاشِمُ بِالْمُلْکِ فَلَا	خَبَرٌ جَاءَ وَلَا وَحْیٌ نَزَلْ	لَسْتُ مِنْ عُتْبَۃَ اِنْ لَمْ اَنْتَقِمْ
مِنْ بَنِیْ اَحْمَدَ مَا کَانَ فَعَلْ	یعنی کھیل کیا بنی ہاشم نے ملک مین پس نہ خبر آئی اور نہ وحی نازل ہوئی	

نہوتا مین اولاد عتبہ سے اگر بدلا نہ لیتا اولاد احمد سے اُسکا جو کچھ کہ اُنھون نے کیا انتہی من تذکرہ سبط ابن الجوزی
اور کہتا تھا یزید کہ ای ابو عبد اللہ مجکو گمان نہ تھا کہ تیری عمر اسقدر ہوگی اور خضاب سر و ریش کی حاجت ہوگی
یہ خبر بعض اصحاب خیار حضرت سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی وہ روتے ہوئے اُس مجلس نامعقول مین آئے
اور فرمانے لگے ای یزید یہ کیا بے ادبی ہی جو تو سر مبارک سے کرتا ہی یہ وہ سر ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
چومتے تھے یزید نے سات صحابیون کو اُسوقت قتل کرایا کذا فی مناقب السادات روایت ہی کہ سمرۂ بن
جندب صحابی اُسوقت حاضر تھے اُنھون نے جرأت کرکے فرمایا کہ ای یزید اللہ تیرا ہاتھ توڑے تو لکڑی ان لبون پر
لگاتا ہی جو بوسہ گاہ رسول ہین یزید نے کہا ای سمرہ اگر شرف صحبت رسول اللہ مانع نہوتا تو مین تجکو قتل کرتا
سمرہ نے کہا سبحان اللہ میرے حق مین ملاحظہ صحبت رسول اللہ کا کیا گیا اور جگر گوشگان رسول اور فرزندان بتول
سے یہ معاملہ کیا گیا کہ کوئی کافر بھی کسی مسلمان سے نکریگا یہ کہکر مجلس سے اُٹھ آئے انتہی ابن جوزی کہتا ہی کہ ابن زیاد
بدنہاد نے جو حضرت سید الشہدا کو مارا تو کچھ تعجب نہین عجب تو خذلان یزید سے ہی اُسکے مارنے سے سر حسین کو اور
اُنکی اہل بیت کو پکڑ کر قید کرنے اور ننگے سر کھلے منہ بےکجاوہ اونٹون پر بلانے اور بہت سے منکرات اور بے ادبیون
کے ساتھ پیش آنے سے اور اس سے مطلب کیا تھا سوائے تفضیح کے اور ایسا تو کوئی خارجیون مین سے
بھی نہین کرتا جیسا اس مردود نے کیا کیا یہ نہین لکھا ہی کہ خوارج اور باغی لوگ جب مارے جاتے ہین تو انکی تجہیز و
تکفین کی جاتی ہی انتہی تذکرہ مین ابن ابی الدنیا سے مروی ہی کہ حسن بصری فرماتے تھے کہ یزید دندان مبارک
حضرت امام علیہ السلام پر لکڑی مارتا تھا اور وہ وہ جگہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو بوسہ دیتے تھے
اور نیز تذکرہ مین ہی کہ کہا ابن سعد نے جب سر مکرم روبرو یزید کے رکھا گیا تو یزید پلید اُس لکڑی سے جو اُسکے

ع سمرۃ بن جندب ... صحابی ... بن ... ابو سلیمان ... حسن ... بن جندب ... [illegible]

معارف ابن قتیبہ ... ابن مروان مین ... انتقال ... اول مین ... صحابہ مین معدود ... ایک گروہ ... معدود ... عمرو بن جندب ... منہ ... [illegible]

دست ناپاک مین تھی دندان مبارک امام شہید پر مارتا تھا اور اشعار پڑھتا تھا ابو برزہ اسلمی نے اُسکو منع کیا اور کہا ہر آینہ دیکھا مین نے رسول خدا کو کہ بوسہ دیتے تھے آپ اُن دانتون پر اُسکے کیا تو راضی ہو لے یزید کہ عبید اللہ بن زیاد تیرا قیامت کے دن شفیع ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حسین کے شفیع ہون اور ابو برزہ مجلس یزید سے اُٹھ آئے الی آخر القصہ انتہی بقدر الضرورۃ اور یافعی نے لکھا ہی کہ جب سر مبارک امام مظلوم کا یزید پلید کے روبرو رکھا گیا تو اُسنے اُسکو سونے کے طشت مین رکھوایا اور اُسکو دیکھتا تھا اور اپنی رسوائی کو بھول کر فخریہ اشعار پڑھتا تھا اشعار

صَبَرْنَا وَكَانَ الصَّبْرُ مِنَّا عَزِيْمَةً		وَاَسْيَافُنَا يَقْطَعْنَ كَفًّا وَمِعْصَمَا	تعلّقن هَامًا مِنْ رِجَالٍ اَعِزَّةٍ
وَهُمْ كَانُوْا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا		پھر حکم کیا سر کرم کے دروازہ شام مین لٹکائے جانیکا انتہی روایت ہی	

کہ ایک سوداگر یہودی بھی اُس مجلس مین حاضر تھا اُسنے پوچھا یہ کسکا سر ہی یزید نے کہا یہ سر اُس شخص کا ہی جو خلیفہ وقت سے مقابلے کا دعوی کرتا تھا سوداگر نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ صاحب اس سر کا شرافت اور بزرگی رکھتا ہی جب ہی تو اُسکو خلافت کا دعوی تھا یزید نے کہا اشراف بنی ہاشم مین تھا تاجر نے کہا یہ کون ہین اور کسکی اولاد ہین اُس مردود نے سب بتلایا یہودی نے کہا معلوم ہوا کہ تمھارے پیغمبر کے فرزند ہین کہا ہان تب یہودی نے دانت کے نیچے اُنگلی دابی اور کہا ای یزید افسوس ہی باوجود اسکے کہ میرے اور حضرت داؤد پیغمبر کے بیچ مین ستر پشتین گذری ہین لیکن اب تک یہودی میرے تواضع اور تعظیم کرتے ہین اور تمھارے پیغمبر تو ابھی کل دنیا سے تشریف لے گئے ہین تمنے اُنکی اہل بیت کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ ہمنے آج تک نہ کانون سے سُنا ہی اور نہ آنکھون سے دیکھا لاحول ولا قوۃ تم لوگ بڑے بدذات ہو اس قصے کو محمد بن سعد نے محمد بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہی اور ابن جوزی تذکرے مین لکھتا ہی کہ حکایت کی ہشام بن محمد نے اپنے باپ سے اُنھون نے عبید اللہ بن عمر سے کہ اُسی جگہ قیصر روم کا سفیر بھی حاضر تھا اُسنے کہا ای یزید بعضے جزیرون مین حضرت عیسی علیہ السلام کے گدھے کے کھر کا نشان موجود ہی سو ہم سب ہر سال جواہرات و تحائف لیکر جاتے ہین اور اُسکی زیارت کرتے ہین اور مراتب تعظیم ویسی ہی بجا لاتے ہین جیسے مسلمان بیت اللہ کی کرتے ہین حیف ہی کہ تمنے اپنے نبی کے لڑکون کو قتل کیا عورتون اور یتیمون کو ایسی ذلت سے قید کیا ہی تم لوگ بڑے شریر ہو یزید نے کہا اگر تو سفیر قیصر نہوتا تو مین تیری گردن مارتا اُسنے کہا ای یزید تجکو شرم نہین آتی کہ قیصر کی تو تو نے یہ پاسداری کی اور اپنے پیغمبر کی کچھ قدر نجانی نقل ہی کہ اسی حال مین یزید نامعقول کا غلام مقبول نام جو اُس جگہ حاضر تھا کہنے لگا ای یزید خدا سے ڈر کہ حسین دلا

۱ قیصر بادشاہ روم کا لقب ہی اور کسری بادشاہ فارس کا اور نجاشی بادشاہ حبشہ کا ۱۲ منہ مد ظلہ العالی	۳ ابو برزہ ... اسلمی ... [illegible] ۱۲ منہ مد ظلہ العالی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سردار ہین میرے یہ پروان کے لب و دندان سے بے ادبی نکر کہ پیغمبر خدا نے ان لبون پر کئی مرتبہ بوسہ دیا ہی یزید مردود نے کہا مین تجکو بھی انھین دشمنون مین سے شمار کرتا ہون غلام نے یہ کلام سنکر تین بار تلوار ماری خالی پڑی مجلس مین شور برپا ہوگیا آخر اُس نے بہشت کو چلتے ہوئے چالیس آدمی مورخ کو پہنچائے امام زین العابدین و ستر زینب بنت فاطمہ علیہا السلام نے وعدہ جنت کا فرمایا بعد اُسکے یزید پلید حضرت امام زین العابدین کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ یہ کسکا لڑکا ہی کسی نے کہا حسین بن علی کا کہا مین نے سنا تھا کہ علی بن حسین قتل ہوگئے لوگون نے کہا کہ حضرت امام حسین ع کے تین بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط علی اصغر یہی دو شہید ہوئے یہ علی اوسط بیمار تھے سو قید مین آئے ہین یزید نے کہا ای لڑکے تو جانتا ہی کہ تیرا باپ مسند خلافت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور اُسکو یہ دعوی تھا کہ اُسکے نام پر خطبہ پڑھا جائے الحمد للہ کہ وہ اپنی مراد کو نہ پہونچا امام زین العابدین نے فرمایا ای یزید بتا کہ یہ منبر ہمارے باپ دادا کے رکھے ہوئے ہین یا تیرے اور خلافت اور امامت ہماری خاندانی ہی یا تیرے آبا و اجداد کی جو مشرک تھے قیامت کے دن ہمارا تیرا فیصلہ ہوگا اور آیہ کریمہ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ پڑھکر کلام ختم کیا یزید نے کہا ان سبکو جہان یہ اُترے ہین پہونچا آؤ اور سر مبارک امام حسین علیہ السلام کو دروازہ دمشق پر لٹکاؤ چنانچہ تین شبانہ روز برابر سر پر نور دروازہ دمشق پر آویزان رہا حافظ امام ابی الخطاب ابن وحیہ نے اپنی کتاب مرج البحرین فی فوائد المشرقین و المغربین مین لکھا ہی کہ جب سر مبارک کو یزید نے شام مین لٹکوایا تو خالد بن عفرا کہ افاضل تابعین سے تھے اُنھون نے اپنے آپ کو چھپا لیا لوگون نے ایک مہینے تک اُنکو ڈھونڈھا نہ پایا پھر جب وہ ملے تو لوگون نے سبب عزلت پوچھا اُنھون نے کہا نہین دیکھتے ہو کہ کیا بلا ہم پر نازل ہی اور چند اشعار پڑھے

جسکا مضمون یہ ہی کہ ای ابن بنت رسول اللہ تمھارے سر کو لائے آلودہ خون مین پس گویا تمھارے قتل سے قتل کیا رسول اللہ کو آشکارا اور تمکو بلا دلیل پیاسا مارا اور تمھارے مارنے پر خوش ہوئے اور تکبیر و تہلیل کو تمھارے ساتھ مارا یعنی تمھارے قتل سے اسلام شکستہ ہوا انتہی اور بشاشت یزید کے قتل امام علیہ السلام سے بتواتر معنوی ثابت ہی

روانہ ہونا اہل بیت کا مدینہ منورہ کی طرف اور وہان پہونچنا

پھر سب اہل بیت رسالت مع سر مبارک ہمراہ نعمان بن بشیر اور تیس نفر سواران یزیدی کے روانہ مدینہ ہوئے نعمان بن بشیر نے راہ مین نہایت خدمت اور اطاعت کی نور العین مین ہی کہ جب قافلہ اہل بیت دمشق سے روانہ ہوا تو راہ مین اہل بیت نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہمکو کربلا کی راہ سے لیچلو تاکہ ہم وہان پہونچکر تجدید عہد کرین چنانچہ وہ سبکو اُسی طرف لیچلا بیسوین صفر کو قافلہ کربلا مین پہونچا جابر بن عبد اللہ انصاری سے اور ایک گروہ اہل مدینہ سے وہان ملاقات ہوئی رسم تعزیت ادا کی گئی پھر تو واقعہ گذشتہ تازہ ہوگیا نئے سرے سے قیامت قائم ہوگئی بعد اُسکے قافلہ پھر روانہ ہوا جب اہل بیت مدینہ منورہ مین پہنچے تو حضرت ام کلثوم مدینے کو دیکھکر رو رو کر یہ فرمانے لگین اشعار

مَدِیْنَۃَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا
آئے ہین مبتلائے بلا وا مصیبتا

اے یا مدینہ ہمارے نہ آؤ مصیبتا
رَجَعْنَا لَا رِجَالَ وَلَا بَنِیْنَا
رَجَعْنَا خَائِبِیْنَا آیِسِیْنَا
رَجَعْنَا بِالْقَطِیْعَۃِ خَائِبِیْنَا
بکھرے ہین بال سر کے کھلا وا مصیبتا
رَجَعْنَا لَا حُسَیْنَ وَلَا مُعِیْنَا
ہی مثل بدر جلوہ نما وا مصیبتا
کیسا حزین ہین ہین گیا وا مصیبتا
چھائی ہی دل پہ غم کی گھٹا وا مصیبتا
وَنَحْنُ النَّادِبَاتُ الثَّاکِلَیْنَا
نُسَاقُ عَلَی الْجِمَالِ الْمُغْضَبِیْنَا
وَنَحْنُ الْبَاکِیَاتُ عَلٰی اَبِیْنَا
ہوا نبی جان اُنپہ فدا وا مصیبتا
گھٹتی ہی روح غم ہی بڑا وا مصیبتا

نکلے تھے جب تو ساتھ تھے لوگ بے حساب
نکلے تھے جب سوار تھے باشوکت و حشم
نکلے تھے جب اسی قلعے بن کے تھا
کربت شبانہ روز ہی بیقرار روح
نکلے تھے جب تو ساتھ تھے حضرت حسین آہ
فَلَا عَیْشٌ یَدُوْمُ لَنَا دَوَامًا
وَنَحْنُ الضَّائِعَاتُ بِلَا کَفِیْلٍ
افسوس کیسے کیسے حسین خاک مین ملے
روتے ہین جب ہی فراق حسین مین
بے پردہ سیر کرتے ہین اونٹو نپہ بیٹھکر
ای وائے ہم ہین آل نبی فخر کائنات
وَنَحْنُ الصَّابِرُوْنَ عَلَی الْبَلَایَا
ہین خستہ و ستمزدہ باقی نہین ہی تاب

فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا
کیا کیا اٹھائے جور و جفا وا مصیبتا
کوئی نہ ساتھ باقی رہا وا مصیبتا
اب دل ہی شق جگر ہی پھٹا وا مصیبتا
ہر دم تھا حافظ اپنا خدا وا مصیبتا
ہو کاش جلد تن سے جدا وا مصیبتا
سر انکا کربلا مین کٹا وا مصیبتا
وَدِیْنُ الْحَقِّ مَدْفُوْنٌ حَزِیْنًا
وَنَحْنُ النَّائِحَاتُ لَنَا دِیْنًا
کس کس کا ہائے خون بہا وا مصیبتا
ہی دل کے پار تیر جفا وا مصیبتا
ہر ہر جگہ یہ دُکھ ہی نیا وا مصیبتا
ہون سطرح سے وقف بلا وا مصیبتا
وَنَحْنُ الْبَاکِیَاتُ الْقَاعِدِیْنَا
جز مرگ کوئی حرص ہوا وا مصیبتا

آہ ای مدینہ غلد فضا وا مصیبتا
خَرَجْنَا مِنْكِ بِالْاَهْلِیْنَ جَمِیْعًا
وَکُنَّا فِی الْخُرُوْجِ عَلَی الْمَطَایَا
وَکُنَّا فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ جَهْرًا
اے چاورا ایکلمس ہی وہ بنو امیہ ہم
وَمَوْلَانَا الْحُسَیْنُ لَنَا اَنِیْسًا
عالم ہی تیرہ بیسر بی تن حسین کا
اب عمر بھر ہی عیش کہان زینت جہان
ہم ہین تباہ حال نہین کوئی انیس غم
وَنَحْنُ الْبَاکِیَاتُ عَلٰی حُسَیْنٍ
وَنَحْنُ السَّائِرُوْنَ عَلَی الْمَطَایَا
وَنَحْنُ بَنَاتُ یٰسٓ وَطٰہٰ
جنت میں بھی ہی حال مصیبت زدہ ہم
صبر و شکیب کرتے ہین کربلا مین ہم
اَلَا یَا جَدَّنَا قَتَلُوْا حُسَیْنًا

[حاشیہ:] ... دوسرے مقام پر ... ابن سعد ... ۶۱ ھ ... وفات ... ۱۲۰ ھ

ولم یحفظوا جنابک یا ابینا
آفت کیسی کی ہے بپا وامصیبتا
کچھ بھی نہ آلکی شرم حیا وامصیبتا
اے فاطمہ کا لعل حسین وامصیبتا
چلاتے تھے کہ آہ واخاہ وامصیبتا
اُسکو بھی جرم قتل کیا وامصیبتا
شہر وطن اپنا گشت ہوا وامصیبتا
نکلے تمھارے دل سے صدا وامصیبتا

نانا تمھارے بعد تمھارے حسین کو ستمسے ہاے قتل کیا وامصیبتا
وقد هتكوا لقوم وحملونا علی الاقتاب جمعا اجمعینا
وزینب اخرجوها من خباها وفاطمة لها احد معینا
سکینة تشتکی من حر نار تنادی یا اخی جاروا علینا
وزین العابدین قیدوه فداموا مثله اضحی حزینا
وقد طافوا البلاد بنا جمیعا وبین الخلق جمعا مذعرینا
فهذی قصتی مع شرح حالی الا یا مسلمین ابکوا علینا

کی آپ کی ہتک نکیا آہ کچھ خیال
کی بچہ ہکو اونٹو نکے اوپر کیا سوار
زینب کو بے حجاب نکالا ہے خیمے سے
بھوکی پیاسی وسکینہ تڑپ تڑپ
عابد کو قید کرکے دیا لاکھ طرح الم
بے یار اور بیکس بے برگ و بے نوا
لازم ہے مومنو جو سنو یہ ہمارا حال

راوی کہتا ہے کہ جب کلام ام کلثوم کا تمام ہوا تو اولاد مہاجرین اور انصار او رتابعین سید ابرار سب واویلا اور وامصیبتا کہتے ہوئے گھروں سے نکل پڑے اور محمد بن الحنفیہ نے آواز گریہ و بکا سنکر لوگوں سے حال پوچھا لوگوں نے بیان کیا وہ بھی بیتاب ہو کر گرتے پڑتے اہل بیت تک پونہچے اور چیخے کہ واخاہ واحسیناہ انتہی اُسدن مدینے میں ماتم و نالہ و غم تھا کہ گویا آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ہے تمام ارباب بیت اندوہ و درد کے رہین تھی اور ساری کہین غم و غصے سے حزین تھے حضرت ام سلمہ کی یہ حالت تھی کہ وہ ایک ایک کو گلے لگا کر روتی تھین اور اُسی حال سے سبکو روضہ مبارک پرلے گئین اور روتے روتے بیتاب ہوگئین اور بزبان حال فرماتی تھین اشعار

یارسول اللہ برآ از روضہ سوا بنگری
کس بپا و در جہان یارب گرفتار آمدین
اہل بیت خویش را بنگر و غمناک و حزین
در بلای دشمنان دین گرفتار آمدہ

یہ تحریر الشہادتین میں ہے اور اظہار السعادۃ میں تذکرہ سبط ابن الجوزی سے لکھا ہے کہ کہا ربیع ابن خثیم وغیرہ نے کہ ذکر کیا ابن سعد نے ام سلمہ سے کہ جب خبر شہادت انکو پونہچی تو اُنھوں نے فرمایا آیا اُن لوگوں نے ایسا کیا خداوند تعالی اُن کے گھر اور اُنکی قبروں کو آگ سے بھر دے اور اسقدر روئین کہ بیہوش ہوگئین اور کہا ام سلمہ نے کہ لعنت کرے اللہ عراق والوں کو انتہی نور العین میں ہے کہ جب حضرت امام زین العابدین حاضر مزار اقدس نبوی ہوئے تو آپ نے رو کر یہ اشعار پڑھے اشعار

قتیلا وفی الاحشاء منه ظماء وقد رفعوا راسه فوق ذابل
وعادوا علینا ینهبون خیامنا وقد سلبونا ما لنا من نصراء
بغیر وطایا جدنا وغطاء وطافوا بنا شرق البلاد وغربها
اتوا بنا لدمشق نحو یزیدهم وقد اوقفونا بین یدیه سواء
لقتل اخیکم قد بلغت مناء ولقیتنی قد رام یقطع نسلنا
والناس صاحوا خلف یزیدهم فقال اطلقوه لا نمرضاء

ایا جدنا ارادوا انی متذللا
کما البدر یشرق فی علو سماء
وقد حملونا علی ظهور جمالهم
جمیعهم یهجوننا بهجاء
وقال انا بکم نلت کل مقصد
فعمتی قامت علیه عزاء
ثم حقنا یا جدنا منه غداء

يوم حشرنا عند فصل القضاء
وقد استحل الان كل محرم
وما جر لاهل البيت سفك دماء

وقد انتقم من ال بيت محمد
وساق لاهل البيت كل رداء
سيوفهم قد جردت لال محمد

يا ويلهم من جدنا بنظاء
فقابلهم يا الهي بفعلهم
يا من تعاليت فوق كل سماء

نانا تمھارے بعد کرین کیا بیان ہم
اعدا کے ہاتھ سے ہوئے کیا کیا ہمین ستم
ارمان انکے نکلے ہوئے ہم مریض غم

مظلوم و بیگناہ ہین بیتاب چشم نم
قلب جگر فراق مین کس طرح پھٹ نہ جائے
مقتول تشنہ لب ہے ہمارا حسین ہائے

نیزے پہ بعد قتل کے یا ایہا النبی
لٹکایا سر ہمارے پدر کا بصد خوشی
دیکھا ہے اپنی آنکھون نے ای وائے بیکسی

گھٹ گھٹ کے دم سا ہے رہی جی کو بیکلی
بالای نیزه آن سر اقدس چنان نمود
گویا کہ آفتاب قیامت بہ نیزہ بود

دشمن ہین جو ہمارے وہ بیرحم بیگناہ
لوٹے ہمارے خیمے کیا ہے ہمین تباہ
بے پردہ عورتون کو پھرایا خدا گواہ

بٹھلایا ننگے اونٹون پہ عالم کیا سیاہ
رسوا کیا جہان مین ہمین و مصیبتا
تھا نام رحم صفحہ ہستی سے مٹ گیا

خود جبکہ ظلم کر چکے اے شاہ دوسرا
دربار مین یزید کے لائے وہ بیحیا
افسوس اسکے سامنے ہمکو کھڑا کیا

دیکھا غضب سے اسنے ہمین اور یہ کہا
کیسے ذلیل و خوار ہوئے آل مصطفی
مطلب ہے آیا دل کا مرے فخر کی ہے جا

بعد اسکے چاہتا تھا کرے قتل بد خصال
تا منقطع ہو نسل نبی صاحب کمال
لیکن ہوا نہ ایسا جو منظور ذو الجلال

پنجے سے اسکے مجکو خدا نے دیا نکال
سمجھا دیا اسکو لوگون نے مجکو بچا لیا
میری پھوپھی نے گود مین اپنے چھپا لیا

مین بچ رہا ہون رونے کو اے شاہ مشرقین
کاہش نصیب صبح ہے دلکو نہین ہے چین
آہ و فغان کا شغل ہے ہر دم ہر ایک بین

نالہ ہے رات دن مرے بابا مرے حسین
تیغ دو دم سے آل نبی کو کیا شہید
مردود و روسیاہ ہین ناری ہین وہ پلید

تھے خاص ہر آل عبا تیغ اشقیا
بیکس غریب کوئی نہ ہمسا انھین ملا
فریاد آپ سے ہے یہ جدا محمدا

فرمائیے گا روز جزا پیش کبریا
اے خالق زمین و زمان انتقام دے
ہے آج روز عدل جزا الکلام مے

ان اشقیا پہ حکم جہنم ہو یا خدا
روح نبی بہشت مین خرم ہو یا خدا
عیش و فرح شہید انکو خرم ہو یا خدا

اور دو وحل سے آج تو سب غم ہو یا خدا
بدلا ملیگا آپ کی کوشش سے یا نبی
اللہ کو عزیز ہے خاطر حضور کی

سبط ابن جوزی نے تذکرے مین واقدی سے نقل کیا ہے کہ جب سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا مدینے مین پونہچا تو مردون اور عورتون مین سے کوئی مدینے مین باقی نہین رہا تھا جو گھر سے باہر نہ نکل پڑا ہو سب کے سب روتے اور چلاتے تھے از انجملہ زینب دختر عقیل بن ابی طالب سر و پا برہنہ فریاد کرتی تھین اور کہتی تھین واحسیناہ وا اخوتاہ وا محمداہ اور یہ مرثیہ پڑھتی تھین جسکا ترجمہ یہ ہے

اشعار

اگر سوال کند مصطفی بروز شمار
چہ بودہ است کہ با اہل بیت من کردید
جواب این چہ بود دلئے گروہ بدکردار

جزاے آنکہ رہ حق نمودہ ام بشما
نمودہ انچہ کہ صادر شدہ از شما زنہار
جفا و جور پس از رفتنم بدان اطوار

انتہی مین کہتا ہون کہ شیخ عمدة الرجال

مین بھی ہی کہ پھر یزید نے نعمان بن بشیر کو مقرر کیا کہ سامان سفر درست کر کے اہل بیت کو مدینے پونہچا آئے چنانچہ وہ لیچلا اور راہ مین بنی ہاشم کی عورتین سر و پا برہنہ ملین اُن مین عقیل کی صاحبزادی تھین وہ روتی تھین اور یہی اشعار پڑھتی تھین اور ایسا ہی فصول المہمہ مین بھی ہی مگر شعرانی طبقات مین حضرت امام علیہ السلام کے ترجمے مین لکھتے ہین کہ آپ کی بہن تھے جو قناطیر سباع مصر مین مدفن ہین آواز بلند کرکے اور خیمے سے باہر سر نکال کے یہی شعر پڑھین انتہی صاحب نور الابصار نے لکھا ہی کہ ہو سکتا ہی کہ ان شعرون کو دونون نے پڑھا ہو واللہ اعلم کامل مین ہی کہ عبید اللہ بن زیاد نے ایک قاصد مدینے کی طرف بھیجا کہ وہان جا کر عمرو بن سعید کو حضرت کی شہادت کی خبر پونہچائی چنانچہ وہ روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک قریشی سے ملا اُسنے پوچھا کیا خبر لایا ہی کہنے لگا کہ خبر تو امیر کے پاس ہی قریشی بولا کہ انا للہ مارے گئے حسین پھر قاصد عمرو بن سعید کے پاس آیا اُنھون نے پوچھا کیا خبر لایا ہی قاصد بولا کہ حسین بن علی مارے گئے اُنھون نے کہا اس خبر کی ندا کر دی اُسنے ندا کی بنی ہاشم کی عورتون نے یہ سنکر چلانا شروع کیا اور عقیل کی بیٹی نکل پڑین اُن کے ساتھ اور بھی عورتین تھین سر کپڑے سے لپیٹے ہوئے وہ صاحبزادی یہی اشعار پڑھتی تھین عمرو بن سعید نے جب اُن عورتون کی آوازین سنین تو ہنسا اور کہنے لگا ؎ عَجَّتْ نِسَاءُ بَنِي زِيَادٍ عَجَّةً | كَعَجِيجِ نِسْوَتِنَا غَدَاةَ الْأَرْنَبِ | آواز نکالی بنی زیاد کی عورتون نے ویسی جیسی ہماری عورتون نے آوازین نکالی تھین کل ارنب مین اور ارنب ایک واقعہ تھا بنی زبید کا بنی زیاد پر بنی الحرث بن کعب کی طرف سے یہ شعر عمرو بن معدیکرب کا ہی پھر عمرو نے کہا یہ خبر مرگ ویسی ہی جیسے خبر مرگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تھی پھر اُنھون نے منبر پر چڑھکر لوگون کو اس واقعے کی خبر دی انتہی تنبیہ صاحب اظہار السعادۃ لکھتے ہین کہ بعض شارحین رسالۂ سر الشہادتین نے بجاے زینب ام کلثوم کا نام لکھا ہی اور بجاے مدینہ کوفہ حالانکہ وفات ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا کی اور وفات زید بن ام کلثوم کے ایک ہی دن زمانۂ جناب حضرت امام حسن مجتبی مین ہوئی اور حضرات حسنین اور جماعۃ مہاجرین و انصار نے اول نماز جنازۂ زید پر پڑھی بعد اُسکے اُم کلثوم کے جنازے پر پڑھی اور یہ امر متتبع کتب سیر اور تواریخ صحیحہ پر مخفی نہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث رہ نے اکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ مین ترجمۂ اولاد علی مرتضی مین بیان کیا ہی عجب نہین کہ سہو قلم ناسخ سے اس شرح رسالۂ فارسی مین یہ آگیا ہو انتہی بکلامہ مین کہتا ہون کہ بعض شراح سے مراد صاحب تحریر الشہادتین ہین کہ اُنھون نے اسمین لکھا ہی کہ کہتے ہین جب زنان اہل بیت پیراہن دریدہ اونٹون پر بے پردہ سوار کوفے مین آتی تھین تو کوفہ والے خرابی دودمان نبوت دیکھکر روتے تھے ام کلثوم نے کہا کہ اے کوفیو کیون روتے ہو یہ سب کچھ تو ہمپر تمھارے ہی ہاتھ سے ہوا ہی اور اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہی اشعار ہین جو اوپر نقل کیے گئے انتہی اور اسی کتاب مین لپٹ جانا حضرت ام کلثوم کا سر امام حسین رض سے اور یزید کا پوچھنا کہ شاید یہ بھی بہن حسین رض کی ہین اور لوگونکا کہنا کہ یہ ام کلثوم دختر فاطمہ ہین الی آخر القصہ منقول ہی

اسکے سوا اور بھی بعض بعض جگہ انکا ہونا لکھا ہی پس غالب ہی کہ اُنھون نے یہ قصہ ترجمۂ طبری یا رسالۂ سعادۃ الکونین سے نقل فرمایا ہوگا کہ اُس رسالے مین اُسی ترجمے سے یہ منقول ہی اور فتاوی قرطبی سے بھی مگر صاحب تحریر الشہادتین خود قائل ہوئے ہین کہ اِن روایتون مین جو اُنھون نے نقل کی ہین بعضی ضعف سے خالی نہین ہین چنانچہ اسکی تصریح صفحہ ۲ نسخۂ تحریر الشہادتین مطبوعہ مطبع نولکشور مین موجود ہی علاوہ اسکے ملا اسحق اسفرائنی بھی رسالۂ نورالعین مین حضرت ام کلثوم کے وہان کربلا مین ہونے کے قائل ہین اور مولانا برہان الدین صاحب صاحب اظہار السعادۃ کے اُستاد بھی اپنے رسالۂ ذکر الشہادت مین تحریر فرماتے ہین کہ بی بی زینب صاحبزادی حضرت مرتضیٰ کی جگر گوشہ فاطمۂ زہرا کی اور اُن کی بہن ام کلثوم اور فاطمہ صغریٰ اور سکینہ دختران امام سرورن کے ساتھ تھین بیکس و ناچار بے کجاوہ اونٹون پر کذا فی الصواعق المحرقہ یہان بھی غالباً سہو کاتب ہی ہوگا اور یہ تصریح بھی صواعق کی اُس نسخے مین جو میرے پیش نظر ہی نہین ہی مگر میرے خیال ناقص مین ایسا ہی آتا ہی کہ شاید ام کلثوم صغریٰ دوسری صاحبزادی حضرت امیر کی ہون کیونکہ جناب امیر علیہ السلام کی کئی صاحبزادیون کا کربلا مین ہونا معلوم ہوتا ہی چنانچہ تاریخ یافعی مین ہی کہ وَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ وَاَصْحَابُہٗ وَفِیْہِنَّ جَمْعٌ مِنْ بَنَاتِ الْحُسَیْنِ وَبَنَاتِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اور یہی صواعق محرقہ مین بھی ہی اور حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی رسالۂ ماخذ الاعتقاد مین لکھتے ہین کہ ابن زیاد نے علی بن الحسین اور اُنکی پھوپھیون اور بہنون کو ننگے سر رسی مین باندھکر بے کجاوہ اونٹون پر اور بعضے کہتے ہین بالکجاوہ پر سر امام مظلوم اور سرہائے اصحاب امام معصوم کے ساتھ شام کو یزید طرید کے پاس روانہ کیا انتہی بترجمۃ مگر یہ احتمال جب صحیح ہو سکتا ہی کہ جب حضرت ام کلثوم صغریٰ کا بھی اُس ملنے تک ہونا ثابت ہو اور یہ ابھی تک میری نظر قاصر سے نہین گذرا ہی معارف ابن ابی قتیبہ مین صرف اتنا ہی لکھا ہی کہ تمام بیٹیان حضرت امیر کی اولاد عقیل اور اولاد عباس کو بیاہی تھین سوا ام الحسن کے کہ وہ جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو بیاہی تھین اور سوائے فاطمہ کے کہ وہ سعد بن الاسود کو بیاہی تھین اور یہ بھی احتمال ہی کہ شاید ام کلثوم حضرت زینب کی صاحبزادی اپنی والدہ کے ساتھ کربلا مین ہون کیونکہ وہ اُسوقت تک زندہ تھین اور بعد اُسکے بھی زندہ رہی ہین آئندہ خدا دانائے حال ہی اور حضرت ام کلثوم کبریٰ کے حال مین معارف ابن ابی قتیبہ مین لکھا ہی کہ وہ تھین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اُن سے ایک بیٹا زید نام اور ایک بیٹی رقیہ پیدا ہوئی جب حضرت عمر شہید ہوئے تو اُن سے نکاح کیا محمد بن جعفر بن ابی طالب نے اور جب محمد نے انتقال کیا تو عون بن جعفر نے اُن سے نکاح کیا جب عون مرے تو عبداللہ بن جعفر نے نکاح کیا پس ام کلثوم نے وفات پائی جبکہ عبداللہ بن جعفر کے نکاح مین تھین اور

ع [illegible]

محمد و عون دونون واقعۂ تستر مین شہید ہوے اور عبداللہ بن جعفر نے سنہ ۸۰ مین انتقال کیا اور نیز معارف مین حضرت عمرؓ کے حال مین لکھا ہی کہ زید بن عمر انکے تیھر لگا اُس لڑائی مین جو درمیان عوج اور رزاح کے ہوئی تھی اُس سے انکا انتقال ہوا انکے کوئی اولاد نہین آور بعضے کہتے ہین کہ اُنھون نے اور اُنکی والدہ نے ایک ساعت مین انتقال کیا انپر نماز پڑھی عبداللہ بن عمر نے پہلے زید پر پھر اُنکی والدہ پر اور یہی طریقہ جاری ہوگیا انتہی اور یہی ہی تحفۃ المحبین اور معارف النبوۃ اور نزال الابرار مین اور نزال الابرار مین اتنا اور زائد ہی کہ انکے جنازہ پر نماز پڑھنے والے عبداللہ بن عمر تھے یا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما والعلم عند اللہ ذی الجلال والاکرام انتہی اور رسالہ نور الابصار مین بھی زید اور اُنکی والدہ کا ایک ان انتقال کرنا بصیغہ یقال لکھا ہی جیسا معارف مین ہی هٰذَا وَلَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا الحاصل بعد اسکے تمام اہل بیت مزار اقدس سے باہر آئی اور حزین و غمگین اپنے مکانون مین تشریف لے گئے اور ہمراہی کو باعزاز و اکرام مناسب تت اور حالت کی رخصت کیا اُسوقت بھی کمال گریہ و زاری ہوئی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا یہ حال رہا کہ آپ دن کو روزہ رکھتے اور شب بھر عبادت کرتے جب افطار کا وقت آتا اور کھانا پانی سامنے آتا تو فرماتے کہ میرے باپ بھوکے پیاسے شہید ہوئے افسوس لقمہ اُٹھاتے اور یہ کہکر رکھدیتے اور رونے لگتے یہان تک کہ آنسو اُس کھانے اور پانی مین ملجاتے آخر آپ ذراسا جان بچانے کے لیے کھالیتے بعد واقعہ کربلا کے آپ جب تک زندہ رہے یہی کیفیت رہی کہ کربلا کی مصیبت اور باپ کی یاد کبھی دل سے نکلی عمر بھر رونے سے فرصت نملی اگر کوئی صبر کو کہتا تو فرماتے **شعر**

شدہ ہمچو ابر باران ہمہ گریہ خندہ من	نتوان غم و طرب را ز ہم امتیاز کردن

مسلمانو کسی نبی کے صاحبزادے نے آدم سے تا ایندم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا سا صدمہ نہین اُٹھایا ہوگا اور نہ کسی پر اتنا بڑا رنج و غم دشت کربلا مین ہوا ہوگا پہر بھر مین آپ کے باپ بھائی اور عزیز و اقارب آپکے سامنے شہادت پائی خیمہ لٹا کہانتک کوئی آپ کی مصیبت خیال کرکے رونا آتا ہی در حقیقت یہ ایسا صدمہ ہی کہ زبان اور قلم اُسکی تحریر کی تاب نہین رکھتے **اشعار**

ازیاد کربلا دل ما بیقرار گشت
در خاک شد فتادہ ز خونش خضاب شد

آہ اینچہ حالت است کہ عالم خراب شد
وز داغ ابتلا جگر ما کباب شد
شعر آلاف تحیات و سلام بہ پیمبر

بحر زلال آل محمد سراب شد
روئے کہ بود بوسہ گہ حضرت نبی
زان بعد نثار شد پیندار توانکرد

اختلاف مدفن سر مبارک حضرت امام علیہ السلام

اسمین اختلاف ہی کہ سر مبارک امام علیہ السلام کا شام مین واپس آنے کے بعد پھر کہان گیا اور کس مقام مین دفن ہوا ایک گروہ کہتا ہی کہ یزید نے حکم دیا کہ اسکو شہرون مین پھراؤ چنانچہ پھرایا گیا یہان تک کہ جب عسقلان مین پہنچا تو اُسکو امیر عسقلان نے وہین دفن کرایا پھر جب عسقلان پر فرنج غالب ہوئی تو اُن لوگون سے

صالح طلائع وزیر فاطمین نے بہت مال دیکرے لیا اور اُسکے لینے کو کئی مرحلون سے آیا اور اُسکو حریر سبز کی تھیلی مین رکھکے ایک آبنوس کی کرسی پر رکھا اور اُسکے نیچے مشک اور عنبر اور خوشبو بچھائی اور اُسکے اوپر مشہد حسینی بنایا جو قاہرہ مین قریب خان خلیلی کے مشہور ہے اور مقریزی نے خطط مین مشہد امام حسین علیہ السلام مین بحث کرنے کے بعد لکھا ہے کہ سر مبارک عسقلان سے قاہرہ کی طرف اُٹھایا گیا تھا اور روز یکشنبہ جمادی الاخری ۵۴۸ھ مین وہان پونہچا تھا اور وہ شخص جو سر اقدس کے ساتھ تھا عسقلان سے امیر سیف المملکہ تمیمی والی اُس مقام کا تھا اور قاضی موتمن بن مسکین اور رکھا یا اُسکو قصر مین سہ شنبہ دسوین جمادی الاخری سنہ مذکور کو اور وہ بیان کرتے تھے کہ یہ سر مبارک جب مشہد سے عسقلان مین گیا تھا تو اُسکا خون سوکھا تھا ویسا ہی ٹپکتا تھا وہ رکھا تھا ایک ظرف کافور مین اور اُسمین مشک کی سی خوشبو تھی یہان وہ اُتارا گیا طرف کافوری کے پھر وہ اُٹھایا گیا سرداب مین طرف قیصر زمرد کے پھر دفن کیا گیا قبہ دیلم کے پاس باب خدمہ مین اور کہا ابن عبد الظاہر نے کہ مشہد امام علیہ السلام کا ہم ذکر کر چکے ہین کہ طلائع ابن رزیک جسکو صالح کہتے ہین فرنج کے خوف سے عسقلان سے نقل کر لایا اور اُسکے لیے خارج باب زویلہ مین جامع بنا کر چاہا کہ اُسمین دفن کرے مگر اہل قصر نے مانا اور کہا کہ یہ ہمارے پاس رہیگا چنانچہ وہ اُس سے لے گئے اور اُسکے لیے سنگ سفید کی عمارت بنائی اور یہ خلافت فائز باللہ مین طلائع کے ہاتھ پر ۵۴۹ھ مین ہوا انتہی سر الشہادتین مین ہے کہ یزید نے اسیران اہل بیت اور سر مبارک کو حضرت امام زین العابدین کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ کیا اور تحریر الشہادتین مین ہے کہ سر مبارک کے مدفن مین اختلاف ہے تحقیق یہ ہے کہ وہ مدینے مین بقیع مین دفن کر دیا گیا جیسا کہ قرطبی سے منقول ہے کہ یزید نے اُسکو مدینہ طیبہ بھیجا اور تجہیز و تکفین کرکے بقیع مین اُسکو حضرت فاطمہؑ کے پہلو مین دفن کیا اور خلاصۃ الوفا مین ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام کے پہلو مین مدفون ہے اور بعضی روایتون مین ہے کہ یزید کے خزانے مین رہا آخر سلیمان بن عبد الملک نے اپنے عہد مین خوشبو لگا اور کفن دیکر اور جنازے کی نماز پڑھکر مسلمانون کے مقبرے مین دفن کر دیا اور یہ صحیح نہین ہے جو کہتے ہین کہ کربلا مین لا کر جسد مبارک کے پاس دفن کیا انتہی نور الابصار مین ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ بقیع مین حضرت کی والدہ اور بھائی کے مزار کے پاس سر مبارک کے دفن ہونے کو تو ابن بکار اور علامہ ہمدانی وغیرہما نے بھی لکھا ہے اور امامیہ کہتے ہین کہ سر مبارک جسد مبارک سے ملا کر چالیس روز کے بعد کربلا مین دفن کیا گیا اور تاریخ یافعی مین بعد بیان اختلاف کے لکھا ہے کہ عسقلان مین سر مبارک کا دفن ہونا یا قاہرہ مین یہ صحیح نہین انتہی واللہ اعلم بالصواب اور حضرات صوفیہ مین سے ایک گروہ اسکا قائل ہے کہ سر مبارک مشہد قاہرہ مین ہے شیخ علی اجہوری نے رسالہ فضائل یوم عاشورا مین لکھا ہے

[illegible]

کہ ایک جماعت اہل تاریخ سے ادھر گئی ہی کہ سر مکرم مشہد مصری معروف مین ہی اور یون ہی ایک گروہ اہل کشف نے بھی لکھا ہی اور شیخ عبد الوہاب شعرانی طبقات الاولیا مین حضرت امام علیہ السلام کے ذکر مین لکھتے ہین کہ دفن کیا لوگون نے سر مبارک کو بلاد مشرق مین پھر طلائع بن زریک تیس ہزار دینار دیکر اُسکو مصر مین لایا اور وہ لشکر سمیت ننگے پیر صالحیہ کے جانب شام کے رستے سے اُس سر مبارک کو لینے گیا اور لاکر سبز حریر کی تھیلی مین آبنوس کی کرسی پر رکھکر اُسکے ہموزن مشک عنبر اور خوشبو بچھوا کر اُسپر مشہد حسینی بنایا انتہی اور منن مین لکھا ہی کہ مجھے حضرت علی خواص نے خبر دی کہ سر مبارک حقیقت مین مشہد حسینی مین قریب خان خلیل کی ہی اور طلائع بن زریک نائب مصر نے اُسکو اُس قبر مین رکھا جو مشہد مین معروف ہی ایک سبز حریر کی تھیلی مین آبنوس کی کرسی پر پھر سارا قصہ لانیکا نقل کیا ہی اور اُسی کتاب مین دوسرے مقام پر ہی کہ مین نے اور شیخ شہاب الدین بن الحلبی حنفی نے مشہد مین سر مبارک کی زیارت کی اور وہ اُسمین متوقف تھے کہ سر مبارک اس مقام پر ہی یا نہین کہ ناگاہ انکو نیند آگئی دیکھا کہ ایک شخص نقیب کی صورت سر کے پاس سے نکلا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا یہ سب دیکھ رہے ہین یہان تک کہ وہ حجرۂ نبویہ مین گیا اور جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ احمد بن حلبی اور عبد الوہاب نے آپکے بیٹے حسین کے سر کے قبر کی زیارت کی آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْهُمَا وَاغْفِرْ لَهُمَا یعنی ای اللہ اُن سے اس فعل کو قبول کر اور اُنکو بخشدے اُس روز سے شیخ شہاب الدین نے مرتے دم تک زیارت سر مکرم کی نہین چھوڑی اور کہتے تھے کہ مین ایمان لایا اسپر کہ سر حسین علیہ السلام اس مقام پر ہی انتہی اور اسکا مؤید ہی وہ مضمون جو شیخ عبد الفتاح بن ابی بکر بن احمد شہیر بہ رسام شافعی خلوتی نے اپنے رسالہ نور العین مین لکھا ہی کہ اہل کشف اور اطلاع کو جسکی خبر ہوئی ہی وہ وہ ہی جسکو خاتمۃ الحفاظ والمحدثین شیخ الاسلام والمسلمین نجم الدین غیطی رضی اللہ عنہ نے شیخ الاسلام شمس الدین لقانی سے جو اپنے وقت کے سردار شیوخ مالکیہ کے تھے نقل کیا ہی کہ وہ ایک روز جامع ازہر مین قطب کبیر شیخ ابی المواہب تونسی کے ساتھ بیٹھے باتین کرتے تھے کہ دفعۃً شیخ ابی المواہب اُٹھ کھڑے ہوئے اور مدرسہ جوہریہ کی طرف جو جامع کے قریب ہی چلے دروازے تک گئے اور وہان سے نکل آئے شیخ شمس الدین بھی اُن کے ساتھ ہو لیے مگر شیخ کو انکا ساتھ ہونا معلوم نہ تھا یہان تک کہ شیخ ابی المواہب مشہد مبارک مین پہونچے اور شیخ شمس الدین اُن کے پیچھے تھے جب مسجد کے اندر گئے تو دیکھا کہ شیخ ابی المواہب بھی پلٹے آتے ہین اُن سے شیخ لقانی نے کہا کہ ای مولانا مین نے آپ کو دیکھا کہ آپ باب جوہریہ کے پاس جلدی سے گئے اور پلٹ آئے یہ کیا تھا فرمایا ایک کام تھا جب دیکھا کہ شیخ اس امر کو مجھسے چھپاتے ہین تو کہا کہ آپ مسجد حسینی کو گئے تھے فرمایا ہان کہا کیون فرمایا کیا بتاؤن اُنھون نے کہا مین آپ کے ساتھ وہان

ف طلائع بن رزیک [illegible]

حاضر تھا فرمایا کیا دیکھا کہا میں نے دیکھا کہ ایک شخص ضریح کے دروازے پر دعا مانگ رہا ہی آپ اسی کے پیچھے جا کھڑے ہوئے ہین آپ دونون صاحبون کے پیچھے کھڑا ہو کر دعا مانگتا رہا اُنھون نے فرمایا ای شمس الدین تمکو بشارت ہو کہ تمنے جو دعا اُسوقت مانگی وہ قبول ہوئی مین نے پوچھا حضرت یہ کون شخص تھا فرمایا یہ قطب غوث جامع تھے ہر روز فرمایا ہر شنبہ کو اس مشہد کی زیارت کو آیا کرتے ہین جب میرے نزدیک اُنکے آنیکا وقت ٹھیک آیا تو مین اُنکے پاس چلا گیا اور اُن کے ساتھ زیارت مین شریک ہوا اور مین نے اُنکا ہاتھ چوما تم بھی اسکا التزام کرو کہ تمکو بڑا فائدہ ہوگا چنانچہ اُنکے ارشاد سے شیخ نقانی مرتے وقت تک اسکے ملتزم رہے اور نقل ہی شیخ خلیل ابی الحسن تمار سی کہ وہ اُس مکان مین زیارت کو آیا کرتے تھے اور جب ضریح مبارک کی طرف جاتے تو السلام علیکم کہتے اور اُسکا جواب علیک السلام یا ابا الحسن سنتے چنانچہ یہ ایکدن اپنی عادت کے موافق وہان حاضر ہوئے اور سلام کیا مگر جواب نہ پایا حیران ہوئے اور زیارت کرکے پلٹ آئے پھر دوسرے روز گئے اور سلام کیا تو جواب پایا عرض کیا یا سیدی کل مین نے آکر سلام عرض کیا تھا مگر جواب نہین سنا تھا اسکی کیا وجہ تھی ارشاد ہوا کہ اے ابا الحسن مین اُسوقت اپنے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین حاضر تھا اور باتین کر رہا تھا اُن باتون مین تمھارا سلام مجھے سنائی نہین دیا یہ بڑی کرامت ہی شیخ ابی الحسن تمار رضی اللہ عنہ کی نقل ہی شیخ فتح الدین ابو الفتح عمری شافعی نے بیان کیا کہ وہ اکثر زیارت کو جایا کرتے تھے ایکدن بیٹھے اور فاتحہ پڑھی اور دعا کی جب دعا مین یہان تک پہونچے کہ وَاجْعَلْ ثَوَابًا مِثْلَ ذٰلِكَ تو چاہا کہ یہ کہین فِي صَحَائِفِ سَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ سَاكِنِ هٰذَا الرَّمْسِ یعنی تو کردے ثواب اسکا ہمارے سردار حضرت امام حسین علیہ السلام کے صحیفون مین جو ٹھہرنے والے ہین اس قبر مین لیکن اُنپر ایک حالت طاری ہوگئی اور اسمین اُنھون نے دیکھا کہ ایک شخص ضریح پر بیٹھا ہی اُنکے دل مین آیا کہ یہ حضرت امام علیہ السلام ہین اُنھون نے کہا کہ فِي صَحَائِفِ هٰذَا یعنی انکے نامہ ای اعمال مین اور ہاتھ سے اُن صاحب کی طرف اشارہ کیا پھر جب دعا تمام کی تو شیخ عبد الوہاب شعرانی کے پاس آئے اور یہ سارا حال کہا اُنھون نے فرمایا کہ تمنے سچ کہا مجکو بھی ایسا واقعہ پیش آچکا ہی پھر اُنھون نے شیخ کریم الدین خلوتی سے بیان کیا اُنھون نے کہا سچ کہتے ہو مین نے اُس مکان کی زیارت نہین کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے انتہی **کرامت سر مبارک** ایک شخص کو اتباع سلطان ملک ناصر مین سے لوگون نے متہم کیا کہ یہ شخص دفینہ اور مال جو اس قصر مین ہی جانتا ہی چنانچہ اُسکی تعذیب کا حکم ہوا اور متولی عقوبت نے اُسکو پکڑا اور اُسکے سر پر خنافس لگائی

اور اسپر قرمزیہ باندھا کہتے ہین کہ یہ سخت ترین عقوبت ہو اسمین ایک گھڑی انسان سے صبر نہین ہو سکتا ہی
دماغ پھٹ جاتا ہی اور آدمی فی الفور مرجاتا ہی یہ عقوبت اُسپر کئی مرتبہ کی گئی مگر اُسکو کچھ اثر نہوا بلکہ خنافس ہی
ہر مرتبہ مرجاتے تھے لوگون نے اُس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہو اُسنے بیان کیا کہ مین نے اپنے سر پر حضرت امام
علیہ السلام کے سر مبارک کو جبکہ وہ یہان آیا تھا اُٹھایا تھا یہ اُسی کی برکت اور کرامت ہو انتہی اسکو مقریزی
نے خطط مین نقل کیا ہو **کرامت دوسری** ابن خالویہ نے اعمش سے انھون نے منہال اسدی سے روایت
کی کہ کہا اُنھون نے کہ مین نے دیکھا سر مبارک کو جب وہ اُٹھایا گیا تھا اور مین اُن دنون دمشق مین تھا کہ اُسکے آگے
ایک شخص سورہ کہف پڑھتا ہو یہان تک کہ وہ شخص جب اِس آیت تک پونہچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ
وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا یعنی کیا گمان کیا تونے کہ غار کے رہنے والے اور اُس کھودے ہوئے کے تھے ہماری
عجب نشانیون سے اللہ نے سر مبارک کو گویا کیا اُسنے بزبان فصیح فرمایا کہ اُس سے عجیب تر میرا قتل ہونا اور سر کا
نیزے پر لیے پھرنا ہو انتہی مولوی برہان الدین صاحب اپنے رسالہ شہادت نامہ مین لکھتے ہین کہ جلال الدین
سیوطی نے بھی اس قصے کو سلیمان اعمش سے نقل کیا ہو انتہی مین کہتا ہون کہ یہی کرامت سر مبارک کی
کوفے مین بھی واقع ہوئی تھی چنانچہ تحریر الشہادتین اور سعادۃ الکونین مین زید بن ارقم سے روایت ہو کہ
جب سر سید الشہدا نیزے پر میرے گھر کے قریب آیا تو اُس سے آواز آتی تھی اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ
وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا یعنی تونے جانا ای محمد کہ اصحاب کہف ورقیم اعجوبہ نشانیان ہمارے قدرت کی
ہین کہ تین سو نو ۳۰۹ برس ایک غار مین سوتے رہے اور جب جاگے تو ایک دن یا کم اُس سے اپنے گمان مین سوئے تھے
زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب یہ کلام زبان فیض ترجمان سر مبارک سے میرے کان مین پونہچا تو میرے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہوگئے اور مین نے کہا یا ابن رسول اللہ حقیقت مین حال تمھارا اصحاب کہف ورقیم کے قصے سے کہین عجیب تر ہی
انتہی یہ روایت شیخ عبد الباسط قنوجی نے بھی اپنے رسالہ نور العین مین نقل کی ہو **نکتہ** حضرت امام حسین کے
سر مبارک نے گویا فرمایا کہ قصہ اصحاب کہف جو مشتمل عجائب خوارق عادات پر ہو اگرچہ عجیب ہو لیکن میرا قصہ اُس سے
زیادہ غریب ہو کہ مجھکو ناحق اور بے گناہ مارا اور اہل وعیال کو اسطرح بے پردہ وذلیل کیا اور سر کو کوچہ وبازار
مین نیزے پر لٹکا کر پھرایا اور اصحاب کہف جنکے خوف سے غار مین چھپے تھے وہ لوگ بت پرست اور کافر تھے
اور قاتل اور آمر قتل امام حسین علیہ السلام مدعی اسلام تھے اور خوب جانتے تھے کہ یہ نور دیدہ حضرت بتول ور راحت
جان رسول مقبول ہین اور اصحاب کہف جو سوکر بعد سالہا سال کے بولے تھے تو وہ آخر زندہ تھے اور امام کے سر مبارک
نے بدن سے جدا ہونے کے بعد کلام کیا تو درحقیقت جسقدر تعجب امام کے قصے مین ہو اُتنا اصحاب کہف کے قصے
مین نہین فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ حیاۃ الحیوان مین ہو کہ چار شخصون کے سر نے مرنے کے بعد

تکلم کیا اول یحیی بن زکریا علیہ السلام کے سر نے جب انکو کافرون نے قتل کیا دوسرے حبیب نجار کے سر نے اپنے قوم سے کہا یٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ (کاش میری قوم جانتی) تیسرے جعفر طیار کے سر نے بعد شہادت کے کہا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتًا (اور مت گمان کرو ان لوگون کو کہ جو مارے گئے خدا کی راہ مین مردے) چوتھے امام حسین علیہ السلام کے سر نے بعد شہادت کے جب نیزے پر تھا فرمایا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (اور ابھی معلوم کرینگے ظلم کرنے والے کس کروٹ پھرتے ہین) ابن الاخضر کہتا ہے کہ اول سر جو اسلام مین نیزے پر پھرایا گیا حسین بن علی کا سر تھا وسائل الی معرفۃ الاوائل مین منقول ہے کہ اول سر جو اسلام مین پھرایا گیا حضرت امام حسین کا سر مبارک تھا اور تیرا ن کہ اول سر جو نیزے پر بلند کیا گیا سر حسین کا تھا افسوس شعر

سر فرزند دلبند نبی کا	بر سر نیزہ انچہ ہوا ابھی

اور کامل ابن اثیر مین ہے کہ ایک قول مین ہے کہ پہلا سر جو اسلام مین لکڑی پر اٹھایا گیا وہ سر مکرم حضرت امام علیہ السلام کا تھا اور صحیح یہ ہے کہ پہلا سر جو اسلام مین اٹھایا گیا وہ سر عمرو بن الحمق کا تھا انتہی

قصہ عجیبہ و حکایت غریبہ سلیمان الاعمش رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک سال مین حج کے واسطے گیا کعبے مین طواف کر رہا تھا کہ مین نے دیکھا ایک مرد کعبے کے پردے سے لٹکا ہوا کہ رہا ہے کہ اے اللہ مجھے بخشدے اور مین گمان کرتا ہون کہ تو ایسا نہ کریگا جب طواف سے مین نے فراغت پائی تو اس شخص کے کہنے پر مجھے خیال آیا اور میرے دل مین گذرا کہ سبحان اللہ اسکا کیسا گناہ ہے کہ جسکے بخشے جانیکا اسکو گمان نہین یہ سوچکر مین چپ ہو رہا اور طواف مین مصروف ہوا پھر دوبارہ جو اسطرف گذرا تو سنا کہ وہ شخص وہی کہ رہا ہے یہ سنکر اور بھی حیران ہوا اور طواف سے فراغت کرکے مین اسکے پاس گیا اور مین نے کہا کہ تو ایسی بڑی جگہ پر ہے کہ جہان بڑے سے بڑے گناہ بخشے جاتے ہین پس جہان تو اللہ سے مغفرت اور رحمت مانگتا ہے وہان امید بھی رکھ کہ وہ ایسا ہی کریگا کیونکہ وہ منعم کریم ہے اس شخص نے کہا اے عبداللہ تو کون ہے مین نے کہا کہ مین سلیمان الاعمش ہون کہنے لگا اے سلیمان تم مانگو اور امید بھی رکھو اور مین بھی کبھی تمھارے ہی ایسا تھا مگر اب نہین ہا یہ کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کے کعبے کے اندر لے گیا اور کہنے لگا اے سلیمان میرا گناہ بڑا بھاری ہے مین نے کہا کیا پہاڑون اور آسمانون

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور زمینون اور عرش سے بھی بڑا ہی کہنے لگا ہان بیمر اگنا ہ بڑا ہی ہی ٹھیرو مین تمسے بیان کرتا ہون وہ عجیب بات جو مین نے دیکھی ہی مین نے کہا کہو کہنے لگا ای سلیمان مین اُن ستر آدمیون مین ہون جو لائے تھے سر حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کو یزید کے یہان پس اُسنے حکم دیا اُسکے لٹکانے کا اور وہ نصب کیا گیا شہر کے باہر پھر اُسکے حکم سے وہ اُتارا گیا اور سونے کے طشت مین رکھکر خاص اُسکے سونے کی جگہ رکھا گیا آدھی رات جب گذری تو یزید کی بیوی نے دیکھا کہ ایک شعاع آسمان تک چمکتی ہی یہ مشہور ہی کہ عورت کا پتا کتنا وہ یہ دیکھکر نہایت ڈری اور اُسنے جھٹ سے اپنے خاوند کو جگایا اور جو کچھ دیکھا تھا کہا یزید نے بھی جاگ کر اُس روشنی کو دیکھا اور بی بی سے کہنے لگا چپ رہ مین بھی وہی دیکھتا ہون جو تو نے دیکھا ہی اُس مرد نے بیان کیا کہ جب صبح ہوئی تو اُسنے سر مبارک کے نکالنے کا حکم دیا چنانچہ وہ نکالا گیا اور خیمۂ دیباے سبز مین رکھا گیا اور اُسکی حفاظت کو ستر آدمی مقرر ہوئے مین بھی اُنھین مین تھا پھر سب کو روٹی کھانے کا حکم ہوا مین بھی گیا مجکو گھر مین سے کھانا کھا کے آتے اتنی دیر لگی کہ کچھ رات آگئی غرض مین آیا اور اُسکی حفاظت مین تھا کہ سو گیا اور ذرا دیر کے بعد جاگ پڑا آسمان کی طرف کیا دیکھتا ہون کہ بڑی گھٹا چھائی ہوئی ہی اور اُسمین سے ایسی آواز آتی ہی جیسے پہاڑ مین سے اور بادلون کی تڑپ ہی اتنے مین وہ ابر سامنے آیا اور ایسا معلوم ہوا کہ زمین سے مل گیا اور اُس سے ایک مرد اُترا وہ جنت کے حُلون سے دو حلے پہنے تھا اور اُسکے ہاتھ مین ایک قسم کا فرش تھا اور کرسیان اُسنے وہ فرش بچھایا اور اُسپر کرسیان رکھدین اور کھڑا ہوکر پکارنے لگا کہ اُتریے ای ابو البشر اُتریے اے آدم صلی اللہ علیک وسلم پس ایک مرد نہایت جمیل اُترے اور وہ سر مبارک کے قریب جاکر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے السّلام علیک یا ولی اللہ السّلام علیک یا بقیۃ الصالحین زندہ رہے تم نیک بخت اور مارے گئے تم تنہا کرکے اور تم پیاسے رہے یہان تک کہ اللہ نے تمکو ہم لوگون سے ملایا اور نہین بخشا جائیگا تمھارا مارنے والا افسوس تمھارے قاتل کے لیے کہ اُسکا ٹھکانا آگ ہی یہ فرماکر وہ صاحب وہان سے ہٹے اور آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے بعد تھوڑی دیر کے پھر اُسی طرح کا ابر آیا اور ویسا ہی وہ سامنے ہوکر زمین سے ملا اور مین نے سنا کہ پکارنے والا پکارتا ہی کہ اُتریے ای نوح نبی اللہ کے ناگاہ ایک صاحب پوری خلقت کے آدمی جنکے چہرے پر کچھ زردی تھی اُترے وہ بھی دو حلے پہنے ہوئے تھے سامنے آئے اور سر مبارک کے قریب جا ٹھیرے اور فرمایا السّلام علیک یا عبد اللہ السّلام علیک یا بقیۃ الصالحین تو مارا گیا تنہا کرکے اور جیا نیک بخت اور پیاسا رہا یہان تک کہ اللہ نے تجکو ہمسے ملایا اور بخشا تجکو اللہ نے اور تیرے قاتل کے لیے بخشش نہین ہی اور تیرے قاتل کو قیامت مین عذاب ہوگا یہ فرماکر وہ صاحب بھی ایک کرسی پر جا بیٹھے بعد اُسکے پھر وہی ابر آیا مگر ابکی مرتبہ بہ نسبت اُن دونون پہلے مرتبون کے زائد تھا پس وہ ابر اُترا اور زمین سے مل گیا اور پکارنے والے کو مین نے سنا کہ پکارتا تھا اُتریے اے خلیل اللہ اُتریے

ای ابراہیم علیہ السّلام اتنے مین ایک صاحب آئے جو نہ بہت لانبے تھے اور نہ بہت پست قد ابیض اور صالح الرجال تھے
اور سر کے پاس گئے اور فرمایا السّلام علیک یا عبد اللہ السّلام علیک یا بقیۃ الصالحین اور وہی سب کچھ فرماکر کرسی پر
جا بیٹھے پھر اُسی طرح سے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام تشریف لائے اور اُسی طرح کے ارشادات
فرماکر کرسیون پر جا بیٹھے پھر تھوڑی دیر کے بعد وہی سامان ہوا اور پکار ہوئی ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے آپ کے داہنی طرف ملائکہ کی صف تھی اور حضرت امام حسن اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما پس حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اُس سر مبارک کے پاس تشریف لے گیے اور اُسے اپنے سینے سے لگایا اور بہت روئے پھر حضرت
فاطمہ کو دیا اُنھون نے اپنے سینے سے لگایا اور بہت روئین یہانتک کہ اُنکے رونے کی آواز اُس مکان مین بلند
ہوئی اور جسنے آپ کے رونے کی آواز سُنی وہ رو دیا پھر حضرت آدمؑ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر
یون تعزیت فرمائی کہ السّلام علی الولد الطیب السّلام علی الخلق الطیب بڑھائی اللہ تمھارا اجر اور اچھی کرے
تمھاری مصیبت کو جو تمکو حاصل ہوئی ہی تمھارے بیٹے حسین کے قتل سے اسیطرح اور سب حضرات انبیا علیہم السلام
نے تعزیتین فرمائین پھر حضرت نے فرمایا کہ اے میرے باپ آدم اور نوح اور ابراہیم اور ای میرے بھائیو موسیٰ اور عیسیٰ
گواہ رہو اور خود اللہ ہی کافی ہی گواہ رہنے کے لیے میری امت پر اُس چیز مین جو اُنھون نے مجھے بدلا دیا ہی یعنی
میرے بیٹے کو بعد میرے ایسی حالت مین شہید کیا پس فرشتون مین سے ایک فرشتے نے قریب آکر عرض کیا کہ تم نے تو
ای ابوالقاسم ہمارے دل پاش پاش کر دیے اور مین آسمان دنیا کا موکل ہون مجھے اللہ نے تمھارا تابع
کیا ہی کہیے تو آسمان کو آپ کی امت پر ڈھا دون کہ اُن مین سے ایک بھی نہ بچے پھر وہ فرشتہ جو دریاؤن کا
موکل تھا اُسنے بھی آکر یہی عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ ای میرے رب کے فرشتو باز رہو میری امت سے کیونکہ
میرا اُنکا وعدہ ہی مین اُن سے ہرگز خلاف نہ کرونگا پھر حضرت آدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھکر
تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تمکو نیک بدلا دے اُس سے جیسا بدلا دیا ہی اُسنے ہر نبی کو اُسکی امت سے پھر
حضرت امام حسن نے فرمایا یہ سوتے ہوئے وہ لوگ ہین جو میرے بھائی کے سر کے نگہبان ہین اور یہی اُنکا سر لائے
ہین تب حضرت نے فرشتون سے فرمایا کہ انکو مارو جیسا اُنھون نے میرے بیٹے کو مارا ہی وہ شخص کہتا ہی کہ قسم
اللہ کی دیر نہ گذری تھی کہ مین نے دیکھا کہ میرے ساتھی سب ذبح کر ڈالے گئے اتنے مین ایک فرشتہ میرے مارنے کو
چلا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا کہ یا حضرت مجھے بچائیے آپ نے فرشتے سے فرمایا کہ اسکو رہنے دو
اور میرے پاس تشریف لاکر فرمایا تو اُنھین ستر آدمیون مین سے ہی جو سر لائے تھے مین نے عرض کیا ہان آپنے
اپنا ہاتھ میرے شانے پر ڈال کر منہ کے بھل مجھے کھینچا اور فرمایا کہ تجھپر اللہ رحم نہ کرے اور نہ تجھے بخشے اور اللہ تیری
ہڈیان آگ مین جلائے پس اسواسطے مین اللہ کی رحمت سے ناامید ہون اعمش نے یہ سنکر کہا کہ اے شخص میرے

پاس سے دور رہو کہین ایسا نہو کہ مین بھی تیرے ساتھ عذاب مین پھانسا جاؤن نعوذ باللہ من غضب اللہ ورسولہ
انتہی یہ حکایت رسالہ نور الابصار فی مناقب آل بیت الاطہار مین بیان اختلاف مدفن سر مبارک مین منقول ہو
قاتلین امام کا حال بالاجمال تفصیل کتب تواریخ خوب جانتے ہین کہ جو شخص مباشر قتل یا شریک قاتلان رہا
یا اس واقعہ شہادت نمونہ قیامت سے راضی اور خوش ہوا وہ قطع نظر عذاب ونکال اخروی کی کہ اسکا تو مستحق ہی
ہو دنیا مین بھی اپنے اعمال کی سزا کو پونہچا زہری سے نقل ہو کہ جو شخص معرکہ کربلا مین حضرت سید الشہدا کے مقابلے مین
آیا بے عذاب دیکھے اور سزا پائے دنیا سے نہین گیا بعضے مارے گئے بعضے اندھے ہوئے اور بعضے اور سخت بلاؤن مین مبتلا
ہوئے اور بعضون کا منہ کالا ہو گیا کہ دیکھنے والے انکی صورت سے خوف کرتے تھے اور بعضے شدت تشنگی سے
پکھالین پانی کی ہضم کر کے حطب جہنم ہوئے اور بعضے برص وجذام مین مبتلا ہو کر داخل سقر ہوئے اور بعضے اور عذابون
مین گرفتار ہو کر تحت الثری کو گئے اور بعضے تھوڑے دنون کے بعد بھیک مانگنے لگے اور تمام مال و دولت موروثی
اور ذاتی جو یزید پلید کے خزانے سے پائی تھی جاتی رہی اور اس حالت دریوزہ گری مین آ کے خسر الدنیا والآخرۃ
ہوئے اور بعضے اسطرح مارے گئے کہ پھر انکا نشان قیامت تک نرہا **نقل ہی** سبط ابن الجوزی روایت کرتے ہین
کہ ایک بڈھا آپ کے قتل مین شریک تھا وہ اندھا ہو گیا لوگون نے سبب پوچھا تو اسنے کہا کہ مین نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک ہاتھ مین آپ کے تلوار تھی اور ایک مین نطع اور اسیر امام کے قاتلین مین سے
دس آدمی ذبح کیے ہوئے تھے پھر آپ نے مجھے پھٹکارا اور گالی دی اور حضرت امام کے خون کو سلائی مین لگا کر
میری آنکھ مین پھیرا صبح کو جو مین اٹھا تو اندھا تھا **نقل ہی** ایک شخص نے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کے لبلبے مین
لٹکایا تھا وہ بڑا خوبصورت مشہور تھا چند دنون کے بعد دیکھا گیا تو اسکا منہ قیر سے زیادہ سیاہ تھا لوگون نے
پوچھا کہ تو تو بڑا خوبصورت تھا یہ کیسا ہو گیا ہو اسنے کہا کہ جسدن سے سر حسین ع کو مین نے گھوڑے کے لبلبے
مین باندھا ہی اسدن سے ہر روز دو آدمی آتے ہین اور میرے دونو بازو پکڑ کے کشان کشان آگ کے پاس لیجا کر اوندھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نکالتے ہین اور پھر لے آتے ہین اسوجہ سے میرا مُنہ کالا ہوگیا آخر وہ شخص اُسی عذاب مین مبتلا رہکر بہ گمراہی وادی
جہنم ہوا یہ تحریر الشہادتین مین ہی مین کہتا ہون کہ سبط ابن الجوزی نے بھی اسکو نقل کیا ہی مگر وہین تک کہ اُس
شخص کا منہ چند دنون کے بعد کالا دیکھا گیا اور وہ اسی قبیح حال پہ مرا اور بھی روایت کرتے ہین کہ جسنے حضرت
عبداللہ مشہور بہ علی اصغر کے گلے مین تیر مارا تھا وہ ایک ایسے مرض مین مبتلا ہوا کہ اُسکے مُنہ کے سامنے ایسی
حرارت اور پشت کی طرف اتنی برودت پیدا ہوگئی کہ ہرچند اُسکے مُنہ پر پنکھے ہلاتے اور اُسکی پیٹھ کے پیچھے آگ جلاتے
مگر وہ اُسیطرح چلاتا تھا اور اُسکو اتنی پیاس ہوگئی تھی کہ گھڑے کے گھڑے پانی پیتا تھا اور پیاس ہی پیاس پکارتا تھا
آخر اُسکا پیٹ پھٹ گیا اور اُسی عقوبت مین وہ مرگیا کذا فی تحریر الشہادتین نقل ہی کہ ایک مردنے کہا کہ مین بھی
کربلا مین تھا مگر مجھپر کچھ نہوا اتفاقاً وہ آگ پھونک رہا تھا آگ سے چنگاری اُڑی اور اُسکے بدن پر جا گری اُسسے
وہ سارا جل گیا نقل ہی سیوطی نے محاضرات اور محاورات مین لکھا ہی کہ کوفے مین ایک سال چیچک کا دورشور ہوا
جو لوگ کہ آپ کے قتل مین موجود تھے اُنکی اولاد مین سے ایک ہزار یا پانسو لڑکے اُسی چیچک سے اندھے ہوگئے
انتہی اب حال خواص یعنی یزید پلید اور ابن زیاد سرمایۂ فساد وغیرہ کا بھی سن لینا چاہیئے حال خسران مآل
یزید طرید کا وہ سرآمد اشقیا جب قتل سید الشہدا سے خوش ہوا تو حق تعالیٰ نے قطع نظر امراض جسمانیہ کے
کہ کیسے ہی شاق ہون لیکن بلحاظ سزائے اعمال احتمال انکا سہل ہی ایسے ایسے افعال اور احوال شنیعہ مین مبتلا فرمایا کہ
صورت عذاب آلہی بے تکلف اُسکی پیشانی سیاہ سے نمودار تھی از انجملہ واقعۂ حرہ ہی جسکو حرۂ واقم اور حرۂ زہرہ
کہتے ہین یہ موضع ایک میل پر مدینے سے واقع ہی اس واقعے کی خبر خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی
صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل مدینہ کو ایک دن وہ پیش
آئیگا جسمین مدینے والون کو مدینے سے باہر نکالینگے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کون ایسا ہی جو نکالیگا فرمایا اُمرا شرور
اور صحیحین مین مروی ہی کہ فرمایا آنحضرتؐ نے ہلاکی میری قوم کی ایک قبیلے کے ہاتھ سے ہوگی صحابہ نے عرض کیا
یا رسول اللہؐ آپ اس زمانے مین ہم لوگون کی نسبت کیا فرماتے ہین فرمایا گوشہ نشینی خلق سے بے تعلق ہوکر اور
دوسری حدیث مین ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اُس خدا کی جسکے قبضۂ
قدرت مین میری جان ہی مدینے مین اسطرح کا مقاتلہ ہوگا اور اسطرح سے دین جاتا رہیگا جسطرح سر کے بال
منڈ جاتے ہین نکل جاؤ اُسدن مدینے سے اگرچہ مقدار ایک منزل کے ہو اور ابوہریرہ خود فرمایا کرتے تھے
کہ خداوندا حوادث سنہ ۶۰ سے اور چھوکرون کی امارت سے مجھے محفوظ رکھ اور قبل اسکے مجھکو اس عالم سے اُٹھالے
یہ اشارہ زمانۂ دولت یزید بے دولت کی طرف تھا کہ سنہ ۶۰ ہجری مین وہ بدبخت تخت شقاوت پر بیٹھا اور خاص
اس شقی کے بارے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی جسکو رویانی اپنی مسند مین ابوداؤد سے

روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلے جو شخص میرے طریقے کو بدلیگا وہ ایک شخص ہوگا
بنی امیہ سے جسکو یزید کہین گے انتہی قاضی عیاض نے شفا مین لکھا ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ ہلاکت میری امت
کی قریش کے چھوکرون کے ہاتھ پر ہوگی ابو ہریرہ اس حدیث کے راوی ہین وہ کہتے تھے کہ اگر مین چاہون
تو انکا نام بھی بیان کر دون یعنی فلان ابن فلان یہ حدیث فصل بست وسوم باب رابع قسم اول شفا مین ہی
مین کہتا ہون کہ یہ حدیث صحیح مسلم اور جامع صغیر مین بھی مذکور ہی اور شرح جامع صغیر مین ہی کہ قرطبی نے
شرح صحیح مسلم مین اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ وہ غلام یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن زیاد ہین اور جو لوگ
کہ ملوک بنی امیہ مین سے انکے مثل ہین انتہی کذا فی اظہار السعادۃ اور صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے مروی ہی
کہ فرمایا آپ نے هَلَكَةُ اُمَّتِي بربادی میری امت کی عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنَ الْقُرَيْشِ قریش کے نوجوانون کے ہاتھون پر
ہی ہلکۃ بفتحات بمعنی ہلاک اور غلمۃ بکسر غین وسکون لام جمع غلام بمعنی جوانان کذا فی القاموس وفی الصراح
غلام کودک وصل غلمۃ واغتلام غلبۂ شہوت اور ہیجان اشکا اور طیبی نے اسکی تفسیر نوسالون کے ساتھ کی ہی
جو بیباک ہوتے ہین اور ارباب وقار کا ادب ملحوظ نہین رکھتے اور اور حواشی مین لکھا ہی کہ مراد غلمۃ سے کشندگان
عثمان اور علی اور حسنین ہین اور انکے مانند اور اہل فتنہ وبغی اور ظلمۃ مجمع البحار مین ہی کہ ابو ہریرہ پہچانتے تھے
انکو اور مارے ڈر کے انکے نام نہ لیتے تھے اور مراد یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن زیاد اور انکے امثال ہین
احداث اور نوجوانان بنی امیہ سے خذلہم اللہ اور بہ تحقیق انسے صادر ہوا قتل اہل بیت نبوی کا اور بند کرنا
انکا اور مارنا مہاجرین وانصار کا جو کچھ کہ ہوا اور حجاج سے جو امیر الامرایان عبد الملک بن مروان سے تھا
اور سلیمان بن عبد الملک اور اسکی اولاد سے خون ریزی اور اتلاف جانون کا کسی پر پوشیدہ نہین ہی
کذا فی ترجمۃ المشکوۃ اور ابو یعلی نے عبیدہ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے کہ ہمیشہ اس دین کی بنیاد
ایک اندازے پر رہیگی یہان تک کہ رخنہ ڈالیگا اسمین ایک شخص بنی امیہ سے جسکو یزید کہین گے اور لفظ یزید
دوسری حدیث مین بھی ہی جسکو ابو یعلی اور حافظ ابو عبید اللہ نے روایت کی انھین الفاظ سے اور ابن ابی شیبہ
اور ابو یعلی اور رویانی اور حافظ ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمی نیشاپوری نے اور بیہقی اور ابن عساکر
اور ضیاء مقدسی نے ابی ذر سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے کہ اول میرے طریقے کا بدلنے والا ایک شخص
ہوگا بنی امیہ سے جسکو یزید کہین گے کذا فی ما ثبت بالسنۃ للشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی **کیفیت**
اس حادثہ شنیعہ کی ابن جوزی اور قرطبی اور طبرانی وغیرہ محدثین نے یون بیان کی ہی کہ جب یزید پلید نے
قتل امام علیہ السلام اور تذلیل اہل بیت نبوی سے فراغت پائی تو سنہ ۶۱ ہجری مین عثمان بن محمد
بن ابی سفیان اپنے چچیرے بھائی کو مدینے مین بھیجا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لی اوسنے مدینے مین جا کر

ایک جماعت کو یزید کے پاس روانہ کیا اُنھون نے بیعت کی جب یہ لوگ مدینے مین پلٹ آئے تو یزید کی بیدینی
اور شراب خواری وارتکاب دیگر مناہی و ملاہی اور ترک نماز اور رواج زنا اور لعب کلاب وغیرہ امور ذمیمہ
اُسکے یاد کرکے بیزار ہوئے اور خلع بیعت فرمائی اور باقی اہل مدینہ بھی قصد اطاعت اور بیعت سے بیزار ہوئے
منذر کہ ایک شخص اُس جماعت مین تھا کہنے لگا واللہ یزید نے اگرچہ مجکو لاکھ درہم انعام دیے لیکن راستی کو ہاتھ
سے ندونگا یزید بلاشک شراب خوار اور تارک نماز ہی پھر اہل مدینہ نے عبداللہ بن حنظلہ سے بیعت کی اور
عثمان بن محمد کو جو عامل مدینہ تھا نکال کر مدینے کو اغیار سے پاک کردیا عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے کہ واللہ بیعت
یزید سے ہم نہین نکلے مگر اس خوف سے کہ پتھر آسمان سے برسین گے یعنی بخوف عذاب الٰہی ابن جوزی ابوالحسن
مدائینی سے جو ایک ثقات راویون مین سے ہین نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ نے بعد ظہور دلائل فسق و فجور یزید کے
منبر پر چڑھکر خلع بیعت کی عبداللہ بن ابی عمر بن حفص مخزومی نے عمامہ اپنے سر سے اُتارا اور فرمایا کہ اگرچہ
یزید نے مجکو صلہ وانعام دیا اور میرا مشاہرہ زیادہ کردیا ہی لیکن وہ دشمن خدا دائم الخمر ہی مین اپنے آپ کو
اُسکی بیعت سے یون نکالے دیتا ہون جسطرح پگڑی اپنے سر سے اُتارتا ہون دوسرا اُٹھا اُسنے جوتا اُتارا اور
کہا کہ مین یون اُسکی بیعت سے نکلتا ہون جیسے جوتا پیر سے یہان تک کہ مجلس پگڑیون اور جوتون سے بھر گئی
بعد اُسکے عبداللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبداللہ بن حنظلہ کو انصار پر والی کیا اور جو کوئی فرقہ بنی امیہ سے
مدینے مین تھا اُسکو مروان کے گھر مین جاکر گھیر لیا تب مروان اور جو جماعت اُسکے ساتھ تھی اُن سب نے
یزید سے استغاثہ کیا اور اُس سے لشکر مدد کو مانگا واقدی کتاب الحرہ مین نقل کرتے ہین کہ یزید مسلم بن عقبہ
کے پاس آیا وہ علت فالج مین مبتلا تھا اور قریب بہلاک پہونچا تھا یزید نے کہا اگر تجکو مرض اور ضعف نہوتا
تو مین اہل مدینہ کے قلع و قمع پر تجھے روانہ کرتا کہ تجھسے زیادہ کوئی مخلص اور محب مجھے نظر نہین آتا مسرف اُٹھ بیٹھا
اور بولا قسم خدا کی ای امیر المومنین مین طیار ہون اور میرے سوا کسی سے سرانجام اس کام کا نہوگا مین نے
ایک خواب دیکھا ہی کہ ایک درخت سینڈھ کا اپنی شاخون سے انتقام خون عثمان بن عفان مین فریاد کررہا ہی
مین جو نزدیک گیا تو سنتا ہون کہ وہ درخت مجھسے کہتا ہی کہ اجرا اسکام کا مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے ہوگا اُسدن سے
مین نے یہ فال قتال اہل مدینہ پر دیکھ لی ہی یزید نے کہا کہ پھر جلدی کر اور مدینے مین پہونچکر میری بیعت اور اطاعت
اہل مدینہ سے طلب کر اور تین بار اُنکو اسکی دعوت کر اگر وہ نہ مانین تو بلا تامل قتل کر اور بعد فتح یابی اور اُنکے
نام و نشان مٹانے کے تین دن تک مدینے کو لوٹ کہ کسی کے گھر مین کوئی چیز باقی نرہے اور بعد اُسکے عبداللہ

۱۲ واقدی کا نام محمد بن عمر بن واقد اسلمی مدنی ہے قاضی بغداد ... [illegible] ... صاحب تصانیف

مرزا ... [illegible] ... دو سو سات مین ... [illegible] ... ضعیف کی ... [illegible] ... مین لیکن ... [illegible]

بن زبیر کی طرف متوجہ ہو کہ وہ مکے مین ہین چنانچہ یزید نے بیس ہزار سوار اور پیادے مسلم کے ساتھ جانب حجاز روانہ
کیے اور ابن مرجانہ کو حکم دیا کہ تو عبد اللہ بن زبیر پر جا اُسنے توقف کیا اور کہا کہ مین ہرگز بیت اللہ شریف مین
فرزند پیغمبر سے نہ لڑونگا اور مسرف سے یہ نصیحت کر دی تھی کہ اگر تجھپر کوئی حادثہ پیش آوے تو تو حصین ابن
نمیر سکونی کو خلیفہ کر دینا اور علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین سے کچھ متعرض نہونا کہ وہ ان لوگون مین
شریک نہین ہین رفتہ رفتہ یہ خبر مدینے مین فاش ہوئی سب اہل مدینہ مدافعت اہل فساد پر مستعد ہوئے اور
جماعۃ بنی امیہ سے جو محصور تھے قرار اور عہد ہوگیا کہ امداد اور اعانت اہل فساد کی نہ کرینگے اور مدینے سے باہر
آپڑے مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ ناحیہ حرم مین آکر تین روز
لڑائی اور جدال موقوف رکھنا چاہیے اُسنے ویسا ہی کیا بعد تین دن کے اہل مدینہ سے کہنے لگا اب تدبیر کیا ہی
اہل مدینہ بولے کہ سواے محاربہ اور مقاتلہ کے کوئی تدبیر نہین کہین فتنہ و فساد حرم مدینہ سے رفع تو ہو جاوے
مروان نے کہا یہ بہتر نہین ہی اطاعت کرنا اولی ہی اہل مدینہ نے نمانا اور لڑائی پر آمادہ ہوئے عبد اللہ بن
حنظلہ سوار ہو کے لڑے اور شہید ہوئے اور عبد اللہ بن مطیع بھی مع اپنے ساتون بیٹون کے شہید ہوئے مسلم نے
انکا سر کاٹ کر یزید کے پاس بھیجا آخر کار قہر و غلبہ یزیدیون کو نصیب ہوا اور تین دن تک موافق حکم یزید کے
مدینۂ منورہ خوب لوٹا گیا اور زناکاری کی گرم بازاری ہوئی اور چھوٹے بڑے سب قتل ہوئے ایک ہزار
سات سو صحابی بقایاے مہاجرین و انصار اور علماے تابعین اخیار سے شہید ہوئے اور سات سو آدمی حافظ قرآن
اور ستانوی آدمی سردار قریش کے تیغ تظلم سے مارے گئے اور عامۂ ناس مین قریب دس ہزار کے
مستورات اور لڑکے تہ تیغ ہوئے اور فسق و فساد اور زنا مباح ہوگیا حتی کہ ہزار عورت بعد اس واقعہ کے
اولاد زنا سے جنے اور گھوڑے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین باندھے گئے اور روضۂ مبارک مین جو ایک موضع
میان قبر شریف اور منبر شریف کے ہی اور جسکی شان مین حدیث صحیح مین آیا ہی کہ یہ مقام ایک روضہ ہی ریاض
جنت سے گھوڑون نے لید اور پیشاب کیا اور تمام آدمی یزید کے بیعت پر بطریق عبودیت یعنی اس طور پر
کہ اگر چاہے بیچ ڈالے اور اگر چاہے آزاد کر دے اور اگر چاہے طاعت خدا پر حکم دے اور اگر چاہے معصیت پر
بجبر و اکراہ مجبور کیے گئے یہاں تک کہ یزید بن عبد اللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ ہم بیعت حکم

کاتب ہے سمجھنا چاہیے صحیح یہی ہے کہ عبد اللہ بن حنظلہ مع بیٹون کے شہید ہوئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ
مطبوعہ جذب القلوب میں ہے وہ سہو
ان سے سات لڑکون کے زخم قتل کی
ہیں جو عبد اللہ بن مطیع کی شہادت اور
ہوئے ہی کہ ان کے آٹھ بیٹے تھے
اور اسی کتاب میں اور شہید ہوئے

۱؎ عقد الفرید میں ہے ... ابن زبیر ... [illegible]

قرآن وسنت رسول پر کرینگے تو انکی گردن ماری گئی اور یہ بھی لکھا ہی کہ مسلم نے تین دن تک اکثر مدینے والون کو ایسا قید رکھا کہ کھانے پینے کی بو اُن کے دماغ تک نہین پہونچی نقل ہی کہ ایک عورت نے مسلم بن عقبہ کے پاس آکر فریاد کی اور اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے جو وہان قید تھا منت وسماجت کی اور بہت روئی پیٹی مسلم نے حکم دیا کہ جلد اُسکے بیٹے کو قید خانے سے نکال لاؤ اُسکو لائے اور اُسکی گردن مار کر اُسکا سر اُسکی مان کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا کہ تو اپنے زندہ رہنے کو غنیمت نہین جانتی کہ بیٹے کو چھوڑانے آئی ہو نقل ہی کہ جب مسرف بدکردار نے مدینے والون کو یزید پلید کی بیعت کی دعوت بطریق مذکور کی تو اکثرون نے جان ومال کی خوف سے بیعت کرلی لیکن اون مین ایک شخص تھا قبیلۂ قریش کا اُسنے کہا مین نے بیعت کی مگر طاعت پر نہ معصیت پر مسرف نے نمانا اور اُسکے مار ڈالنے کا حکم دیا اُس مقتول کی مان نے قسم کھائی کہ اگر مین قدرت پاؤنگی تو اس مسرف کو زندہ یا مردہ جلادونگی اتفاقاً مسرف نے جب قتل ونہب اہل مدینہ سے فراغت پائی اور روے بداندیشی مکۂ معظمہ کی طرف پھیرا کہ عبد اللہ بن زبیر کا کام بھی تمام کرے تو اسی اثنا مین دو تین دن کے بعد اُسی مرض مین جسمین وہ پہلے سے مبتلا تھا مر گیا وہ عورت مع چند غلامون کے اُسکی قبر پر گئی تاکہ اُسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرے جون ہی قبر کھودی گیا دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی گردن پر لپٹا ہی اور اُسکی ناک کی ہڈی پکڑے ہوئے چوس رہا ہی یہ حال دیکھکر وہ سب ڈرے اور اُس عورت سے کہنے لگے کہ خدا نے تو خود اُسکے اعمال کا بدلہ اُسکو دیدیا ہی اس سے زیادہ تو کیا کرسکتی ہی ہمارے نزدیک بس اب رہنے دے کہ یہی عذاب اُسکا اُسکو کافی ہی اُسنے کہا نہین قسم اللہ کی مین نے اپنا عہد جو کیا ہو وہ پورا کرونگی اور اس مسرف کو ہرگز نچھوڑونگی مجبور ہو کر سبنے کہا کہ اچھا اسکو اسکے پیرون کی طرف سے نکالنا چاہیے جب اُدھر متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ اُسی طرحسے پیرون مین بھی اژدہا لپٹا ہوا ہی اُس عورت نے وضو کیا اور دو رکعتین پڑھین اور خدا کے جناب مین ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگی کہ الٰہی تو خوب جانتا ہی کہ میرا غصہ مسلم پر محض تیری رضا کے لیے ہی مجھے اتنی قدرت دے کہ مین اُسے اس گڑھے سے نکال کر جلادون یہ دعا کرکے اُس نے ایک لکڑی اُس سانپ کے دم پر ماری وہ سر سے اُتر کر چلا گیا اُسنے مسلم کی لاش کو قبر سے نکالا اور جلادیا واقدی کہتے ہین کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہی کہ وہ عورت ام یزید بن عبد اللہ بن ربیعہ تھی کہ وہ بعد متوجہ ہونے مسرف کے مکے کی طرف لشکر سے تھوڑی دور پر اپنی قوم کے ساتھ اسی ارادے پر پھرتے تھے جب مسرف کے مرنے کی خبر اُسکو ملی تو وہ لوٹے اور اُسکی نعش کو نکال کر دار پر کھینچا ضحاک کہتے ہین کہ جن لوگون نے اُسکو دار پر کھینچا ہوا دیکھا تھا اُنھون نے مجھسے بیان کیا کہ لوگون نے اُسی دار پر اُسکو سنگسار کیا اور جلانیکا ذکر اس روایت مین

نہیں آیا ہو مگر ہو سکتا ہی کہ پہلی دار پر کھینچا گیا ہو پھر اُسکے دو تین دن کے بعد جلایا گیا ہو پس جسنے جلانا نقل نہین کیا ہو اُسنے پہلی حالت دیکھی ہوگی واللہ اعلم روایت ہی کہ سعید بن المسیب جو کبار تابعین مین تھے جب گرفتار ہو کر آئے اور اُنسے بیعت یزید کی طلب کی گئی تو اُنھون نے کہا مین بیعت سیرت ابو بکرؓ و عمرؓ پر کرونگا مسرف نے کہا اُنکی بھی گردن مارو ایک شخص نے کہا کہ سعید بن المسیب مجنون ہین تب اُنکو چھوڑا غرض مدینہ منورہ آدمیون سے خالی ہوگیا اور خواب اور ثمرات اُسکے نصیب حوش وبہائم ہوئے اور کتے وغیرہ حیوانات مسجد شریف نبوی مین رہنے لگے سعید بن المسیب محدث ابن جوزی متصلاً روایت کرتے ہین کہ اُن دنون مسجد نبوی مین سوائے میرے رات کو کوئی نہوتا اور اہل شام مسجد نبوی مین آتے تھے اور کہتے تھے یہ بوڑھا دیوانہ یہان کیا کرتا ہی اور نماز کے وقت حجرۂ شریف سے آواز اذان واقامت کی آتی تھی اُسسے مین نماز پڑھتا تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نماز مین نہوتا تھا روایت ہی کہ اسی واقعے مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے سب بال اہل شام نے اُکھاڑ ڈالے تھے چنانچہ ابو سعید خدری کو جب لوگون نے اس حال مین دیکھا تو پوچھا کیا تم اپنی داڑھی سے لعب کرتے ہو اور بالون کو کھا لیتے ہو تو حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ یہ آثار ظلم اہل شام سے ہی کہ واقعۂ حرہ مین مجہپر پہونچا تھا اول کچھ لوگ میرے گھر مین آئے اور جو کچھ مال تھا لے گئے پھر اور لوگ آئے اُنھون نے مال و اسباب نہ پاکر مجھی کو پچھاڑکے داڑھی کے بال اُکھاڑ ڈالے اور مال غنیمت سمجھکر لے گئے روایت ہی کہ مسرف اور مروان کشتگان حرم کو بطور سیر و تفریح کے دیکھتے پھرتے تھے عبد اللہ بن الغسیل کہ شہید ہوگئے تھے اپنی انگشت شہادت جانب آسمان اُٹھائے ہوئے پڑے تھے مروان نے کہا واللہ تونے بعد موت کے اُنگلی آسمان کی جانب اُٹھائی ہی اور جینے تیرے لیے اکثر انگلیان آسمان کی جانب اُٹھائی ہین اور درگاہ الٰہی مین تضرع و زاری کی ہی اُسوقت ایک مرد شامی نے کہا کہ اگر حال ان لوگون کا ایسا ہی تو تمھاری دعا کیا قتل اہل سنت مین تھی تب مروان نے کہا کہ ان لوگون نے مخالفت دین کی کی تھی اور عہد مسلمانی توڑ ڈالا تھا نقل ہی کہ جب مروان بعد اس واقعے کے یزید کے پاس گیا اور اُسسے احوال کہا یزید بہت شکر گذار ہوا اور مروان کو اپنے مقربین مین داخل کیا اور مسرف کشتگان حرم کو دیکھ کر کہتا تھا کہ باوجود قتل کرنے ان لوگون کے اگر مین دوزخ مین جاؤن تو مجھسے زیادہ کوئی بے نصیب نہین ہے مین کہتا ہون کہ واقعی آپ سے زیادہ کوئی بے نصیب نہین ہی دوزخ کے سوا آپ کو پوچھیگا کون ذکوان سے کہ سوالی مروان سے تھا منقول ہی کہ مسلم بن عقبہ نے دوا استعمال کی اور بلا توقف کھانا مانگا طبیب نے کہا کہ چندے صبر کرو کہ دوا کا اثر ہونے مسرف نے کہا کہ مجکو تمنائے حیات نہین ہی مین زندگی اسیواسطے چاہتا تھا کہ سوزش سینہ قاتلین عثمان سے آب شمشیر رفع کرون سو اب میری مراد حاصل ہوئی اب کوئی چیز محبوب تر مجھے

موت سے نہین ہی کیونکہ مجھے یقین ہی کہ اللہ نے ان ناپاکون کے قتل کرنے سے مجھے تمام گناہون سے پاک کر دیا ہی آہی سبحان اللہ برعکس نہند نام زنگی کافور روایت ہی کہ اس مردود مسلم بن عقبہ کو اس باعث سے مسرف کہتے تھے کہ اسنے ہتک حرمت مدینہ مین افراط کی اور داد اسراف دی حالانکہ اسکی شان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ لیکن اسکو سلطان البتہ بانتا ہی شقی عدو خدا و رسول قرطبی لکھتے ہین کہ مسرف بعد اس واقعے کے تین راتون کے بعد مدینے کے رستے مین مرا اسکا سارا پیٹ زرداب و ریم سے بھر گیا تھا نہایت شناعت و رسوائی سے اسنے جان دی لیکن وہ غایت حماقت اور قساوت سے مرتے وقت کہتا تھا کہ خداوندا مجھسے بعد شہادت لا الٰہ الا اللہ کے کوئی عمل جو محبوب ترین اعمال کا میرے نزدیک ہوا اور تیری درگاہ مین قبولیت کے لائق ہو نہین ہوا ہی سوائے قتال اہلِ مدینہ کے اگر باوجود اس عمل کے تونے مجھے دوزخ مین ڈالا تو مجھسے بدبخت اور کون ہوگا بعد اسکے اسنے حصین بن نمیر سکونی کو بلایا اور کہا تجھے امیر المومنین یزید نے بعد میرے امیر کیا ہی اب مین مرتا ہون تو جلد مکے جا اور ابن زبیر کے کام مین تاخیر مت کر اور انکے قتال مین کوتاہی روا نہ رکھ اور اگر وہ کعبے مین پناہ لین تو تو مت ڈرنا اور اپنے کام مین ہونا چنانچہ حصین بن نمیر بیت اللہ کو روانہ ہوا اور اسکی وصیت کے موافق چونسٹھ روز برابر مکے کو گھیرے رہا اور سنگ منجنیق سے صحن کعبہ بھر دیا بیان کرتے ہین کہ ان لوگون مین سے ایک شخص سر نیزہ پر آگ لیے تھا ہوا چلی اور آگ خانۂ کعبہ مین جا لگی اسی اثنا مین خبر مرگ یزید پلید کی پونہچی کہ وہ ذات الجنب مین مبتلا ہو کر دار البوار مین پونہچا اہلِ شام اور بنو امیہ مین پریشانی پڑ گئی سب کے سب خوار و نزار اور ذلیل و رسوا ہو کر بھاگے واقعہ حرہ کا چہار شنبے کے دن ستائیسوین یا اٹھائیسوین ذی الحجہ ۶۳ سنہ کو ہونا اور مسلم بن عقبہ کا غرۂ محرم ۶۴ سنہ مین مرنا اور ہتک حرمت بیت اللہ کی اور قذف بیت اللہ کا سنگہاے منجنیق سے روز شنبہ تیسری ربیع الاول کو ہونا اور یزید پلید کا پہلی ربیع الآخر کو مرنا بعد واقعے کے تین مہینے سے یہ سب موافق اسکے ہی جو سمہودی نے کتاب لوفا مین ذکر کیا ہی واللہ اعلم کذا فی جذب القلوب اور اخبار الدول مین ہی کہ یزید ذات الجنب کی بیماری مین ماہ ربیع الاول ۶۴ سنہ مین بمقام حوران مرا اور اسکو دمشق مین لائے اور خالد بن معاویہ اور بقولے معاویہ بن یزید نے اسکے جنازے کی نماز پڑھی اور مقبرۂ باب الصغیر مین دفن ہوا اور اسکی قبر مزبلہ شہر ہی انتہی تاریخ کامل مین ہی کہ یزید چودھوین ربیع الاول کو

۴ [illegible]

۵ [illegible]

مرا اسکی عمر بعضے کہتے ہین کہ اڑتیس برس کی ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ انچاس برس کی ہوئی اور ۶۴ سنہ
ہجری میں مرا اسکی مدت ولایت تین برس چھ مہینے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ آٹھ مہینے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ
مرا ربیع الاول ۶۴ سنہ ہجری مین اور اسکی عمر ۳۵ برس کی تھی اور خلافت دو برس آٹھ مہینے رہے اور اول اصح ہی انتہی
تطہیر الاذکیا مین ہی کہ اصح یہ ہی کہ وہ عارضہ سل ودق مین مرا احادیث شریفہ مین آیا ہی کہ حضرت نے فرمایا
جو دشمنی کرے اور ستائے مدینے والون کو تو وہ قریب ہی اسطرح مٹ جاوے جسطرح نمک پانی مین گھل جاتا ہی
سو دیکھو کہ واقعہ حرہ کے بعد تھوڑے ہی زمانے مین یزید پلید بیماری مین ایسا گداختہ ہوگیا جیسا نمک پانی
مین گھلتا ہی انتہی اور اسی کتاب مین ہی کہ جب یہ سب امور یزید اور اسکے اعوان و انصار کے ہاتھون سے
صادر ہوئے اور باخبار متواترہ ثابت ہین پھر بااینہمہ جو کوئی یزید کے اسلام کا خیال رکھتا ہی وہ خالی از
تعصب نہین ملاحظہ کتب معتمدہ اور اسفار معتبرہ سے کسی طرح کا شبہہ نہین رہا کہ یزید پلید آمر اور راضی در
مستبشر قتل امام حسین علیہ السلام سے تھا لہذا لعن اُس ملعون پر بدلائل واضحہ جائز اور درست ہی بلکہ مجرد لعن
بھی قصور ہی انتہی ابن جوزی نے جسکی کمال شدت او عصبیت اور حفظ سنت و شریعت مشہور ہی
ایک رسالہ لکھا ہی الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم الیزید اسمین لکھا ہی کہ مجھسے ایک شخص نے یزید بن معاویہ
کا حال پوچھا مین نے کہا کہ اسکے اعمال قبیحہ اور احوال فضیحہ سب ظاہر ہین تب اُسنے کہا کہ اسکی لعن جائز ہی یا نہین
مین نے کہا علماے متورعین نے تو جائز رکھی ہی اُنمین سے احمد بن حنبل ہین انھون نے تو اُس طرید کے
حق مین وہ کچھ کہا ہی جو لعنت سے بھی بڑھ گیا ہی پھر روایت کی ہی ابن جوزی نے قاضی ابی یعلی فراء سے
کہ اُنھون نے اپنی کتاب معتمد مین جو علم اصول مین ہی اپنے اسناد سے طرف صالح بن احمد بن حنبل کی
روایت کی ہی کہ اُنھون نے اپنے باپ سے کہا کہ لوگ ہمکو نسبت کرتے ہین طرف تولی یزید کے اُنھون نے کہا
اے بیٹے کوئی مسلمان بھلا یزید سے بھی دوستی رکھ سکتا ہی تو کیون نہین لعنت کرتا اُسکو جسکو خدا نے اپنی
کتاب مین لعن فرمائی پس مین نے پوچھا کہان فرمائی ہی کہا اس آیت مین فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ
تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ
بیضاوی شریف مین ہی کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ وہ لوگ بسبب اپنے ضعف دین کے اور دنیا پر حریص ہونے کے
اسکے لائق ہین کہ اُنسے یہ توقع کی جائے اور تفسیر مدارک مین ہی کہ پس امید ہی کہ تم اعراض کرو دین نبوی اور
انکی سنت سے اس طور پر کہ اُس طرف جاؤ جدھر جاہلیت کے زمانے مین تھے وہ کیا ہی فساد فی الارض وغیرہ انتہی

ح تصنیف العلامہ ابن جوزی [illegible]

اور معالم التنزیل مین ہو کہ پلٹ جاؤ اُس چیز پر جسپر جاہلیت مین تھے پس تباہی ڈالو زمین مین ساتھ
گناہ و بغاوت اور خونریزی کی اور مسیب بن شریک و فراء کہتے ہین کہ معنی یہ ہین کہ اگر تم والی امر کیے
جاؤ تو قریب ہی کہ تباہی ڈالو زمین مین بسبب ظلم کے یہ آیت نازل ہوئی بنی امیہ اور بنی ہاشم مین
اسپر دلالت کرتی ہو قراءت جناب امیر کی تُولّیتم بضم تاء و واو و کسرۂ لام وہ فرماتے ہین کہ اگر والی کیے
جاؤ ولایت جابرہ کی تو نکلو لوگون کے ساتھ فتنے مین اور انکی مدد کرنے لگو انتہی اب پورا اسکا ترجمہ یہ
ہوا کہ نہیں کیا ہو تم نزدیک اس بات کے اگر والی ہو تم حاکم کہ فساد کرو زمین مین اور کاٹو قرابت مین اپنے
یہ وہ لوگ ہین جنھین لعنت کی ہو اللہ نے پس بہرا کر دیا انکو اور اندھا کر دیا انکی آنکھون کو یعنی حکومت
کے غرور مین ظلم کرنے لگے پھر کسیکا سمجھایا نہ سمجھے انتہی پس کونسا فساد اس واقعۂ قتل سے بڑھکر ہو سکتا ہو
اگر کوئی کہے کہ یہ آیت شان منافقین اور یہود مین نازل ہوئی ہو تو اسکا جواب یہ ہو کہ ابن جوزی نے
اپنی کتاب رد مین لکھا ہو کہ ناقل اس روایت کا مقاتل بن سلیمان ہو جسنے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہو اور
عامۂ محدثین نے اُسکے کذب پر اجماع کیا ہو مثل امام بخاری اور وکیع اور نسائی وغیرہ کے اور کہا ابن
جوزی نے کہ بیان کیا حضرت امام احمد نے کہ یہ آیت شان مسلمین مین ہو پس مین کیونکر امام احمد کا قول
نہ مانون انتہی کذا فی اظہار السعادۃ اور کہا ابن جوزی نے کہ قاضی ابو یعلی نے ایک کتاب لکھی ہو اسمین
مستحقین لعن کو لکھا ہو اُن مین سے یزید بھی ہو بعد اُسکے یہ حدیث نقل کی ہو کہ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ
ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ اَجْمَعِيْنَ اور بے شک یزید نے مدینے والون پر ایسا ظلم
کیا ہو کہ ویسا کوئی نہین کر سکتا سبط ابن جوزی کہتا ہو کہ جب لعنت کی یزید کو میرے دادا ابو الفرج بن
جوزی نے منبر پر بغداد مین بحضور امام ناصر الدین اور وہان کے اور اکابر علماء کے تو اُٹھے ایک گروہ اُسکی
مجلس سے جو مانعین لعن تھے تو ابن جوزی نے کہا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ مراد ابن جوزی
کی یہان تمثیل اور تشبیہ مانعان لعن یزید کے ہو قوم حضرت شعیب کے ساتھ یعنی اہل مدین کے ساتھ اور قوم
حضرت صالح یعنی ثمود کے ساتھ اور معنی آیت کے یہ ہین کہ خبردار رہو کہ ہلاکی ہو قوم مدین کو جیسا کہ ہلاک ہوئی
قوم ثمود کی انتہی من التذکرہ شیخ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین کہ قصہ قتل حضرت امام حسین
بہت طویل ہو دل اُسکے بیان کا متحمل نہین پس لعنت کرے اللہ اُسکے قاتل پر اور ابن زیاد پر ساتھ اُسکے
اور یزید پر بھی اور اکلیل فی احکام التنزیل مین تحت تفسیر سورۂ ہود مین تحت تفسیر آیۂ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

کے افادہ فرماتے ہین کہ اس سے استدلال کیا جاتا ہی اوپر جواز لعن مسلم ظالم کے انتہی تو ظاہر ہی کہ یزید سے بڑھکر کون ظالم ہو ملا سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد مین لکھتے ہین وَاَمَّا مَا جَرٰی بَعْدَ الصَّحَابَۃِ مِنَ الظُّلْمِ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمِنَ الظُّھُوْرِ بِحَیْثُ لَا مَجَالَ لِلْاِخْفَاءِ وَمِنَ الشَّنَاعَۃِ بِحَیْثُ لَا اِشْتِبَاہَ عَلَی الْآرَاءِ وَکَادَ یَشْھَدُ لَہُ الْجَمَادُ وَالْعَجْمَاءُ وَیَبْکِیْ لَہُ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ وَیَنْھَدِمُ مِنْہُ الْجِبَالُ وَیَنْشَقُّ وَیَبْقٰی سُوْءُ عَمَلِہٖ عَلٰی کَرِّ الشُّھُوْرِ وَمَرِّ الدُّھُوْرِ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ بَاشَرَ وَرَضِیَ وَسَعٰی وَلَعَذَابُ الْآخِرَۃِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی یعنی لیکن جو کچھ ظلم بعد صحابہ کے اہل بیت نبوی پر گذرا بس ظاہر ہونا اُس کا اس طور پر ہی کہ اُسکے چھپانے کی مجال نہین اور برائی اس واقعہ عظیمہ کی ایسی ہی کہ کسی رائے پر اُسکا شبہہ نہین اور قریب ہی کہ اُسکی شہادت حیوانات دین اور روئین زمین و آسمان اور ڈھی جائین اُسکے ساتھ پہاڑ اور پھٹ جاین اور باقی رہیگی اُس عمل کی بُرائی مہینوں اور زمانوں کے گذرنے تک پس لعنت خدا کی اُسپر جسنے یہ کیا اور جو راضی ہوا اور جسنے کوشش کی اُسمین اور ہر آینہ عذاب عقبی کا شدید ہی اور نیز شرح مقاصد مین لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کہے کہ بعضے علماے مذہب نے یزید پر لعن نہین کی اور باوجود اُسکے مستحق لعن ہونے کے چپ ہین تو مین کہتا ہون کہ یہ بچنے کے واسطے ہی اُس سے کہ یہ لعن چڑھ نجائے اَلْاَعْلٰی فَالْاَعْلٰی کی طرف انتہی اور شرح عقائد نسفیہ مین لکھتے ہین کہ وَالْحَقُّ اَنَّ رِضَاءَ یَزِیْدَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَاسْتِبْشَارَہٗ بِذٰلِکَ وَاِھَانَتَہٗ اَھْلَ بَیْتِ النَّبِیِّ مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاہُ وَاِنْ کَانَ تَفَاصِیْلُہٗ آحَادًا فَنَحْنُ لَا نَتَوَقَّفُ فِیْ شَاْنِہٖ بَلْ فِیْ اِیْمَانِہٖ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اَنْصَارِہٖ وَاَعْوَانِہٖ یعنی حق یہ ہی کہ یزید کا راضی ہونا حسین کے مارے جانے پر اور خوشی اُسکی اس امر کے ساتھ اور اہانت اہل بیت نبوی کی اُن چیزون مین سے ہی جو معنےً متواتر ہین اگرچہ تفصیلین اُسکی آحاد ہین یعنی اگرچہ روایتون مین تخالف اور تفاوت ہی لیکن مضمون مین سب متفق ہین کہ یہ عمل اُس سے اور اُسکی رضامندی سے ہوا تو اب ہم توقف نہین کرتے اُسکی شان مین بلکہ اُسکے ایمان مین لعنت خدا کی یزید پر اور اُس کے مددگارون پر سیف مسلول مین بعد نقل اس عبارت کے لکھا ہی کہ جو کچھ صریح کفر یزید پر دلالت کرتا ہی یہ ہی کہ جب سر مبارک امام علیہ السلام کا یزید کے پاس لائے اور اُس لعین کے آگے رکھا تو وہ مردود بہت خوش ہوا اور ہاتھ مین اُسکے جو لکڑی تھی وہ سر مبارک مین چبھونے لگا اور ابن زبعری کے وہ اشعار جنمین دوشعرین صریح کفر پر دلالت کرتی ہین بڑھا کر پڑھنے لگا انتہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ طریقہ اہل سنت ترک سب و لعن ہی کہ اَلْمُؤْمِنُ لَیْسَ بِلَعَّانٍ اور لعنت خاص اُسپر جو کافر ہو جائز نہین کہتے کہ معلوم نہین عاقبت کار وہ با ایمان و سعادت ہو جائے مگر ہان جب بہ یقین معلوم ہو کہ وہ کافر مرا یہان تک کہ یزید مین بھی توقف کرتے ہین اور بعضے براہ غلو و افراط اُسکے حق مین اُسکی دوستی کی طرف جاتے ہین اور کہتے ہین

کہ باتفاق مسلمانون کے اطاعت اُسکی امام حسین پر واجب ہوئی نعوذ باللہ من ھذا القول والاعتقاد
کہ وہ مردود باوجود حضرت امام حسینؓ کے امام اور امیر ہو اور خود مسلمانون کا امیر اتفاق کب ہوا تھا ایک
جماعت صحابہ سے جو اُسکے زمانے مین تھے اور اولاد صحابہ منکر اور خارج اُسکی اطاعت سے تھے البتہ ایک
جماعت مدینہ طیبہ سے بخیال اُسکے تشدد اور ظلمون کے جبراً اور کرہاً گئے اور اُس سے ملکر فتنا لتقیہ بید و
التہلکۃ اُسکی بیعت کرلی بعد اُسکے جب حال قباحت مآل اُسکا دیکھا تو مدینے مین پلٹ آئے اور یہان آکر
خلع بیعت کے اور کہا کہ وہ عدو اللہ شارب الخمر تارک الصلوۃ زانی اور فاسق اور مستحل محارم ہی اور بعضے یہ
کہتے ہین کہ اُس مردود نے آپ کے قتل کا حکم نہین کیا اور نہ اُس سے راضی تھا یہ بات بھی مردود اور باطل ہی
کیونکہ اُس شقی کی عداوت حضرت امام حسینؓ کے ساتھ اور اہانتین اہل بیت کی اور اُنکے ساتھ بے ادبیان
یہ سب درجۂ تواتر معنوی کو پونہچی ہین اُسکا انکار محض مکابرہ ہی اور بعضے کہتے ہین کہ قتل امام حسینؑ گناہ
کبیرہ ہی نہ کفر اور لعنت مخصوص کافرون پر ہی پس افسوس کہ ان باتون کے کہنے والے بالکل غافل ہین اُن
احادیث نبویہ کو نہین جانتے جو ناطق ہین اس بات پر کہ اہانت فاطمہ زہرا اور بغض اُسکی اولاد امجاد کا سبب
بغض اور عداوت رسول اللہ کا ہی اور وہ سبب کفر اور موجب لعن اور خلود نار ہی بلاشک اب کیا کہین گے
وہ لوگ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ
عَذَابًا مُّھِیْنًا اور بعضے کہتے ہین کہ خاتمہ اُسکا معلوم نہین کہ کیا ہوا شاید مرتے وقت توبہ کر گیا ہو سو یہ بھی کچھ نہین
میرے نزدیک وہ مبغوض ترین عالم ہی اور جو کام اُس شقی دارین نے کیے کسی سے نہ کیے ہونگے بعد قتل امام علیہ السلام
اور اہانت اہل بیت کے اُسنے مدینہ اور ساکنان مدینہ کی تخریب کے واسطے لشکر بھیجا اور بقیہ صحابہ اور تابعین کو
مروا ڈالا اور مکہ معظمہ کی بیحرمتی کی اور عبداللہ بن زبیر کے مارنے کی فکر کی اسی حال مین خود یزید دنیا سے
اُٹھا اب اور کون احتمال ہو سکتا ہی کہ اس مردود نے رجوع اور توبہ کی ہوگی کبھی نہین حق تعالیٰ ہمارے اور
تمام مسلمانون کے دلون کو اُسکی اور اُسکے اعوان اور انصار کی محبت سے اور جو اہل بیت سے برا ہو اور اُنکا حق
میٹے اور اُن سے محبت اور صدق عقیدت نہ رکھے بچائے اور اُن حضرات کے محبون مین اُٹھائے اور دنیا و آخرۃ
مین اُنھین کے مذہب پر رکھے بمنہٖ وکمال کرمہٖ وھو قریب مجیب انتہی قاضی ثناء اللہ پانی پتی سیف المسلول
مین بعد ذکر اقاویل علماے اہل سنت کی تجویز لعن اور منع از لعن یزید مین لکھتے ہین کہ مختار فقیر کے نزدیک
یہ ہی کہ لعن یزید پر درست ہی اور یہی ہی مذہب اہل حدیث کا اہل سنت مین سے اس موقع پر قاضی صاحب کے
ایک مکتوب کو جو اور چند مکاتیب کے ساتھ طبع بھی ہوا ہی ہم یہان ترجمہ کرکے لکھتے ہین قاضی صاحب

فرماتے ہین کہ یزید کے بارے مین علماے اہل سنت کے تین قول ہین امام اعظم ابو حنیفہ کوفی نے فقہ اکبر مین لعن سے منع فرمایا ہی اور امام احمد بن حنبل اور اکثر محققین نے مثل ابن جوزی کے اُسکو جائز رکھا ہی اور ملا سعدالدین تفتازانی شرح عقائد نسفی مین اسطرف گئے ہین اور ایک جماعة نے اس بارے مین ادلہ فریقین پر نظر کرکے سکوت کیا ہی اور لعن البتہ وقت کا ضائع کرنا ہی اور ایک بیکار چیز مین پھنسنا ہی وجہ قول حضرت امام اعظم کی یہ ہی کہ امام احمد بن حنبل اور بخاری نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ ای اللہ لعن کر فلانے کو اور ایک روایت مین اُنسے ہی ای اللہ لعن کر ابی سفیان کو ای اللہ لعن کر حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ کو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ کہا بخاری نے فَتِيبَ عَلَيْهِمْ كُلِّهِمْ روایت کی بخاری نے ابو ہریرہ سے اور وجہ استدلال یہ ہی کہ حق تعالی نے اپنے رسول کو لعن کفار سے منع کرکے فرمایا کہ اس کام مین برا کہنا اور بد دعا کرنا تمکو نہین پہونچتا ہی بلکہ خدا کا اختیار ہی اگر وہ چاہے تو وہ لوگ اسلام لائین اور اُنکی توبہ قبول کرے اور اگر وہ چاہے تو کفر پر اڑے رہین اور اُنپر عذاب کرے اسوجہ سے کہ وہ ظالم ہین اور بعضی روایات مسلم مین آیا ہی کہ رعل اور ذکوان بیر معونہ والون نے جو حضرت سے خلاف وعدگی کی اور منذر بن عمرو انصاری وغیرہ ستر آدمیون کو قرّاے صحابہ سے قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت رنج و ملال ہوا اور آپنے اُنپر لعنت فرمائی اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی آپ لعن سے باز رہے اور مروی ہی کہ جبرئیل نے آکر فرمایا کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کو لعنت کرنے والا اور گالی دینے والا نہین بھیجا ہی بلکہ تمکو رحمت بھیجا ہی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الآیۃ اور نہج البلاغت مین جو اصح کتب امامیہ ہی مروی ہی کہ جب امیر المومنین علی نے اپنے اصحاب کو سنا کہ اہل شام کو وہ لعنت کرتے ہین تو فرمایا کہ مین مکروہ رکھتا ہون کہ تم گالی دینے والے ہو اور وجہ قول جواز لعن کی یہ ہی کہ ابن جوزی نے کہا کہ قاضی ابو یعلی نے اپنی کتاب معتمد الاصول مین بسند خود صالح ابن احمد بن حنبل سے روایت کی ہی کہ مین نے اپنے باپ سے کہا کہ ای باپ لوگ گمان کرتے ہین کہ ہم لوگ یزید کو دوست رکھتے ہین امام احمد نے کہا ای بیٹے جو خدا و رسول پر ایمان لایا اُسکو دوستی یزید کی کیونکر روا ہوگی اور کیون نہ لعنت کیجائے اُسپر جسپر خدا اور رسول نے اپنی کتاب مین لعنت کی ہی مین نے کہا قرآن مین یزید پر کہان لعنت کی ہی امام احمد نے فرمایا فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ امام بغوی نے کہا کہ مسیب بن شریک اور فراء نحوی نے اس آیت کے معنی یون کہے ہین کہ قریب ہی کہ والی کیے جاؤ تم لوگون پر یعنی سلطنت پاؤ اور

فساد کرو زمین مین ظلم سے اور قطع ارحام کرو اور کہا کہ یہ آیت بنی ہاشم اور بنی امیہ مین نازل ہوئی ہے
یعنی مروانیون اور عباسیون کے بارے مین کہ اپنی سلطنت مین ظلم کیا اور فساد اٹھائے اور قراءت امیر المؤمنین
علی رضی اللہ عنہ کی مؤید اس تاویل کی ہی کہ آپ پڑھتے تھے اِنْ تُوُلِّيتُم بضم تا و واو و کسرۂ لام بصیغۂ مفعول
یعنی اے لوگو جسوقت تمپر بادشاہ ظالم ہون تو قریب ہی کہ تم ہمراہ انکے فتنہ و فساد مین نکلو اور انکی مددگاری
کرو جنپر خدا کی لعنت ہی اور گونگا اور بہرا کرے خدا انکو سننے اور حق کے دیکھنے سے دوسری دلیل یہ ہی کہ حق تعالےٰ
قرآن مین فرماتا ہی اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ظاہر یہ ہی کہ ایذاے
خدا سے ایذاے اولیاے خدا مراد ہی مضاف یہان سے محذوف ہی یعنی يُؤْذُوْنَ اَوْلِيَآءَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ
اور اس صورت مین عطف رسول کا قبیل عطف الخاص علی العام سے ہی زیادتی اہتمام کے واسطے جیسے
عطف جبرئیل کا ملائکہ پر اور مؤید اس تاویل کی وہ حدیث قدسی ہی جو بخاری نے روایت کی قَالَ اللهُ
تَعَالٰی مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے جسنے میرے دوست کے
ساتھ دشمنی کی یعنی اُسپر ظلم کیا پس بے شک وہ میرے ساتھ لڑائی کو نکلا پس ایذاے امام حسین علیہ السلام کہ
سردار اولیاء اللہ کے ہین ایذاے خدا ہی اور یہی ایذاے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی فاطمہ
میرے جگر کا ٹکڑا ہی بری لگتی ہی مجھے وہ چیز جو بری لگتی ہی اُسے اور اذیت پونہچاتی ہی مجھے وہ چیز جو اذیت
پونہچاتی ہی اُسے اور اور احادیث دلالت کرتی ہین اسپر کہ ایذاے امام حسین علیہ السلام عین ایذاے
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور حضرت ابن عباس سے مروی ہی کہ یہ آیت حضرت عائشہ کے حق مین
نازل ہوئی جب منافقون نے اُنپر تہمت کی قضیۂ افک مین اُس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ جسنے ازواج
اور اہل بیت پیغمبر کو ستایا اُسنے ایذا دی پیغمبر کو اور مستحق لعن کا ہوا اور یہی حکم ہی اُسکا جو اصحاب
پیغمبر کو گالی دے اور ترمذی اور حاکم اور ابن جریر نے حسن بن علی علیہما السلام سے روایت کی کہ
حضرت کو دکھلایا گیا کہ سلاطین بنی امیہ آپ کے منبر پر ہین آپ اس بات سے ناخوش اور رنجیدہ ہوئے
تب حضرت کی تسلی خاطر کے واسطے سورہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ
نازل ہوئے قاسم حدانی نے کہا کہ ہمنے جو شمار کیا تو سلطنت بنی امیہ ہزار مہینے کی پائی نہ کم نہ زیادہ یعنی
ابتداے سلطنت یزید سے انقطاع سلطنت مروانیین تک ہزار مہینے تھے کہ اسی اور چند برس ہوتے ہین
اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ یزید اور مروانیون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پونہچی ہے
تیسری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حق تعالیٰ نے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ

جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْمِهَادُ کیا نہین دیکھا تونے اُن لوگون کی طرف جنھون نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت
کو کفر سے اور اُتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر مین جو دوزخ ہی داخل ہونگے اُسمین اور بُرا ٹھکانا ہی یعنی
شکر کی جگہہ کفران نعمت کیا یا بدل ڈالا نفس نعمت کو کفر سے اور جب کفران کیا تو وہ نعمت اُن سے
جاتی رہی اور کفر ہی کفر اُنکے ہاتھ مین رہگیا اس سے مراد اہل مکہ ہین کہ حق تعالی نے انکو اپنے حرم مین
جگہہ دی اور اُنپر ابواب رزق کے کھولے اور نعمت وجود باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کو عطا
کی اُنھون نے ناسپاسی کی لاجرم سات برس قحط مین مبتلا رہے اور بعضے غزوہ بدر مین مارے گئے اور
بعضے قید ہوئے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب سے مین نے
اس آیت مین پوچھا کہ مراد کون ہین فرمایا وہ دو گروہ فاجر ترین ہین بنی امیہ اور بنو مغیرہ ہین پس بنو مغیرہ
تو روز بدر مستاصل ہوئے حق تعالی نے تمام اُنکی شرون سے بچایا اور بنو امیہ چند دنون تک دنیا مین
مہلت دیے گئے اور یون ہی بغوی نے قول حضرت عمر کا روایت کیا اور ابن منذر اور ابن جریر
اور طبرانی نے اوسط مین اور ابن مردویہ نے کئی طریقون سے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کی اور چوتھی دلیل یہ ہی کہ قرآن مین ہی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیۃ
یعنی وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگون سے جو کہ ایمان لائے ہین تم مین سے یعنی صحابہ سے اور اعمال نیک
کیے ہین البتہ خلیفہ کریگا انکو زمین مین جیسا کہ خلیفہ کیا تھا اُن لوگون کو کہ پہلے اُن سے تھے یعنی جیسا بعد
موسی علیہ السلام کے یوشع بن نون اور کالب اور حزقیل علیہما السلام کو خلیفہ کیا تھا اور اُنھون نے دین موسی کی
تائید کی اور عالم کو اصلاح پر لائے یون ہی بعد حضرت کے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کو خلیفہ
کریگا اور قدرت دیگا انکو ترویج دین پر اور البتہ ثابت کردیگا واسطے اُنکے دین اُنکا جو پسند کردیا ہی
واسطے اُنکے اور البتہ دیگا اُنکو ڈر کے بدلے امن میری بندگی کرینگے شریک نہ کرینگے میرا کسیکو اور جو کوئی
ناشکری کرے اس کے پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم ابو العالیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد بعثت
کے دس برس مکے مین اپنے اصحاب کے ساتھ کفار کے ہاتھون سے ایذا مین رہے اور صبر پر مامور تھے
پھر مامور ہوئے مدینے کی طرف ہجرت کرنے پر اور کفار کے ساتھ قتال پر اور وہ کمال خوف مین تھے حتی کہ
ایک دم ہتھیار سے خالی نرہتے تھے چنانچہ بعض مرد کہتے تھے کہ کوئی دن ہمپر ایسا نہین آتا ہی کہ ہم امن
رہین اور ہتھیار رکھین اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے براء بن عازب سے روایت کی
کہ یہ آیت نازل ہوئی اُسوقت جب کہ ہم خوف شدید مین تھے پس حق تعالی نے اپنے وعدے کو وفا کیا
اور بعد خوف کے امن دیا اور ملک اسلام مین فراخی ہوئی جیسا کہ حق تعالی نے موسیٰؑ سے اُنکے دین کی

تائید کا وعدہ کیا تھا اور اُنکی حیات مین انجاز وعدہ نہوا حیث قَالَ اِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ کہا گیا ہی کہ موسیٰ علیہ السّلام نے تیہ مین وفات پائی بعد اُنکے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے اُنھون نے فتح شام کیا اور بلاد شام بنی اسرائیل پر تقسیم کیے اور یون ہی وعدہ خدا کا بتائید دین محمدی خلفا راشدین کے وقت مین منجز ہوا ابوبکر صدیق رضنے بنی حنیفہ کو اور مرتدون کو قتل کیا اور مسیلمہ کذاب کو مارا اور فتح شام وعراق وغیرہ خلافت حضرت عمر وحضرت عثمان مین ہوئی جیساکہ یہ امر بطرق متعدد وحضرت امیر سے بھی مروی ہی اور نیز یہ آیت دلیل ہی یزید اور اُسکے اتباع اور امثال کے کفر پر کیونکہ فرمایا حق تعالیٰ نے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ امام بغوی نے کہا کہ اہل تفسیر کہتے ہین کہ پہلے جنہون نے کفران اس نعمت کا کیا وہ قاتلان حضرت عثمان تھے اور فقیر کہتا ہی کہ اس آیت مین اشارہ ہی یزید اور اُسکی اتباع کی طرف جنھون نے قتل کیا امام حسین علیہ السّلام اور اُنکی ہمراہیون کو اہل بیت نبوت سے اور اہانت کی اور بیحرمت کیا ناموس آنحضرت کو اور لشکر مدینے پر بھیجا اور مدینہ لوٹا اور مسجد نبوی کو کہ ایک روضہ ہی ریاض جنت سے خراب کیا اور واقعہ حرہ مین وہ باتین کین کہ زبان اُنکے بیان سے قاصر ہی اور منجنیق بیت اللہ پر مارے اور عبداللہ بن زبیر کو کہ نواسے حضرت ابوبکر کے اور حضرت کی پھوپھی کے لڑکی کے لڑکے تھے مارا ترمذی نے حسان سے روایت کی کہ حجاج نے جو کہ غلامان یزید سے تھا جن لوگون کو قید مین مارا یعنی صحابہ وتابعین مین سے وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی شمار مین آئے اور مسلم نے روایت کی کہ جسوقت حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو مارا تو اسماے بنت ابی بکر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ ثقیف مین ایک جھوٹا دوسرا ہلاک کرنیوالا اسلامیون کا ہوگا تو جھوٹا تو ہمنے دیکھا اور مُبیر یعنی ہلاک کرنیوالا تو ہی فَلَآ اَخَا لَكَ وَلَآ اَبَا لَكَ کہا عبداللہ بن عصمہ نے کہ کذاب مختار تھا اور مُبیر حجاج مروی ہی کہ جسدن یزید نے امام حسین رض کو مارا اُس روز اشعار پڑھے اور فخر کیا مضمون اُن شعرون کا یہ ہی کہ آج کے دن اولاد رسول اللہ سے مین نے بدلا لیا روز بدر کا آخر شعر اُن شعرون مین کا یہ ہی شعر

وَلَسْتُ مِنْ جُنْدُبٍ اِنْ لَمْ اَنْتَقِمْ	مِنْ بَنِيْ اَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلْ
فَاِنْ حَرَّمَتْ يَوْمًا عَلٰى دِيْنِ اَحْمَدَ	فَخُذْهَا عَلٰى دِيْنِ مَسِيْحِ بْنِ مَرْيَمَ

اور شراب کو حلال کیا اور کہا اور آل محمد کو منبر پر گالی دیتا تھا اور مروانیین ہزار مہینے اس گمراہی مین چھوڑے گئے بعد اُسکے حق تعالیٰ نے انتقام لیا جیسا کہ انتقام لیا قاتلان یحییٰ بن زکریا سے یہان تک کہ اُن مین سے کوئی باقی نرہا غرض کہ کفر یزید روایات معتبرہ سے ثابت ہی پس وہ

مستحق لعن کا ہے اگرچہ لعن کہنے مین کوئی فائدہ نہین ہی لیکن اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ مقتضی اُسکا ہی واللہ اعلم انتہی بعضی عبارتین اس سے حذف کر دی ہین اور اسمین بھی بعض عبارتین وہ ہین جو اس رسالے مین منقول ہین شیخ عبدالباسط قنوجی اپنے رسالہ نور العین فی بیان المذہب الاوسط بین المذہبین مین فرماتے ہین کہ بحر المذاہب مین لکھا ہی کہ تمام علماے اہل سنت وجماعت اتفاق رکھتے ہین اوپر جواز لعن اُس شخص کے جو قاتل حضرت امام علیہ السلام کا ہو اور جو آمر اور راضی بقتل ہی لیکن لعن یزید پلید علیہ ما یستحقہ مین تین گروہ ہین مانعین ساکتین مجوزین کاتب الحروف کے نزدیک ادلہ مجوزین کے قوی اور راجح تر ہین واللہ اعلم انتہی شاہ خوب اللہ الہ آبادی اپنے مکتوبات کے جلد رابع کے اٹھارھوین مکتوب مین فرماتے ہین کہ طرفداران یزید علیہ ما علیہ کو اللہ جل شانہ اُسی کے ساتھ اُٹھاوے اور جو لوگ کہ خاندان حضرت زہرا سے محبت اور ولا رکھتے ہین انکو اُسی جماعت کے ساتھ مبعوث کرے انتہی اور حضرت مجدد کے مکتوب پنجاہ وچہارم جلد اول مکتوبات مین سے کہ یزید پلید اصحاب سے نہین ہی اُسکی بدبختی مین کیا شک ہی جو کام اُس بدبخت نے کیے کوئی کافر فرنگ بھی نہ کریگا بعضے علماے اہل سنت جو اُسکے لعن مین توقف کرتے ہین تو نہ اس سبب سے کہ وہ اُس سے راضی ہین بلکہ اس رعایت سے کہ رجوع و توبہ کا احتمال ہو سکتا ہی انتہی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب شرح رسالہ حسن العقیدہ کے حاشیہ مین جو کلمہ علیہ ما یستحقہ پر تعلیق فرمایا ہی لکھتے ہین کہ یہ کلمہ کنایۂ لعنت ہی وَالْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ التَّصْرِیْحِ اور حق یہ ہی کہ اس پلید کے حق مین لعنت پر اکتفا کرنا زیبا نہین اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے لعنت اُس شخص پر فرمائی ہی جو کسی مسلمان کو قتل کرے اور اُس شقی نے تو ایسے امیر المومنین بن امیر المومنین کو قتل کیا ہی یہ ناپاک تو مستحق اُسکا ہی جو لعنت سے بھی کرورہا درجہ زیادہ ہو اور اسکا علم سواے خدا کے بشر کو نہین ہو سکتا انتہی ابو الحسن علی ابن محمد بن علی الطبری الملقب بہ عماد الدین المعروف بالکیا الہراسے فقیہ شافعی جو امام الحرمین کے بڑے عمدہ شاگردون اور حضرت امام غزالی کے خواجہ تاشون مین ہین ان کے حال مین ابن خلکان نے لکھا ہی کہ ان سے یزید بن معاویہ کے بارے مین پوچھا گیا تو کہا کہ وہ صحابہ سے نہ تھا کیونکہ اُسکی پیدایش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی ہے لیکن سلف کا کہنا اُسکے لعن کے بارے مین تو اُسمین امام احمد کے دو قول ہین تلویح وتصریح اسی طرح امام مالک کے بھی دو قول ہین اور امام ابی حنیفہ کے بھی دو مگر میرا ایک ہی قول ہے تصریح ہی صرف نہ تلویح اور یہ کیونکر نہو تا کہ وہ تو نرد کھیلتا تھا اور شکار چیتون سے اور دائم الخمر تھا اور اُسکا شعر خمر کے بارے مین معلوم ہی اور تین شعر بھی ابن خلکان نے نقل کیے ہین اور یہ بھی لکھا ہی کہ کیا نے فصل طویل لکھی پھر ورق اُلٹ دیا اور امام غزالی نے اس مسئلے مین انکے خلاف فتوی دیا ہی چنانچہ وہ سب

وفیات الاعیان مین ابن خلکان نے لکھا ہی مولوی عبدالحی صاحب محدث دہلوی جواب ہم سوالات مولوی عبدالحق الہ آبادی مین فرماتے ہین کہ میرے دانست مین یزید بظن غالب ور قوی دائرہ اسلام سے خارج ہوا اُسکے افعال و بے ادبیان جو اُسکے سبب سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی مین ظاہر ہوئین اور جو کچھ شہادت امام حسین علیہ السلام مین واقع ہوا یہ سب مشہور و معروف ہی بنا بر علیہ اُسکو مغفرت اور رحم سے یاد کرنا ہرگز نچاہیے اور اُسکا ذکر بجز شقاوت اور شناعت کے نکرنا چاہیے اور یہ ایک گمان ضعیف ہی کہ وہ با ایمان گیا ہوگا اور حضرت امام غزالی کے کلام کا منشا ہر چند خلاف دانست ہم لوگون کے ہی مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس گفتگو مین دو مقام ہین اول دریافت کرنا احکام شرع شریف کا جیسے حال قاتل مومن مطلق یا مومن کامل کا جسکے کمال کی شہادت پر شارع سے نص ثابت ہوئی ہو اور قاتل حضرت امام حسین کا اور آمر اُنکے قتل کا اور خواہان انکی اہانت اور تذلیل کا مثل قاتل اور زہر دینے والے اور جادو کرنے والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی اور یہ منصب اہل شرع اور ایمہ مجتہدین کا ہی دوسرا دریافت کرنا حال اشرار و فجار اور کفار کا کہ افعال اُنکے کیونکر تھے اور اول سے آخر عمر تک اُنھون نے کیونکر گذرانی یہ منصب مورخین اور علماے فن تاریخ کا ہی تعلق شریعت اور اجتہاد سے نہین رکھتا اگر کوئی علماے اسلام اور ایمہ عظام مین سے انجام زنان جادو کنندگان و زہر دہندگان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دے کہ کیا ہوا وہ پایہ علم شرع سے منصب اجتہاد مین نہ پڑ جائیگا پس اگر عبارت منقولہ امام غزالی صحیح ہو تو احتمال خطا کا اُن پر امر ثانی مین ہی نہ امر اول مین کما ھو ظاھر من کلامہ انتہی بقدر الحاجۃ مولوی عبدالحی صاحب مغفور لکھنوی فرنگی محلی جلد سوم مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ہفتم مین فرماتے ہین کہ بعضے یزید کے حال مین راہ افراط و دوستی مین پڑ کر کہتے ہین کہ بعد اسکے کہ باتفاق مسلمانون کے وہ امیر ہوا اطاعت اُسکی حضرت امام پر واجب ہوئی یہ لوگ اتنا نہین جانتے کہ وہ باوجود امام حسین کے کیا امیر ہو سکتا تھا اور اتفاق مسلمانونکا اُسپر کب ہوا ایک جماعت صحابہ اور اولاد صحابہ سے اُسکی اطاعت سے خارج تھے اور تھوڑون نے جو اُسکی اطاعت قبول کی جب اُسکے شراب پینے اور تارک الصلوۃ ہونے اور زناکار ہونے اور استحلال محارم کو دیکھا تو مدینہ منورہ مین پھر آئے اور خلع بیعت کر لیا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسنے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم نہین کیا اور نہ اُس سے راضی تھا اور نہ اُنکے اور اُنکی اہل بیت کی اہانت سے خوش ہوا یہ سخن بھی باطل ہی پھر وہی عبارت شرح عقائد نسفی کی لکھی ہی جو کاتب الحروف نے اوپر نقل کی ہی بعد اُسکے لکھا ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ قتل امام حسین گناہ کبیرہ ہی نہ کفر اور لعنت مخصوص کفار پر ہی اُنکی فطانت پر بھی سبحان اللہ اُنکو اتنا نہین معلوم ہی کہ کفر تو دوسری چیز ہی خود ایذاے رسول ثقلین کیا ثمرہ رکھتی ہی قال اللہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ

الا ٰیۃ اور بعضے کہتے ہین کہ حال اُسکے خاتمے کا معلوم نہین شاید اُسنے بعد ارتکاب اِس کفر و معصیت کے توبہ کی ہو اور آخر سانس اُسکی توبہ پر نکلی ہو اور میلان امام غزالی کا اِسی طرف ہی احیاء العلوم مین پس مخفی نرہے کہ احتمال توبہ اور رجوع کا معاصی سے یہ صرف احتمال ہی احتمال ہو ورنہ جو کچھ اُس ناہنجار شقی نے کیا ہی کسی شخص نے اِس امت مین سے نکیا ہوگا بعد قتل امام حسینؑ اور اہانت اہل بیت کی لشکر مدینہ مطہرہ کے خراب کرنے اور وہان والون کے مار ڈالنے کے لیے بھیجا اور اِسی واقعہ مین تین دن تک مسجد نبوی بے اذان و نماز رہی اُسکے بعد لشکر کشی حرم مکہ معظمہ مین کی اور شہادت عبد اللہ بن زبیر کی اُس معرکے مین عین حرم مکہ مین واقع ہوئی اور اسیطرح کے شغلون مین وہ بیدولت مصروف تھا کہ ناگاہ مرگیا اور دنیا کو پاک کر گیا اُسکے بیٹے معاویہ نے سر منبر زشتی حال اپنے باپ کی بیان کی واللہ اعلم بما فی الضمائر اور بعضے بیباکانہ اُس شقی پر لعن تجویز کرتے ہین سلف اور اعلام امت سے امام احمد بن حنبل اور اُنکی امثال نے اُسپر لعنت کی ہی اور ابن جوزی نے جو کمال عصبیت حفظ سنت اور شریعت مین رکھتے تھے اپنی کتاب مین اُسکی لعن کو سلف سے نقل کیا ہی اور تفتازانی نے کمال جوش و خروش مین آکر اُسپر اور اُسکے اعوان و انصار پر لعنت کی ہو اور بعضون نے توقف کیا ہی اور سکوت کے راستے پر چلے ہین اور طریقہ اسلم یہ ہی کہ اُس شقی کو ہرگز مغفرت اور ترحم سے یاد کرنا نچاہیے اور اُسکے لعن کے ساتھ جو عرف مین کفار کے ساتھ مختص ہی اپنی زبان کو آلودہ نکرنا چاہیے اور ابلیس کے لعن سے زبان روکنے مین بھی باینہمہ کہ اُسکا کفر منصوص ہے کوئی خطر نہین فضلاً عن یزید الشقی انتہی

حال معاویۂ اصغر رضی اللہ عنہ کا وہ باپ کی وصیت کے موافق خلیفہ مقرر ہوئے مگر یہ روایت صحیح ہی کہ جب لوگ اُنسے بیعت کرنے آئے تب اُنھون نے کہا کہ حقیقت مین خلافت حق اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی مناسب بلکہ لازم ہی کہ حضرت امام زین العابدین کے ہاتھ پر بیعت کرو مگر بنی امیہ اور شام والون نے نمانا تب اُنھون نے لوگون سے بیعت قبول کی اور بعضی روایت مین ہی کہ وہ بیمار تھے جب اُنکی بیعت ہوئی تو چند دنون کے بعد اُنھون نے لوگون سے کہا کہ مین خلافت سے دست بردار ہوتا ہون اگر سب مسلمان امام زین العابدینؑ کو خلیفہ کرین مگر لوگون نے قبول نکیا الغرض معاویہ بعد بیعت کے گھر سے باہر نکلے اور نہ کبھی مسلمانون کو نماز جماعت کی پڑھائی اور نہ کوئی کام خلافت کا کیا یزید کے مرنے کے بعد اہل حجاز نے عبد اللہ بن زبیر کو خلیفہ کیا اور عراق عرب و عراق عجم خراسان تک اُنکے تصرف مین تھا اور معاویہ بن یزید کے قبضے مین ممالک شام و مصر اور جو ممالک افریقہ کے اور اُسکے متعلقات کے اُس عہد تک مفتوح ہوئے تھے وہی رہی کنیت معاویہ بن یزید کی ابو عبد الرحمن تھی اور بعضون نے ابو زید اور بعضون نے ابی لیلی لکھی ہی شیخ اکبر نے مسامرہ مین لکھا ہی کہ اُنکی مان ام خالد بنت ابی ہشام بن عتبہ

بن ربیعہ بن عبد الشمس بن عبد مناف تھین انکے مُہر مین کندہ تھا اَلدُّنیا غَرُورٌ انکے منشی ریّان بن مسلم تھے اور
(دنیا دھوکا ہی)
حاجب انکا انھین کا غلام مسلم بن عتّاب تھا تفریح الاذکیا مین ہی کہ اُنھون نے خلیفہ ہونے سے چند روز بعد ایکدن منبر پر چڑھکر اکابر اور اشراف کو جمع کرکے بعد حمد و نعت کے یہ بیان کیا کہ خلافت آئین مضبوط خدا اور حق خلفاء باصفا کا ہی میرے دادا معاویہ بن ابی سفیان نے خلاف کی راہ سے علی مرتضیٰ کے ساتھ جو احق اور الیق بخلافت تھے نزاع اور جدال کی بعد اسکے میرا باپ کہ کسیطرح لیاقت اور استحقاق نہین رکھتا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا اور بادشاہی جانکے حسین بن علیؓ ایسے فرزند رسولؐ کو مارا آخر خود جوان مرا اور وبال و نکال مارین ان چند دنون کے حکومت کی طمع پر اپنے ساتھ لے گیا بعد اسکے بہت روئے اور کہا مین جانتا ہون کہ محاربہ امیر المومنین حسین علیہ السلام سے نہایت بد تھا جو میرے باپ سے واقع ہوا اب مقام اُسکا دوزخ ہی کہ اُسنے اولاد رسولؐ کو قتل کیا اور شراب کو مباح اور مدینہ طیبہ کو خراب و برباد کیا اور بیت اللہ سے بے ادبیان کین سو مین ہرگز اس امارت اور خلافت مین لذت نہین پاتا تا اولاد ابی سفیان سے جو کوئی راضی ہوا اُسکو امیر کرومین قلادہ بیعت اپنا مسلمانون کی گردنون سے نکالے لیتا ہون بعد ازان منبر سے اُتر آئے اور ایک گوشۂ عافیت مین دروازہ بند کرکے بیٹھے اور چالیس دن کے بعد اُسی حال مین دنیا سے عازم ملک بقا ہوئے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ ترجمہ اُس خطبے کا ہی جو قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سیف المسلول مین نقل فرمایا ہی اور قاضی صاحب نے اُس نقل کے بعد فرمایا ہی کہ اس خطبے سے ظاہر ہوتا ہی کہ یزید شراب کو مباح کہتا تھا پس انکار نص قرآن کا کیا اور کافر ہوا مثل خوارج وغیرہ کے کہ انکار اکثر آیات قرآنی کا کرتے تھے اور تکفیر صحابہ کی کرتے تھے حال آنکہ حسن خاتمہ اور خلوص نیت اُنکے نصوص قطعیہ سے ثابت ہی پس قرآن کا انکار کرکے کافر ہو گئے اور فقیر کے نزدیک دلیل جواز لعنت یزید اور خوارج وغیرہ پر یہ ہی کہ انھون نے صحابہ اور اہل بیت کو اذیت دی ہی اور پیغمبر صاحب کو بھی کیونکہ آپنے فرمایا کہ جس نے انکو ایذا دی اُسنے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اُسنے اللہ کو ایذا دی اور جسنے اللہ کو ایذا دی وہ کافر ہی اور فرمایا حق تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ انتہی عمر معاویہ اصغر کے قاضی صاحب سیف المسلول مین فرماتے ہین کہ تیئیس برس کی ہوئی اور مدت خلافت تین مہینے بائیس روز اور عبد الرحمن اُنکے بھائی نے اُنکے جنازے کی نماز پڑھی اور دمشق مین باب الجابیہ کے باہر دفن ہوئے اور تاریخ اسحاقی مین ہی کہ یہ چالیس روز خلیفہ رہے بعد اسکے انکی وفات ہوئی انکی عمر تیئیس برس کی ہوئی اور جامع التواریخ مین بھی چالیس دن لکھے ہین اور یہ لکھا ہی کہ بعضے تیس دن بھی کہتے ہین اور مسامرات مین ہی کہ معاویہ اصغر کی نماز اُنکے بھائی عبد الرحمن نے پڑھائی اور بعضے کہتے ہین

کہ ولید بن عتبہ نے شروع کی دو تکبیرین کہی تھین کہ مرگ مفاجات سے وہ مرے اسکے بعد اُنکے بھائی عبدالرحمن
نے انہیں پر نماز پڑھائی اور ولید بن عتبہ کی نماز مروان نے پڑھائی اور اُنکو اُنھین معاویہ کے پہلو مین دفن کیا تھا
مروان نے اُنکے دفن کرتے وقت یہ شعر کہا جسکا ترجمہ یہ ہی کہ مین دیکھتا ہون فتنہ اور فساد کو کہ اُنکی دیگین
جوش کر رہی ہین اور ملک بعد معاویہ بن یزید کے اُس شخص کے قبضے مین ہوگا جسکو غلبہ ہوگا سبحان اللہ عجیب
کارخانے قدرت الٰہی کے ہین بیشک یہ اُسکی شان ہی جو بعضے تلامیذ الرحمن کی زبان پر ہی شعر

کہ آرہی خلیلی ز بتخانہ		کنی آشنائی ز بیگانہ

بعد معاویہ ابن یزید کے اہل شام نے جابیہ مین مروان کی
بیعت کی اور مروان ابن الحکم شام اور مصر پر حاکم ہوگیا اور ابن زبیر حجاز اور عراق پر اور عبید اللہ بن زیاد
کوفہ سے بھاگا اور شام مین آکر مروان سے ملا ضحاک بن قیس فہری ان دونون سے علیحدہ ہوکر لوگون کو
بیعت ابن زبیر کی دعوت کرنے لگے چنانچہ موضع مرج مین ان دونون سے بڑی لڑائی ہوئی اور ضحاک مارے
گئے پھر محرم ۶۵ھ مین سلیمان ابن صرد خزاعی اور مسیب بن نجبۃ الفزاری نے کوفہ مین خروج کیا اور طالب عوض
خون امام علیہ السلام ہوئے ایک لاکھ آدمی اُنکے ساتھ ہوگئے جب کوفے سے شام کو چلے تو دس ہزار رہگئے جنھون نے
ساتھ دیا باقی اور سب اپنے گھرون مین بیٹھ رہے مروان نے عبید اللہ بن زیاد کو تیس ہزار سوار دیکر سلیمان اور
مسیب کے مقابلے کو بھیجا موضع عین الوردہ پر جو بلاد جزیرہ سے ایک مقام ہی اہل عراق اور شام مین خوب
لڑائی ہوئی لشکر شام غالب آیا سلیمان اور مسیب اور بہت سے عراق والے مارے گئے اور اُسی زمانے مین مروان
مرا جب سلیمان اور مسیب کے قتل ہونے کی خبر کوفے مین پہنچی اور اُنکی سپاہ شکست کھاکر کوفے مین آئی تو مختار کا
کار بالا ہوا اکثر اکابر کوفہ طلب خون امام مظلوم مین اُسکے موافق ہوگئے اور جم غفیر کوفے سے اُسکے ساتھ ہوئے
کیونکہ کوفیون کو خون ناحق امام علیہ السلام مین ہاتھ بھرنے کی غیرت دامنگیر تھی یہی چاہتے تھے کہ کسی طرح
اس داغ کو اپنی پیشانی سے دھو ڈالین اور یہ خیال ہی نتھا کہ قدرتی داغ بھی کہین دھونے سے چھوٹتا ہی
تقدیر کا لکھا بھی کسیکے مٹانے سے مٹتا ہی غرض عبد اللہ بن مطیع جسکو ابن زبیر نے حکومت کوفہ پر مقرر کیا تھا
مختار کے اس ارادے سے بھی واقف ہوئے اور کوتوال شہر ایاس بن مضارب کو مع چند سپاہیون کے مقرر کردیا
کہ راتون کو محلے مین نکلکر شرائط حراست بجا لائے اور ادھر مختار نے مقرر کیا تھا کہ پنجشنبہ کے دن چودھوین
ربیع الاول ۶۶ھ کو خروج کرکے کوفہ کو اپنے تصرف مین لائے اور خروج سے پہلے ایک رات ابراہیم بن مالک
اشتر سو آدمیون سے مختار کے گھر کی طرف جاتا تھا راہ مین ایاس سے ملاقات ہوئی بعد قیل و قال کے لڑائی
ہونا شروع ہوئی ابراہیم نے ایاس کو قتل کیا اور اُسکا سر مختار کے پاس لے گیا مختار خوش ہوا اور اُسی رات کو

[illegible]

اپنے ساتھیون کے ساتھ نکلا اور کئی بار شہر مین لڑا اور صبح کے وقت باہر جاکر دیر ہند کو لشکرگاہ بنایا ابن مطیع کی طرف سے شیث بن ربعیہ لڑنے آیا شکست کھا کر بھاگا مختار اُنکا تعاقب کرتا ہوا کوفہ مین آگیا دوسری بار عبداللہ خود پانچ ہزار سوار لیکر لڑنے آیا اور خوب لڑائی ہوئی بہت لوگ عبداللہ کی طرف کے مارے گئے اور وہ خود دارالامارۃ مین جا چھپا مختار نے دارالامارۃ کا محاصرہ کیا اور روز بروز اُسکی سپاہ بڑھتی گئی چوتھے دن ابن مطیع کوٹھے سے کود کر مکہ چلدیا اور اُسکی اتباع نے نکلکر مختار سے بیعت کی اور مختار نے کوفہ پر تسلط پایا انتہی

فائدہ کرمانی شرح صحیح بخاری مین بَابُ مَنْ اَفَاضَ عَلٰی رَاْسِهٖ ثَلٰثًا مِنْ کِتَابِ الْغُسْلِ مین لکھتے ہین کہ سلیمان بن صرد با صاد مہملہ و راء و دال مہملات خزاعی صحابی ہین اُسنے پندرہ حدیثین مروی ہوئین اور صحیح بخاری مین دو حدیثین ہین اُنھون نے کوفے مین سکونت اختیار کی اور یہ اول نزول اُنکا تھا مسلمانون مین سے کوفے مین یہ اخیار عُبّاد اور فضلاے اہل قدر و شرف سے تھے اپنی قوم مین اور لشکر ابن زیاد نے اُنکو جزیرے مین ۶۵ سنہ مین مارا انتہی اور تذکرہ سبط ابن الجوزی مین بروایت ابن سعد لکھا ہی کہ سلیمان مہاجرین طبقۂ ثالثہ سے تھے واللہ اعلم ابن عبدالبر نے استیعاب مین سلیمان بن صرد کے حال مین لکھا ہی کہ یہ شخص اُن لوگون مین سے تھا جنھون نے حضرت امام علیہ السلام کو لکھا تھا کہ آپ کوفہ تشریف لایئے اور جب آپ کوفہ تشریف لائے تو علیحدہ ہوگئے بعد واقعۂ شہادت یہ نادم ہوئے اور مسیب بن نجبۃ الفزاری اور وہ تمام لوگ جو گمراہ ہو کر شریک امام حسینؑ کے نہین ہوئے تھے اُسکے بعد کہنے لگے کہ یہ جو ہمنے کیا ہی اس سے توبہ کی کوئی صورت نہین سوا اسکے کہ حضرت کے طلب خون مین اپنی جانین دین پس یہ لوگ نکل کھڑے ہوئے اور نخیلہ مین لشکر جمع کیا اور یہ مستہل ربیع الآخر ۶۵ سنہ مین ہوا اور اُنھون نے اپنے امور کا متولی سلیمان کو کیا اور اُسکا نام امیر التوابین رکھا پس ابن زیاد سے لڑائی ہوئی اور سلیمان بن صرد اور مسیب دونون موضع عین الوردہ مین مارے گئے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ لوگ شام مین طلب قصاص حضرت امام مین نکلے تھے پس انکا نام توابین ہوا اور یہ چار ہزار آدمی تھے پس سلیمان پر تیر پھینکا یزید بن الحصین بن نمیر نے اُس سے وہ مرے اور اُنکا اور مسیب دونون کا سر لشکر مروان کے پاس آیا انتہی

حال ابن سعد کا عمر بن سعد بن ابی وقاص مدنی ابن حجر نے تقریب التہذیب مین لکھا ہی کہ اسکو مختار نے ۶۵ سنہ مین یا بعد اُسکے مارا اور جسنے اسکو صحابہ مین ذکر کیا ہی یہ اُسکا وہم ہی ابن معین نے کہا کہ یہ پیدا ہوا حضرت عمرؓ کی وفات کے دن ملا علی قاری نے مرقات مین لکھا ہی کہ ابن معین نے عمر بن سعد کے بارہ مین کہا کہ یہ قاتل حسین علیہ السلام کا ہی اور جو ایسا ہو وہ کیونکر ثقہ کہلایا جا سکتا ہی مین کہتا ہون کہ رحم کرے اللہ اُسپر جسنے احادیث کی اُس سے تخریج کی ہی اپنی کتابون مین باینہمہ کہ اُسکا حال جانتا ہی انتہی بقدر الضرورۃ

اسکی حالت یہ گذری کہ مختار نے بعد تسلط کے اولاً یہ حکم دیا کہ قیدیون کو لاؤ وہ سب حاضر ہوئے پھر کہا جو لوگ لشکر ابن سعد مین شریک قتال حسین بن علی تھے ایک ایک کو بتاؤ چنانچہ کئی سو آدمیونکا پتہ ملا اُن سبکی گردنین مارکر سولی مین لٹکا دیا معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ مختار نے اپنے شاگرد ابو عمرہ کو حیلے سے ابن سعد کے پاس بھیجا اُسنے جاکر اُسکو مارا اور اُسکا سر لے آیا اُسوقت حفص بن عمر بن سعد بھی بیٹھا تھا مختار نے پوچھا کہ تو اس سر کو پہچانتا ہی اُسنے کہا ہان یہ سر ابی حفص کا ہی مختار نے کہا کہ حفص کو بھی ابی حفص سے ملاؤ چنانچہ وہ بھی قتل ہوا انتہی اور بحر الشہادتین مین ہی کہ مختار نے اپنے خواص کو بھیجا کہ ابن سعد کو بلا لاؤ حفص بن سعد حاضر ہوا مختار نے پوچھا کہ تیرا باپ کہان ہی اُسنے کہا گھر مین بیٹھا ہی مختار نے کہا کہ اب حکومت رسے اور اعمال سے اُسکے ہاتھ اُٹھائے کیون گھر بیٹھا ہی حضرت امام کے قتل کے دن کیون نہ گھر بیٹھا اور حکم دیا کہ ابن سعد کا سر کاٹو چنانچہ کاٹا گیا اور اُسکے بیٹے کو گھر مین مارا اور شمر ذی الجوشن کو بھی بلا کر گردن ماری اور اُن سب کے سر محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجے اور حکم دیا کہ بقیہ شریکون مین سے بھی جو معرکہ کربلا مین تھے جسکو پاؤ مار ڈالو مختار کے اس ارادے کی خبر سنکر سب کوفہ والے بھاگے مختار کے لشکر نے اُنکا تعاقب کیا جو ملتا جاتا اُسکو مارتے اور گھر لوٹ لیتے اور جب خولی بن یزید قید ہوکر آیا تو مختار نے حکم دیا کہ پہلے اُسکے دونون ہاتھ اور پیر کاٹو پھر اُسکا بدن آگ مین جلاؤ چنانچہ یہی ہوا اور جو لشکر ابن سعد مین سے ملا اُسی طرح اُسکے ساتھ کیا گیا اور شمر کی لاش گھوڑون سے روندائی گئی ہڈیان چور ہوکر سرمہ ہوگئین صَدَقَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ بیشک جو جیسا کریگا ویسا پائیگا **فائدہ** صحیحین مین اُم المومنین حضرت عایشہ صدیقہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ روحونکا لشکر جھنڈ کا جھنڈ ہی جو جو اُن مین سے ازل مین آشنا اور واقف تھا وہ اس عالم مین ملا اور اُلفت والا رہا اور جو اُنمین سے ناآشنا اور بے پہچان تھا وہ یہان بھی جدا اور بھٹکا رہا یعنی ازل مین خدا نے روحون کو چند قسمون پر پیدا کیا ہی اور اُنمین استعدادین مختلف رکھی ہین سو جنمین وہان مناسبت تھی وہ اس عالم مین شیر و شکر ہوگئی جسطرح سعد ابن ابی وقاص والد عمر بن سعد کے کہ عاشق زار رسول اللہ اور جان نثار امام حسین علیہ السّلام کے تھے اُنکے بہشتی ہونے کی بشارت قطعی ہی اور جو وہان بے میل تھے وہ یہان بھولے بھٹکے رہے جسطرح عمر بن سعد اور یزید وغیرہ کہ خاندان نبوت کے دشمن جانی تھے اور ظاہر مین ایماندار اسی سبب سے کہتے ہین کہ خدا ولی سے شیطان اور شیطان سے ولی پیدا کرتا ہی **شعر**

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی ست

سعد ابن ابی وقاص کی یہ فضیلت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد مین فرمایا اے سعد تیر مار میرے مان باپ تجھپر فدا ہون یہ حدیث صحیحین مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی اور مصابیح مین حضرت موصوف سے روایت ہی کہ مین نے

کسی کے حق مین یہ کلمہ حضرت سے سوا سعد بن ابی وقاص کے نہین سنا اور عمر بن سعد اس طرح کا نکلا کہ جگر گوشۂ
رسول مقبول کے خون کا پیاسا ہو گیا فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ مین کہتا ہون کہ جناب
امیر نے گویا حضرت زبیر کے حق مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو نہین سنا ہو ورنہ یہی بِاَبِیْ وَاُمِّیْ
حضرت زبیر کے حق مین بھی بنو قریظہ کے دن ارشاد فرمایا ہو جیسا صحیح ترمذی مین عبد اللہ بن زبیر کی روایت
سے مذکور ہو اور نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہو کہ آیا ہو جمع کرنا ابوین کا غیر ان دونون کے لیے بھی تو حضرت
امیر کا قول محمول ہو اسی پر کہ انکو اتنا ہی معلوم ہوگا کہ آپنے حضرت سعد ہی کے حق مین یہ فرمایا ہو اس سے
فضیلت نکلی تیر پھینکنے کی اور اسپر رغبت دلانے کی اور یہ کہ دعاے خیر اسکے لیے چاہیے جو اچھی بات کرے اور
معلوم ہوا کہ یہ کہنا کسی شخص کو دلیل ہوتی ہو اس کے ساتھ کمال خوشنودی اور رضامندی کی اور ایسی حالت
مین یہ کہنا درست ہو اور اسکے جمہور قائل ہین اور مکروہ جانا اسکو ابن عمر اور حسن بصری نے اور بعضون نے
کہا کہ مسلمان کو اپنے مان باپ فدا کرنے کو کہنا مکروہ ہو اور صحیح یہ ہو کہ مطلقاً جائز ہے کیونکہ اسمین فدا کے حقیقی
مراد نہین ہوتی بلکہ یہ تو ایک کلام ہو مہربانی کا اور اس شخص کی اعلام محبت کا اور اسکی قدر و منزلت کا اور
احادیث صحیحہ مطلقاً تفدیہ مین وارد ہین انتہی شیخ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا ہو کہ ممکن ہو یہ کہ کہا جائے
کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسکی اطلاع نہو گی کہ حضرت نے اور کسی کے بارے مین بھی یہ فرمایا ہو یا یہ مطلب ہو کہ
اُحد کے دن حضرت نے سوا سعد بن ابی وقاص کے یہ کلمہ اور کسی کے واسطے نہین فرمایا انتہی ابن سیرین کہتے ہین
کہ ظاہر ہوئی کرامت حضرت علی مرتضیٰؓ کی وہ یہ کہ آپ نے ایک دن عمر بن سعد سے جب وہ جوان تھا فرمایا تھا
کہ افسوس تجھکو اے بیٹے سعد کے کیا حال تیرا ہو گا جب تجھکو اختیار دیا جائیگا درمیان بہشت اور دوزخ کے
پس تو جہنم کی آگ ہی کو دوست رکھیگا انتہی اور کامل ابن اثیر مین ابن سعد وغیرہ کے مارے جانیکا حال یون
لکھا ہو کہ مختار نے ایک دن اپنے یارون سے کہا کہ کل مین ایک ایسے شخص کو قتل کرونگا جسکے قتل سے تمام مومنین
اور ملائکہ مقربین خوش ہونگے مختار کے پاس اُسوقت ہیثم بن اسود نخعی بیٹھا تھا وہ سمجھ گیا کہ مختار کا ارادہ
عمر بن سعد کے مارنیکا ہو اُسنے اپنے گھر آکر عریان کو ابن سعد کے پاس بھیجا کہ وہ اُسکو جانتا تھا اور اُس سے
یہ کیفیت کہلا بھیجی اُسنے جاکر ابن سعد سے کہا ابن سعد نے کہا جزاہ اللہ ایک خیر امختار اتنے عہد و پیمان کے
بعد مجھے کیا قتل کریگا اُسکے اس اطمینان کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے عبد اللہ بن جعدہ بن ہبیرہ سے کہ اُنکے
تواضع اور تکریم مختار کے یہان بہت تھی کیونکہ اُنکو حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے قرابت تھی استدعا کی
تھی کہ وہ مختار سے اسکو امان دلوادین چنانچہ اُنھون نے اسکو امان دلوادی تھی اور مختار نے امان نامہ
لکھدیا تھا لیکن سمین یہ لکھا تھا کہ یہ حدث نکرے اس سے مطلب تھا کہ پاخانے نہ جائے غرض عریان جب

اپنے گھر پلٹا تو ابن سعد اپنے گھر سے نکلکر حمام مین آیا اُسکے ایک غلام نے اُسے خبر دی کہ تیرے ساتھ یہ ہوا ہی
اور امان نامہ مین یہ لکھا ہی ابن سعد نے کہا کون حدث عظیم تر ہی اُس سے جو مین نے کیا ہی اپنے لڑکے بالے
چھوڑے اور یہان آیا تو جا وہ غلام چلا گیا اور مختار سے جا کر کہہ آیا اور یہ بھی کہا کہ ابن سعد کہین نہین جائیگا
اُسکی گردن مین تو زنجیر ہی وہ اُسکو پھیر لائیگی صبح کو مختار نے ابو عمرہ کو بھیجا وہ ابن سعد کے پاس آیا اور کہنے لگا
کہ تجھے امیر بلاتے ہین ابن سعد اُٹھا اور اپنا جبہ پہننے لگا اتنے مین ابو عمرہ نے تلوار ماری اور اُسکا ناپاک سر
کاٹ کر مختار کے پاس لایا مختار نے اُسکے بیٹے حفص سے کہ وہ مختار کے پاس بیٹھا تھا پوچھا کہ تو پہچانتا ہے
کہ یہ کسکا سر ہی کہا ہان اب زندگی مین اسکے بعد مجھے بھی کچھ لطف نہین ہی چنانچہ وہ بھی باپ کے ساتھ مارا گیا
مختار نے کہا کہ یہ سر حسین کا بدلہ ہی اور یہ سر علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کا بدلہ اور پھر برابری نہین اللہ کی قسم
اگر مین چوتھائی قریش کو مارون تو امام حسین کی ایک انگلی کے بھی برابر وہ نہ پہنچین گے اور مختار کے
ان سب اشقیا کے قتل مین مستعد ہونیکا سبب یہ ہوا کہ یزید بن شراحیل انصاری نے حضرت محمد بن الحنفیہ کے
پاس آکر سلام کیا اور بیٹھ کر ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگا یہان تک کہ مختار کا ذکر آیا محمد بن الحنفیہ نے فرمایا کہ
عجب بات ہی کہ مختار کو یہ تو دعوی ہی کہ وہ ہمارا شیعہ ہی مگر قاتلین حضرت امام حسین کو اپنے پاس کرسی پر بٹھلاتا ہی
اور اُن سے باتین کرتا ہی یزید نے آکر مختار سے یہ کہدیا اُسنے ابن سعد اور اُسکے بیٹے کو مار کر اُن دونون کے
سر محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجدیے اور کہا کہ مین اُنکی تلاش مین ہون جن جن کو پاؤنگا مار ڈالونگا باقی
اور قاتلین کا حال اُس کتاب مین یون ہی کہ پھر مختار نے حکیم بن الطفیل طائی کو بلوایا اُسنے حضرت
عباس کا مال لوٹا تھا اور حضرت امام علیہ السلام پر تیر مارا تھا اور کہتا تھا کہ میرا تیر آپ کے کرتے اور پائجامہ مین لگا تھا
مختار کے آدمی اُسے پکڑ لائے اُسکے گھر والون نے عدی بن ابی حاتم سے جا کر سفارش کرائی عدی نے اُن
لوگون سے کہا کہ چھوڑ دینے کا اختیار تو مختار ہی کو ہی پھر مختار کے پاس دوڑے گئے مختار عدی کا پاس و
لحاظ کرتا تھا اور اُنکا ممنون تھا کیونکہ مختار نے اُنسے اپنے قوم کے چند لوگون کی سفارش کی تھی جبانۃ السبیع
کے دن دھر چونکہ مختار کے لوگ سمجھے تھے کہ عدی بن ابی حاتم کی سفارش وہ ضرور مان لیگا لہذا اُنھون نے
تیر اندازی کرکے حکیم بن الطفیل کو یہین پہلے ہی مار ڈالا اُسکو مختار کے پاس زندہ لے ہی نہین گئے یہان عدی
نے مختار کے پاس جا کر حکیم کی سفارش کی مختار بولا کہ کیا تمھین یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ امام حسین کے
قاتلین یون ہی زندہ صحیح اور سلامت پھرین مارے نجائین اپنے کیے کی سزا دنیا مین نہ پائین
عدی بولے کہ اُسپر یہ تہمت ہی وہ وہان کربلا مین تھا ہی نہین مختار نے کہا اگر ایسا ہی ہی تو مین تیری خاطر
سے حکیم کو چھوڑ دونگا اتنے مین ابن کامل نے آکر حکیم کا مارا جانا بیان کیا مختار نے کہا کہ تمنے اتنی جلدی

کیون کی اُسکو یہان سے آئے ہوتے ابن کامل بولے کہ شیعون نے غلبہ کیا مین مجبور ہوگیا عدی سے نے کہا تو جھوٹا ہے اصل یہ ہوئی ہی کہ تجھے گمان ہوا کہ عدی اُسسے بچالین گے لہذا بالا بالا تمنے وہین اُسکا کام تمام کردیا ابن کامل نے اُسکو گالی دی مختار نے روکا کہ جانے دو یہ کیا واہیات باتین کرتے ہو پھر مختار نے علی بن الحسین کے قاتل کے پاس آدمی بھیجے وہ مرہ بن منقذ تھا عبدالقیس مین سے وہ بڑا بہادر آدمی تھا مختار والون نے جاکر اُسکا گھر گھیرا وہ گھوڑے پر نیزہ لیکر نکلا اور اُنسے لڑا اُسکے ہاتھ مین زخم لگا اُس سے وہ بچ گیا اور بھاگا اور مصعب بن زبیر سے جاملا اُسکے بعد اُسکا ہاتھ شل ہوگیا پھر مختار نے زید بن رقاد جبانی کو بلایا وہ کہتا تھا کہ مین نے ایک جوان کو کربلا مین تیر مارا تھا اُسکی ہتھیلی پیشانی پر رکھی تھی تیر بچانے کے لیے میرا تیر اُسکی پیشانی پر جا پڑا وہ جوان ایسا مجبور ہوا کہ پھر وہ تیر نکال نہ سکا اور وہ عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھے اُنھون نے میرے تیر مارتے وقت کہا تھا کہ ای اللہ ان لوگون نے ہمکو گھٹا دیا ہی اور ذلیل کیا پس تو اِنکو بھی ویسا ہی مار جیسا اِنھون نے ہمکو مارا ہی پھر اُسنے ایک اور لڑکے پر تیر مارا اور کہتا تھا کہ پھر مین جو اُسکے پاس گیا تو اُسکو مردہ پڑا پایا مین نے اپنا ایک تیر اُسکے پیٹ سے نکالا اور دوسرے کو پیشانی سے کھینچتا تھا کہ نہ نکلا جب مختار کے لوگ اُسکے یہان گئے تو وہ تلوار لیکر اُنپر آپڑا ابن کامل نے کہا کہ اِسکو نہ نیزہ مارو اور نہ تلوار اسکو تیر اور پتھر مارو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ گر پڑا اُن لوگون نے اُسکو زندہ آگ مین پھینکدیا وہ اُسی مین جل بھن گیا مختار نے سنان بن انس کو بلوایا لوگون نے جاکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کو بھاگ گیا لوگون نے اُسکا گھر ڈھا دیا پھر عبداللہ بن عقبہ غنوی کو بلوایا وہ بھی نہین ملا جزیرے کو بھاگ گیا تھا اُسکا بھی گھر ڈھا دیا گیا پھر حرملہ بن کاہل اسدی کو بلوایا وہ بھی نہ ملا پھر عبداللہ بن عروہ خثعمی کو بلوایا معلوم ہوا کہ وہ بھاگ کر مصعب بن زبیر سے جاملا ہی اُسکا گھر ڈھا دیا گیا پھر عمرو بن صبیح صدائے کو جسکا دعوی تھا کہ مین نے کربلا کے شہیدون کو تیر مارے ہین اور اُن کو زخمی کیا ہی مگر کسیکو مارا نہین بلوایا وہ رات کو پکڑا گیا اور مختار کے پاس لایا گیا اُسنے نیزہ منگوا کر اُسکے پیٹ مین بھونکدیا وہ مرگیا پھر محمد بن اشعث کو بلوایا وہ ایک گانون مین جو قادسیہ کے پہلو مین تھا جارہا تھا معلوم ہوا کہ وہ وہان نہین ہی مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا تھا اُسکا گھر ڈھا دیا گیا اور اُسکی مٹی اور اینٹون سے حجر بن عدی کندی کا گھر بنوا دیا گیا جسکو زیاد نے گروا دیا تھا پھر اُسنے زیاد بن مالک ضبعی اور عمران بن خالد قشیری اور عبدالرحمن بن ابی خشارہ بجلی اور عبداللہ بن قیس خولانی کو بلوایا یہ لوگ حاضر کیے گئے جب اُنکو دیکھا تو کہا ای صالحین کے قاتلو اور ای نوجوانان اہل جنت کے سردار کا خون بہانے والو تحقیق اللہ نے آج کے دن بدلہ لیا تمسے تمھین یاد ہوگا کہ اُس منحوس دن کو

تھا اسے یہان ورس آیا تھا اور ان لوگون نے لوٹا تھا اُس ورس کو جو حضرت امام کے ساتھ تھا یہ کہکر حکم دیا
کہ انکو مار ڈالو وہ سب مار ڈالے گئے پھر عبداللہ اور عبدالرحمن صلخت کے بیٹے اور عبداللہ بن وہب بن
عمرو ہمدانی مختار کے پاس لائے گئے یہ اعشی ہمدان کے چچا کا بیٹا تھا یہ بھی مارے گئے پھر عثمان بن خالد بن
اسید دہانی جہنی اور ابو اسماء بشر بن شمیط قانصی لائے گئے یہ دونون شریک تھے عبدالرحمن بن عقیل
کے قتل مین اور اُن کے مال لوٹنے مین انکی گردنین ماری گئین اور آگ مین جلا دیے گئے پھر مختار نے
خولی بن یزید اصبحی کے یہان آدمی بھیجا جسنے حضرت سید الشہدا کا سر مبارک لیا تھا وہ اپنے دروازے
مین چھپ رہا مختار کے لوگ اُسکو آکر ڈھونڈھنے لگے اتنے مین اسکی عورت جسکا نام عیوف بنت مالک تھا
نکلے اُس عورت کو شوہر سے اُس روز سے عداوت ہو گئی تھی جس روز سے وہ سر مبارک لایا تھا اُس نے
لوگون سے پوچھا کیا ڈھونڈھتے ہو انھون نے پوچھا تیرا شوہر کہان ہے اُسنے کہا مین نہین جانتی اور ہاتھ
کے اشارے سے بتا دیا کہ دروازے مین ہے انھون نے وہان جاکر اُس شقی کو پکڑا اُسکے سر پر قوصرہ تھا اُسکو
نکالکر مار ڈالا اور آگ مین جلا دیا عبداللہ بن اسید جہنی اور مالک بن بشیر بدی اور حمل بن مالک محاربی یہ
سب قادسیہ سے پکڑ لائے گئے جب مختار نے انکو دیکھا تو کہا ای اللہ کے دشمنو کہان ہین حسین بن علی
افسوس کہ اُنپر صلوۃ بھیجنے کا تمکو حکم کیا گیا اور تمنے انکو مارا وہ کہنے لگے اللہ تجھپر رحم کرے ہم تو زبردستی بھیجے
گئے تھے اب ہمپر احسان کر ہمین چھوڑ دے مختار نے کہا تمنے حسین پر جو تمہارے نبی کے نواسے تھے احسان
کیون نکیا انکو کیون نچھوڑ دیا اپنی جان بچانے کے لیے خوشامد کرتے ہو تمکو شرم نہین آتی ہے اور بدی
وہ تھا جسنے آپ کی کلاہ مبارک لی تھی اُسکے ہاتھ اور پیر مختار کے حکم سے کاٹے گئے اور چھوڑ دیا گیا اسی حالت
مین وہ تڑپ کر مر گیا اور اور سب مارے گئے اور عمرو بن حجاج زبیدی کہ یہ بھی حضرت کے قتل مین موجود تھا بلایا گیا
یہ تو سوار ہو کر واقصہ کی طرف بھاگا اسکا پتہ نہ لگا بعض کہتے ہین کہ مختار والون نے اسکو جا پکڑا مارے
پیاس کے یہ گر پڑا اُسکو پکڑ کر ذبح کر ڈالا اور اسکا سر لے آئے اور مختار نے ایک غلام کو جسکا نام زربی تھا
شمر ذی الجوشن اور اُسکے یارون کے بلانے کو بھیجا جب یہ شمر کے قریب پونہچا تو اُسنے اپنے ساتھیون سے کہا
کہ میرے پاس سے جاؤ یہ شخص مجھے پکڑنے آتا ہے وہ سب چلدیے زربی نے شمر پر حملہ کیا شمر نے اُسے مارا اور
چل کھڑا ہوا شام کو سدمہ مین پونہچا پھر چلا یہانتک کہ جاکر ایک گانون مین جسکا نام کلتانیہ ہے اور وہ کنارے
نہر کے تل کے جانب ہی پونہچا وہان پونہچکر گانون والون کے پاس آدمی بھیجا اور وہان سے پاسبان لیا اور
اُسے خط دیا کہ یہ لیکر مصعب بن زبیر کے پاس جا پاسبان گانون مین آیا اسمین اتفاق سے ابو عمرہ صاحب مختار
تھے انکو مختار نے اُس گانون مین اس لیے بھیجا تھا کہ وہ مختار اور بصرے والون مین صلح کرا دین یہ پاسبان

دوسرے پاسبان سے ملکر شمر کی شکایت دونون آپس مین کر رہے تھے کہ عبد الرحمن بن ابی الکنود ابی عمرہ کے
پاس وہان جا پڑے انھون نے یہ تقریر سنکر پاسبان سے خط لیا پڑھا تو لفافے پر لکھا تھا کہ مصعب بن زبیر کو
یہ خط شمر کی طرف سے پہنچے یہ پڑھکر پاسبان سے پوچھا کہ وہ کہان ہی اُسنے بتا دیا معلوم ہوا کہ وہ تین فرسخ پر
وہان سے ہی بس وہ لوگ وہان گئے اور شمر نے اپنے یارون سے کہا تھا کہ اگر مین اس گاؤن سے نکلونگا تو پھر
نہ بچونگا جب وہ سب پہونچ گئے تو شمر وہ پکڑا اُٹھا اور لڑنے لگا اسی درمیان مین لوگون نے سُنا کہ کہنے والا
کہتا ہی کہ مارا گیا خبیث مارا اُسکو ابن ابی الکنود نے جسنے وہ خط پاسبان کے پاس دیکھا تھا غرض وہ روسیاہ ابن
ابی الکنود کے ہاتھ سے مارا گیا اور اُسکی لاش کُتون کو ڈالدی گئی انتہی **حال بد مآل عبید اللہ بن زیاد کا**
اُسکی مان کا نام مرجانہ تھا جیسا طبقات ابن سعد اور معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی اور معارف مین ہی کہ زیاد کی
مان بقول ابو الیقظان اسماء بنت الاعور بنی عبشمس بن سعد سے تھے اور اور سبھون کے نزدیک سُمیہ حرث
بن کلدہ طبیب ثقفی عرب کی لونڈی تھی وفیات الاعیان مین ہی کہ ابو الخیر یمن کا بادشاہ بیمار ہو کر طائف مین
آیا وہان اُس حکیم کے علاج سے اچھا ہوا اُسنے حکیم کو ایک لونڈی اور ایک غلام دیا لونڈی کا نام سمیہ تھا بضم سین
مہملہ وفتح میم وتشدید یا اُسکے بعد ہاے ہوز اور غلام کا نام عبید تھا بضم عین مہملہ جو تصغیر عبد کی ہی اور یہ لونڈی
اور غلام کسریٰ نے ابو الخیر کو لینے اور ہدایا کے ساتھ دیے تھے حرث نے سمیہ کا نکاح عبید سے کر دیا اُس سے زیاد
پیدا ہوا اُسکو زیاد بن عبید اور ابن سمیہ دونون کہتے تھے اور یہ قبل استلحاق معاویہ کے تھا اور ابو سفیان صخر
ابن حرب اموی والد معاویہ کو کہتے ہین کہ جاہلیت مین اُنھون نے سمیہ سے زنا کیا تھا اُس سے زیاد پیدا ہوا تھا
مگر اُس زمانے مین بھی سمیہ اپنے شوہر ہی کے پاس تھی جب زیاد سن تمیز کو پہونچا تو اُس سے آثار نجابت اور فصاحت
وبلاغت کی ظاہر ہوئی اور عرب مین وہ خوش فکری اور تیزی عقل مین معروف اور خطباے مشہورین مین
مشہور ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین جب ابو موسی اشعری بصرے کے عامل ہوئے تو اُنکا یہ منشی
مقرر ہوا ایک مرتبہ حضرت عمر نے زیاد کو یمن مین ایک جھگڑا فیصلہ کرنے کو بھیجا اُسنے وہان جا کر ایسا خطبہ بلیغ
پڑھا کہ لوگون نے کبھی ایسا نہ سُنا تھا عمرو بن العاص نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ لڑکا اگر قریش کا ہوتا تو عرب اُسکو
اپنی لاٹھیون سے ہانکتے ابو سفیان نے کہا قسم اللہ کی مین اسکو اُسوقت سے جانتا ہون جب سے یہ مان کے
پیٹ مین تھا جناب امیر کرم اللہ وجہہ بھی وہان موجود تھے آپنے فرمایا کہ ای ابو سفیان کہو تو سہی یہ کون ہی
ابو سفیان نے کہا مین ہون حضرت امیر نے فرمایا مَهْلًا يَا أَبَا سُفْيَانَ ابو سفیان نے اشعار پڑھے جنکا خلاصہ مطلب

ابن سعد محمد بن سعد صاحب الواقدی بصری [illegible] طبقات [illegible]

[illegible]

یہ ہو کہ اے علی اگر مجکو ڈر نہوتا اُس شخص کا جو مجھے دیکھ رہا ہی اور میرا دشمن ہی تو اُسکے بھید کو ظاہر کر دیتا جب حضرت امیر کا زمانہ آیا تو آپ نے زیاد کو فارس کا عامل مقرر فرمایا اسنے وہان پہونچکر کئی شہر ضبط کیے اور کتنے جھگڑے سلجھائے پھر اس سے معاویہؓ نے مکاتبت شروع کی تاکہ اس سے اور حضرت امیرؑ سے بگڑ جائے اسنے اُن کا خط حضرت امیر علیہ السلام کو بھیجدیا اُسمین ایک شعر لکھا تھا وہ مین نے نہین لکھا ہی تب حضرت امیر نے اُسکا جواب لکھا جب زیاد نے وہ خط پڑھا تو کہنے لگا قسم خدائے کعبہ کی کہ ابو الحسن نے میری گواہی دی (یہ حرکت اُسکی بکمال بیحیائی اور بیحیائی کی ہولی) پس یہی وہ بات ہی جسکی وجہ سے یزید نے اپنے اُس فعل پر جرأت کی جو اُسنے کیا جب حضرت امیر علیہ السلام شہید ہوگئے اور حضرت حسن مجتبیٰ خلیفہ ہوئے اور پھر حضرت سبط اکبر نے امر خلافت معاویہؓ کو سپرد کیا تو اُنھون نے زیاد سے استمالت شروع کی اور وہی کر دکھایا جو اُن کے والد نے حضرت امیر اور عمرو بن العاص کے سامنے کہا تھا اور سنہ مین زیاد کو اپنے مین ملا لیا اب لوگ اُسکو زیاد بن ابی سفیان کہنے لگے انتہی شیخ ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمیز الصحابہ مین فرماتے ہین کہ گواہی دی اسکی زیاد بن اسماے حرمازی اور مالک بن ربیعہ سلولی اور منذر بن الزبیر نے جیسا کہ ذکر کیا اسکو مدائنی نے اپنی سندون سے اور بڑھایا مدائنی نے گواہون مین جویریہ بنت ابی سفیان اور مستورد بن قدامہ باہلی اور ابن ابی نصر ثقفی اور زید بن نفیل الازدی اور شعبہ بن العلقم مازنی اور ایک اور شخص کو بنی عمرو بن سفیان سے اور ایک شخص کو بنی المصطلق سے ان سب نے گواہی دی ابی سفیان پر کہ زیاد اُسکا بیٹا ہی مگر منذر نے کہا کہ مین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سُنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ یہ ابوسفیان نے بیان کیا پس خطبہ پڑھا معاویہؓ نے اور زیاد کو ملا لیا زیاد کہنے لگا کہ یہ گواہ جو کچھ کہتے ہین اگر وہ حق ہی تو الحمد للہ اور اگر جھوٹ ہی تو انکا معاملہ اللہ کے ساتھ ہی امام احمد نے باسناد صحیح روایت کی کہ ابی عثمان نے کہا کہ جب زیاد نے یہ دعوی کیا تو مین ابا بکرہ سے ملا اور مین نے کہا کہ یہ کیا ہی مین نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جسنے اسلام مین اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بنایا تو اُسپر جنت حرام ہی ابا بکرہ کہنے لگے کہ مین نے بھی حضرت سے یہی سُنا ہی اور اسکی اصل صحیح مین ہی انتہی شیخ عبد الحق محدث رسالہ ماثبت بالسنۃ مین لکھتے ہین کہ یہ پہلا قضیہ ہی جسمین حکم نبوی اسلام مین بدلا گیا ذکر کیا اسکو ثعلبی وغیرہ نے انتہی کامل ابن اثیر مین ہی کہ یہ استلحاق پہلا قضیہ ہی جسمین حکم شریعت پلٹا گیا کیونکہ حضرت نے فرمایا ہی کہ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ اور بعضے اسکا عذر یون بیان کرتے ہین کہ جاہلیت کے نکاح کئی طرح کے ہوتے تھے ایک صورت یہ تھی کہ ایک گروہ زنا کرتا تھا عورت پیرولی سے جب اُس سے لڑکا پیدا ہوتا تو وہ لوگ جس سے چاہتے تھے اُس لڑکے کو منسوب کر دیتے تھے جب اسلام ہوا تو یہ نکاح حرام ہوگیا مگر اتنا رہا کہ ٹھیرا لیا جاتا تھا وہ لڑکا جو نسبت کیا جاتا تھا باپ کی طرف جاہلیت کی

نکاحوں میں سے جس نکاح سے کہ ہوتا اپنے نسب پر اس مین کچھ فرق نہین ہوتا تھا پس معاویہؓ کو توہم ہوا کہ حدیث ہی اور انھون نے تفریق نکی استلحاق جاہلیت اور اسلام مین اور یہ قول مردود ہی کیونکہ سب مسلمان اسکی حرمت پر متفق ہین اور اسلیے کسی نے ایسا استلحاق نہین کیا اسلام مین تا بحت ہوا اور یہ استلحاق سنہ مین ہوا انتہی وفیات الاعیان مین ہی کہ یہ خبر استلحاق کی ابو بکرہ کو پونہچی اور یہ بھی کہ زیاد اس فعل سے راضی ہوا تو انھون نے قسم کھائی کہ مین زیاد سے ہرگز نہ بولونگا اور کہا یہ وہ ہی جو اپنی مان کے زنا کرنے پر خوش ہوا اور اپنے باپ سے منتفی ہوا واللہ مین نہین جانتا کہ سمیہ نے کبھی ابو سفیان کو دیکھا ہوا افسوس اسکو وہ کیا کریگا حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات سے ہین کیا یہ چاہتا ہی کہ انکو دیکھے سو اگر انھون نے اس سے پردہ کیا تو یہ رسوا ہوگا اور اگر وہ اسکے سامنے آگئین تو افسوس کہ انکو کیسی مصیبت پڑیگی اور بڑی ہتک ہوگی حرمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ زیاد نے زمانۂ معاویہ مین حج کیا اور مدینہ آیا اور چاہا کہ حضرت ام حبیبہ کے پاس جائے کہ وہ اسکے اور معاویہؓ کے گمان مین اسکی بہن ہوتی تھین پر اپنے بھائی ابی بکرہ کا قول یاد کرکے انکی خدمت مین نہین گیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت ام حبیبہ نے خود اُس سے پردہ کیا اور اُسکو اپنے یہان آنے کی اجازت ندی اور بعضے کہتے ہین کہ اُسنے حج ہی کیا اور ابو بکرہ کی بات سوچکر مدینے گیا ہی نہین اور کہا اللہ جزائے خیر دے ابا بکرہ کو کہ وہ کسی حال مین میری خیر خواہی سے باز نہین رہے انتہی اصابہ مین ہی کہ بعد انقضائے دولت امویہ کے لوگ پھر اسے زیاد بن ابیہ کہنے لگے اور زیاد بن سمیہ بھی اور اسکی کنیت ابو المغیرہ تھی محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ مین باسناد صحیح ابن سیرین سے روایت کی کہ کہا انھون نے کہ اسکو زیاد بن ابیہ کہتے تھے اور ابو عمر نے اسکو صحابہ مین لکھا ہی مگر وہ بات جس سے یہ معلوم ہو کہ اسکو صحبت تھی نہین لکھی ہی اور اسکے ترجمے مین لکھا ہی کہ یہ ابی موسیٰ کا کاتب تھا جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے پس اسکا مقتضیٰ تو یہ ہی کہ اسکو صحبت ہوگی اور ابن عساکر نے یقین کیا اسکا کہ اسنے حضرت کے زمانے کا ادراک کیا ہی مگر اسنے آپ کو دیکھا نہین اور یہ اسلام لایا ہی حضرت صدیق اکبر کے وقت مین اور سنا ہی اسنے عمر رضی اللہ عنہ سے اور کہا عجلی نے کہ یہ تابعی ہی اور یہ متہم بہ کذب نتھا انتہی وفیات الاعیان مین ہی کہ جب زیاد والی عراق ہوا اور کوفے مین گیا تو معاویہؓ کے پاس عمدہ عمدہ تحفہ لایا انمین ایک لڑی تھی موتیون کی اُسکو دیکھکر امیر معاویہ متعجب ہوئے زیاد نے کہا اے امیر المؤمنین مین نے عراق تمھارے قبضے مین کرادیا اور اُسکے تر و خشک تمھارے پاس لے آیا یزید بھی وہان بیٹھا تھا کہنے لگا کہ ہمنے یہ نہین کیا کہ تجھے نقل کر لائے ثقیف سے قریش کی طرف اور عبید سے ابی سفیان کی طرف یہ احسان ہمارا تجپر کیا کم ہی جو تو اپنا احسان ہمکو جتاتا ہی معاویہؓ نے کہا کہ

حکمک وتربیت بک انکاوی جب زیاد والے عراق ہوا تو اُسنے سعید بن سرح مولی کریز بن حبیب بن
عبدالشمس کو کہ شیعہ حضرت امیر سے تھے بُلاکر ڈانٹا اور دھمکایا اور بہایت بُری طرح سے پیش آیا کہ نعوذ باللہ
وہ غریب ڈر کر مدینے چلا آیا وہان حضرت امام حسن علیہ السلام سے سارا حال عرض کیا اور زیاد کی زیادتیان
بیان کین حضرت امام حسن علیہ السلام نے زیاد کو لکھا کہ تو نے ایک مرد مسلمان کے ساتھ یہ کیا کیا کہ اُنکا گھر
ڈھا دیا اُنکے لڑکے بالے پکڑ لیے اور اُنکا مال لوٹ لیا چاہیے کہ اس خط کے دیکھتے ہی اُنکا گھر بنا دے اور اُنکے
بال بچے چھوڑ دے اور اُنکا مال پھیر دے مین تجھسے اُسکی سفارش کرتا ہون اور میری اور معاویہ کی صلحنامہ مین
یہ شرط ہو چکی ہی کہ اُنکو مجھسے اور میرے منتسبین سے کچھ تعرض نہوگا زیاد نے حضرت کو لکھا کہ زیاد بن ابی سفیان کی طرف
سے حسن بن فاطمہ کو معلوم ہو کہ تمھارا خط آیا تمنے اپنا نام میرے نام سے پہلے خط مین لکھا ہی اور پھر حاجت
لے کے چلے ہو مین بادشاہ ہون اور تم بازاری اور تمھارا ایک فاسق کے بارے مین لکھنا جسکو پناہ دی نہین سکتا
ہی کوئی سوا اُسکے جو اُسیکا سا فاسق ہو اُسکی بُرائی ایک یہ ہی کہ وہ تمھارے باپ کا دوست ہی اُسکی تم
پیچ کرتے ہو ایسا نکرو قسم اللہ کی مین اُسے پکڑ لونگا چاہیے وہ تمھارے گوشت اور کھال مین ہو اور میرے
نزدیک لذیذ تر اُس گوشت کا جو مین کھاؤنگا تمھارا ہی گوشت ہی مین اُسکو اُسکے گناہ کی سزا دونگا
اُسکی سفارش ہرگز نہ سنونگا اور اُسکو اسی خیال سے قتل کرونگا کہ وہ تمھارے باپ کا دوست ہی اللّٰهُمَّ
احْفَظْنَا اسکی اس شرارت اور عداوت کو دیکھنا چاہیے حضرت سبط اکبر نے یہ خط پڑھکر معاویہ کو خط لکھا اور
زیاد کا خط بھی لپیٹ دیا اور زیاد کو لکھا کہ حسن بن فاطمہ بنت رسول اللہ کی طرف سے سمیہ بنی ثقیف کی
لونڈی کے بیٹے زیاد کو معلوم ہو کہ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ جب معاویہ نے حضرت سبط اکبر کا خط
پڑھا تو زیاد کو لکھا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے تیرے خط کا جواب جو تو نے اُنکو لکھا تھا مجھے بھیجا ہی
مین نے دیکھا مجھے تعجب ہوا مین سمجھا کہ تجھمین دو عقلین ہین ایک ابی سفیان کے دوسرے سمیہ کی تو
ابوسفیان کی رائے حلم وحزم ہی اور سمیہ والی وہ ہی جس سے یہ تیری تحریر ہی غضب ہی کہ تو نے حضرت امام حسن
کو ایسا ایسا لکھا وہ تو ایسی نہین ہین تو ہی ایسا ہی اگر سبط اکبر نے تجھسے ابن سرح کی سفارش کی تو کیا بری
بات کی چاہیے کہ بجرد دیکھنے اس خط کے ابن سرح کا گھر بنوا دے اور اُنکا مال پھیر دے اور اُنکے بال بچون کو
چھوڑ دے اور پھر اُن سے بیوفائی نکر مین نے حضرت امام حسن کو لکھا ہی کہ وہ ابن سرح سے فرمائین کہ اُن کو
اختیار ہی چاہین وہ اُنھین کے پاس رہین اور چاہین پھر اپنے وطن مین آئین اور اپنے گھر مین رہین
انتھی مختصراً باقی تفصیل اسکی حالات کی اور بھی وفیات الاعیان مین مذکور ہی اور زیاد سنہ ۵۳ھ مین مرا

پس اسی بدنہاد کا یہ بیٹا تھا عبید اللہ کہ باپ سے بھی زیادہ شریر و بدذات اور دشمن اہل بیت کا تھا اور بھی کتاب مین ہی کہ ابن زیاد بدنہاد نے حارثہ بن بدر عدوانی سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو تم مجھ مین اور حسین بن علی مین کہ قیامت کے دن کیا ہوگا انھون نے کہا کہ اُن کے باپ و نانا انکی شفاعت کرینگے اور تیرے باپ و دادا تیری پاس سے تو اپنا مطلب سمجھ لے انتہی ابن زیاد پر یہ گذرا کہ جب مختار کو قتل ابن سعد و شمر و خولی بن یزید علیہم ما علیہم سے دلجمعی ہوئی تو ابن زیاد کی فکر مین پڑا اور ابراہیم بن مالک اشتر کو ایک کافی فوج دیکر ابن زیاد کے مقابلے کو بھیجا پس ابراہیم بن مالک اشتر سرحد موصل پر جو مین پونہچے تو ابن زیاد نے دریا کے کنارے پر کہ موصل سے پانچ کوس کے فاصلے پر تھا یہ خبر سنکر لشکر کشی کے دن بھر لڑائی رہی شام کو لشکر شام نے شکست کھائی ابن زیاد بھاگا ابراہیم نے اُن بھگوڑونکا تعاقب کیا اور حکم دیدیا کہ فوج مخالف سے جو جسکو پائے جیتا نہ لائے چنانچہ ابن زیاد کے بہت لوگ مارے گئے اور خود وہ بدنہاد بھی مارا گیا اور سر اُس بدنہاد کا کاٹ کے ابراہیم کے سامنے پیش کیا گیا ابراہیم نے اسکو مختار کے پاس بھیجا جب ابن زیاد کا سر آیا تو مختار نے مجلس آراستہ کی اور کوفیون کو دار الامارۃ مین جمع کیا اور حکم دیا کہ سر ابن زیاد کا لاؤ جب وہ سر ناپاک آیا تو مختار نے کوفیون سے پوچھا کہ یہی ہی سر ابن زیاد کا ہی کوفیو دیکھو قصاص خون حسین نے ابن زیاد کو زندہ نچھوڑا یہ واقعہ روز عاشورا سنہ ہجری مین بعد چھ برس کے معرکہ کربلا سے ہوا مفتاح النجا مین لکھا ہی کہ واقعہ مختار مین ستر ہزار شامی مارے گئے اور تاریخ والون کو اسمین اختلاف ہی کہ ابن سعد اور شمر وغیرہ ابن زیاد سے پہلے مارے گئے یا پیچھے بہرحال تمام اعیان یزید پلید طرح طرح کے عقوبتون مین مبتلا ہوکر مارے گئے اور انکی لاشین سمون سے روندوائی گئین ترمذی شریف مین بروایت عمارہ بن عمیر آیا ہی کہ جب ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے آیا تو اچانک ایک سانپ سرون کے درمیان آیا اور ابن زیاد کی ناک مین جاکر تھوڑا ٹھیرا پھر منہ کی راہ سے نکل آیا یون ہی تین بار آیا گیا جب وہ آتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ آیا آیا یہ حدیث حسن صحیح ہی

مختار کا حال

مختار بیٹا تھا ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی کا اُسکے باپ جلۂ اصحاب سے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین امیر اسلام تھے مختار سال ہجرت مین پیدا ہوا مگر اسنے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی اور نہ روایت رکھتا ہی پہلے یہ مشہور تھا علم اور فضل اور خیر مین یہ اپنے چچا کی صحبت مین تھا اسوجہ سے اپنا عقیدہ صحیح اور اپنی محبت اہل بیت کے ساتھ ظاہر کرنے لگا حالانکہ اسکو پہلے اُسنے ایسی عداوت تھی کہ اُسمین یہ مشہور تھا بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی اُسنے اظہار محبت کا کیا اور کینہ بٹھلائے

کربلا کا بدلہ یون سے نکالا ٹمین سے بہت لوگون کو مارا کہتے ہین کہ یہ سب دنیا اور طلب دنیا کے واسطے تھا اور باطن
اسکا خلاف پر تھا یہان تک کہ جدا ہوا ابن زبیر سے اور بسبب طلب امارت اور رغبت دنیا کے اُسنے اپنے فساد باطن
اور رائے غلط اور عقیدہٗ باطل کو ظاہر کردیا اور اس سے بہت بری باتین جو مخالف شرع کے تھین ظاہر ہوئین
یعنے اپنے آپ کو محمد بن الحنفیہ کا خلیفہ مشہور کیا اور جعلی خطوط سارے روسائے اطراف کے نام مشتہر کیے اور ایک
خط جناب امیر کا سر بمہر مجمع عام مین ایک اجنبی شخص کے ہاتھ سے اپنے پاس بھجوایا اُس خط مین گویا جناب امیر نے
بکرامت واقعہ کربلا کا وقوع دریافت کرکے مختار کے نام حکم انتقام لینے کا سارے دشمنان اہل بیت اور کشندگان
شہدائے کربلا سے لکھا تھا ان خطوط جعلی سے ایک جم غفیر افواج شام اور اہل عراق سے اُسکے ساتھ جمع ہوگئے
اس سبب سے اُسکا تسلط کوفہ اور عراق اور خراسان مین خوب ہوگیا لکھا ہی کہ جب مختار کا قبضہ کوفہ اور اُسکے
اطراف وجوانب مین ہوگیا تب اُسکو دعوی لڑائی کا عبد اللہ بن زبیر سے ہوا اور یہ خبط سمایا کہ مجھپر وحی آتی ہی
اور محمد بن الحنفیہ مہدی موعود ہین یہ خبر عبد اللہ بن زبیر کو پہنچی اُنھون نے اپنے بھائی مصعب کو جو بصرہ کے
حاکم تھے اُسکے مقابلے کے لیے معین فرمایا اُنسے اور مختار سے خوب لڑائی ہوئی آخر الامر مصعب بن زبیر کو فتح
ہوئی حقیقت یہ ہی کہ مختار نے شہدائے کربلا کے خون کا تو خوب ہی انتقام لیا لکھتے ہین کہ ساٹھ ستر ہزار دشمنان
اہل بیت کو اُسنے تہ تیغ کیا اور جو لڑائی مین مارے گئے وہ تو مار ہی گئے بقیہ سردار و سپاہ شام جو معرکہ کربلا مین
شریک تھے اسنے انکو چن چن کے جہنم واصل کیا اور عبید اللہ بن زیاد اور عمر بن سعد اور شمر ذی الجوشن وغیرہ کو
مارا اور شمر ناپاک کہ ایک روایت مین مختار کا داماد اور ایک روایت مین اُسکا بہنوئی تھا اور شمر کا بیٹا جو
اُسکا نواسا یا بھانجا تھا ان دونون کی گردن مارنیکا حکم دیا جب شمر کے بیٹے نے عذر کیا کہ مین تو معرکہ کربلا مین
شریک ہی نتھا میرا قصور کیا ہی تب مختار نے کہا کہ بیشک تو شریک تو نتھا لیکن تو فخر کیا کرتا تھا کہ اس شخص کے
باپ نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہی اتنی سی بات پر اُسکو بھی ذبح کروایا غرض اسنے اس حیلے کا نباہ
خوب کیا روضۃ الصفا مین یہ ایک روایت لکھی ہی کہ جب مصعب کی فوج سے مختار کو ہزیمت ہوئی تب وہ دار الامارۃ
کوفہ مین متحصن ہوا اسوقت اُسکے کسی رفیق نے کہا کہ لوگون نے یہ مشہور کیا ہی کہ آپ نے انتقام خون اہل بیت کا
تو صرف حیلہ ہی کیا تھا اصل مین آپ کی نیت طلب امارت تھی مختار نے جواب دیا کہ حقیقت حال تو یہی ہی کہ
مین نے دیکھا کہ فلان اور فلان جو حسب و نسب مین کسی طرح میرے برابر نہین ہین وہ تو اطراف مین امارت
کرتے ہین اور ہم خانہ نشین ہین حمیت شرافت نے جوش کیا اس سے بہتر کوئی حیلہ امارت کے واسطے نپایا جب تک

[illegible]

[illegible]

اقبال غالب رہا خوب بن پڑی اب دبارہ آیا تو اُس سے چارا ہی کیا ہی انتہی واللہ اعلم بالصواب آخرکار مصعب نے دارالامارہ کوفہ کو گھیر لیا اُسمین بھی مختار لڑا پھر آخر کو سنہ ۶۷ھ مین وہ کوفہ مین مارا گیا اُسکے مارے جانے کے بعد چھ ہزار آدمیون سے اُسکی ہمراہیون مین سے مصعب سے امان مانگی اُنھون نے امان دی مگر اُنکے فوج کے سردارون نے نہ مانا اور کہا کہ ان لوگون کے ہاتھ سے ہمارے ہزارون اقربا مارے گئے ہین ہم اُنکو زندہ نچھوڑینگے چنانچہ سبکو جانوران ماکول کی طرح سے ذبح کیا عجب نہین کہ ان چھ ہزار آدمیون مین اکثر وہ بھی ہونگے جنھون نے حضرت امام علیہ السلام کو بلا کر اُنکے ساتھ بیوفائی کی تھی اور بعد اُسکے اپنی اس بیمروتی کے سبب نادم اور شرمندہ ہوئے اور اُس حرکت سے توبہ کر کے مختار کے ساتھ بدلا لینے کو دشمنان اہل بیت سے آمادہ ہوئے اور حتی المقدور انتقام لیا بھی مگر اُنکی توبہ اللہ نے قبول نہین کی جب تک مثل عاصیان بنی اسرائیل کے وہ قتل نہین ہوئے ازالۃ السعادۃ مین ہی کہ بعضے مورخین نے لکھا ہی کہ مختار پہلے ہی فاسد العقیدہ تھا اور مذہب کیسانیہ اُس سے نکلا ہی اور ظاہر مین قائل تھا کہ محمد بن الحنفیہ مہدی موعود ہین اُسنے صرف حب جاہ کے لیے لوگون کو دھوکا دیا یہ تو مثل مشہور ہی کہ دشمن جب سب کا موسے تھکتا ہی تو دوستی کا دم بھرنے لگتا ہی اور دوستی مین وہ کام کرتا ہی جو دشمنی مین نہین کرسکتا اور میری خیال مین یہ آتا ہی کہ عادت اللہ اسپر جاری ہی کہ مظلومونکا بدلہ ظالمون سے بدترین خلائق کے ہاتھ سے لیا جائے جیسا کہ انتقام خون ناحق اپنے پیغمبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا بدترین خلائق یعنی بخت نصر کے ہاتھ سے لیا وہ خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اُسکو بیت المقدس والون پر مقرر فرمایا کہ اُس جماعت کا بھیجا تک اُسنے نکال ڈالا علی ہذا القیاس حال قاتلین امام حسین رضی اللہ عنہ کا بھی ہوا جو مظلوم شہید کیے گئے اور اُنکے خون کا بدلہ ایک روایت مین ستر ستر ہزار واقع ہوا ہی ارادۂ الٰہی نے چاہا کہ بجمیع الوجوہ سنت یحیائیہ یہان جاری فرمائے پس مختار ثقفی کو کہ اُسکے بدترین خلائق مین سے تھا قاتلین امام علیہ السلام پر مقرر کیا اور اُسکے ہاتھ سے انتقام خون ناحق اپنے رسول برحق کے فرزند کا لیا واللہ اعلم انتہی مین کہتا ہون کہ مختار کو علما کذابون مین سے شمار کرتے ہین اور حدیث يَخْرُجُ مِنْ ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ کو اسی پر حمل کرتے ہین اور یہی حضرت عمرؓ سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف مین ایک جھوٹا دوسرا لوگونکا ظلم وجور سے ہلاک کرنے والا ہوگا مبیر بضم میم وکسرۂ موحدہ وسکون یا اسکے معنی ہلاک کرنے والے کے ہین بولتے ہین اَبَارَ اللّٰہُ اَیْ اَھْلَکَہٗ اور یہ بھی بولتے ہین کہ رَجُلٌ حَائِرٌ بَائِرٌ صحاح جوہری مین ہی کہ بور بضم باے موحدہ مرد فاسد اور ہالک جسمین مطلق نیکی نہو ہم کہتے ہین کہ انھین معنون مین کلام اللہ مین آیا ہی وَکُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا (اور تھے تم لوگ ہلاک ہونے والے ۱۲) عبداللہ بن عصمہ جو تابعی حجازی ثقہ ہین کہتے ہین کہ کذاب سے حدیث مین مراد مختار بن عبیدہ ہی اور مبیر سے حجاج بن یوسف جامع ترمذی اور صحیح مسلم مین ہی کہ جسوقت حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو مارا تو اُنکی والدہ اسما بنت ابی بکر

نے کہا کہ ہمسے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف مین کذاب و مبیر ہوگا پس کذاب تو ہمنے
دیکھا لیکن مبیر پس مین گمان نہین کرتی ہون اسکو مگر تجکو حجاج سے اُنھون نے یہ خطاب کیا تھا انتہی پس
جسکی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرمائین تو اسکا کہنا ہی کیا ہی بیشک وہ ویسا ہی ہم
تحفہ اثنا عشریہ مین ہی کہ تحقیق کیسان مین اختلاف ہی صاحب صحاح اللغۃ یعنی جوہری نے کہا کہ کیسان
مختار کا نام ہی اور اکثر لغوی مثل صاحب قاموس وغیرہ جوہری کی تبعیت سے اسی طرف گئے ہین لیکن
ثقات اور معتمدان ارباب تاریخ کے نزدیک صحیح یہ ہی کہ کیسان حضرت امام حسن مجتبی کا چیلہ تھا اور محمد بن الحنفیہ
کا شاگرد تھا کہ اُسنے علوم غریبہ اخذ کیے اور نیز اسمین ہی کہ داعی فرقہ کیسانیہ دو شخص ہین کیسان اور مختار قصہ
انکی دعوت کا یہ ہی کہ جب حضرت امام حسین نے اشقیاے شام و عراق کے ہاتھ سے منصب شہادت پایا تو
کیسان نے دعوی کیا کہ جناب امیر کے بعد اصل مین محمد بن الحنفیہ ہی امام تھے نہ حسنین کیونکہ انھون نے معاویہ
اور اہل شام کے ساتھ محبت اور زمانہ سازی کی کیسان یہ کہکر لوگون کو محمد بن الحنفیہ کی طرف دعوت
کرنے لگا اور مختار اسکی اتباع مین سے ہوگیا اور جب کوفہ اور اُسکے نواح کی ولایت کو پاگیا تو لوگونکو
اپنے مذہب پر بلانے لگا الی آخر القصہ انتہی بقدر الضرورۃ آب ہم اس بیان کو ایک قصہ عجیب پر ختم
کرتے ہین وہ یہ ہی کہ جب مختار مارا گیا اور مصعب بن زبیر کا قبضہ کوفے پر ہوگیا تو آخر کو عبد الملک مصعب پر
چڑھ آیا اور مصعب بن زبیر اور مالک اشتر دونون کو مارا یہ معرکہ سنہ ۷۱ مین ہوا عبد الملک لیثی سے روایت ہی
کہ انھون نے کہا عجب اتفاق ہی کہ مین نے دار الامارۃ کوفہ مین پہلے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دیکھا
تھا کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا تھا پھر مین نے ابن زیاد کا سر دیکھا کہ مختار کے سامنے رکھا تھا پھر مختار کا سر
دیکھا کہ مصعب بن زبیر کے سامنے رکھا تھا پھر مصعب کا سر تیرے سامنے رکھا دیکھا عبد الملک نے یہ سنکر کہا کہ
خدا تجھے پانچوان سر نہ دکھلائے اور اسی وقت اُس دار الامارۃ کو گروا دیا انتہی آب باتباع ارشاد نبوی جو
آپنے مختار کذاب کے ساتھ حجاج مبیر کو ذکر فرمایا ہی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مین بھی حجاج بن یوسف ثقفی کا
کچھ حال اسکے ساتھ لکھون پھر حضرت عبد اللہ بن زبیر کے ماجراے شہادت کو بیان کرون

حجاج کا حال

حجاج بن یوسف ثقفی بن الحکم بن عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب ہی اُسکے دادا حکم کے پانچ
بیٹے ہوئے یوسف اور یحیی اور ایوب اور محمد اور سلیمان یوسف عبد الملک بن مروان کے
وقت مین بعض ولایتون کا عامل ہوا اُسکے دو بیٹے تھے حجاج اور محمد اور ایک بیٹی زینب محمد کو
عبد الملک نے یمن کا عامل مقرر کیا وہ وہین رہا اور وہین مرا حجاج کی کنیت ابو محمد تھی اور وہ چھوٹا تھا

اور پست آواز کذا فی معارف ابن ابی قتیبہ اور وفیات الاعیان مین ہی کہ ثقفی بفتح ثاء و قاف بعد
اُسکے فاء یہ نسبت ہی ثقیف کی طرف اور وہ ایک بڑا مشہور گروہ ہی طائف مین اور معتب بضم میم و فتحہ عین مہملہ
و تشدید تاء مکسورہ اُسکے بعد باء موحدہ ہی انتہی مسعودی نے مروج الذہب مین لکھا ہی کہ حجاج کی ماں فارعہ
بنت ہمام ابن عروہ بن مسعود ثقفی کی تھی پہلے یہ حرث بن کلدہ ثقفی حکیم عرب کے نکاح مین تھی ایک روز صبح
کے وقت اُسکے پاس آیا دیکھا کہ وہ بیٹھی خلال کر رہی ہی اُسنے اُسے طلاق کہلا بھیجی فارعہ نے پوچھ بھیجا کہ یہ
کیون کون بات بری مجھسے تو نے دیکھی اُسنے کہلا بھیجا کہ مین نے تجھے خلال کرتے دیکھا یہ دو حال سے خالی
نہین اگر تو نے کھانا کھایا ہی تو تو لالچی ہی یہ وقت ہی کون تھا کھانا کھانیکا اور اگر رات کو تو کھانا کھا کے
بغیر خلال کیے سو رہی تھی اور کھانا تیرے دانتون مین لگا رہگیا تھا تو تو پلید ہی اُسنے کہلا بھیجا کہ یہ کچھ نتھا
میرے دانتون مین مسواک کے جھوٹے اٹک رہے تھے اسوجہ سے مین خلال کرتی تھی پھر فارعہ سے
یوسف بن عقیل ثقفی نے نکاح کیا اُس سے حجاج پیدا ہوا اُسکے مخرج براز نہ تھا چھری سے چاک کر کے اُسکا
سوراخ بنایا گیا اُسنے بعد پیدا ہونے کے دودھ پینا چھوڑ دیا نہ ماں کا دودھ لیتا نہ دایہ کا سب گھر والے
پریشان ہوئے کہتے ہین کہ شیطان حرث بن کلدہ کی صورت بنکر اُن لوگون کے پاس آیا اور اُنکی اُس
پریشانی کا سبب پوچھا سب نے بیان کیا کہ یوسف کے فارعہ سے لڑکا پیدا ہوا ہی سو وہ دودھ نہین پیتا ہی
اُسنے کہا مین ایک تدبیر بتاتا ہون وہ کرو تو پینے لگے گا وہ یہ ہی کہ دو دن ایک ایک مرغا ذبح کرو اور اُسکا
خون اُسے پلاؤ اور تیسرے دن ایک بکرا کالا ذبح کرو اور اُسکا خون اُسے پلاؤ چوتھے روز ایک کالا سانپ
ذبح کرو اور اسکا خون اُسے چٹاؤ اور اُسکے مُنہ پر ملو دودھ پیے گا چنانچہ یہ کیا گیا چوتھے روز اُسنے دودھ
پیا اسی وجہ سے اُسکو بغیر خون کیے ہوئے چین نہین ملتا تھا اور خود کہا کرتا تھا کہ جتنی مجھے خون کرنے مین
لذت ملتی ہی اتنی کسی چیز مین نہین ملتی ابن جوزی نے تلقیح فہوم اہل الاثر مین لکھا ہی کہ حجاج کی ماں فارعہ
مغیرہ بن شعبہ کے پاس تھی اور حجاج ہی نے شہر واسط بنایا ہی اور اُسکا یہ نام اسواسطے رکھا کہ یہ شہر
متوسط ہی درمیان بصرہ اور کوفہ کے اور کہا ابن جوزی نے شذور العقود مین جو مرتب ہی حالات سنین پر
کہ اس شہر کی بنا ۷۵ھ سے شروع ہوئی تھی اور وہ ۸۶ھ مین بن چکا واللہ اعلم انتہی اور ابن عبد ربہ نے
بھی اپنی کتاب عقد الفرید مین لکھا ہی کہ فارعہ زوجہ تھی مغیرہ بن شعبہ کی اور اُسنے اسی خلال کرنے کی وجہ سے

اُسکو طلاق دیدی تھی انتہی معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ ابوالیمان نے حریز بن عثمان سے اُنھون نے عبدالرحمن
بن عمرو سے اُنھون نے ابی عذبہ حضرمی سے روایت کی کہ کہا اُسنے کہ ہم چار آدمی اہل شام سے حج کرنے کو
آئے تھے ایک روز ہم سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر تھے کہ عراق سے خبر آئی کہ وہان
والون نے اپنے امام کو آگ مین ڈالدیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے واسطے نکلے پھر ہمسے پوچھا کہ تم مین اہل
شام کا رہنے والا کون ہی ہم مین ہی ساتھیون سمیت اُٹھ کھڑا ہوا آپ نے فرمایا ای اہل شام تم مستعد ہو اور اہل
عراق کے ساتھ جنگ کا سامان کرو کیونکہ شیطان اُن مین انڈا دیچکا اور اُسکا بچہ بھی نکل آیا ہی پھر فرمایا ای
اللہ اُن لوگون نے مجھے پوشیدہ رکھا ہی تو اُنپر پوشیدہ رکھ اور ای اللہ اُنپر جلد لا وہ لڑکا ثقفی کا جو اُن مین
جاہلیت کے حکم کریگا اور نہ مانیگا اُنکی خوبیون کو اور نہ تجاوز کریگا اُنکی بُرائیون سے انتہی عقد الفرید مین ہی کہ
حجاج اور اُسکا باپ دونون طائف مین لڑکے پڑھایا کرتے تھے پھر حجاج عبدالملک بن مروان کے وزیر روح
ابن زنباع جذامی سے جا ملا اور اُسکی چاؤشون مین نوکر رہا یہان تک کہ عبدالملک نے دیکھا کہ اُسکے لشکر کے
لوگ اُسکے تابع نہین ہین تب وزیر سے اسکی شکایت کی وزیر نے عرض کی کہ میرے یہان ایک شخص ہی حجاج
نام اگر آپ اُسکو امیر لشکر مقرر کرین تو وہ سب کو خوب درست کردیگا عبدالملک نے منظور کیا اور اُسکو مقرر
کردیا رفتہ رفتہ یہ اپنے مرتبے مین متقدم ہوگیا اور جو خونریزیان کہ اُسنے کین اور جیسا خلق خدا کو اسنے ستایا
اور تباہ کیا اُسکے قصے ایسے عجیب وغریب ہین کہ اُنکے مثل سنے نہین گئے انتہی مختصراً معارف ابن ابی قتیبہ مین
ہی کہ حجاج پہلی ولایت تبالہ مین مقرر ہوا تھا مگر وہ ملک اُسکے نگاہ مین کچھ جچا نہین اسواسطے وہ وہان سے
چلا آیا تب سے یہ مثل مشہور ہوگئی کہ اَهْوَنُ مِنْ تَبَالَةَ عَلَى الْحَجَّاجِ یعنی فلان چیز آسان تر ہی حجاج پر
ولایت تبالہ سے پھر جب حضرت ابن زبیر سے مقابلہ ہوا تو حجاج نے عبدالملک سے کہا کہ مین نے خواب مین
دیکھا ہی کہ ابن زبیر کی مین نے کھال کھینچ ڈالی ہی آپ مجکو اُنکے مقابلے کو بھیجین عبدالملک نے ہزار سوار
دیکر اُسکو روانہ کیا اور کہدیا کہ طائف مین ٹھہرنا اور میرے حکم کا انتظار کرنا چنانچہ یہ وہان ٹھیرا جب عبدالملک
کا حکم آیا کہ ابن زبیر سے قتال کر تب مکے گیا اور وہان اُس سے واقع ہوا جو کچھ کہ واقع ہوا بعد اُسکے حجاج
حجاز مین مقرر ہوا وہان تین برس رہا اور ہر سال موسم مین یہی نماز پڑھاتا تھا پھر عراق مین مقرر ہوا اُسکی
عمر ۳۳ برس کی تھی بیس برس وہان رہا وہان والون کو دق کرتا اور ذلیل کرتا رہا انتہی کہتے ہین کہ ایک دن
حجاج نے خطبہ پڑھا اور اثنائے خطبہ مین بیان کیا کہ ای لوگو اللہ کے محارم پر صبر کرنا اس سے آسان زیادہ
صبر کرنا ہی اُسکے عذاب پر ایک مرد نے کہا ای حجاج افسوس تجکو شرم نہین آتی ہی حجاج نے حکم دیا کہ اُسکو
قید کرلو وہ قید ہوگیا جب منبر سے یہ اُترا تو اُس شخص سے کہنے لگا کہ تو نے مجھ پر جرأت کی اُسنے کہا کیا ہوا

جو مین نے تجھ جرأت کی کیا تو نہین اللہ پہ جرأت کرتا ہی جو یہ خونریزیان کرتا ہی اور خدا سے نہین ڈرتا ہے اُسنے یہ سنکر اُسے چھوڑ دیا انتہی کذا فی مرآۃ الجنان و وفیات الاعیان ترجمہ احیاء العلوم مین ہو کہ کہتے ہین کہ حطیط زیات کو حجاج نے بلایا جب وہ اُسکے سامنے آئے تو اُسنے پوچھا کہ حطیط تو ہی ہو کہنے لگے ہان پوچھ جو تیرا دل چاہے مین نے مقام ابراہیم مین خداوند تعالی سے تین عہد کیے ہین ایک یہ کہ جو بات مجھسے پوچھی جائیگی اُسمین جو حق ہوگا مین وہی کہونگا دوسرے اگر مصیبت مین مبتلا ہونگا تو صبر کرونگا تیسرے اگر عافیت سے رہونگا تو شکر کرونگا حجاج نے کہا کہ تو میرے حق مین کیا کہتا ہی کہنے لگے کہ تو زمین پر خداوند تعالی کے دشمنون مین سے ہی لوگون کی ہتک عزت کرتا ہی اور تہمت پر قتل کرتا ہی حجاج نے کہا کہ امیر المومنین عبد الملک بن مروان کے حق مین کیا کہتا ہی کہنے لگے کہ اُسکا جرم تجھسے بھی بڑھکے ہی اُسکی سب خطاؤن مین سے ایک خطا تو ہی ہی (یعنی تیرا اُسکے یہان با اقتدار ہونا) حجاج نے حکم دیا کہ اس شخص کو عذاب دو چنانچہ عذاب ہونے لگا اور نوبت یہ پونہچی کہ بانس کو چیر کر کھپاچین اُسکی اُنگلے گوشت پر رکھکر رسیون سے باندھین پھر ایک ایک کھپاچ کھینچنا شروع کی یہانتک کہ سب گوشت اُدھڑ گیا مگر اُنھون نے اُف نہ کی حجاج سے کہا گیا کہ اب وہ حالت نزع مین ہین تب اُس موذی نے کہا کہ اُسکو اُٹھا کر بازار مین پھینکدو جعفر کہتے ہین کہ مین اور اُسکا ایک رفیق اُنکے پاس گیا اور پوچھا کہ ای حطیط تجھکو کوئی حاجت ہی کہا پانی پینا چاہتا ہون ہمنے پانی لا دیا اُنھون نے اُسکو پیکر اُسی کے ساتھ ہی کاسۂ موت پی لیا اُنکی عمر اٹھارہ برس تھی رحمۃ اللہ علیہ اور منتخب اللغات مین قبعثری شاعر کی فصاحت کے بیان مین یہ نقل لکھی ہوئی ہی کہ وہ انگور کی فصل مین ایک گروہ شعرا و ظرفا کے ساتھ باغ مین گیا وہان کچھ ذکر حجاج کا ہوا قبعثری کہنے لگا کہ اَللّٰهُمَّ سَوِّدْ وَجْهَهٗ وَاقْطَعْ عُنُقَهٗ وَاَسْقِنِیْ مِنْ دَمِهٖ یعنی ای اللہ تو اُسکا منہ کالا کر اور اُسکی گردن کاٹ اور اُسکا خون مجھے پلا یہ خبر حجاج کو پونہچی اُسنے فی الفور اُسکے حاضر کرنے کا حکم دیا جب یہ آیا تو حجاج کو غصے مین دیکھا فی البدیہ کہنے لگا کہ چونکہ انگور کے پکنے کا زمانہ قریب تھا تو مین نے از روے شوق خدا سے دعا کی کہ انگور پکین اور سیاہ ہون کہ مین اُنکا شیرہ نچوڑ کر پیون مگر دشمنون نے اُسکو اس طور پر آپ کے گوش گذار کیا حجاج اُسکی اس فصاحت بیانی سے عاجز آکر غصہ ہوا اور کہنے لگا لَاَحْمِلَنَّكَ عَلَی الْاَدْهَمِ مین تجھے لوہے کی بیڑی پر سوار کرونگا اُسنے ادہم کے معنی سیاہ گھوڑے کے لیے اور بولا کہ مِثْلُ الْاَمِیْرِ یَحْمِلُ عَلَی الْاَشْهَبِ وَالْاَدْهَمِ یعنی امیر ایسے کو یہی لائق ہو کہ اشہب گھوڑے پر سوار کرے یا ادہم پر حجاج بولا کہ اَرَدْتُ حَدِیْدًا یعنی یہ نہین مین نے تو ادہم سے لوہے کی بیڑی مراد لی ہی قبعثری نے حدید کے معنی بدل کر کہا کہ لَاَنْ یَّكُوْنَ حَدِیْدًا خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّكُوْنَ بَلِیْدًا یعنی جو گھوڑا تیز رو ہوتا ہے

وہ کندرفتار سے بہتر ہوتا ہی حجاج اُسکی کمال فصاحت اور بلاغت اور سرعت جوابی سے متعجب ہوا اور خوش ہو کر اُسکے قصور کو معاف کیا انتہی مین کہتا ہون کہ یہ معافی اُسکی ایک عجیب بات ہی اُسنے اپنی عادت کو بدلا لکمال کیا یہ کام اُسنے اچھا کیا اور ایسا ہی وہ جو اُسنے قرآن کے اعراب دلوانے کے بارے مین کیا ہی یہ قصہ تاریخ ابن خلکان مین مذکور ہی کیا ہوا جہان انسان مین دس برائیان ہوتی ہین تو ایک بھلائی بھی ہوتی ہی اُسکی سفاکی اور ناحق خونریزی کی یہ کیفیت تھی کہ ترمذی شریف کے بَابُ مَاجَاءَ فِی ثَقِیفٍ کَذَّابٌ وَّمُبِیرٌ مین ہشام بن حسان سے منقول ہی کہ اُسنے بیان کیا کہ لوگون نے شمار کیا اُن لوگون کو جنکو اُسنے ناحق مارا تو اُنکی گنتی ایک لاکھ بیس ہزار کو پہونچی انتہی اور جو لڑائی اور معرکون اور خطاؤن مین مارے گئے اُنکا حساب نہین کذا فی مجمع البحار اور بعضے ایک لاکھ چوبیس ہزار بھی لکھتے ہین اور جو قید ناحق مین مرے وہ پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتین تھین اور اُسنے ایک قید خانہ بنایا تھا اُسمین چھت نتھی تا کہ گرمی اور سردیکا بچاؤ نہو اور جب یہ مرا تو قید خانے مین ۳۳ ہزار مظلوم بلا وجہ قید تھے جنکو ولید بن عبدالملک نے چھوڑا لکھا ہی کہ حجاج ایک روز سوار ہو کر قید خانے کی طرف نکلا جمعے کا دن تھا دفعۃً بلند آوازین آنے لگین اُسنے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہی ساتھیون نے کہا کہ قیدی بھوک پیاس سے روتے ہین اور جمعے کی نماز بھی پڑھتے ہین اُسنے حکم دیا کہ قیدی بولنے نپائین قیدیون نے اُسدن سے جمعہ بھی چھوڑ دیا اور بولنا بھی موقوف کر دیا علمانے اس فعل سے اُسکی تکفیر فرمائی ہی اخبار الدول مین ہی کہ حجاج نے ایکدن چند آدمیون کو دیکھا کہ حجرۂ نبوی کا طواف کرتے ہین کہنے لگا کہ نہین طواف کرتے ہین یہ مگر تودۂ خاک کا اس قول سے بھی علمانے اُسکی تکفیر فرمائی ہی تاریخ یافعی مین ہی کہ سب سے بڑی حرکت اُسکی جسنے اُسکی جان ہی لیڈالی یہ ہی کہ اُسنے قتل کیا حضرت سعید بن جبیر کو کہ اُسکے بعد یہ مر ہی گیا اور اللہ نے اپنے بندون اور ملکون کو اُسکے فساد اور افساد سے راحت دیدی وفیات الاعیان مین ہی کہ یہ ابو عبداللہ اور بعضے کہتے ہین ابو محمد سعید بن جبیر ابن ہشام اسدی ہیں بنی والبہ بن حرث بطن بنی اسد بن خزیمہ سے تھے کوفے کے رہنے والے اور اعلام تابعین سے تھے اور شاگرد تھے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے خصیف نے کہا کہ تابعین مین عالم تر مسائل طلاق کے سعید بن المسیب تھے اور حج کے عطا اور حلال و حرام کے طاؤس اور تفسیر کے ابو الحجاج مجاہد بن جبیر اور ان سب کے جامع سعید بن جبیر تھے حضرت خواجہ حسن بصری نے فرمایا کہ حجاج نے سعید کو مارا اے اللہ تو ہلاک کر اُس فاسق ثقیف کو اللہ کی قسم اگر اہل مشرق و مغرب اُنکے قتل مین شریک ہوتے تو سب کے سب منہ کے بل دوزخ مین گر پڑتے امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ مارے گئے سعید اور نتھا روے زمین پر کوئی شخص ایسا جو محتاج نہو تا اُنکے علم کا اور مسلط نہ کریگا اللہ اُسکے بعد حجاج کو کسی کے قتل پر سعید ابتدا ے حال مین عبداللہ بن

عتبہ بن مسعود کے کاتب تھے پھر ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری کے کاتب ہوئے ابونعیم اصبہانی نے تاریخ
اصبہان مین لکھا ہی کہ یہ اصبہان مین گئے وہان ایک مدت تک رہے پھر وہان سے عراق مین آئے اور قریہ سیلان مین رہے
اور یہ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث بن قیس کے ساتھ تھے جب اُسنے خروج کیا تھا عبدالملک بن مروان پر
جب عبدالرحمٰن دیر جماجم مین مارا گیا اور اُسکے ساتھی شکست کھا کر بھاگے تو یہ بھی انکے ساتھ بھاگے اور
مکے مین آئے وہان اُسوقت لیکن خالد بن عبداللہ قسری والی مکہ تھا اُسنے انکو مع اسمٰعیل بن واسط بجلی کے
پکڑکے حجاج کے پاس بھیجدیا لکھا ہی کہ جب سعید پکڑے گئے تھے تو کہتے تھے کہ دغا کی مجھسے دغا کرنے والے
نے بیت اللہ مین مین اُسے سونپتا ہون اللہ کو یعنی خالد قسری کو جب یہ حجاج کے پاس پونہچے تو
حجاج نے انسے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی کہا سعید بن جُبیر کہنے لگا نہین بلکہ شقی بن کُسیر انھون نے کہا
میری مان تمسے زیادہ جانتی تھین میرے نام کو یعنی وہ تو یہی کہتے تھین جو مین کہتا ہون حجاج نے کہا تم اور
تمھاری مان دونون شقی ہو انھون نے کہا کہ غیب کا تو عالم خدا ہے تو کیا جانے کہ شقی کون اور سعید کون ہی
اُسنے کہا مین تمکو دنیا کے بدلے دہکتی ہوئی آگ مین ڈالونگا اُنھون نے کہا اگر مین جانتا کہ تیرے ہاتھ مین یہ ہی
کہ تو جسکو چاہے دوزخ مین ڈالے اور جسکو چاہے بہشت مین پونہچائے تو مین تجھی کو خدا مانتا کہنے لگا کیا کہتے ہو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین اُنھون نے کہا وہ نبی رحمۃ اور امام ہدی تھے کہا علی کے حق مین کیا کہتے ہو
وہ جنت مین ہین یا نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ دوزخ مین انھون نے کہا اگر مین جنت مین جاؤن گا
اور وہان والون کو پہچانونگا تو جان لونگا انکو جو وہان ہین حجاج نے کہا کہ خلفا کے حق مین کیا کہتے ہو
کہا تو اُنپر وکیل نہین ہی کہنے لگا اُن مین سے تمہارے نزدیک کون عجب تر ہی کہا جو اُن مین پسندیدہ زیادہ تھے
اپنے رب کو پوچھا وہ کون تھے کہا اسکا علم اُسی کو ہی جو اُنکے چھپے اور کھلے کو جانتا ہی کہا مجھے یہ پسند ہی کہ تم میری
تصدیق کرو کہا اگر مین تجھے دوست نرکھونگا تو اطمینان رکھ کہ مین تجھپر جھوٹ بھی نہ باندھونگا یعنی حق بات
کہونگا اسمین کچھ دوستی و دشمنی کا لحاظ نہوگا پھر حجاج نے کہا کہ تم ہنستے کیون نہین ہو انھون نے کہا کیسے
ہنس سکتا ہی وہ شخص جو پیدا کیا گیا مٹی سے اور پھر اُسکو آگ کھائیگی حجاج نے کہا کہ پھر میرا کیا حال ہی
جو مین ہنستا ہون انھون نے کہا کہ سب دل برابر نہین ہوتے ہین کوئی سمجھتا ہی اور کوئی نہین پھر حجاج نے
موتی اور زبرجد اور یاقوت انکے روبرو جمع کرائے اس غرض سے کہ یہ سمجھین کہ ہم یہ کچھ دیکھکر اسکی خوشی مین
ہنستے ہین سعید نے فرمایا کہ اگر تو نے انکو اسواسطے جمع کیا ہی کہ انکی وجہ سے قیامت کے دن فزع سے
بچ جائے تو یہ اچھے ہین ورنہ اسکی ایک فزع وہ ہی جسمین بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی اُسکو
جسکو اُسنے دودھ پلایا ہی اور دنیا مین وہی چیز اچھی ہی جو حلال طیب ہو اور زکوۃ دی ہوئی ہو پھر حجاج نے

ڈھول اور نای منگوائی جب عود بجایا گیا اور نای پھونکی گئی تو سعید رونے لگے حجاج نے کہا اب کیون روتے ہو
یہ تو ایک کھیل ہی سعید نے فرمایا مین روتا ہون اسواسطے کہ نَے کے پھونکنے سے مجھے وہ دن یاد پڑا جسمین صور
پھونکا جائیگا اور عود تو درخت تھا جو ناحق کاٹا گیا اسکی بازپرس قیامت کے دن کاٹنے والے سے ہوگی حجاج
نے کہا افسوس تجکو ای سعید انھون نے کہا نہین افسوس ہی اُسکو جو دور کیا گیا ہو دوزخ سے اور داخل کیا گیا ہو
جنت مین حجاج نے کہا بتاؤ تمکو کسطرح سے قتل کرون انھون نے کہا ای حجاج تو اپنی خبر لے قسم اللہ کی جسطرح
تو مجھے یہان ماریگا اسی طرح تو وہان آخرت مین مارا جائیگا حجاج نے کہا کیا یہ چاہتے ہو کہ مین تمھارا قصور معاف
کرون تمکو چھوڑ دون اُنھون نے کہا تو کیا معاف کریگا معاف کرنے والا میرا اللہ ہی حجاج نے اپنے نوکرون
سے کہا کہ انکو لیجاؤ اور قتل کرو جب وہ لوگ کھینچ چلے تو یہ ہنستے ہوے قتل ہونے کو نکلے لوگون نے یہ خبر حجاج کو
پہونچائی اُسنے انکو پھر بلا کر پوچھا کہ اب کیون ہنستے ہو کہا مجھے تعجب ہوا تیری اس جرأت پر جو اللہ سے تو کرتا ہی
اور اللہ کے اس حلم پر جو وہ تجھسے کرتا ہی حجاج نے نطع مانگی وہ آئے اور بچھائے گئے اور حکم دیا کہ انکو مارو پس
سعید نے کہا اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ
مین نے متوجہ کیا منہ کو اُسکے واسطے جسنے پیدا کیا آسمان اور زمین کو توحید کرنے والا ہو کر اور نہین ہون مین
شریک لانے والون سے حجاج نے کہا انکا مُنہ قبلے کی طرف سے پھیر دو جب پھیر دیا گیا تو سعید نے فرمایا
فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پس جدھر کو منہ کرو تم پس وہین ہی منہ اللہ کا حجاج نے کہا انکو مُنہ کے بھل اوندھا
کردو جب ایسا کیا گیا تو اُنھون نے فرمایا مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی
یعنی اُس سے پیدا کیا ہمنے تمکو اور اُسمین دوبارہ لیجائینگے ہم تمکو اور اُسیمین سے نکالینگے ہم تمکو دوسری بار
حجاج نے کہا انکو ذبح کرو سعید نے فرمایا خبردار مین کہتا ہون اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ
لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ای اللہ اسکو پکڑ میری طرف سے تو یہانتک کہ ملا دے تو اُسکو مجھسے
قیامت کے دن اور دعا مانگی کہ ای اللہ اسکو مسلط نکیجیو کسی پر میرے قتل کے بعد چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حجاج کو
پھر اور کسی کے مارنے کی مہلت ہی نہ ملی خود ہی جہان کا تھا وہان پہونچا انتہی معارف مین ہی کہ جب حضرت
سعید کی گردن اڑا دی گئی تو انکا سر مبارک زمین پر ڈھلکتا پھرتا تھا اور اُس سے آواز آتی تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یہانتک کہ حجاج نے حکم دیا کہ انکے پیرون کو انکے منہ پر رکھ دو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ جب یہ کیا گیا
تب وہ سر خاموش ہوگیا ابو الخطاب کہتے ہین کہ مجھسے ابو داؤد نے بیان کیا اور اُن سے عمارہ بن اذان نے
اور اُن سے ابو الصہباء نے کہ حجاج نے سعید بن جبیر سے کہا کہ تمکو کسطرح قتل کرون اُنھون نے فرمایا
مین کیسے بتاؤن تو ہی جیسا چاہے ویسا کر کہ قصاص تیرے سامنے ہی تب اُسنے کہا ای شقی ابن کسیر مین نے

کوفے مین تجھے امام بنایا تھا کہ نہین آنھون نے کہا ہان کہا مین نے تجھے پہلے قاضی کیا تھا کوفے کا اور کوفہ والون
نے اسکی مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ قاضی کوئی عرب کا آدمی ہونا چاہیے تب مین نے ابا بردہ کو قاضی مقرر
کیا تھا اور اُس سے کہدیا تھا کہ وہ کوئی بات بغیر تمھارے حکم کے نکیا کرے آنھون نے کہا ہان البتہ ایسا ہوا تھا
کہا مین نے تمکو اتنا مال دیا تھا کہ تم اُسی اہل حاجت کو دیدینا پھر مین نے نہین پوچھا کہ وہ تمنے کیا کیا حاجتمند انکو
دیا یا نہین آنھون نے کہا ہان کہا پھر باوصف اِن احسانون کے تمنے مجپر خروج کیا کہا ابن اشعث کی بیعت میرے
گلے مین تھی حجاج یہ سنتے ہی غصے مین آکر کہنے لگا کہ امیر المؤمنین عبدالملک کی بیعت اسکے قبل تمھارے گلے مین تھی
واللہ مین تمکو مارونگا انتہی مرآۃ الجنان اور وفیات الاعیان مین ہو کہ جب یہ قتل ہو چکے تو انکے خون بہت نکلا
حجاج نے اطبا کو بلایا اور پوچھا کہ اِسکا کیا سبب ہو کہ انکے اتنا بہت سا خون نکلا اور انکے پہلے جو مارے گئے انکے
اتنا خون نہین نکلا اطبا نے کہا اِسکی وجہ یہ ہو کہ یہ جب قتل کیے گئے تو انکی جان باقی تھی اور خون جان کا تابع
ہوتا ہو اور اورون کی یہ حالت ہوئی کہ اُنکی مارے خوف کے جان جاتی رہی تھی اتنا خون اُنکے کہان سے
آتا جس قدر تھا وہ بھی خشک ہو گیا انتہی یہ واقعہ شہادت حضرت سعید بن جبیر کا شعبان ۹۵ھ سنہ مین اور
بقول ابن ابی قتیبہ چورانوے مین ہوا ابن جبیر کی عمر اُسوقت انچاس برس کی تھی انکا مزار ظاہر واسط مین
زیارتگاہ خلائق ہو رضی اللہ عنہ آنکے دو صاحبزادے تھے عبداللہ بن سعید اور عبدالملک بن سعید اور اِن
دونون سے روایت ثابت ہو وفیات الاعیان مین ہو کہ حجاج کو اکلہ کا مرض ہو گیا اُسکے پیٹ مین کیڑے
پڑگئے اُسنے طبیب کو بلایا طبیب نے گوشت کی بوٹی لیکر ایک دھاگے مین باندھی اور اُسکے حلق مین وہ
بوٹی اُتاردی اور تھوڑی دیر رہنے دی پھر اُسکو کھینچا اُسمین بہت سے کیڑے لپٹے ہوئے نکل آئے اور اُسکو
سردی اسقدر معلوم ہوتی تھی کہ انگیٹھیان آگ کی بھری ہوئین اُسکے قریب رکھی جاتی تھین اور ایسا بھی ہوتا تھا
کہ اُسکی کھال بھی جلنے لگتی تھی مگر اُسکو کچھ احساس نہوتا تھا اُسنے خواجہ حسن بصری سے اسکی شکایت کی اُنھون نے
فرمایا کہ مین تجھے منع کیا کرتا تھا کہ صالحین سے تعرض نکر تو نے نہ مانا اُنکے ستانے اور مارنے کی یہ شامت ہی نقل ہو
کہ حجاج نے خواب مین دیکھا کہ میری دونون آنکھین نکل پڑین اُسکے نکاح مین ہند بنت مہلب و ہند بنت
اسماء ابن خارجہ تھین اُسنے اِن دونون کو طلاق دیدی اس خیال پر کہ خواب کی تعبیر یہی ہو اسکے تھوڑے زمانے
کے بعد یمن سے اسکے بھائی محمد بن یوسف کے مرنے کی خبر آئی اور اُسیدن اُسکا بیٹا محمد بن حجاج بھی مرا تب
اسنے کہا واللہ میرے خواب کی تعبیر یہی تھی کہ یہ دونون محمد ایک ہی دن مرینگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

[illegible]

لکھا ہی کہ جب حجاج کا بھائی ماہ رجب ۹۱ھ سنہ مین یمن مین مرا اور وہین دفن ہوا اور وہ وہین کا والی تھا تو ولید بن
عبد الملک نے حجاج کو تعزیت کا خط لکھا حجاج نے ولید کو اُسکا جواب لکھا کہ اے امیر المومنین میرے اور میرے
بھائی کی زائد جدائی نہین ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہتے ہین کہ جب حجاج مرنے لگا تو اُسنے ایک نجومی کو بُلایا
اور کہا کہ تو اپنے علم کے ذریعے سے جانتا ہی کہ کوئی بادشاہ مریگا اُسنے کہا ہان مگر وہ تم نہین ہو کہا کیون نجومی
نے کہا اسواسطے کہ جو مرنے والا ہی اُسکا نام کلیب ہی تب حجاج نے کہا واللہ یہ میرا ہی نام ہی میری مان نے
میرا نام یہی رکھا تھا پس اُسنے وصیت کردی انتہی معارف مین ہی کہ اُسنے اپنے مرتے وقت یزید بن ابی مسلم کو
خراج پر خلیفہ کیا اور یزید بن ابی کبشہ کو لڑائی پر اور اپنے بیٹے عبد الملک بن حجاج کو حکم کیا کہ لوگونکو نماز پڑھائے انتہی
یافعی لکھتے ہین کہ حجاج کو مرض الموت مین کبھی غش آتا تھا اور کبھی افاقہ ہوتا تھا جب افاقہ ہوتا تو کہتا
مالی وللسعید بن جبیر نقل ہی کہ ایک روز حجاج مرض الموت مین سوگیا خواب مین دیکھا کہ سعید بن جبیر اسکے
دامن کو پکڑے فرماتے ہین کہ اے اللہ کے دشمن تونے مجھے کیون قتل کیا یہ ڈر کر جگا اور کہنے لگا مالی وللسعید بن
جبیر اور مرض الموت مین وہ یہ پڑھتا تھا جو عبید بن سفیان عکلی نے کہا ہی اُسکا ترجمہ یہ ہی کہ اے اللہ دشمنون نے
غلیظ قسمین کھائی ہین اسکی کہ مین دوزخ مین جاؤنگا اور وہ قسمین کھاتے ہین ان باتون کی جنکو اُنھون نے
نہین دیکھا ہی افسوس اُنکو کیا گمان ہی عظیم العفو غفار سے پندرہ روز وہ بیمار رہا اور رمضان ۹۵ھ سنہ مین
شہر واسط مین مرگیا اور وہین دفن ہوا اُسکی قبر چھپا دی گئی اور اُسپر پانی بہا دیا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ
شوال ۹۵ھ سنہ مین مرا اور اُسکی عمر ترپن یا چوّن برس کی ہوئی اور یہی اصح ہی طبری نے تاریخ کبیر مین لکھا ہی کہ
حجاج کا انتقال جمعے کے دن اکیسوین رمضان مین ہوا اور بعضے کہتے ہین ستائیسوین رمضان کی شب کو اور اُسکی
عمر بعضے پچپن برس کی کہتے ہین اور کہتے ہین کہ خواجہ حسن بصری نے جب حجاج کے مرنے کی خبر سنی تو شکر کا سجدہ
کیا اور کہا اے اللہ جیسا تونے اُسے مارا ہی ویسا ہی اُسکے طریقے کو بھی مٹا نقل ہی کہ کسی نے اُسکو خواب مین دیکھا
پوچھا کہ تیرے ساتھ اللہ نے کیا کیا کہا ہر مقتول کے عوض مین مجھے ایکبار قتل کیا اور سعید بن جبیر کے بدلے ستر بار
قتل کیا نقل حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے مین نے حجاج کو خواب مین دیکھا تو مردار
بدبودار نظر آیا مین نے پوچھا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہنے لگا کہ بعوض ہر مقتول کے مجکو ایک ایک بار
قتل کیا اور سعید بن جبیر کے بدلے ستر بار قتل کیا انتہی حجاج کے چار بیٹے ہوئے محمد اور ابان اور عبد الملک اور
ولید محمد نے تو انتقال اپنے باپ کے سامنے ہی کیا اور اُسنے اولاد چھوڑی دمشق مین اور عبد الملک کی اولاد بصرے
مین ہی اور ابان اور ولید کے کوئی عقب نہین انتہی کذا فی معارف ابن قتیبہ حال حضرت عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ عنہما کا انکے والد ماجد حضرت زبیر ابن العوام حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک

عشرۂ مبشرہ مین سے ہین اور والدۂ ماجدہ انکی حضرت اسمار بنت حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جنکا لقب ذات النطاقین ہی یہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھین اُنسے یہ دش برس بڑی تھین تیرہ آدمیون کے بعد مکے مین یہ مسلمان ہوئین اور اپنے بیٹے کی قتل کی مصیبت دیکھکر دش روز کے بعد اور بعضے کہتے ہین کہ بیس دنکے بعد مکے مین ۷۳ سنہ مین انھون نے انتقال فرمایا آخر وقت مین نابینا ہوگئی تھین مگر انکی عقل مین کوئی فتور نتھا اور نہ دانت گرے تھے اور تفریح الاذکیا مین اخبار الدول کی عبارت سے انکا ایک سال زندہ رہنا معلوم ہوتا ہی چنانچہ اُسمین لکھا ہی کہ جب لوگون نے جسد عبد اللہ کا حجاج سے مانگا تو اُسنے انکار کیا اور کہا جب تک والدہ عبد اللہ کی شفاعت نکریگی ندونگا چنانچہ ایک برس جسد مبارک اُنکا بلا دفن پڑا رہا آخر اسمار نے طلب کیا اور پایا اور غسل دیکر ارضیہ میت یحیی واقع مدینہ مین دفن کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور انکا ذات النطاقین لقب ہونیکا قصہ یون ہی کہ جب حضرتؐ نے مکے سے ہجرت فرمائی تو جس برتن مین کہ حضرت اور خود انکے والد کا ناشتہ تھا اُسکو انھون نے جو دوپٹہ اوڑھے تھین اُسے پھاڑکر اُسکے ٹکڑے مین باندھا تھا تب حضرت نے فرمایا کہ اِسکے عوض تمکو جنت مین دو دوپٹے ملینگے جب سے اُنکا لقب ذات النطاقین ہوگیا اور بعضی کتابون مین ہی کہ ایک ٹکڑے مین دوپٹے کے اُنھون نے وہ ناشتہ باندھا اور دوسرے سے مشک واللہ اعلم صراح مین ہی کہ نطاق بالکسر کمربند و میان بند مردان جسکو ہندی مین پٹکہ کہتے ہین اور ایک کپڑا ہی جسکو عورتین پہنتی ہین اور اُسکے درمیان کو باندھکر جانب بالا کو اُسکی جانب زیرین کی طرف سے لٹکا کر زانو تک چھوڑ دیتے ہین اور اُسکا جانب زیرین زمین تک پہونچتا ہے اور اُسکے لیے گود اور جامے بند شلوار اور دونون ساقین نہین ہوتی ہین انتہی اور حضرت ابن زبیر کی دادی حضرت صفیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہین آبن زبیر کی ولادت مدینے مین بیس مہینے کے بعد ہجرت کے واقع ہوئی مسلمانون کو اُنکی ولادت کی بڑی خوشی ہوئی اس سبب سے کہ یہود کہتے تھے کہ ہمنے سحر کیا ہی مسلمانون کے اولاد نہوگی جب یہ پیدا ہوئے تو انکی والدہ انکو حضرت کے حضور مین لائین اور آپکے گود مین دیا آپنے کھجور منگوائی اور اُسکو چباکر لعاب دہن اپنا اُنکے منہ مین ڈالا اور تالو مین لگایا اسکو تحنیک کہتے ہین اور اہل اسلام عرب کا طریقہ ہی کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہی تب اُسکا بزرگ چھوہارے کو چبا کر تھوڑا سا اُسکے تالو مین لگا دیتا ہی اور تھوڑا سا پیٹ مین اُتار دیتا ہی منتخب مین ہی کہ حنک بالفتح لڑکی کے تالو مین ملنا خرمہ وغیرہ کا انتہی غرض انکی تحنیک آنحضرتؐ نے کی اور اول انکے پیٹ مین حضرت کا تبرک گیا اور حضرت نے انکے واسطے دعا کی اور برکت طلب فرمائی ترمذی مین حضرت عایشہ صدیقہ سے روایت ہی کہ دیکھا حضرت نے زبیر کے گھر مین چراغ تو مجھسے فرمایا کہ مین گمان کرتا ہون کہ اسمار جنی ہین یعنی چراغ جلنے کا اسوقت سبب یہی معلوم ہوتا ہی

کہ اسمار کے لڑکا پیدا ہوا ہی اور وہ حاملہ تھین سو نام نہ رکھنا اُسکا یہانتک کہ مین نام رکھون پس نام رکھا آپ نے اُنکا عبد اللہ اور تحنیک کی آپ نے یافعی نے لکھا ہی کہ روایت ہی کہ جب ابن زبیر پیدا ہوئے تھے تب ساری اصحاب نبوی نے تکبیر کہی تھی اور جب وہ شہید ہوئے تب اہل شام نے تکبیر کہی اسپر عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ جن لوگون نے ولادت پر تکبیر کہی تھی وہ بہتر تھے اُنسے جنھون نے اُنکے قتل پر تکبیر کہی اور تحقیق وہ مالک ہو گئے تھے حجاز اور یمن اور عراق کے پھر لکھا ہی کہ تھے ابن زبیر بڑے عابد اور زاہد صائم الدہر قائم اللیل وہ بڑے فصیح و بلیغ اور شجاع اور بڑے جیوٹ کے آدمی تھے یہانتک کہ سجدے مین منجنیق کا گرم پتھر اُنکے کپڑون مین آلگتا تھا اور وہ سر نہین اُٹھاتے تھے اور مکے سے مدینے تک کے سفر مین جو دس بارہ دن کا رستہ ہی ایک مرتبہ کھانا کھاتے تھے صرف رات کو تھوڑا سا پانی پی لیتے تھے کیفیت اُنکے شہادت کی یہ ہی کہ یہ تو ابھی معلوم ہی ہو چکا ہی کہ یہ یزید کی بیعت سے انکار کرکے مدینہ سے نکلے چلے آئے وہان اہل حرمین اور یمن اور عراق اور خراسان نے اُنسے بیعت کی شیخ ابو اسحاق نے کہا کہ خلافت کی بیعت اُنکے ہاتھ پر کی گئی اور بیعت خلافت نہین کی جاتی ہی مگر اُس شخص کے ہاتھ پر جو فقیہ اور مجتہد ہو اور جب وہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ضحاک ابن فیروز کو یمن کا حاکم مقرر کیا پھر اُنکو معزول کرکے عبد الرحمن بن خالد بن ولید مخزومی کو صنعا پر حاکم کیا پھر یکے بعد دیگرے ایک جماعت کو بھیجا اسیطرح سے عراق اور کوفے مین ایک کے بعد ایک کو بھیجتے رہے آخر مین کوفے پر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو مقرر کیا جنھون نے بڑی لڑائی کی بعد مختار اور اُسکے ہمراہیون کو شکست دیکے قتل کیا بعد اُسکے عبد الملک نے بذات خود بڑی فوج اہل شام کے ہمراہ لیکر اُنسے مقابلہ کیا اور مصعب بن زبیر بہت بڑے جدال و قتال کے بعد اُس لڑائی مین شہید ہوئے انتہی جب عبد الملک نے مصعب پر فتح پائی تو چاہا کہ عبد اللہ بن زبیر کے مقابلے کو مکے مین فوج بھیجی لوگون نے عذر کیا کہ حرم مین جدال و قتال حرام ہی آخر ایک روز حجاج نے عبد الملک کے رو برو بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ عبد اللہ بن زبیر کا سر مین نے کاٹ لیا ہی عبد الملک نے جانا کہ حجاج مکے جانیکو طیار ہی اُسنے بہت جلد ایک لشکر حجاج کے پاس نام کرکے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج اصل مین طائف کا رہنے والا تھا وہ وہان آکر فوج جمع کرکے مکے کو متوجہ ہوا

یافعی مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین کہ سنہ ۷۲ ہجری مین حجاج قبحہ اللہ جمعیت کثیر کے ساتھ مکہ معظمہ مین نازل ہوا اور ابن زبیر کا محاصرہ کیا اور منجنیق ابی قبیس پہاڑ پر قائم کیا مین کہتا ہون کہ منجنیق بفتح میم و سکون نون و فتح جیم و کسر نون ثانی و یائے معروف بڑی گوپھنی کی ایک قسم ہی کہ بڑی مضبوط لکڑی پر اسکو قائم کرکے بڑے بڑے پتھر اُسمین رکھکر قلعے کی دیوار پر مارتے ہین اور دیوار کو اُس سے توڑتے ہین اور یہ معرب ہی من جہ نیک کا ورنہ خاص عربی مین جیم اور قاف کسی لفظ مین نہین آیا ہی اور چونکہ اگلے زمانے مین یہ آلہ قلعہ لینے کے لیے کمال عمدہ تھا اسواسطے اس نام سے تفاخراً نامزد کیا گیا بعد اُسکے معرب کیا گیا کذا فی

غیاث اللغات والصراح اور شمین اتنا زائد ہی کہ اُسکے ذریعے سے نفط گرم یا پتھر یا جلانے والی چیزیں حریف کے لشکر میں پھینکتے ہیں انتہی بالجملہ وہاں کئی مہینے تک بازار قتال گرم رہا اور حرم محترم میں وہ بیجا اشیاے محرقہ پھینکتا رہا یہانتک کہ پردہ خانہ کعبہ کا جل گیا نقل ہی کہ جب اُنکے محاصرے کو طول ہوا اور اُن کے سارے معین و مددگار اِدھر اُدھر چلدیے تب وہ اپنی والدہ کے پاس گئے اور کہا کہ سب ساتھیوں نے تو ساتھ چھوڑ دیا اور دشمن اس شرط پر امان دیتے ہیں کہ عبد الملک کی رائے پر میں اپنے آپ کو سونپ دون وہ جو چاہے میرے باب میں کرے چاہے مار ڈالے چاہے قید کرے چاہے آزاد کردے آپ آپ کی کیا رائے ہی اُنھوں نے فرمایا بیٹا اگر تو یہ لڑائی دنیا کی طمع پر لڑتا ہی تو تو ہلاک ہوا دنیا و آخرت دونوں میں اور لوگونکو بھی تو نے ہلاک کیا اور اگر یہ لڑائی تو اللہ کے لیے لڑتا ہی تو اپنے آپ کو تو بنی امیہ کے ہاتھ میں نہ سونپ کہ تجکو لعبت بنائینگے اور یہ جو تو کہتا ہی کہ سب ساتھی اِدھر اُدھر ہوگئے تو قسم ہی مجکو اپنے عمر کی کہ تو معذور ہی لیکن بڑون کی بات یہ ہی کہ جسطرح سے جیتے رہے ہیں اُسی طرح سے مرین بھی پس ابن زبیر اپنی والدہ کی پاس سے باہر تشریف لائے دیکھا کہ دشمن کی فوج مکے کی بلندی پر چڑھ آئی اُنھوں نے اُنپر یورش کرکے کہا کہ ایک شخص اگر مجسا اور ہوتا تو میں اس فوج کے لیے کافی تھا اُس فوج میں سے ایک شخص بولا کہ اسمیں کچھ شبہہ نہیں غرض وہ لڑتے رہے یہانتک کہ ایک پتھر اُنکے سر پر آکر بیٹھا اور سر توڑ گیا اولاد زبیر میں کا ایک غلام اُنکے قریب تھا اُسنے غل مچاکر رونا شروع کیا کہ وا امیراہ ہا میرے امیر اُسکے اس شور و غل سے دشمنوں نے جانا کہ اُنکا کام تمام ہوگیا سب دوڑ پڑے مگر چونکہ وہ اُسی طرح سے اُس حالت میں بھی کپڑے پہنے ہوئے کھڑے تھے کسیکو اُن کے پاس آنے کی جرأت نہوئی پھر مخالفین نے سب طرف سے حملہ کرکے اُنکا کام تمام کردیا حجاج بھی وہاں پہنچا اُسکے ساتھ ایک اور بھی امیر تھا اُسنے کہا یہ وہ امیر تھا کہ بنات آدم میں سے آجتک ایسا جوان مرد اور بہادر کوئی لڑکی نہیں جنے حجاج نے کہا تم ایسے شخص کے حق میں جسنے امیر المومنین کی مخالفت کی اور اُنکی اطاعت سے باہر ہوا اس قسم کا کلام کرتے ہو امیر نے کہا یہی میرا کلام عذر ہوگا امیر المومنین کے پاس اس بات کا کہ مہینوں تک اُنکا محاصرہ رہا اور ہم اُنپر غالب نہو سکے انتہی اور تفریح الاذکیا میں ہی کہ عبد اللہ بن زبیر پر ایک پتھر منجنیق کے پتھروں میں سے پہنچا آپ کعبے کے اندر بیہوش ہوگئے تب اُنکا سر کاٹکر عبد الملک کے پاس بھیجدیا اور لاش کو اُلٹا لٹکوایا یہ معرکہ سترھوین جمادی الاولی ۷۳ھ میں واقع ہوا انتہی اور اسد الغابہ وغیرہ میں ہی کہ واقعہ شہادت ابن زبیر جمادی الاخری ۷۳ھ میں ہوا اور محاصرہ ذی الحجہ ۷۲ھ میں ہوا اور یہی الکمال میں بھی ہی پھر یافعی لکھتے ہیں کہ حجاج نے جب ابن زبیر کو قتل کیا تو مقام مقابر میں اُنکو سولی پر چڑھایا اور اس مقام کا نشان یافعی کے وقت تک تھا شاید کوئی وہاں نشان بنا دیا گیا ہوگا اُسکے بعد

حجاج نے اپنے بعضے اعوان کو اسماء والدۂ ابن زبیر کے پاس بھیجا کہ انکو انکی لاش کے پاس لے آؤ وہ لوگ گئے
اور اسماء سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو تمکو حاکم نے بلایا ہی اُنھون نے انکار کیا اور کہا کہ اگر یہ حکم ہوا ہو کہ زبردستی
مجھے کھینچ لیجاؤ تو کھینچو مین اپنی خوشی اپنے پانؤن سے تو نجاؤن گی وہ لوگ پھر گئے اور حجاج سے جا کر یہ حال کہا
تب حجاج اپنی نعلین پہنکر خود اُٹھا اور اُنکے پاس آیا اور اُن سے آتے ہی کہا دیکھا تمنے کہ مین نے تمھارے
بیٹے کے ساتھ کیا کیا اُنھون نے فرمایا کیا تو نے اُسکی دنیا خراب کی اُسنے تیرا دین خراب کیا اور تحقیق خبر
دی ہی مجکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف مین ایک کذاب اور ایک مبیر ہوگا پس کذاب کو تو ہم دیکھ چکے
لیکن مبیر پس تیرا کوئی یار و مددگار نرہے تو ہی ہی اور ابن زبیر کے ساتھ عبد اللہ بن صفوان ابن امیہ الجمحی جو
مکے کے بہت بڑے سرداروں اور دولتمندون مین تھے مقتول ہوئے اور نامور مقتولین سے عبد الرحمن بن عثمان
بن عبد اللہ تیمی تھے جو حدیبیہ کے روز اسلام لائے تھے **حضرت محمد بن الحنفیہ کا حال** یہ ابو القاسم
محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ معروف با بن الحنفیہ ہین انکی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ بن ثعلبہ
بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنفیہ بن الجیم ہین کہتے ہین کہ یہ بندیان یمامہ سے تھین اور جناب امیر کو ملین اور بعضے
کہتے ہین کہ نہین یہ سندیہ حبشیہ تھین اور بنی حنفیہ کی لونڈی تھین نہ انکی اولاد مین سے اُنسے مصالحت کی تھی
حضرت خالد بن الولید نے ایک لونڈی اور غلام پر نہ انکی ذاتون پر کذا فی وفیات الاعیان و مرآۃ الجنان
بغوی نے شرح السنہ مین باب قتال مانعی الزکوۃ مین لکھا ہی کہ ایک گروہ مرتد ہوگیا اور شرائع سے انکار کرنے
لگا اور اپنی اُسی حالت جاہلیت کی طرف پلٹ گیا تب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسپر اجماع کیا کہ اُن کو
مار ڈالنا چاہیے اور حضرت صدیق اکبر کی یہ رائے ہوئی کہ اُنکے بال بچے اور عورتون کو قید کر لینا چاہیے چنانچہ
ایسا ہی کیا گیا اور اکثر صحابہ نے اسپر اتفاق کیا اور انھین بندیان بنی حنفیہ مین سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو ایک لونڈی ملی اُنسے محمد بن علی پیدا ہوئے جنکا نام محمد بن الحنفیہ ہی کہتے ہین کہ ہنوز صحابہ کا زمانہ منقضی
نہین ہوا تھا کہ اسپر اجماع ہوگیا کہ مرتد قید نہ کیا جائے انتہی شیخ ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمیز الصحابہ مین
لکھتے ہین کہ خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ والدۂ محمد بن علی کے انکو حضرت نے انکے گھر مین دیکھا تھا اور آپ نے
ہنسکر فرمایا تھا کہ ای علی تم اس سے نکاح کروگے میرے بعد اور اُس سے پیدا ہوگا تمھارے ایک لڑکا نام اُسکا
میرے نام پر رکھنا اور کنیت اُسکی میری کنیت کرنا روایت کیا ہمنے فوائد مین ابی الحسن احمد بن عثمان الادمی
سے طریق ابراہیم بن عمر بن کیسان سے اُنھون نے ابی جبیر سے اُنھون نے اپنے باپ قنبر حاجب حضرت
علی سے کہا اُنھون نے کہ حضرت علی نے مجھسے یہ بیان کیا اور سند اسکی ضعیف ہی اور ثبوت اُنکی صحبت کا آپکے
ساتھ اس بات پر موقوف ہی کہ یہ ثابت ہو کہ وہ اُسوقت مسلمان تھین انتہی محمد بن الحنفیہ کی کنیت ابو القاسم تھی

بعضے کہتے ہین کہ یہ رخصت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور آپ نے حضرت امیر سے فرما دیا تھا کہ تمھارے
ایک لڑکا ہوگا اُسکے لیے مین نے اجازت دی کہ میری کنیت اور میرا نام رکھنا اور کسیکو بعد اُسکے میری امت
سے یہ درست نہین ہین کہتا ہون کہ جمع کیا ہی اس کنیت کو ساتھ اس اسم کے ایک جماعت کثیرہ نے اہل فضل
سے اور اس مین علما کے مذاہب مشہورہ مین ایک گروہ نے علما سے اختیار کیا ہی اسکو کہ نہی جمع کرنے کے
درمیان کنیت اور اسم شریف حضرت نبوی کے مخصوص تھے آپ کے زمانے کے ساتھ اور اُسکی علت یہ تھی
کہ یہود کہا کرتے تھے یا ابا القاسم آنحضرت جب اُنکو یون پکارتے سنتے تھے تو اُنکی طرف دیکھنے لگتے تھے کہ انھون نے
مجھے پکارا ہی وہ کہتے کہ ہمنے آپکو نہین پکارا ہی اُنکی اس بے ادبی اور تمسخر سے آپ کو ایذا ہوتی تھی تب
آپ نے اس کنیت سے لوگون کو منع فرما دیا اور یہ علت بعد حضرت کے زائل ہوگئی پس نہی بھی مرتفع ہوگئی
کذا فی تاریخ الیافعی امام نووی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ ان محمد کو محمد بن الحنفیہ بھی
کہتے ہین اور محمد بن علی بن الحنفیہ بھی پس انکی نسبت ماں اور باپ دونون کی طرف اکٹھا ملا کر سب درست ہی
اس لیے مشروط ہی کہ علی کو تنوین دیجائے اور ابن الحنفیہ بزیادت الف لکھا جائے اُسکے اعراب محمد کے اعراب کے
تابع ہین کیونکہ یہ محمد کی صفت ہی نہ علی کی اور اس نسبت اور کنیت کے نظائر بہت سے ہین اسمین میرا ایک رسالہ
جداگانہ ہی اسمین کچھ بعض نظائر یہ ہین عبد اللہ بن مالک ابن بحینہ مالک عبد اللہ کے والد ہین بحینہ ماں یا عبد اللہ بن اُبی ابن سلول اُبی عبد اللہ
کا باپ ہی اور سلول ماں یا اسمعیل بن ابراہیم ابن عُلَیّہ ابراہیم اسمعیل کے باپ ہین اور عُلیہ ماں یا مقداد بن
عمرو ابن الاسود مقداد کا باپ عمرو ہی اور متبنی کیا مقداد کو اسود نے پس اُسکی طرف وہ نسبت کیا گیا یا اسحق بن
ابراہیم ابن راہویہ راہویہ ابراہیم ہی ہی اور اسیطرح ہی محمد بن یزید ابن ماجہ صاحب السنن ماجہ وہی یزید ہی اسیطرح
اور بہت سی نسبتین ہین محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے جب زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دو برس باقی تھے
اور ابن ابی حاتم کہتا ہی کہ جب تین برس باقی تھے تب پیدا ہوئے اور یہ کبار تابعین سے ہین حاضر ہوئے
حضرت عمرؓ کے پاس اور سنین حدیثین انھون نے اپنے والد اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سے اور
روایت حدیث کی اُنسے حسن اور عبد اللہ اور ابراہیم اور عون اور ایک اور جماعت تابعین نے اور حافظ
ابراہیم بن عبد اللہ بن جنید نے کہا کہ مین نہین جانتا کسیکو جسکے اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بواسطہ حضرت علیؓ کے اکثر اور اصح ہو اسناد محمد بن الحنفیہ سے انتہی ملا علی قاری شرح شمائل ترمذی مین
مولانا عصام کی شرح سے انکے ترجمے مین لکھتے ہین کہ محمد بن الحنفیہ انکی کنیت ابی القاسم ہی یہ مشہور تھے
علم اور شجاعت اور عبادت اور ورع مین اور تھے افضل اولاد علی کے بعد سبطین رضی اللہ عنہما کے انتہی اور ابو اسحاق
شیرازی طبقات الفقہا مین لکھتے ہین کہ تھے محمد بن الحنفیہ شدید القوۃ اور اسکی خبرین عجیب ہین انکی قوت کی

حکایت مبرد نے کامل مین نقل کی ہی کہ حضرت امیر نے اپنی ایک درع پھیلا دی اور اپنے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ سے فرمایا کہ اسمین سے فلان فلان حلقہ نکالدو آپ نے اپنا ایک ہاتھ اُسکے ذیل پر رکھا اور دوسرا اُسکے فضل پر اور اُسکو کھینچا تو جہان سے حضرت امیر نے فرمایا تھا وہین سے ٹوٹ کے علیحدہ ہو گئے اور کہا کہ جب عبداللہ بن زبیر اسکو بیان کرتے تھے تو وہ مارے غصے کے کانپنے لگتے تھے نقل ہی کسی نے کہا کہ اِسکا کیا سبب ہی کہ تمھارے والد مہلکون مین تمھین کو بھیجتے ہین اور حسنین کو نہین بھیجتے فرمایا وہ اسواسطے ایسا کرتے ہین کہ حسنین اُن کی آنکھین ہین اور مین انکے دونون ہاتھ اور دستور ہی کہ جب کوئی بلا اور مصیبت آتی ہی تو پہلے ہاتھ ہی آنکھون کی آڑ ہوتے ہین کذا فی تاریخ الیافعی نور الابصار مین ہی کہ پادشاہ روم نے عبدالملک بن مروان کو دھمکایا اور ڈرایا اور قسم کھا کر کہلا بھیجا کہ مین ایک لاکھ فوج بری اور ایک لاکھ بحری تمپر بھیجتا ہون ورنہ جزیہ دو عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ تم محمد بن الحنفیہ کو لکھو کہ وہ اُسکو ڈرا دھمکا دین اور جو لکھین وہ مجھے بھیجدو پس محمد بن الحنفیہ نے شاہ روم کو خط لکھا اور لکھکر حجاج کو بھیجدیا اُسکا مضمون یہ تھا کہ اللہ عز وجل کی اپنے خلق پر تین سو نوے نظرین ہین اور مجھے امید ہی کہ وہ میری طرف ایک نگاہ سے ایسا دیکھیگا کہ اُسکی وجہ سے تو میری طرف آنسکیگا اور نہ میرا کچھ کر سکیگا حجاج نے یہ خط عبدالملک کو بھیجدیا اُنھون نے وہی پادشاہ روم کو لکھدیا بادشاہ نے کہا کہ عبدالملک نے یہ نہین لکھا ہی اور نہ اُس سے یہ ہو سکتا ہی کہ وہ ایسا لکھتا یہ تو کسی خاندان نبوت والے کا لکھا ہوگا نقل ہی کہ جب انکو خبر پونہچی اپنے بھائی حضرت امام حسینؑ کی کربلا جانیکی تو انکے سامنے طشت رکھا تھا تمین یہ وضو کرتے تھے یہ سنکر اتنا روئے کہ آنسوؤن سے طشت بھر گیا کذا فی نور الابصار مقریزی نے خطط مین آپ کی کرامت مین لکھا ہی کہ جب زید بن علی زین العابدین آپ کے پاس آئے تو آپ نے اُنکی طرف دیکھا اور فرمایا کہ مین تمکو سونپتا ہون اللہ کو اس سے کہ ہو تم عراق مین مصلوب چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا وفیات الاعیان مین ہی کہ جب ابن زبیر سے اہل حجاز نے بیعت خلافت کی تو اُنھون نے عبداللہ بن عباس اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہما کو بھی دعوت بیعت کی اُنھون نے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ جب تک کل شہرون کے لوگ تمھاری بیعت نکر لینگے تب تک ہم تمھاری بیعت نکرینگے یہ کلام انکو ناپسند ہوا اُنھون نے کہلا بھیجا کہ اگر تم بیعت نکروگے تو مین تمکو آگ مین جلا دونگا اور اُسکا قصہ طویل ہی انتہی اور یہ خضاب کرتے تھے منہدیکا اور بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے وفیات الاعیان مین ہی کہ انکی وفات پہلی محرم سنہ یا تراسی یا بہتر یا تہتر مین مدینے مین ہوئی انپر نماز پڑھی ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اُسدن والی مدینہ تھے اور دفن ہوئے بقیع مین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ ابن زبیر سے بھاگ کر طائف کو چلے گئے تھے اور وہین انکا انتقال ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ شہر ایلا مین انکا انتقال ہوا انتہی مین کہتا ہون کہ معارف مین بھی انکا انتقال طائف ہی مین لکھا ہی سنہ مین اور عمر انکی پینسٹھ برس کی لکھی ہی

اور سنہ وفات نور الابصار اور تاریخ یافعی اور نفائس العیون مین بھی یہی ہی مگر نفائس مین روز ولادت دوشنبہ
سنہ ۱۶ ہجری لکھے ہین اس حساب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت وفات مین یہ سات برس کے ہوتے ہین
کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات دوشنبہ کے دن جب چار راتین ذی الحجہ کی باقی تھین ہوئے سنہ ۲۳ مین
اور واقدی کہتے ہین کہ چارشنبہ ماہ ذی الحجہ مین جب سات دن مہینے کے باقی تھے تب فیروز ابو لولو غلام مغیرہ
ابن شعبہ کا زخم آپ کے لگا اور آپ زندہ رہے تین روز پھر وفات پائی آپ نے جب چار دن مہینے کے ختم کو
باقی تھے اور آپ پر نماز پڑھی صہیب نے اور کہا ابن اسحاق نے کہ انکی ولایت دس برس چھ مہینے پانچ راتین
رہے اور بعضے دس برس چھ مہینے ایک دن کم لکھتے ہین اور آپ پر نماز پڑھی صہیب بن سنان رومی نے اور
حضرت ابی بکر صدیق کی وفات معارف مین ہی کہ جمعے کے دن ماہ جمادی الاخری مین جب نو راتین مہینے کی
باقی تھین ہوئے سنہ ۱۳ مین اور انکی خلافت کی مدت دو برس تین مہینے نو راتین ہین اور نور الابصار مین ہی
کہ انکی وفات شب سہ شنبہ اور بعضے جمعے کے دن کہتے ہین جب سات راتین جمادی الاخری کے باقی تھین
تو اس حساب سے مدت خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دس برس چھ مہینے تین یا دو روز ہوتے ہین خیر یہ
ایک جملہ معترضہ تھا پھر ہم اصل مطلب کے جانب رجوع کرتے ہین وہ یہ کہ کہا بخاری نے کہ بقول ابو نعیم کے محمد بن الحنفیہ
کی وفات سنہ ۸۱ مین ہوئی اور یحییٰ بن بکیر نے کہا کہ ۸۰ سنہ مین اور مدائنی نے کہا کہ سنہ ۸۱ مین اور شیخ ابو اسحاق
ابراہیم بن عدی نے طبقات الفقہا مین ۸۰ سنہ یا ۸۱ سنہ لکھے ہین اور تاریخ بخاری مین ابی حمزہ سے نقل ہو
کہ کہا اُنھون نے کہ مین نے حج کیا اور اُس سے فارغ ہوا جبکہ مارے گئے ابن الزبیر بعد اُسکے مین مدینے مین پھر آیا
محمد بن الحنفیہ کے پاس تو اُنھون نے بعد تین دن کے وفات پائی یہ موافق ہی قول ابو اسحاق کے کیونکہ ابن الزبیر
مقتول ہوئے سنہ ۷۳ مین اور بعضے کہتے ہین ۷۲ سنہ مین واللہ اعلم بالصواب وفیات الاعیان مین ہی کہ فرقہ
کیسانیہ کہتا ہی کہ یہی امام تھے اور مختار بن ابی عبیدہ ثقفی لوگون کو انکی امامت کی دعوت کرتا تھا اور اُسکا
گمان یہ تھا کہ مہدی موعود یہی ہین اور کیسانیہ کا گمان ہی کہ یہ زندہ ہین جبل رضوی مین ایک کھوہ مین مقیم
ہین انکے ساتھ وہان کھوہ مین چالیس آدمی انکے یارون مین سے گئے پھر اُنکا پتہ نملا اور وہ سب زندہ ہین
اور کہتے ہین کہ محمد بن الحنفیہ اس پہاڑ مین ہین درمیان اسد و نمر کے اور اُنکے سامنے دو چشمے جوش مارتے ہین اور اُنمین
شہد اور پانی بہتا ہی اور جب پھر وہ دنیا مین آئین گے تب دنیا عدل سے بھر جائیگی جیسی اب ظلم و فساد سے بھری ہی
اور اُنکی امامت منتقل ہوئی اُنکے بیٹے ابی ہاشم عبد اللہ کی طرف اُنسے محمد بن علی والد سفاح اور منصور کی طرف
انتہی اور یہی مضمون درر الاصداف مین بھی ہی اور اُسمین لکھا ہی کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ وہ پہاڑ مین اسواسطے جا چھپے
کہ اُنھون نے خروج کیا تھا عبد الملک پر اور بعضے کہتے ہین کہ یزید پر اور یہ سب اقوال فاسدہ ہین اور عقاید کاسدہ

اتکا کوئی فائدہ نہیں انتہی رضوی بفتح را بعد اُسکے ضاد معجمہ اور بعد اُسکے واو اور یاے معروف ابن جریر طبری نے
تاریخ کبیر میں وقائع سنہ ۱۲۲ھ میں لکھا ہو کہ رضوی ایک پہاڑ ہو جہینہ کا محل ینبع مین اور اوروں نے کہا کہ اُن
دروں میں ایک ینبع کی راہ ہو اور یہ پہاڑ مدینہ شریف سے سات مرحلے پر ہو داہنی جانب مدینے کی راہ کے اور بائین
جانب اُس راستے کے جو مکے کی طرف ہو اور وہ دریاے دوراتون کی راہ ہو واللہ اعلم اور رضوی مین سنگ
فسان جیسے چھرے وغیرہ پر باڑھ رکھی جاتی ہو نکلتے ہین اور کل شہرون مین جاتے ہین ھٰکذا قال ابن حوقل
فی کتاب المسالک والممالک اور جامع فنون مین پہاڑون کے مبحث مین مذکور ہو کہ جبل رضوی پہاڑ ہو
مدینے سے سات مرحلے پر اس پہاڑ مین گھاٹیان اور رہزن ہین اور وہ دور سے سبز نظر آتا ہو اُسمین درخت
اور چشمے ہین انتہی صاحب مشترک نے لکھا ہو کہ رضوی ایک بڑا پہاڑ ہو اُسمین شاخین ہین اور کئی میدان اور مین نے
اس پہاڑ کو ینبع سے سبز دیکھا اور جو اس پہاڑ کے گھاٹیون مین پھرا ہو اُسنے بیان کیا کہ اُسمین پانی بہت ہو
حضرت محمد بن الحنفیہ کے صاحبزادے یہ ہین حسن اور عبد اللہ اور ابو ہاشم اور جعفر اکبر اور حمزہ اور علی ام ولد سے
اور جعفر اصغر اور عون ام جعفر سے اور قاسم اور ابراہیم ابو ہاشم بڑے عظیم القدر والمنزلہ تھے شیعہ انکو دوست
رکھتے تھے انکی وفات شام مین ہوئی انھون نے وصیت کی محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو اور اُسسے
کہا کہ تم صاحب اس امر کے ہوگے اور وہ تمھاری اولاد مین ہوگا تا آخر قصہ منقولۃ الکتب سیر ابو ہاشم کے کوئی
اولاد نہین اور علی اور حمزہ کے بھی کوئی اولاد نہین اور ابراہیم انھین کا لقب نشعرہ ہو اور قاسم کذا فی معارف
ابن ابی قتیبہ **عبد الملک کا حال** یہ مروان کا بیٹا تھا مسامرہ مین ہو کہ اسکی مان کا نام عایشہ بنت معاویہ
بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھا وہ عایشۃ البیضا کرکے مشہور تھین انتہی یہ پیدا ہوا اُسدن جسدن حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے سبائک الذہب مین ہو کہ روایت کی احمد بن عبد اللہ العجلی نے کہ عبد الملک
گندہ دہن تھا اور چھٹے مہینے مان کے پیٹ سے پیدا ہوا مرآت وفیات الاعیان مین ہو کہ عبد الملک بن مروان
کی کنیت ابو الولید تھی اور ابو الذباب بھی کیونکہ لوگون کو گمان تھا کہ مکھی جب اُسکے مُنہ کی طرف سے
گذرتی تھی تو بسبب گندہ دہنی کے فوراً مر جاتے تھے اور اسکا لقب رشح الحجر تھا بسبب اُسکے بخل کے اور
قبل خلافت کے وہ مدینے مین بڑا عابد اور ناسک تھا اور پہلے اسلام مین جسکا نام عبد الملک ہوا تھا یہی تھا
اسنے حدیث سُنی حضرت عثمان اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور ام سلمہ اور ابن عمر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے
ابو الزناد نے کہا کہ فقہاے مدینہ سعید بن المسیب اور عبد الملک بن مروان اور عروہ بن الزبیر اور قبیصہ

بن ابی ذویب تھے انتہی امام یافعی روایت کرتے ہین کہ نافع نے کہا کہ مین نے دیکھا اہل مدینہ کو کہ بڑے جوان اور پہلوان تھے مگر کوئی انمین افقہ اور اقرا کتاب اللہ کا مثل عبدالملک کے نتھا انتہی اور بسبب اُسکی کثرت عبادت کے لوگ اُسکو حمامۃ المسجد کہتے تھے ابن سعد نے کہا کہ جب اُسکو معاویہ نے مدینہ کا عامل مقرر کیا تھا تب وہ سولہ برس کا تھا معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ یہ زید بن ثابت کی جگہہ پہ مقرر ہوا تھا تاریخ اسحاقی مین ہی کہ عبدالملک معاذ عالم اور ہوشیار ترین خلائق مین سے تھا لیکن یہ اپنی ابتدہی عمر مین ظالم تھا اور لوگون کو تنگ کرتا تھا انتہی زمانہ خلافت ابن زبیر مین یہ خلیفہ ہوا اور باقی رہا یہ مصر و شام پر اور ابن زبیر باقی شہرون پر سات برس تک پھر یہ غالب آیا عراق اور بقیہ شہرون پر اور ابن زبیر شہید ہوئے اور اسکا کام مضبوط ہو گیا ابن عایشہ کہتا ہی کہ جب اسکو خبر خلافت کی پہونچی تو یہ بیٹھا قرآن پڑھتا تھا اسنے اُسکو جزودان مین لپیٹ دیا اور طاق پر رکھدیا اور کہا ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِی وَبَیْنِکَ اسکی مہر مین کندہ تھا اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ مُخْلِصًا اسکے زمانے کے قاضی ابو ادریس خولانی تھے اور اسکے منشی روح بن منباع اور بعد اُنکے قبیصہ بن ذویب خزاعی ہوئے اور اُسکا حاجب اُسیکا غلام ابو یوسف یعقوب نام تھا اور کوتوال کعب بن خویلد قیسی تھے تفریح الاذکیا مین ہی کہ عبدالملک بڑا ظالم اور سفاک تھا اور عمال بھی فسقہ اور ظلمہ مقرر کیے تھے حجاج کو عراق مین اور مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان مین اور ہشام بن اسمعیل کو مصر مین اور موسی بن نصیر کو مغرب مین اور حجاج کے بھائی کو یمن مین اور محمد بن مروان کو جزیرہ مین مقرر کیا انتہی فوات الوفیات مین ہی کہ اسکے زمانے مین کچہریان عربی زبان مین ہو گئین اور درہم و دینار پر نقوش و کتابہ عربی مین ہوئی ۷۶ھ مین اور قبل اسکے دینارون پر کتابہ رومی مین تھی اور درہمون پر فارسی مین اور جب عمرو بن سعید بن العاص مارے گئے تو اسنے خطبہ پڑھا اُسمین بیان کیا کہ یہ عمرو بن سعید وہ تھے کہ انکے سر کو مین نے تلوار سے کاٹا خبردار جو کوئی ایسا کریگا وہ یہی سزا پائیگا اور جو کوئی مجکو تقوی کا حکم کریگا تو مین اُسکی گردن مارونگا یہ کہکر منبر سے اُترا اور ناقے پر سوار ہو کر اُسکی مہار پکڑلی کہتے ہین کہ اگر یہ زیادتی اس قصے مین صحیح ہی تو عبدالملک پہلا اُن لوگون کا ہی جسنے اسلام مین امر بالمعروف سے روکا اور پہلا اُن لوگونکا ہی جسنے اسلام مین خلاف وعدگی اسواسطے کہ اسکے باپ نے عمرو بن سعید بن العاص کو امان دی تھی اور اسنے انکو قتل کرایا اور پہلا انکا جسنے ممانعت کی بات کرنے کی خلفا کے سامنے اور پہلا بخیل خلیفہ یہی ہوا انتہی اور تاریخ اسحاقی مین ہی کہ کتاب لطایف الظرفا مین لکھا ہی کہ بادشاہ روم نے عبدالملک کے پاس آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ کوئی عالم اپنے یہان سے بھیجدو کہ مین اُس سے چند مسئلے پوچھونگا اُسنے شعبی کو بھیجدیا جب وہ روم مین پہونچے اور بادشاہ سے ملے تو اُسنے پوچھا کہ مجھے سُنا ہی کہ ملائکہ تسبیح کرتے ہین دن رات اور غافل نہین ہوتے کیا ایسا بھی ہو سکتا ہی کہ کوئی مخلوق غافل نہو شعبی نے کہا کہ ہان ہو سکتا ہی دیکھو اپنی ہی سانس کو کہ تم بولتے ہو اور کھاتے پیتے ہو اور وہ بدستور آیا جایا کرتی ہی

اُسنے کہا تمنے سچ کہا پوچھا کہ ہمنے سنا ہی کہ جنتی لوگ کہاتے اور پیتے ہین مگر نہ پاۓخانے جاتے ہین اور نہ پیشاب کرتے ہین یہ کیونکر ہوسکتا ہو انھون نے کہا کہ ہوسکتا ہی اُن لوگون کی مثال ایسی ہی جیسے پیٹ مین لڑکا کہ وہ کھاتا بھی ہو اور پیتا بھی ہو مگر پاخانہ نہین پھرتا اور اگر رحم کے اندر پاخانہ پھر دے تو رحم فاسد ہوجاۓ اُسنے کہا تمنے سچ کہا پھر پوچھا کہ مین نے سنا ہی کہ جنت کی نعمتین صرف کرنے سے گھٹتی نہین یہ کیسی بات ہی انھون نے کہا جیسے ایک چراغ ہی کہ اُس سے ہزارون چراغ جلاۓ جاتے ہین پر اُس ایک کا نور اُتنا ہی رہتا ہی جتنا پہلے تھا پادشاہ خوش ہوا اور انکو انعام دیا اور عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ تعجب ہی جو تم لوگ ایسے قاصد کو خلیفہ نہین کرتے ہو عبدالملک نے پادشاہ روم کا خط پڑھا اور شعبی سے کہا کہ دیکھ تیرے جانب سے اُسنے کیا لکھا ہی انھون نے کہا اے امیرالمومنین اُسنے تجھے دیکھا نہین ہی اگر تجکو دیکھتا تو مجہین جو اُسنے بڑائی دیکھی ہی وہ تیری بڑائی کے مقابل اُسکو چھوٹی نظر آتی کہا لِلّٰہِ دَرُّکَ کَمْ کَانَ عَطَاءُ لَکَ کسقدر اُسنے تمکو دیا انھون نے کہا اَلْفَیْنِ یعنی دو ہزار پھر تھوڑی دیر چپ رہکر پوچھا کہ کَمْ کَانَ عَطَاؤُکَ یعنی کسقدر دیا تمکو کہا اَلْفَانِ کہا تمنے پہلے اَلْفَیْنِ کیون کہا اُنھون نے کہا کہ آپ نے اعراب مین خطا کی تو مین نے بھی آپ کی متابعت کی جب آپ نے اعراب صحیح دیکے پڑھا تب مین نے بھی اعراب مین متابعت کی اور یہ اچھا نہین ہی کہ مین اعراب درست کرون اور آپ اعراب مین خطا کرین یہ بات انکو بہت پسند ہوئی اور کہا کہ انکا مُنہ موتیون سے بھر دو چنانچہ بھر دیا گیا کہا سلیمان نے کہ مرے امیرالمومنین اور مدت تصرف انکی اکیس برس تھی اور سال وفات ۸۶ھ تھے اور سن انکا ساٹھ برس کا تھا

حکایت شاہان نصاری مین سے ایک بادشاہ نے ایک راہب علماے اسلام کے مناظرے کے واسطے بھیجا حضرت امام ابوحنیفہ اُسوقت لڑکے تھے جب راہب علماے اہل اسلام کے یہان آیا تو جامع مسجد مین جاکر منبر پر چڑھا تاکہ لوگون سے مسائل پوچھے امام ابوحنیفہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور راہب سے کہنے لگے کہ تو سائل ہی یا مجیب اُسنے کہا سائل آپ نے کہا اُتر کے نیچے کھڑا ہو کہ تیری جگہ زمین ہی اور میری جگہ منبر اور آپ منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا جو پوچھنا ہو پوچھ راہب نے کہا کہ اللہ کے پہلے کیا ہی امام نے کہا تو گنتی جانتا ہی اُسنے کہا ہان آپ نے فرمایا کہ گنتی مین ایک سے پہلے کیا ہی اُسنے کہا کچھ نہین آپ نے فرمایا جب ایک فانی کے پہلے کچھ نہین ہی تو ایک باقی کے پہلے کیا ہوگا راہب نے پوچھا کہ اللہ کا مُنہ کسطرف ہے آپ نے فرمایا کہ جب تو چراغ جلاتا ہی تو اُسکے ضوء کا مُنہ کدھر ہوتا ہی راہب نے کہا کہ وہ تو ایک نور ہوتا ہی جو گھر بھر مین پھیلا ہوتا ہی اُسکی کوئی جہت نہین آپ نے فرمایا کہ جب نور حادث کی کوئی جہت نہین تو اللہ تعالی تو منزہ ہی جہت اور مکان دونون سے اُسکے لیے جہت کہان ہوسکتی ہی راہب نے پوچھا کہ اللہ کیا کام کرتا ہی آپ نے فرمایا کہ جو کچھ ایسا عالم موحد ہوتا ہی اُسکو اونچا کر دیتا ہی اور جو کچھ ایسا کافر ہوتا ہی اُسکو نیچا کر دیتا ہے کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْنٍ راہب کا دم بند ہوگیا اور خائب و خاسر چلدیا انتہی عبدالملک کی عمر ساٹھ برس کی ہوئی

بہ روایت اسکو ایک برس کم اہی ۱۲

اور شوال ۸۶ سنہ مین اُسنے انتقال کیا اور معارف ابن ابی قتیبہ مین سال وفات اسکی ۸۶ سنہ لکھے ہین اور عمر باسٹھ برس کی اور لکھا ہی کہ اسنے اپنے دانت سونے سے بندھوائے تھے اور مسامرات مین لکھا ہی کہ اسکی عمر اسٹھ برس کی ہوئی اور بعضے ستاون برس کی کہتے ہین اور مدت خلافت اسکی اکیس برس سترہ دن اور انتقال ۸۶ سنہ مین ہوا ہی اور شیخ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین لکھتے ہین کہ اسنے تیرہ برس بالاستقلال سلطنت کی اور اسکے پہلے ابن زبیر کی لڑائی بھڑائی مین نو برس ہا تو اس حساب سے بائیس برس ہوتے ہین اور ۸۶ سنہ مین شوال ہی یا انتقال کر گیا اور ساٹھ برس سے اسکا سن متجاوز تھا انتہی ولید بن عبد الملک نے عبد الملک کی نماز جنازہ پڑھی اور مابین جابیہ اور باب صغیر دمشق مین دفن ہوا اسنے سولہ یا سترہ اولادین چھوڑین یافعی لکھتے ہین کہ یہ تو مشہور بات ہی کہ عبد الملک نے خواب مین دیکھا کہ مین نے مسجد کی محراب مین چار مرتبہ پیشاب کیا اسکی تعبیر سعید بن المسیب سے پوچھی اُنھون نے فرمایا کہ تمھارے بیٹون مین سے چار آدمی خلیفہ ہونگے چنانچہ وہی واقع ہوا کہ ولید اور سلیمان اور ہشام اور یزید اسکے چار بیٹے اسکے بعد خلیفہ ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ خواب دیکھا تھا کہ مسجد کے چارون کونون مین مین نے پیشاب کیا انتہی مین کہتا ہون کہ یہ ہو یا وہ دونون ایک سے ہین انتہی **فائدہ** حضرت امام اعظم کی ولادت ۸۰ سنہ ہجری مین کوفے مین ہوئی اور انتقال بغداد مین ماہ رجب یا شعبان ۱۵۰ سنہ مین ہوا اور سن شریف ستر برس کا ہوا ولادت حضرت امام مالک کے ۹۳ سنہ یا ۹۴ یا ۹۵ یا ۹۷ سنہ ھ مین ہی علی اختلاف الاقوال اور وفات دسوین ربیع الاول ۱۷۹ سنہ ھ کو مدینہ طیبہ مین ہوئی سن شریف پچاسی برس یا نوّے برس کا ہوا اور ولادت حضرت امام شافعی کی ۱۵۰ سنہ مین روز وفات حضرت امام اعظم کی اور وفات روز جمعہ بعد عصر سلخ رجب ۲۰۴ سنہ مین اور مزار قرافہ مین ہی سن شریف چون برس کا ہوا اور ولادت حضرت امام احمد بن حنبل کی ۱۶۴ سنہ ہجری ماہ ربیع الاول مین مرو مین اور بعضے کہتے ہین بغداد مین ہوئی اور وفات ۲۴۱ سنہ ہجری مین مزار شریف بغداد مین ہی عمر شریف ستتر برس کی ہوئی کذا فی نور الابصار

مختصر حال خاتمۂ دولت بنی اُمیّہ اور آغاز خلافت خلفاے عباسیہ کا

یافعی مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین کہ سبب انتقال خلافت کا مروانیہ سے بنی عباس کی طرف یہ ہوا کہ بعد

[illegible]

[illegible]

شہادت حضرت امام حسینؑ کی شیعہ اہلِ بیت امامت حضرت محمد بن الحنفیہ اُن کے بھائی کے معتقد تھے اُنکے قضا کرنے کے بعد اُنکے بیٹے ہاشم کو امام جانتے تھے لوگون مین اُنکی بہت بڑی عزت اور وقعت تھی وہ شام کے ملک مین لاولد قضا کر گئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو اپنا وصی مقرر کیا اور اُن سے کہا کہ تمھاری اولاد مین خلافت آئیگی اور جو اُنکے پاس تحریرین تھین وہ اُنکو سپرد کردین اور اپنی معاونین کو اُنھین کی طرف رجوع کیا جب محمد قضا کرنے لگے تو اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا قائم مقام کر گئے ابراہیم کی طرف رجوع خلائق دیکھکر مروان حمار خاتم خلافتِ بنی امیہ نے اُنکو قید کیا جب ابراہیم کو یقین ہوا کہ مروان اُنکو قتل کریگا تب اُنھون نے اپنے بھائی سفّاحؒ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا یہ اول خلیفہ اولاد حضرت عباسؓ عمِّ نبیؐ مختصر قصہ تو یہ ہے اور شرح اسکی دراز ہے سامرہ مین تیرہ ۱۳۲ سنہ مین دوسری ربیع الآخر کو جمعرات کے دن اہل اسلام کے ارباب حل و عقد نے سفاح کے ہاتھ پر بیعت کی اُسکے دوسرے دن جمعے کو عموماً لوگون نے اُنکی بیعت کی اور اُنھون نے نماز جمعہ کی پڑھائی نسب پدری عبداللہ سفاح کا یہ ہے کہ وہ بیٹے تھے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے رضی اللہ عنہم اجمعین اور اُنکی مانکا نام ریطہ حارثیہ بنت عبداللہ بن عبدالمدان حارثی تھا حدیث کی روایت وہ اپنے بھائی ابراہیم بن محمد اور اپنے چچا عیسی بن علی سے کرتے ہین اور وہ منصور دوانقی سے عمر مین چھوٹے تھے امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند مین ابی سعید خدری سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ نکلے گا میری اہل بیت سے ایک مرد آخر زمانے مین اور وقت ظہور فسادات کے جو سفاح کے نام سے مشہور ہوگا اُسکا دست عطا مال مین ایسا ہوگا کہ گویا وہ مٹی ہے یعنی دیگا اور مال کی کچھ وقعت اُسکے نگاہ مین نہوگی انتہی اُنکے مُہر مین کندہ تھا نقلہ عبدُاللہِ وَبِہٖ یُؤمِنُ اُنکا حاجب ابوغسان اُنھین کا غلام تھا اور اُن کے وزیر اور منشی ابو الجہم تھے اور کوتوال عبدالجبار بن عبدالرحمن ازدی اور صاحب مشورہ امور عظام مین اُن کے بھائی ابو جعفر منصور دوانقی جنکو اُنھون نے ولیعہد بھی مقرر کیا تھا اور ابو مسلم خراسانی اور قحطبہ بن شبیب اور حسن اور حمید قحطبہ کے دونون بیٹے تھے اور سفاح نے اتوار کے دن تیرھوین ذی الحجہ ۱۳۶ سنہ ہجری مین چیچک کے عارضے سے انبار مین اُس شہر مین جسکو اُنھون نے آباد کیا تھا اور ہاشمیہ اُسکا نام رکھا تھا قضا کی چار برس نو مہینے اُنھون نے خلافت کی قاضی اُنکے ابی لیلی تھے جب وہ چیچک مین مبتلا ہوئے تو اپنے بھائی منصور دوانقی کو ولیعہد مقرر کیا اُنکے خروج کا مختصر حال یہ ہے کہ مروان بن محمد بن حکم بن ابی العاص جو چودھوان خلیفہ بنی امیہ کا اور خاتم اُس قوم کا تھا اور اُسیکا لقب حمار اور جعدی تھا اور حمار اُسکا لقب اسواسطے تھا کہ جو شخص متولی ہوتا ہے بعد گذرنے قرن کے اُسکو حمار کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اس سبب یہ نام ہوا کہ گدھا معرکۂ جنگ سے ہرگز پانون نہین اُٹھاتا اور مُنہ نہین پھیرتا اور اگرچہ قریب پہونچ کے مجروح

ہوجائے مگر ڈرتا ہوا آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہو اسی لیے عرب کی یہ مثل مشہور ہو کہ اَصْبَرُ مِنَ الْحِمَارِ فِی الْحَرْبِ
اور اُس شخص پر یہ مثل بولتے ہین جو لڑائی مین کیسی ہی مصیبت اُٹھائے پر منہ نہ موڑے تو مروان کا یہی حال تھا کہ حملہ
کرنے اور غنیم کے مجمع مین بے تحاشا گھس جانے مین اُسکو مطلق خوف و خطر نتھا کیسی ہی شدت کی مار پڑتی مگر وہ سبکا
متحمل ہوتا تھا اور لڑائی کی مصیبت پر وہ صبر کرتا تھا اور ہرگز متوحش نہوتا تھا پس شاید یہ مثل عرب کی اول اسی
مروان پر اطلاق کی گئی ہو اور جعدی اسوجہ سے لقب ہوا کہ جعد بن درہم اُسکا اتالیق اور مؤدِّب تھا مان اُسکی
لبابہ نام ام ولد تھی اور مروان قبل خلافت کے کئی ولایتون مین والی رہا تھا اور اچھی حکومت کر چکا تھا جب
بڑے بڑے مقتدر لوگون نے ارباب حل و عقد اہل اسلام سے اُسکے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی تو ابراہیم
اور اُسکے مقتدر ہمراہیون نے مخالفت مناسب نجانی اور مروان سے امان مانگی اور برضامندی اپنے آپ کو
خلافت سے علاحدہ کرکے اُسکو سپرد کر دی اور اُسکے ہاتھ پر بیعت کی مروان حمار ابراہیم اور اُن کے ولیعہد عبدالعزیز
بن حجاج بن عبدالملک کے ساتھ بہت مہربانی اور تلطف کرتا تھا تا اینکہ بعد خروج سفاح عباسی کے ہمراہ سارے
بنی امیہ کے وہ بھی قتل ہوا اور ایک روایت ضعیف مین یہ ہو کہ خود مروان نے انکو قتل کیا غرض کہ مروان بالاجماع
خلیفہ تو ہوا مگر اُسکو بالکل فرصت خلافت کے انتظام کی نہ ملی ہر طرف سے بغاوت شروع ہوئی اگر ایک طرف سے
باغیون کو زیر کیا تو دوسری طرف سے بغاوت اُٹھی پہلے بنی امیہ کی خیر طلب آپس مین لڑتے بھڑتے رہے
یہان تک کہ ہزارون کو اپنی قوم سے مروان نے بسزاے بغاوت قتل کیا ادھر یہ حال تھا اور اُدھر مخفی
تدبیرین ترقی خاندان عباسیہ کی مدت سے ہو ہی رہی تھین کہ اس عرصے مین بنی اُمیہ کے خاندان مین نفاق
وشقاق شروع ہوا اور آپس کے قتال وجدال سے اس خاندان کے اقتدار و شوکت مین ضعف آیا اور ہر طرف سے
مفاسد بغاوت کے پھیلے تب ۱۳۲ سنہ ہجری مین سفاح نے علانیہ خروج کیا اور اسکے معاونون نے خلافت کی بیعت
اُسکے ہاتھ پر کی سفاح نے عبداللہ بن علی اپنے چچا کو ایک جماعت پر جو اُسکی اعانت کے لیے جمع تھے سپہ سالار مقرر
کیا کہ مروان پر حملہ کرین قریب موصل کے مروان حمار اپنی جمعیت و فوج کے ساتھ مدافعت پر آمادہ ہوا نہایت گھمسان
کی لڑائی ہوئی دونون طرف کے بہادرون نے داد شجاعت دی لیکن چونکہ بنی امیہ کا ستارۂ اقبال مائل باُفول
تھا اور عباسیہ کا کوکب سعادت ترقی اور عروج پر لہذا مروان حمار کو ہزیمت ہوئی وہ شام کے ممالک کی طرف
بھاگا عبداللہ بن علی نے اُسکا تعاقب کیا مروان جب شام مین ثابت قدم نرہ سکا تو مصر کے ممالک کی طرف
چلا گیا عبداللہ نے شام کے ممالک پر بخوبی تسلط کرکے وہین اقامت کی اور صالح بن علی اپنے بھائی کو
مروان کے تعاقب مین مصر کی طرف روانہ کیا مروان موضع بوصیر متعلقات مصر بلند مین رُکا اور صالح کی
جمعیت کے ساتھ مقابلے پر آمادہ ہوا لیکن افواج منہزمہ کا پاؤن پھر کہان جم سکتا تھا حقیقت مین مروان کی

وہ حرکت مذبوحی تھی اور یہ اسکی شجاعت جبلی تھی کہ تادم واپسین لڑا ہی کیا آخر خود مع سارے بنی امیہ کے جو اسکے ساتھ تھے اتوار کی شب کو جب تین راتین ذی الحجہ کے مہینے سے باقی تھین ۱۳۲ سنہ ھ مین مقتول ہوا اور خلافت بنی امیہ کی ختم ہو گئی مورخین لکھتے ہین کہ سوا ے انکے جو جدال و قتال مین مارے گئے جب تسلط عباسیہ کا ہوا تو بنی امیہ کا اعلی اور ادنی جو جہان ملا وہان مقتول ہوا یافعی کی روایت سے صرف شام کے ملک مین جو عبداللہ بن علی کے ہاتھ سے مقتول ہوئے انکی گنتی کئی ہزار کو پہنچی ہو انتہی مین کہتا ہون بیشک منتقم حقیقی کا وعدہ سچا نکلا روایت کی حاکم نے مستدرک مین تصحیح کے ساتھ اور ذہبی نے تلخیص مین بر شرط مسلم عبداللہ بن عباس سے کہ کہا انھون نے کہ وحی بھیجی اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مین نے مارے یحیی بن زکریا کے عوض ستر ہزار آدمی یعنی بخت نصر بدگہر کے ہاتھ سے اسقدر بنی اسرائیل مارے گئے اسیطرح مجکو مارنا ہی تیرے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار **فائدہ** اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین باسانید متعددہ روایت کیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکی اصل ہی جیسا کہ کہا ابن حجر نے کذا فی حرف القاف من کتاب تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی الالسن من الحدیث اور کہا ابن حجر نے صواعق محرقہ مین کہ اچھا نکیا ابن جوزی نے جو اس حدیث کو موضوعات مین لکھا اور جلال الدین سیوطی نے تعقبات علی الموضوعات مین لکھا ہی کہ حدیث ابن عباس کی اسمین محمد بن شداد مسمعی ضعیف ہی یقیناً اور اسکی متابعت کی قاسم بن کوفی نے ابی نعیم سے اور وہ منکر الحدیث ہی مین کہتا ہون کہ حاکم نے اسکو مستدرک مین لکھا ہے تصحیح کے ساتھ اور کہا حاکم نے کہ مجھے ایک زمانے تک گمان رہا کہ مسمعی اس حدیث مین متفرد ہی ابی نعیم سے یہان تک کہ مجھسے بیان کیا ابی محمد سبیعی نے اور اس سے عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے اور اس سے حمید بن الربیع نے اور اس سے ابی نعیم نے اور اخراج کیا اسکا مناقب نے طریق محمد بن شداد مسمعی سے اور حمید بن الربیع اور کثیر بن مجمع اور قاسم بن دینار اور حسین بن عمر عبقری ان سب نے ابی نعیم سے اور کہا ذہبی نے یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہی انتہی اور سخاوی نے بھی کتاب الفضائل مقاصد حسنہ مین اس حدیث کو لکھا ہی علامہ عبداللہ بن شمس الدین انصاری اپنی کتاب منہاج الدین و معراج المسلمین مین لکھتے ہین کہ مین نے بعضی کتب معتبرہ مین دیکھا ہی کہ خون انبیا کا ساکن نہین ہوتا جب تک کہ ستر ہزار آدمی نمارے جائین اور خون خلفاے پیغمبر کا ساکن نہین ہوتا جب تک تیس ہزار کا خون نہ بہایا جائے پس قیاس کرنا چاہیے اس ظلم کی برائی کو جو واقع ہوا امام حسین علیہ السلام پر اور اس گناہ کی بڑائی کو جو صادر ہوا ان بدبختون کے کمال جسارت اور غوایت سے عوض

[illegible]

[illegible]

اللہ نے ویسا ہی انتقام لیا جیسا انتقام لیا تھا اپنے نبی معصوم حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرف سے کہ ہرگز کوئی انکی خطا نتھی اور برابر نہ کیا اللہ نے آپ کے خون کو حضرت عثمان خلیفۂ مظلوم مرحوم رضی اللہ عنہ کے خون سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے جنتی ہونے کی خبر دی تھی تاکہ اللہ نے اس خلیفۂ مظلوم کے انتقام مین آدھے اُن کے جو مارے گئے حسین مظلوم کے خون کے بدلے مین اور یہ کمال اذیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اس قضیۂ نامرضیہ سے انتہی واللہ اعلم کذا فی اظہار السعادۃ مین کہتا ہون کہ یہ امر جیسا مذکور ہوا مختار ثقفی اور سفاح عباسی کے ہاتھون سے ظاہر ہوا اور اس سے عظمت اور بڑائی اور شدت ایذا سے حضرت سید المرسلین کے اور سختی عذاب دنیوی اور اخروی قاتلین کے معلوم کرنا چاہیے اور حق یہ ہی کہ **شعر**

این ہمہ مستی و بیہوشی نہ حدِ بادہ بود	با حریفان آنچہ کرد آن نرگس مستانہ کرد

خاتمہ

بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفیٰ کہتا ہی بندۂ اصغر افراد بشر علی انور بن قدوۃ العارفین و زبدۃ الکاملین مولانا حضرت شاہ علی اکبر قلندر ابن الفاضل الکامل المکمل باسط الایدی بافاضۃ الاذواق و ناشر الایادی باہل الوجد والاشواق رباعی

ای آنکہ چو ذات خود سراپا آنی	بر سر خلافت بشر برہانی
ای جوہر والا ز کدامی کانی	عالم عرض و ذات تو آنرا جوہر

مولانا و جدنا و مرشدنا حضرت شاہ حیدر علی قلندر قدس سرہ المطہر و خوشہ چین خرمن افاضہ و افادۂ حضرت قطب فلک الارشاد و غوث الاقطاب الاوتاد و مطلع انوار الطریقہ و منبع اسرار الحقیقۃ الامام الہمام حجۃ اللہ فی الانام **شعر**

لا یُدرِکُ الواصِفُ المُطرِی خَصائِصَہ	وَاِن یَکُ سابِقًا فِی کُلِّ مَا وَصَفَا

مظہر کمالات خفی و جلی مرشدنا و استاذنا و مولانا حضرت شاہ تقی علی قلندر قدس سرہ الاطہر کہ کتب صحیحہ اہلِ سنت والجماعۃ مین حالات مصائب حضرت سید الشہدا بالاجمال بہت سے ہین اور کثرت محبت اہلِ بیت نبوی جتنی کہ جماعۃ اہلِ سنت سے ظاہر ہوتی ہی اُتنی غالبًا دوسرون سے نہو گی کہ یہان افراط و تفریط کو دخل نہین ہی انھین کے داب سے ہی کہ روایات غیر معتبرہ سے حتی الوسع پرہیز کرتے ہین اور جو صحت سے نزدیک تر ہوتے ہین اُسی کو لکھتے ہین جیسے تاریخ الخلفاے سیوطی اور تاریخ امام عبد اللہ یافعی اور تاریخ عربی ابن کثیر اور صواعق محرقہ وغیرہ مین کہ موافق داب مورخین مذہب لکھے گئے ہین فضلًا عن الکُتُبِ الفارسیۃ المُعتمِدۃ وغیرِہا اور اجمال کی وجہ یہ ہی کہ حالات ملالت سمات شہادت سبط رسولِ ایزد متعال ایسے نہین ہین کہ تمام حالات سابقین اور اذکار لاحقین سے انکا مقابلہ کیا جائے اور حرکات ناشایستہ ابن زیاد کہ سرگروہ اہلِ فسق و فساد تھا اور افواج ظلوم و جہول کوفہ و شام لئام کی جور و جفا

حضرت امام اہل بیت کرام کے ساتھ خصوصًا کردار یزید نابکار کے سر مطہر سبط رسول مختار کے ساتھ اتنے
ہین کہ اگر جملہ گناہان روے زمین کے ساتھ پلہ میزان مین تولے جائین تو یہی بڑھجائین لہذا تفصیل اُن جور
وجفا اور ان مصائب عظمی اور سوانح کبری کی درحقیقت اسارت اوب اہل بیت نبوت اور سبط شہید حضرت مرتضوی ہو
حتی الوسع ان شناعات کی تحریر اور ان حالات کی تقریر مین اکثر علماے ویندار اور محبان صادق اہلبیت اطہار نے بپاس لحاظ
و ادب بیان قلم نہین کھولی ہو اور اکثر انھین حوادث پر جو شہادت کے بعد ظاہر ہوئی ہین اکتفا کی ہو اور بعضے فرط محبت
اہل بیت اخیار اور عداوت اعداے شقاوت شعار سے بے اختیار ہو کر نفس اُن مصائب کے بیان کرنے مین بھی
لب کشا ہوئے ہین جیسے علامہ شہبر مکی اور ابن جوزی اور سبط ابن جوزی وغیرہم اور علماے متاخرین مین
حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث نے رسالہ سر الشہادتین نہایت جامع و مانع تالیف فرمایا جسکی کئی
شرحین ہوئین اور انکی ترجمہ ہوئی اور مولوی برہان الدین صاحب نبیرۂ حضرت ملا محمد عبد السلام صاحب مؤلف
کتاب انشراحات معالیہ نے بھی ایک رسالہ اسی بیان مین تالیف فرمایا ہو پس اب کوئی یہ نہین کہ سکتا کہ احوال
شہادت حضرت سید الشہدا اہل سنت کی کتابون مین نہین ہین یا ہین تو نہایت اختصار کے ساتھ ہین اور اگر
کہے تو سواے عدم تیسر مطالعۂ کتب سیر اور تواریخ صحیحۂ اہل سنت والجماعۃ کی اور کیا سمجھا جائے اور یہ خیال کرنا کہ ہمارے
یہان کی کتب تواریخ مترجمۂ فارسی اکثر محرّفہ ہین یا بعضے ترجمون مین رطب و یابس سب کچھ بھرا ہی کچھ نہین
اس کلمۂ دور از کار کو بھی زبان پر لانا خصوص پڑھے لکھے کتب معتبرہ دیکھے ہوئے کو اسمین سواے اپنی
کم علمی ظاہر کرنے کے اور کوئی فائدہ نہین کیونکہ علما اسلیے ہین کہ ہر مسئلے کو کتابون سے تحقیق کرکے بے پڑھون کو
سنائین جن باتون کو محرّف جانین اُنکی تحریف ثابت کر دکھائین آخر تدوین و تنقیح احادیث موضوعات مین علمائے
اسی اجر جزیل اور ثواب جمیل کے خیال سے کیسی کیسی کوششین کی ہین اور کس کس طرح کی محنتین اُٹھائی ہین
کتنے رسائل تالیف فرمائے ہین تعصب کی بات تو جدی ہو اپنے موافق خیال کے مطلب کو سُننا اور اُسکے خلاف پر
کان نہ دھرنا یہ بات ہی اور ہے الحاصل فقیر نے بھی باقتدا انھین علماے نامدار کے یہ عرق ریزی اور محنت
شبا روزی بامید اجر جزیل و ثواب جلیل و بہ تحریض و ایماے برادر مکرم منشی فدا حسین صاحب گوارا کی اور یہ
رسالہ موسومہ بشہادت نامہ ملقب بشہادۃ الکونین فی شہادت الحسنین کو تھوڑے عرصے مین باوجود قلت فرصت مابین الاجمال
والتفصیل تالیف کیا کیونکہ بالکلیہ اجمال اکثر مخل مطلب بھی ہوتا ہو اور استیعاب تمام روایات کا باعث
توزیع خواطر ناظرین ہو جاتا ہو اور ہر بیان کو جہان تک کہ اپنی نظر قاصر پہونچی ہو تحقیق سے لکھا ہو اور جس
کتاب سے جو مطلب لیا ہو اُسکا نام وہین لکھدیا ہو صاحب نظران بلند فکرت اور ژرف نگاہان ارجمند فطرت
سے امید ہو کہ اگر کسی جگہ اس کتاب مین زلت قدم اور لغزش قلم پائین تو کتب معتبرۂ مذکورہ کا تتبع و تصفح

کرکے اصلاح فرمائیں اور اگر اصلاح اور تصحیح نکر سکیں تو انکو دوسروں پر چھوڑیں اور آپ اپنے دل بغل کو آلودہ عیب جوئی نکریں وَلِلّٰہِ دَرُّ القَائِلِ حَیثُ قَالَ ؎

عیب جوئی نکریں و للہ در القائل حیث قال	بپوش چشم خود از عیب تا شوی بے عیب
کہ عیب پوش کسان عیب پوش خود باشد	اور مؤلف کو دعائے سلامتی ایمان و حسن خاتمہ سے

یاد فرمائیں وَاللّٰہِ مَا اَنَا مِنْ فُرْسَانِ ھٰذَا المَیدَانِ وَلَا مِنْ حَامِلِی لِوَآءِ ھٰذَا الشَّانِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَینَا وَلِبَاعِثِ تَالِیفِ ھٰذِہِ الرِّسَالَۃِ وَلِمَنْ کَتَبَھَا وَلِمَنْ نَظَرَ فِیھَا وَلِمَنْ اَذَاعَھَا فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ اَحَدٌ اِلَّا اَنْتَ اَمِتْنَا بِمَحَبَّۃِ سَیِّدِ الاَبْرَارِ وَصَحَابَتِہِ الاَخْیَارِ وَاَھْلِ بَیْتِہِ الاَطْھَارِ وَاَمِتْنَا بِجِوَارِ النَّبِیِّ المُخْتَارِ یَا مُجِیبُ یَا سَتَّارُ

قطعہ تاریخ طبع نتیجہ طبع بلند و فکر آسمان پیوند سر حلقہ ارباب فضل و کمال سر خیل شعرائے نازک خیال صدر نشین ایوان فصاحت و بلاغت جناب مولانا مولوی محمد محسن صاحب بسمل کاکوروی وکیل ہائی کورٹ

نور عینین علی اکبر علی انور کہ ہست
نونہالی بروریا بوستان علم مرتضی
رونق درگاہ شاہ کاظم و شاہ تراب
در بیان مشکل آل شہ مشکلکشا
از قرات دیدہ تر سالک یاقوت و گہر

در جہان مثل پدر بیمثل در مجد و علا
حافظ قرآن قاری علم فقہ و حدیث
ابن ابن شاہ حیدر آفتاب اولیا
شمع فانوس سخن در کسوت سوز و گداز
وز بدخشان جگر گویا جواہر ہا رہا
کان لعل واقعات کاروان کربلا
١٣ هـ

نوجوانی مایہ از فیض پیر دستگیر
صوفی پاکیزہ باطن عارف سر خدا
اینک از آثار تحقیق قصص روایات صحیح
لالہ زار فکر داغ آفت و کرب و بلا
محسن از خونابہ دل سال تحریش نوشت

از تازہ افاضات جامع الکمالات فرمان روای قلم و سخندانی سر آرای دار الخلافہ شیوا بیانی بحر زخار افاضت جناب مولانا محمد مہدی حسن صاحب وکیل ہائی کورٹ

تاریخ خوشی شہادت نامہ

ھِیَ عَجِیبُ السَّوَانِحِ لَقَدْ وَقَعَتْ فِی کَرْبَلَاءَ

قطعہ تاریخ تالیف

چہ خوش گفتا علی انور بذکر سید الشہدا
عزیز حافظ قرآن و عالم باعمل دانا
کمالاتیکہ در ذات گرامی شان رقم کردم
بفکرے رفت چون ہوشم سروشے گفت در گوشم

الا یا ایہا السامع افضل دمعا و خذ نعما
جوان رہبر و ہادی و صاحب باطن و تقوی
خدا بخشید ویرا چون وراثت از اب و آبا
سن تالیف از تاریخ آل احمدی بنما
١٣٢٢ هـ

تاریخ طبع

بسال طبع گفتا هاتفے با عاجز محزون
هزار و سه صد و ده از سنین هجرت والا

چو یکصد چار ده را حذف کرده قد شمار آری
ز مصراع دهم تاریخ اعدادے شود پیدا

از حسن نتائج افکار طبع عالی تاجدار کشور بلند خیالی ترقی بادهٔ سخنوری چشم و چراغ دودمان هنرپروری جناب مولانا محمد تاج الدین صاحب متخلص به جذب منصف فتحپور ضلع باره بنکی

عجب نه سنگ جفا در رهِ شهی که به پیش
ندید چشم فلک طینی پسین خوبی
بلای عشق بگر سر ز تن جدا خواهد
نه در بهشت توان یافت هیچ مشروبی
ور هست تاج شفاعت بروز بیم امید
سوای اسم شریفش نیافت سرکوبی
غلام شاه علی انورِ حسینی ام
برای فائده ترتیب داد مکتوبی

ز دیده فرش و ز مژگان سزاست جاروبی
وگرنه پیش یدا قند یزیدیان چه بدند
که فرق فرق عنه طالبی ز مطلوبی
نیافت دولت این نعمت از عنایت حق
کهی که نیست خلاصی هیچ مرهوبی
کسی که بندهٔ او نیست نیست مقبولی
که تخت و مهر ندارد چو او شهی خوبی
از انکه راست بیانی هست هست مطبوعی

نخواست شیوهٔ حلمش ز بونی اعدا
ببین چه رفت به فرعونیان ز یک چوبی
حریف ذائقهٔ شربت شهادت عشق
نگر گرفت رهٔ عدن سبنے محبوبی
و گر هست سطوت خاصی که دیو و شکر او
هر آنکه خواجه جزا و حجت هست منکوبی
بضبط حال شه خافقین امام حسین
وز انکه صاف زبانی هست هست مرغوبی

بسال طبع حسن جذب بر زبان آورد
حدیث واقعهٔ کربلا دل آشوبی

ایضاً

آن علی انور جناب علم و فضیلت مآب
فقر کله فخر جاه خضر جوان طلعت است
پیرو شرع نبی وارث ارث علی
از نسب اطهر او هم علوی نسبت است
بر روشِ تابعین ساخته آئین و دین
از الم و از جفا آن بجهان شهرت است
آن طبع ممدوح خواست تا شود ش ضبط را
سر ولایت نوشت کاینه سیرت است
نور چند مصطفی اخون نبی مرتضی

حافظ ام الکتاب کش ز علی دولت است
در ره او سالها عقل زند بالها
ابن ولی خود ولی کامل فن مکنت است
عاشق جانانه او هر دو مردانه او
آن به حقیقت رهین کز حنفی ملت است
لیک حکایت کنند آن همه مختلف
واقعه کان ثابت از دو اسطر صحت است
آنکه شهادت چیست لعنش از آن کیست
وآن چهار ابهایک یک از این ذکر است

سالک طی کرده راه مرد قلندر نگاه
درک کند مالها کان همگی حیرت است
سید پاکیزه خو صالح فرخنده رو
مرشد فرزانه اد شیخ اولی الدعوت است
انچه که از اشقیا رفت بر آل عبا
کرد فزونی در و ماده علت است
کنه حقیقت نوشت مز نبوت نوشت
وانکه شهید از چه نیست انچه از آن حکمت است
با سنین این عطا کرد رجوعی درست

زانکه ز محبوب حق وصف خصوصیت
تا ورق انتخاب طبع شد مستجاب

سم چو حسین ابن دهند آتش بلای ولاست
سال و عدد را حساب طاعده فکرت ست
گفت ملک اصل او ماده عبرت ست

حلق حسین ار زنند ناشته عذب ست
جذب که بود آیت فاعتبروا این سواد

ایضاً

این شهادت نامه را در ذات پاک
نی که مرد او را به صوف و جامه گیر
جذب را ایما که بهر سال طبع

جوهری مطبوع طبع عامه گیر
کرد تالیفش علی انور شهی
نظم را کار از طرازِ خامه گیر
این ز تاریخ شهادت نامه گیر

مرد را قوتی یوسف دل بنه
کش بدین و معرفت علامه گیر
خون ابن مصطفی سنه جرم بود

ایضاً

عشق هنر آزمای خاصه به مردان دل
آنکه لگد بر زند کام سرانجام را
در دگر انامه را گوهر قدری ست خاص
سهل نه بتوان نهاد در ره دل گام را
طائر قدس آشیان در هوس گلفتش
یعنی حسین علو آن شه تمقام را
این رقم مستطاب سانحه روشنگر ست
ذوق حلاوت دهد بر دهن و کام را
شاهد رعناست این دلبر زیباست این
بین که چه پیرایه ایست ماه فلک بام را
طبع نشد زیب و نامه بود زیب طبع

پیش چو چوگان نهد گردش ایام را
بارگه حسن و ناز مجلس خودکامی ست
زان نبود بهره کش حوصله عام را
شربت کرب و بلا حصه آن تشنه بود
خوش بکند آرزو صد قفس و دام را
خون به ستم ریختند در هوس جاه و مال
چون خط خورشید کو صبح کند شام را
شاه علی انور ست کز قلمش این سواد
حسن تجلی شناست این مردمک عام را
رنگی و تابی که بود جمله بدان سان نبود
حاجت مشاطه چیست دلبر گل اندام را
مصرعتین از شمار خاص بکند عام را

گردش ایام عشق سهل ببازد چو گوی
بار نداد جز عاشق ناکام را
سالک این جاده را کار ز جان بازی ست
تازگی کوثر ست کز خدوش وام را
روح و روان رسول قرة عین بتول
قبله دین ساختند ملک ری و شام را
نسخه که خواندش شوق دل افزون شود
ریخت به خاک که بر رو زهره و بهرام را
حسن خداداد او زانکه خوش سادگی ست
هیچ ز مینا خرد باده گلفام را
مخرج تاریخ طبع آمده بیت پسین

[illegible]

تاریخ تالیف ریختۂ قلم بلاغت رقم سرآمد سخنوران نامی قافلہ سالار دقیقہ سنجان گرامی نبض شناس خامۂ کامل الافادہ جناب مولوی حکیم حبیب علی صاحب متخلص بہ حبیب کاکوری وکیل منصفی اٹاوہ

پور ابن حنیف پاک گہر
علم او علم حق بلا توجیہ
ذکر او ذکر کلمۂ توحید
چون سمے معرفت بجام زند
فیض بخشش در جہان مشہور
علم تاریخ راست سرمایہ
کرد تالیف چون عجیب و غریب
تا حبیب ذلیل سنے مقدار

[illegible] ۱۳۰۹

نور چشم علی علی انور
صورتش نور سیرتش انور
خلق او سر بسر کلام مجید
از در فیض او گہی طالب
ہمہ جا میرسد چہ قرب چہ دور
خوش کتابے پئے سعادت خلق
شاہ علوی نسب شریف و نجیب
بعد پئے کردن یزید پلید

[illegible] ۱۳۰۹

حافظ و صوفی و فصیح و فقیہ
بصفاتش رسد چہ جن و بشر
قدسیان از صلاے عام زند
نرود نامراد و نے خائب
در ہمہ علم دار داو پایہ
در شہادت پئے افادت خلق
فکر او گشت فکر لیل و نہار
بہر تاریخ آن کتاب مجید

مصرعی گفت فقرۂ اطیب
واقعات شہادت طیب
۱۳۰۹

ایضاً تاریخ طبع

ہست آفتاب مطلع دوران علم و فضل
عالم چنانکہ ہر عملش علم راضیا
در فقہ مفتیی بسر بزم اجتہاد
انوار ظاہرش ہمہ تفسیر والضحیٰ
ترتیب داد از دل پرخون بصد ادب
در جیب لفظ ریختہ صد نالہ و بکا

حافظ علی انور آئینۂ صفا
صوفی کہ چشم ہمت او مہر معرفت
در زہد مرشدے بادب گاہ اولیا
ذکر و بیان او ہمہ بی کذب با ثبات
این نسخہ در شہادت سبطین مصطفیٰ
از بہر سال طبع زدر دل ای حبیب

عالم چنان کہ گشت از و علم مفتخر
عارف کہ طبع نظرش ترک ماسوا
والشمس صبح صادق لمعات باطنش
حال و مقال او ہمہ با صدق بی ریا
در سینہ حروف نہان کرد صد فغان
گو واقعات صفدر میدان کربلا
۱۳۱۰

ایضاً تاریخ تالیف حواشی شہادت نامہ

حافظ صاحب نے حالت ہر ایک
تحقیق سے سچی سچی لکھی
جو کچھ لکھا وہ ٹھیک لکھا

دیکھو یہ کتاب کیسی لکھی
کیا متن میں اور حاشیہ پر
ہر بحث میں بات پکی لکھی

ہر قول کے راویوں کی حالت
تقریر ثقات ہی کی لکھی
تاریخ کہی حبیب نے یون

تحقیق سند است اچھی لکھی
سنہ ۱۳۱۰ھ

تاریخ طبع نتیجہ طبع رزین فکر معنی آفرین صدر آرای ایوان تحقیق اورنگ نشین بارگاہِ تدقیق صاحب فرمایش طبع این کتاب جناب منشی فدا حسین احسن ابقاہ فی الدارین

وہ چہ خوش حافظ علی انور شید	نقش تحقیق قتالِ کربلا	ہم صفا ہیم روایت زد رقم
ہم معنا بینِ بدایت کرد ادا	ضبط فرمود انچہ با تصحیح بود	لیک ننوشت از غلط یک حرف را
ذاتش آمد واقفِ نورِ قدم	وصفش آمد کاشفِ سرِ خدا	بل مسمّی انور آمد ہمچو اسم
پس چرا نبود ز نورش نور ہا	نورِ مہر افروز روے انورش	شمع نورا فزاے بزم اولیا

مصرع سالش بر آمد از الہم | آہ نقش واقعاتِ کربلا ۱۳۰۴

تاریخ تالیف چکیدہ کلکِ جواہر سلکِ چمن طراز بہارستان سخنوری آبیار بوستان معنی پروری بلیغ البیان فصیح اللسان آئینہ صورت نمای راہی صاحب مولوی محمد قاسم صاحب

چو دیدم نسخہ پر در دو رنگین	طپیدم سینہ مجروح گفتم	بدریاے الم صد غوطہ خوردم
گہرہاے سرشک خون لسفتم	بیانِ صادق و دلکش بدین رنگ	ندیدم در کتابے بے شنفتم
بیفشردم ز ادراکِ مصائب	خیالِ وصلِ حق کردم شگفتم	برنگِ بلبلم چون دل فدا شد
	گلستانِ شہادت سال گفتم ۱۳۰۵	

قطعات تاریخ از مورخ بی عدیل سخن سنجِ عدیم البدیل شیرازہ بندِ فرہنگِ نقشِ بدیع و طرز نوی مولوی شریف الدین صاحب کاکوری

مرحبا ای واقفِ اسرارِ ذاتِ کربلا	ہادیِ راہِ طریقت عارفان را مقتدا	ای زہی تصنیف لاثانی بحالِ آلِ پاک
معرکہ آرای ماتم شد بذکرِ کربلا	در غمِ آلِ عبا تاریخ طبع او شریف	گفت از روی بکا ذکرِ شہیدِ بی نوا ۱۳۰۴

ایضاً دیگر

چو کلکِ گہر سنج تلبِ خدا	رقم کرد حالِ شہِ کربلا
سرِ ہوش در باختہ سالِ طبع	بگفتیم تاریخ آلِ عبا

از نغمہ سرائی بلبلِ شاخسار شیوا زبانی طوطی شکرستانِ شیرین بیانی صاحب فکر سلیم و طبع فہیم مولوی محمد عصیم الدین صاحب عصیم

جناب پیر و مرشد مہر کمال انور	اے کہ سیمای باکشفش ہست تابع مصطفیٰ

جزاک صد شہادت نامۂ آل نبی گفتہ — کہ بہر فقرہ اش از جوش دل برخاست واویلا
چو جستم سال طبع از صمیم از ملہم غیبی — بر ویم شد کشادہ باب تحسین سید الشہدا

ریختۂ خامۂ سحر آہنگ جلی بند شاہد دانش و فرہنگ وحید فن فرید زمن عیار نقد معانی را محک مولوی محمد فرید علی صاحب متخلص بہ فلک

شاہ دین پرور علی انور نے کیا اچھا لکھا — کربلائے واقعہ شبیر عالیجاہ کا
بے سر الہام ہی تاریخ تالیف ای فلک — کیا شہادت نامہ ہی سبط رسول اللہ کا ۱۳۰۵ھ

ایضاً تاریخ طبع

حسنین کا احوال رقم کرکے بہ تصریح — حضرت علی انور نے جور و کا خامہ
کیا طبع کی تاریخ فلک نے یہ لکھی — لو امتیو چھپا شہادت نامہ

از مشاطگی غازہ کش رخسار لیلای زیبا بیانی چہرہ آرای سلمای آتش زبانی شاعر نکتہ پرور ماہر سخن گستر منشی محمد ہاشم صاحب افسر

جناب علی انور شاہ دین — چو این در مکنون بہ غمنامہ سفت
بتاریخ طبعش بہ افسر سروش — زہی واقعات شہادت بگفت

ایضاً دیگر

در پنج و سیزدہ صد سنوات ہجریہ — حالات با صفات شہیدان کربلا — از کلک حضرت علی انور رقم شدند
با جملہ واردات شہیدان کربلا — افسر بفکر بود نگارد چہ یادگار — اندر نوشتجات شہیدان کربلا

القا شدہ ز قلب بنی طرز سال طبع — دلسوز واقعات شہیدان کربلا

تاریخ طبع چکیدۂ خامۂ ناظم جواہر گرانمایۂ بلاغت معنوی و فصاحت صوری طلیق اللسان ذلیق البیان مولانا ابو الخیر حافظ محمد جان بحری آبادی غازیپوری

صد شکر خدای لم یزل را — کاین نسخہ چو لاجواب شد طبع — حافظ علی انورش رقم زد
پُر نور چو آفتاب شد طبع — از حسن سواد و خط روشن — چون سلک گہر خوش آب شد طبع

[illegible] مصرع سال گفت ابو الخیر — این نقش کتاب ناب شد طبع

تاریخِ طبع از طبعِ نابلدِ جادهٔ سخن شناسی بندهٔ آسی محمد عبد العلی مدراسی تجاوز عن جرائمہ ربہ الآسی

کرد حافظ علی انور روشن
کرد تحریر شهادت نامه
وان صداقت که نوشتند ثقات
کرد هر هفت بلاغت نامه
قاریان راست از و خطِ امان
بخطِ عفو انابت نامه
والیِ ملکِ کرامت که از و
زد رقم طرفه ارادت نامه
کرد تحریر ز خونابهٔ دل
وز هُدی کرد عنایت نامه
از پیٔ مجلسِ ذکرِ شهدا
مومنان راست بشارت نامه
هم ز احوالِ امامِ شهدا
گوی آن زآنکه شجاعت نامه
بر فیقانِ منافق نا زم
خالی از دین و دیانت نامه
طلبیدند بنی فاطمه را
آه با قصدِ بغاوت نامه
شمهٔ زان اگر آرم برقم
با همه حسنِ صناعت نامه

خوش سوادی ز سیادت نامه
آن شهادت که بران شام و پگاه
با سانیدِ روایت نامه
حرزِ بازوے غمِ جاوید ست
سامعان راست شفاعت نامه
یا که از عرش برِ اهلِ دعا
سر زد اسرارِ ولایت نامه
از چراغ رهِ دین دوده گرفت
بر جگر پارهٔ نیاحت نامه
هم بتصحیحِ روایت بنوشت
بسندِ داد اجازت نامه
ذکرِ پاکِ حسنین ست دران
بایدش گفت امامت نامه
حیف صد حیف که از کوفه رسید
که نوشتند رفاقت نامه
اشقیا سوے حسین ابن علی
بهرِ تحریرِ خلافت نامه
شامیان نیز نوشتند افسوس
شود این چاپ قیامت نامه
یک قلم آمده مطبوعِ طباع

یعنی از خونِ جگر جاے مداد
شفق آورده صداقت نامه
گوئیا ما شطهٔ ذهنِ بلیغ
نقشِ این تازه ملالت نامه
یا که در دستِ گنهگاران ست
ملک آورده اجابت نامه
بهرِ ارشادِ ارادتمندان
تا رقم کرد هدایت نامه
از تقی داد بهر یک توقیع
هم بتنقیحِ درایت نامه
منکران را بود این نسخه وعید
زین دو حسن ست کرامت نامه
حالِ رزمِ شهدا گر شنوی
بگلِ باغِ رسالت نامه
لیکن او بوده پر از بیدینی
کرده ارسال شقاوت نامه
کوفیان داده بدستِ قاصد
از رهِ شومی و شامت نامه
الغرض نامور و نامی شد
طبعِ این تازه شهادت نامه

زد رقم مصرعِ سالش آسی
طبع شد عمده شهادت نامه
۱۳۰۲

وجه مهر و دستخط

واسطے سند اس امر کے کہ یہ کتاب مطبع اصح المطابع محمود نگر لکھنؤ میں چھپی ہی مہر و دستخط مالک مطبع کے خاتمہ کتاب پر ثبت کیے گئے

